اِسلامی بینکنگ اور فقہ و قانون کے ماہرین و طلباء کے لئے نایاب ذخیرہ
تجارتی قواعد پر مشتمل "فقہ حنفی" کے مستند مسائل کا مجموعہ، سلطنتِ عثمانیہ کا قانونی دیوان

مَجَلَّةُ الاَحْکَامِ العَدلِیّة

The Ottoman Courts Manual (Hanafi)

اِسلامی بینکاری اور تجارتی قوانین

ترجمہ و تحقیق:
فضیلۃ الاُستاذ
مفتی اعجاز احمد حفظہ اللہ
(ایم۔ اے / بی۔ ایڈ / فاضل علوم اسلامی)

زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ، لاہور

اسلامی بینکنگ اور فقہ وقانون کے ماہرین وطلباء کے لیے نایاب ذخیرہ

تجارتی قواعد پر مشتمل ''فقہ حنفی'' کے مستند مسائل کا مجموعہ، سلطنت عثمانیہ کا قانونی دیوان

مَجَلَّةُ الاَحْكَامِ الْعَدْلِيَّة

The Ottoman Courts Manual (Hanafi)

تجارتی قوانین اور اسلامی بینکاری

''ترجمہ وتحقیق''

فَضِيْلَةُ الأُسْتَاذ

مفتی اعجاز احمد حفظہ اللہ

زاویہ پبلیشرز، لاهور

﴿طباعتی تفصیلات﴾

کتاب : " مَجَلَّةُ الاَحْكَامِ العَدْلِيَّة "

اُردو ترجمہ : **تجارتی قوانین اور اسلامی بینکاری**

تالیف : سلطنت عثمانیہ کے ماہرین فقہ وقانون (خصوصی کمیٹی برائے تدوین مجلّہ)

ترجمہ وتحقیق : فَضِيْلَةُ الاُسْتَاذ مفتی اعجاز احمد مدظلہ العالی (ایم۔اے/ بی۔ایڈ/ فاضل عربی، فاضل علوم اسلامی)

حسن خیال : فقیہ العصر مفتی صدیق ہزاروی، لاہور/ مفتی حنیف خان رضوی، انڈیا

تصحیح : علامہ شرجیل احمد خان (ایم۔اے/ ایم۔ایڈ)

حسن اہتمام : محترم نجابت علی تارڑ (بانی: زاویہ پبلی شرز، لاہور، پاکستان)

سن اشاعت : جنوری ۲۰۱۶ء/ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ

صفحات : 528

تعداد :

قیمت :

ناشر

زاویہ پبلیشرز

لاہور، پاکستان

گفتارِ نجابت

اللہ تعالی کا بہت شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں دین اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عنایت فرمائی جس کی بدولت ہمارے یہاں آج تک لاتعداد دینی کتابوں کی شاندار طباعت کا فریضہ سرانجام دیا جا چکا ہے اور ہم آئندہ بھی پُرعزم ہیں کہ اس کارِ خیر کو جاری رکھیں گے اور اُمت مسلمہ کی رہنمائی کے لیے بہتر سے بہتر شہ پاروں کو منتخب کر کے منصۂ شہود وطباعت پر لائیں گے۔

''زاویہ پبلی شرز، لاہور'' علم وآگہی کا ایک ممتاز دینی واشاعتی ادارہ ہے جو اپنی بساطت کے مطابق فروغ علم کے لیے شبانہ روز مصروف عمل ہے، اس کی ترجیح عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق دینی اور علمی نقوش کو دیدہ زیب انداز سے مزین کر کے پیش کرنا ہے تا کہ علم وعوام کے مابین استفادہ کا فاصلہ قدرے سمٹ سکے، اسی جذبے کے تحت اب تک سینکڑوں نقوشِ محبت طباعتی سانچوں میں ڈھل کر قارئین واہل علم حضرات سے دادِ تحسین پا چکے ہیں۔

کتاب ہذا اپنی نوعیت کا ایک بہترین وجامع شاہکار ہے جسے تاریخ اسلام کی طویل ترین حکومت کرنے والی ''سلطنت عثمانیہ'' نے ایک جلیل القدر علمی کمیٹی کی سربراہی میں مدوّن کرایا اور پھر اکابرین علم وفضل کے ذریعہ سے اس کی تنقیح وتبویب کروائی جس کے بعد اس مختصر مجموعہ میں شامل ہر ہر مسئلہ نہایت عرق ریزی سے اپنے مراحل طے کرتا ہوا بالآخر بادشاہی منظوری کے بعد پوری دنیا کے قریباً تین براعظموں کی اسلامی عدالتوں کے لیے نافذ العمل ہوا اور یوں برطانوی مسائل تجارت اور قوانین کی مشکلات سے عدالتوں کو خلاصی ملی اور عوام الناس کو بھی اسلامی تجارت کے اصول وضوابط باآسانی میسر آئے۔

یہ مجموعہ اپنے زمانے سے لے کر آج تک اہل علم وقانون سے دادِ تحسین پا رہا ہے، اسی لئے آج بھی ہمارے ملک پاکستان کی یونیورسٹیوں، جامعات اور اسلامی بینکاری کے حوالے سے قائم شدہ معاشی وتجارتی اداروں کے نصاب میں اس کا کلیدی کردار ہے، عصر حاضر کی بینکاری کے اہم اصول وقوانین اسی چشمہ علم سے سیراب ہیں، لہٰذا ایسے میں ہمارے ادارے نے اس کے اُردو ترجمہ کو دیدہ زیب انداز میں شائع کرنے کا عزم کیا ہے۔

علم وتحقیق کے شعبہ سے وابستہ شہر کراچی کے **معروف محقق "مفتی اعجاز احمد"** مدظلہ نے اس کا نہایت عرق ریزی سے ترجمہ کیا ہے جس میں عصر حاضر کے علمی تقاضوں کو بروئے کار لاتے ہوئے عربی کتاب کے ترجمہ کو ماہرین فقہ وقانون اوراعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کے لیے نہایت سہل کر دیا ہے، اسی لیے یہ ترجمہ جلیل القدر اہل علم کے یہاں بھی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے، لہٰذا ہمارا ادارہ اسے اپنے یہاں سے شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری کاوش کو قبول فرمائے اور اس کے مترجم اور ناشر کو دارین کی برکتوں سے فیض یاب فرمائے۔ آمین

نجابت علی تارڑ

(زاویہ پبلی شرز، لاہور، پاکستان)
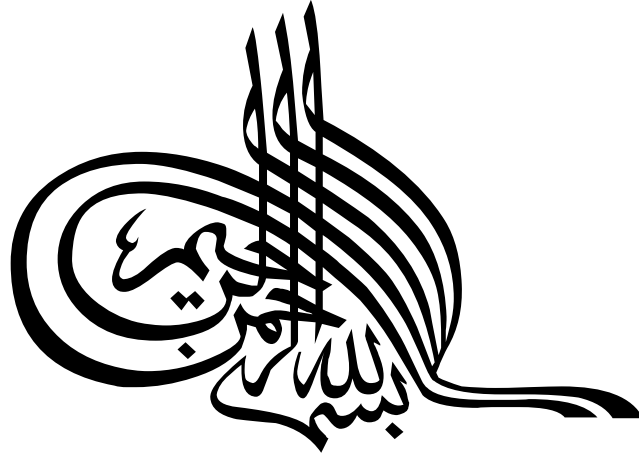
''شَرفِ اِنْتسَاب''

سراج اُمت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اُن تمام ہی

اَساتذہ وشیوخ کے نام

جن کی بدولت علم کا خزانہ، عجم کے اِس لعل بدخشاں تک پہنچا
اور یوں اُمت مسلمہ کو فقہ حنفی بلکہ فقہ اربعہ کی نعمتیں ملیں

اعجاز

at_786@hotmail.com

0092.321.2166548

فہرس

تقریظ جلیل

استاذ الفقہاء، **مفتی محمد صدیق ہزاروی** سعیدی ازہری
سابق ممبر: اسلامی نظریاتی کونسل، اسلامی جمہوریہ پاکستان
سابق شیخ الحدیث: جامعہ نظامیہ، لاہور/ شیخ الحدیث: جامعہ ہجویریہ، سیّدنا داتا گنج بخش علیہ الرحمہ، لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کوئی بھی معاشرہ، خواہ وہ اسلامی معاشرہ ہو یا غیر اسلامی، معاشرتی بگاڑ سے محفوظ رہنے اور عدل وانصاف کے قیام کے لیے قانون سازی کرتا اور اس پر معاشرے کے تمام افراد کو متفق ومتحد کرنے کی سعی کرتا ہے۔

اسلامی قوانین کی خوبی یہ ہے کہ ان کی پشت پر وحی الٰہی یعنی قرآن وسنت کا ہاتھ ہے یہ قوانین منصوص علیہا ہوں یا اجماع وقیاس کی شکل میں ہوں، فطرت کے مطابق ہیں کیونکہ ان کی اساس خالق کائنات کی منشاء کے مطابق اور ان کے لیے اجتہاد و تقوی اور قرآن وسنت کے کامل فہم کا مرہون منت ہے، جس میں دنیوی اعراض کا عمل دخل نہیں ہے، اسلامی قوانین کے سلسلے میں بنیادی اصطلاحات اور فقہی جزئیات کے حوالے سے بے شمار دستاویزات منصۂ شہود پر آئیں، جو قدیم دور علماء اور مذہبی سکالرز کی کاوشوں پر مبنی ہیں نیز متاخرین علماء نے بھی بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر اپنا دینی اور ملّی فریضہ سرانجام دیا۔

"مَجَلَّۃُ الاحکام العَدْلِیَّۃ" جو تیرہویں صدی ہجری کے نصف آخر میں ترتیب دیا گیا اور یہ مجلّہ تین بنیادی امور، مناکحات، معاملات اور عقوبات، میں سے معاملات کے بارے میں عدالتوں کی رہنمائی کرتا ہے، اس اعتبار سے یہ ایک مفید و جامع دستاویز ہے، جو نہ صرف جج صاحبان بلکہ وکلاء، قانون کے طلباء اور دینی مدارس کے اساتذہ وطلباء کے ساتھ ساتھ ہر اس شخص کے لیے مفید ہے جو اسلامی فقہ وقوانین سے دلچسپی رکھتا ہے۔

فاضل جلیل ''علامہ مفتی ابو محمد اعجاز احمد سلمہ اللہ تعالیٰ'' نے اس مفید و علمی کتاب کا مستند ترجمہ اس انداز میں کیا ہے کہ اصل کتاب کا سا گمان ہوتا ہے اور یہی خوبی ہوتی ہے جب ایسی عربی کتاب کو دوسری زبان میں منتقل کرتے وقت مصنف کے مقصود و مراد کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔

راقم کے خیال میں یہ ترجمہ نہایت عمدہ اور مفید ہے، اس کی طباعت و اشاعت کے لئے زاویہ پبلیشرز، لاہور کے تمام ہی ارباب بست و کشاد نہایت مبارک باد کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ دین اسلام کے لیے ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔

راقم کی دیانتدارانہ رائے یہ بھی ہے کہ اس مجلّہ سے استفادہ کے لیے دینی مدارس کی تنظیمات کو بھی ترغیب دی جائے تا کہ تمام مکاتب فکر کے مدارس میں اس کا مطالعہ عام ہو اور مدارس دینیہ کے اساتذہ اور سینئر طلباء اس سے مستفید ہوں۔

اللہ تعالیٰ مجلّہ ''الاحکام العدلیہ'' کے مترجم کو مزید علمی برکات سے بہرہ ورفرمائے نیز معاونت و اشاعت کرنے والے دیگر رفقاء سمیت اس عظیم الشان کاوش پر اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

علیہ التحیۃ والتسلیم

محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری

۱۰، صفر المظفر ۱۴۳۲ھ

۱۵، جنوری، ۲۰۱۱ء

تقریظ جلیل

اُستاذ الاساتذہ، **مفتی محمد اسماعیل ضیائی**

شیخ الحدیث: مرکزی دارالعلوم امجدیہ، کراچی، پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الکَرِیْمِ

''مجلۃ الاحکام العدلیہ'' فقہ حنفی کی ایک جامع ومفید کتاب ہے جو بلاشبہ سلطنت عثمانیہ کا ایک انمول علمی تحفہ ہے، یہ مجلّہ عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے فقط عربی داں افراد کیلئے ہی قابل استفادہ تھا لیکن ہمارے ملک پاکستان میں چونکہ اردو زبان رائج ہے اس لئے وقت کی ضرورت تھی کہ اس کا سلیس اردو ترجمہ کیا جائے تاکہ دیگر افراد بھی اس ذخیرۂ علمی سے مستفید ہوسکیں۔

اس ضرورت کوملحوظ رکھتے ہوئے فاضل موصوف علامہ مفتی ابومحمد اعجاز احمد سلمہ الباری نے بہت محنت سے مذکورہ کتاب کا نہایت شاندار ترجمہ کیا ہے جو کہ اہل علم افراد کے لیے نہایت معاون ومفید ہے اور موصوف کی صلاحیت کا بیّن ثبوت ہے۔

یہ ترجمہ اپنی انفرادیت کی بناپر واقعی اس قابل تھا کہ اسے کسی مستند علمی ادارے سے شائع کیا جاتا، زاویہ پبلیشرز، لاہور کا شائع کرنا نہایت قابل ستائش ہے، میں اس اقدام پر ادارے کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالی موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اہل علم کو اس کی برکات سے نوازے۔ آمین

محمد اسماعیل ضیائی غفرلہ

۲۲ صفر المظفر ۱۴۳۲ھ، ۲۷ جنوری، ۲۰۱۱ء

تقریظ جلیل

شیخ الحدیث، مفتی محمد حنیف خان رضوی
صدر مدرس: جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف، انڈیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حدیث شریف سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
سچ بولنے والا امانت دار تاجر کل قیامت میں انبیائے کرام، صدیقین عظام اور شہدائے اسلام کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی شریف)

اس حدیث کی روشنی میں واضح ہوا کہ شریعت اسلامیہ نے مسلمانوں کو جس طرح عبادات کا حکم دیا اور اس کی اہمیت سے روشناس کرایا اسی طرح معاملات کی درستگی اور اس میں راستی وسچائی کو اپنانے کی بھی تلقین فرمائی ہے، مگر یہ اسی وقت ممکن ہے جب آدمی کو علم ہو کہ مجھے عبادات ومعاملات میں کن چیزوں پر عمل پیرا ہونا ہے اور کن چیزوں سے دور رہنا ہے، عصر حاضر میں دین سے بے رغبتی اور دینی ودنیوی اُمور میں بے باکانہ انہماک کتنا زیادہ ہوتا جارہا ہے یہ بتانے کی ضرورت نہیں، ایسے ماحول میں ضروری ہے کہ ہم اپنی عبادات کو درست کرنے کے لیے ان عبادات سے متعلق دینی مسائل سیکھیں، اسی طرح یہ بھی لازم ہے کہ ہم اپنے معاملات کو صحیح طریقے پر انجام دینے کے لیے ان کی شرعی نقطہ نگاہ سے معلومات حاصل کریں۔

اس سلسلہ میں ہمارے علمائے کرام، مفتیان اسلام اور فقہائے عظام نے انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح کی کوششوں سے اُمت مسلمہ کے لیے بہت کچھ ذخیرہ فرمادیا ہے، زیر مطالعہ کتاب "مَجَلَّةُ الاحکام العَدلِیَة" اسی سلسلۃ الذھب کی ایک انمول کڑی ہے جسے ''سلطنت عثمانیہ'' نے اپنے دستور وقانون کے طور پر مرتب کرایا تھا، کتاب کے عناوین سے معلوم ہوتا ہے کہ اُصول تجارت اور اسلامی بینکاری کے عنوان پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے نیز اندازِ تصنیف بھی سہل ہے۔

یہ کتاب اولاً ترکی زبان میں تھی، پھر اس کو عربی زبان کے قالب میں ڈھالا گیا، ہندو پاک میں افادۂ عام کے لیے اس کو اُردو زبان میں منتقل کیا گیا ہے، اردو ترجمہ نگار، فاضل محترم، عزیز گرامی قدر **''حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز احمد صاحب''** زید مجدہ ہے، انہوں نے ترجمہ اس خوش اُسلوبی اور فصیح و بلیغ انداز میں کیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے یہ ترجمہ نہیں گویا اصل کتاب ہی اُردو زبان میں ہے۔

اُمید ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ ہمارے طلبہ اور خاص طور پر تخصص فی الفقہ والقانون کے طلبہ بھرپور استفادہ کریں گے، اللہ ربّ العزت جل جلالہ وعم نوالہ اس کتاب کو شرف قبولیت سے مشرف فرما کر مقبول اَنام اور مترجم زید مجدہ کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

آمِیْنَ بِجَاهِ النَّبِیِّ الکَرِیْم عَلَیْهِ التَّحِیَّةِ وَالتَّسْلِیْم

محمد حنیف خاں رضوی

خادم حدیث، جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

۲۹ر ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ بروز چہارشنبہ ۱۳را کتوبر ۲۰۱۵ء

تقریظ جلیل

مفتی سیّد صابر حسین

سابق مدرّس و مفتی، دار العلوم امجدیہ، کراچی

سینئر شریعہ کوآرڈینیٹر، برج بینک، کراچی، پاکستان

شریعہ ایڈوائزر، داؤد فیملی تکافل لمیٹڈ، پاکستان

شریعت کے جملہ معاملات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، اِعتقادات، عبادات اور معاملات۔ اِن میں سے ہر ایک کے بارے میں شرعی اَحکام الگ الگ ہیں، اِعتقادات کے بارے میں یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ اِس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جاسکتی، حالات و واقعات اور زمانے کی تبدیلی اِس پر اثر انداز نہیں ہوتے، جو عقائد قرآن و سنت اور اِجماعِ اُمت سے ثابت ہو چکے ہیں، اُنہیں بعینہ ہر زمانے میں تسلیم کرنا ضروری ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کی توحید، انبیائے کرام کی رسالت، رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کی ختم نبوت اور دین اسلام کی تکمیل پر ایمان اِعتقاد کا حصہ ہے، لہٰذا ہر زمانے میں یہ یہی رہیں گے اور اِن میں سے کسی ایک کا بھی انکار کلی یا جزوی قابلِ قبول نہیں ہوگا، گویا عقائد میں ''جیسا ہے ویسا کی بنیاد'' کا اُصول لاگو ہوتا ہے۔

جبکہ عبادات (نماز، روزہ اور حج وغیرہ) کے معاملات پر غور کیا جائے تو ہمیں اِن میں کئی جگہوں پر لچک نظر آتی ہے، مثلاً نماز ہی کو دیکھا جائے تو یہ اِسلام کی اہم ترین اور اوّلین عبادت ہے، جس کی ادائیگی کی انتہائی تاکید کی گئی ہے لیکن اِس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں، اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر ادائیگی کی قدرت نہیں رکھتا تو بیٹھنے کی اِجازت دے دی گئی، حالت سفر میں ہے تو قصر کی صورت میں اِختصار کی رخصت مل گئی اور حالت جنگ میں ہے، تو بیک وقت تمام لوگوں کو ادا کرنے کی بجائے دو گروہوں میں تقسیم ہو کر بآسانی ادا کرنے کی چھوٹ دے دی گئی، اسی طرح روزے میں بھی ہے کہ اِس کی فرضیت کی اہمیت کو واضح کرنے بعد کچھ اِستثنائی صورتوں کا بھی تذکرہ کر دیا گیا یعنی رعایت دے دی گئی۔

جہاں تک معاملات کا تعلق ہے، تو بہ نظر غائر دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِس میں سب سے زیادہ لچک اور وسعت ہے اور زمانے کی تبدیلی کے بالواسطہ و بلاواسطہ اس پر اثرات مرتب ہوتے ہیں، لہٰذا فقہائے کرام کا سب سے زیادہ اِختلاف ہمیں معاملات میں نظر آتا ہے، دراصل یہ اِختلاف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارک "اِخْتِلَافُ أُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ" کے مطابق فائدہ مند ہے، کیونکہ اِس کی وجہ سے لوگوں کے لئے شرعی اعتبار سے جائز اور قابلِ قبول راہیں کھلتی ہیں جو اُمت کے لئے کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

چونکہ مالیات بھی معاملات کا ایک اہم شعبہ ہے، لہٰذا اِس حوالے سے قرآن مجید، احادیث نبوی میں شرح و بسط کے ساتھ احکام بیان کردیئے گئے ہیں، جن کی روشنی میں فقہائے اُمت نے ایسے اُصول وضوابط مرتب کئے ہیں جو رہتی دنیا کے لوگوں کے لئے رہنمائی کا کام دیتے رہیں گے اور کسی بھی زمانے میں ہونے والے مالی معاملات کی حلت وحرمت کے بارے اِن مرتبہ اُصول وضوابط کی روشنی میں فیصلہ کیا جاتا رہے گا۔

یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے میں پیش آمدہ مالی مسائل کے شرعی حل کے لئے کتابیں تحریر کی گئیں تاکہ لوگ اُن کے مطابق جدید مسائل کو حل کرسکیں، اس حوالے سے سلطنت عثمانیہ کے زمانے میں ایک اہم پیش رفت سامنے آئی کہ اُس نے متبحر علمائے کرام اور فقہائے کرام سے فقہ معاملات کے مسائل کو یکجا کرایا اور پھر اسے اُس وقت کی ماتحت عدالتوں کے لئے نافذ العمل قرار دیا، اِس مجموعہ کو "مَجَلَّۃُ الْاَحْکَامِ الْعَدْلِیَۃ" کے نام سے موسوم کیا گیا۔

اِس کی خصوصیت یہ ہے کہ اِسے فقہی اُسلوب کے بجائے قانونی انداز میں مرتب کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ مفتیان کرام اور قانون دان افراد دونوں کے لئے یکساں مفید ہے۔

"مَجَلَّۃُ الْاَحْکَامِ الْعَدْلِیَۃ" چونکہ ترکی زبان میں تحریر کی گئی تھی، لہٰذا اِس کی اہمیت کے پیش نظر مختلف زبان میں نہ صرف ترجمہ کیا گیا بلکہ اِس کی شرح بھی تحریر کی گئی، جن میں محترم جناب محمد خالد الاتاسی کا ترجمہ اور شرح "شَرْحُ مَجَلَّۃِ الْاَحْکَامِ الْعَدْلِیَۃ" (جو کہ عربی زبان میں ہے) مقبولِ عام وخاص ہوئی، اُردو زبان میں اگرچہ مجلّہ کا ترجمہ کیا گیا تھا لیکن اُس میں ایک کمی یہ تھی کہ عام اُردو دان طبقہ اُسے سمجھنے میں دِقت محسوس کرتا ہے۔

لہٰذا اِس کمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے برادرم **''مفتی اعجاز احمد صاحب''** نے جدید اُسلوب پر مجلّہ کا ترجمہ کیا اور اُردو دان طبقے کی ایک بہت بڑی مشکل کو حل کر دیا، راقم الحروف نے چند مقامات سے اِس کا مطالعہ کیا ہے اور اِسے خوب پایا، اُمید ہے کہ یہ ترجمہ نہ صرف عام لوگوں کے لئے بلکہ فقہ مالیات کے طلباء و طالبات، علمائے کرام، وکلاء اور مفتیانِ عظام کے لئے بھی مفید ثابت ہوگا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں صمیم قلب سے دعا گو ہوں کہ وہ مترجم کی اِس کاوش کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرماتے ہوئے اِسے مقبولِ عام وخاص بنائے۔

آمین بجاہِ سیّد المرسلین

صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم

سیّد صابر حسین

کراچی، پاکستان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ العَلِیْمِ الخَبِیْرِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ البَشِیْرِ النَّذِیْرِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَئِمَّۃِ الھُدیٰ وَمَصَابِیْحِ الْحَیَاۃِ وَرَضِیَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَنْ اَئِمَّۃِ الْاِجْتِھَادِ وَمِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ صُحْباً وَتَابِعِیْنَ وَتَابِعِیْھِمْ بِاحْسَانٍ اِلَی یَوْمِ الدِّیْنِ .

اسلام کا نظام اپنی جامعیت کے اعتبار سے ایک عالمگیر اور کامیاب ترین نظام حیات ہے اس کی تمام ترجہات مکمل و کامل ہیں اسی لئے یہ اپنے ماننے والوں کو تمام شعبہ جات زندگی میں مفید و قابل عمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ خصوصیت صرف دین اسلام کا امتیاز ہے دیگر مذاہب وادیان اس سے عاری ہیں بلکہ ان کی مزعومہ وسعت کا دامن صرف ان کی عبادت گاہوں تک ہی محدود نظر آتا ہے اور بسا اوقات اُس مقام سے وابستہ لوگوں کو بھی حسرت و ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ دین اسلام مسجد و محراب سے لے کر میدان عمل و جہاد بلکہ ماں کی گود سے قبر کی آغوش تک ہر قدم پر اپنے پیروکاروں کو فلاح و ہدایت کی مکمل تعلیم فراہم کرتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ دین اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ترین دینِ متین ہے جیسا کہ قرآن مجید نے واضح انداز میں اس کی صراحت فرمادی ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الاِسْلَام

پھر اگر ہم بطریق تفہیم نظام اسلام کو چند اہم درجات میں تقسیم کریں تو مندرجہ ذیل عنوانات بطورِ خاص ہمارے سامنے عیاں ہوتے ہیں۔

(1) عبادات (2) معاملات (3) مناکحات (4) عقوبات

یہ مندرجہ بالا عنوانات دراصل اسلامی نظام کے اہم ترین اجزا ہیں اور ان پر اس نظام کی بلند و بالا عمارت استوار ہے، ان عنوانات میں سے ہر ایک اپنی جگہ نہایت اہمیت کا حامل ہے، اسی اہمیت کے پیش نظر ہر دور میں ائمہ اسلام نے ان کے بارے میں شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے جس کے نتیجے میں بے شمار علمی جواہر پارے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے ہیں، ان عنوانات میں

عبادات کے بعد اسلامی نظام زندگی میں معاملات کے شعبہ کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، اسی لئے آغازِ اسلام سے ہی عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات کے بارے میں بھی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا گیا، حضور اکرم ﷺ نے سُودی معاملات پر مشتمل نظام کے بارے میں تنبیہ فرماتے ہوئے ایک پاکیزہ اسلامی تجارتی نظام کے اصول وقوانین کو بیان فرمایا جس کی بے شمار مثالیں کتب حدیث وتاریخ کی زینت ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کے بابرکت زمانہ میں بتدریج اس کی اصلاحات ہوتی گئیں حتی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک مرتبہ علی الاعلان ارشاد فرمایا:

''جاؤ! پہلے تجارت کے احکام سیکھو اور پھر ہمارے بازاروں میں تجارت کے لئے آیا کرو۔''

اس طرح سے تجارتی معاملات پر توجہ ہوتی رہی پھر بعد کے ائمہ کرام نے ان معاملات کے حل کے لئے تالیف وتصنیف کا باقاعدہ آغاز کیا اور اس طرح سے یہ علم کتابی صورت میں اپنے موتی بکھیرنے لگا، ہر زمانے کے ائمہ اسلام وفقہائے ذیشان نے حسب استعداد معاملات کے بارے میں اپنی علمی لیاقت وقابلیت کی بنا پر تحقیق وتفہیم کے راستوں کو ہموار کیا اور اس بارے میں مسائل کو دلائل وبراہین سے مزین کیا نیز نئے درپیش مسائل کے حل کے لئے قواعد واُصول مہیا کئے۔

ہر چند کہ ائمہ سلف صالحین نے اپنی بساط کے مطابق اس بارے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا لیکن زمانہ کی تبدیلی بہرحال کئی اُمور میں اثر انداز ہوتی ہے اس لئے گردشِ زمانہ کی بناء پر تجارتی معاملات کی نوعیت میں وسعت ہوتی چلی گئی اور روز بروز نت نئے مسائل سامنے آتے گئے جن کے حل کے لئے ماقبل تحریر کردہ کتب فقہ میں کوئی واضح طریق موجود نہ تھا اور بالخصوص سلطنت عثمانیہ کے آخری دور میں جب تجارتی معاملات میں کثرت سے تبدیلی رونما ہوئی تو ضرورت درپیش ہوئی کہ ان تجارتی معاملات کے شرعی حل کی جانب توجہ کی جائے اور اس بارے میں کوئی جامع کام منظرِ عالم پر لایا جائے۔

اسی مقصد کے پیش نظر سلطنت عثمانیہ کے مستند ائمہ اسلام اور ماہرین فقہ وقانون پر ایک مشتمل کمیٹی کو تشکیل دیا گیا انہوں نے قریباً سات سال کی شبانہ روز محنت کے بعد ''مجلۃ الاحکام العدلیۃ'' کو تالیف کیا اور اس میں ان تمام امور کو پیش نظر رکھا گیا جن کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، تجارتی معاملات کے اُصول وقواعد کو فقہ حنفی کی مستند کتب سے اکٹھا کر کے حسن ترتیب سے سجایا پھر ان کے ماتحت مسائل فرعیہ کو ترتیب وار درج کیا اور ان کے ذیل میں اُس دور کے نظائر کو بطور تمثیل پیش کیا، مسائل کے بیان میں دلائل وبراہین کی طویل ترین ابحاث علمی سے صرف نظر کی تاکہ عام افراد بھی اس تالیف سے بھرپور مستفید ہوسکیں۔

اس طرح سے یہ تالیف اس زمانہ کے وسیع تجارتی معاملات کے لئے ایک مفید کتاب کے طور پر رونق افروز ہوئی جس سے متعلقہ افراد اپنی ضروریات کے مطابق بآسانی حل تلاش کر لیتے، اِس کی تالیف کا زمانہ 1286ھ سے 1293ھ ہے یعنی آج سے قریباً 143 سال قبل کا ہے، لیکن اب بھی اس کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا بلکہ جدید اسلامی بنکاری اور فقہی قوانین عدالت کے لئے آج بھی یہ ایک نایاب تحفہ ہے، اگر اسے درست طریق پر استعمال کیا جائے تو نئے مسائل کے شرعی حل کے لئے یہ تالیف بہت حد تک مفید ہے بلکہ ان شعبہ جات سے وابستہ مبتدی حضرات کے لئے یہ ایک معاون اور اہل علم کے لئے معدن کی حیثیت رکھتی ہے۔

کیونکہ تجارت سے متعلقہ مسائل کو جس طرح سے سلیس انداز میں بیان کیا گیا ہے دیگر کتب فقہ اس اسلوب سے عاری ہیں، پھر اس کے تمام مسائل مفتی بہ اقوال پر مشتمل ہونے کی وجہ سے قابل عمل ہیں نیز بے شمار اکابرین فقہاء اور علمائے اسلام نے اس کو حرفاً حرفاً پڑھ کر مہر تصدیق ثبت کی ہے جس سے اس کی ثقافت میں مزید پختگی پیدا ہوگئی ہے، ان خصوصیات کی بناء پر یہ کتاب اس بات کی حق دار ہے کہ اسے باقاعدہ عمومی نصاب میں بھی شامل کر کے پڑھایا جائے تاکہ سلطنت عثمانیہ کا یہ عظیم تحفہ گردش ایام سے محفوظ رہے اور اہل اسلام اس سے اپنے دامن علم میں موتی سمیٹتے رہیں، اگرچہ یہ کتاب گوہر نایاب ہے لیکن پتہ نہیں کیوں پھر بھی اس سے بے اعتنائی برتی گئی اور طلباء کی دسترس سے دور بلکہ لائبریریوں کی زینت بنا کر مخفی رکھا گیا اور اس سے شناسائی کا کوئی دروازہ بھی کھولا نہیں گیا۔

اگر آج تجارتی معاملات کے بارے میں نت نئی تحقیقات کرنے والے اس کتاب پر کام کریں اور جدید تقاضوں کے مطابق کام کر کے اسے بطور دلیل پیش کریں تو ان سے دوگنا فائدہ حاصل ہوگا، ایک تو سلف صالحین کی علمی محنت اجاگر ہو کر محفوظ ہو جائے گی اور دوسرا ان کا اپنا سر فخر سے بلند ہوگا۔

بہرحال ضرورت ہے کہ اعلیٰ سطح پر فائز علمی شخصیات اس کی جانب تھوڑی سی توجہ فرمائیں تاکہ اسے تشنگانِ علم کے لئے بطور فرحت و تسکین پیش کر کے علمی صداقت و دیانت کا مظاہرہ ہو سکے، اس کیلئے ''مجلۃ الاحکام العدلیہ'' کے عربی متن کو اصل ترکی مسودے سے تقابل کر کے باقاعدہ تحقیق و حواشی سے مزین کیا جانا اور اس کی طباعتی اغلاط کو دور کر کے بہترین انداز میں شائع کیا جانا بہت ضروری ہے۔ اب ہم ذیل میں ''مجلۃ الاحکام العدلیہ'' کے بارے میں مزید کچھ تفصیلی کلام پیش کر رہے ہیں۔

''مجلۃ الاحکام العدلیۃ کی شروحات''

مجلۃ الاحکام العدلیہ اپنی اہمیت افادیت کی بناء پر فقہ حنفی میں ایک اساسی و بنیادی کتاب کی حیثیت سے جگہ پا چکی ہے، اختلافی مسائل سے منزہ اور طویل تر ابحاث علمی و دلائل فقہی سے مبرا ہونے کی وجہ سے عوام وخواص ہر ایک کے لئے اس سے استفادہ کرنا نہایت آسان ہے۔ انہی وجوہات کے پیش نظر اس کی تالیف وتصنیف کے فوراً بعد سے ہی علمی وقانونی حلقوں میں اس کی پذیرائی ہوتی چلی گئی اور روز بروز اس کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا رہا لہٰذا اہل علم ودانش اس مختصر مگر جامع کتاب کے دقائق کو مزید تشریحی و تنقیحی مباحث سے مزین کرنے کے در پے ہوئے تاکہ اسے بنیاد بنا کر مزید نئے مسائل کے حل کے لئے تطبیق وتفہیم کی راہ ہموار ہو، اس مطلوب ومقصود کی غمازی کرتے ہوئے **''مجلۃ الاحکام العدلیہ''** کی مختلف زبانوں میں کچھ شروحات منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئیں، ہم ان کی مختصر تفصیل زیب قرطاس کرتے ہیں۔

(1) دُرَرُ الحُکّام شَرْح مَجَلَّةِ الأَحْکَام

تصنیف: شیخ علی حیدر آفندی

شیخ موصوف سلطنت عثمانیہ کے وزیر قانون اور محکمہ تمیز کے سرپرست اور شعبہ افتاء کے امین تھے، انہوں نے بہت عرصہ تک ''مدرسہ حقوق، آستانہ'' میں مجلۃ الاحکام العدلیہ کا باقاعدہ درس دیا تھا، مطبوعہ دررالحکام کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ شیخ موصوف مجلۃ الاحکام العدلیہ کے مرتبین ومؤلفین میں سے ایک تھے لیکن یہ بات دلائل وشواہد سے خالی ہے ہاں البتہ یہ ممکن ہے کہ انہوں نے مجلۃ الاحکام العدلیہ کی بابت اپنی تصدیق ثبت کی ہو شاید اسی کو مدار بنا کر مقدمہ میں انہیں مؤلفین کی فہرست میں شامل کردیا ہے۔

مؤلفین مجلۃ الاحکام کے اسماء گرامی کو ہم نے اسی کتاب میں الگ سے درج کردیا ہے، بہرحال شیخ موصوف نے اس اہم و جامع کتاب کی انتہائی نفیس اور علمی مباحث پر مشتمل وقیع شرح لکھی اور جن باتوں کے لئے شرح کی جاتی ہے آپ نے بڑے احسن واتم انداز میں اسے پورا کیا، اس طرح سے یہ شرح اپنے منفرد اسلوب وانداز کے پیش نظر مجلۃ الاحکام العدلیہ کی ایک بہترین شرح ہے۔

اس شرح کا پہلا ایڈیشن مطبعۃ العباسیہ نے 1925 میں شائع کیا جو کہ 10 اجزاء اور 5 جلدوں پر مشتمل تھا اور اس کے

بعد دیگر چند مطابع سے بھی اس کے مزید ایڈیشن شائع ہوئے، لیکن اس شرح کی زبان ترکی ہونے کی وجہ سے دیگر افراد کے لئے اس شرح سے استفادہ کرنا ممکن نہ تھا اس دشواری کو حل کرنے کے لئے دار عالم الکتب، ریاض نے محامی فہمی الحسینی سے اس کی مکمل ومستند تعریب کروا کے 4 ضخیم جلدوں میں شائع کیا، راقم الحروف کے پیش نظر مطبوعہ نسخہ پر سن طباعت 1423 بمطابق 2003 تحریر ہے اس کے کُل صفحات کی تعداد 2895 ہے اور غالباً یہی تعریب شدہ نسخہ ''دار الجیل، بیروت'' سے بھی طبع ہوا۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ ''درر الحکام'' کے نام سے ایک اور شرح بھی دستیاب ہے جس کی وجہ سے بسا اوقات شبہ ہو جاتا ہے۔ دوسری درر الحکام کا مکمل نام ''درر الحکام شرح غرر الاحکام'' ہے اور یہ قاضی محمد بن فراموز ملا خسرو 885ھ کی تصنیف ہے۔

(2) شَرْحُ مَجَلَّةِ الأَحْكَام العَدْلِيَّةِ

تصنیف : شیخ سلیم بن رستم بن الیاس بن طنوس باز لبنانی

[۱۲۷۵ھ۔۱۳۳۸ھ=۱۸۵۹ء۔۱۹۲۰ء]

یہ مجلۃ الاحکام کی اولین شروح میں سے ایک ہے اس کے شارح لبنان کے ایک مستند عالم دین تھے، عربی زبان میں مجلۃ الاحکام العدلیہ کی یہ سب سے پہلی جامع ومقبول عام شرح ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ہماری معلومات کے مطابق 12 سے زائد مختلف مطابع نے اسے شائع کیا ہے ان میں سے صرف دار الکتب العلمیہ کی جانب سے اسے تین مرتبہ شائع کیا گیا ہے، اس مکتبہ کا آخری ایڈیشن 2010-05-31 کو شائع ہوا ہے، جس میں کل صفحات کی تعداد 960 ہے اور یہ ایک ضخیم جلد پر مشتمل ہے اس سے قبل اسے دو الگ جلدوں میں شائع کیا گیا تھا۔ اسی طرح دار احیاء التراث العربی بیروت سے بھی اسے شائع کیا گیا ہے اس کا سب سے قدیم مطبوعہ ایڈیشن المطبعۃ الادبیۃ بیروت سے 1900ء میں شائع ہوا تھا۔ اس شرح کا اسلوب اختصار کا حامل ہے لیکن اہم اُمور سے صرفِ نظر نہیں کی گئی اس نوعیت سے یہ شرح مجلۃ الاحکام العدلیہ کی دیگر شروحات میں سے مختصر مگر جامع ترین شرح ہے۔

(3) شَرْحُ مَجَلَّةِ الأَحْكَام العَدْلِيَّةِ

تصنیف : شیخ مفتی محمد خالد عطاسی المعروف اتاسی، مفتی حمص

[۱۲۵۲ھ۔۱۳۲۶ھ=۱۸۳۴ء۔۱۹۰۸ء]

مجلۃ الاحکام العدلیہ کی تفصیلی شروحات میں سے ایک ہے اسے "حمص" کے مفتی اعظم شیخ محمد خالد العطاسی اور ان کے بیٹے محمد طاہر العطاسی نے تحریر کیا ہے، دونوں صاحبان بہت عرصہ تک حمص میں مفتی اعظم اور اسلامی عدالت کے جج کے عہدے پر فائز رہے، اولاً شیخ محمد خالد العطاسی نے اس کی تصنیف کا آغاز کیا اور ابتدائی قواعد یعنی مادۃ نمبر 1 تا 100 کو ترک کرتے ہوئے 101 سے شرح کا آغاز کیا ابھی یہ شرح 1728 تک ہی پہنچی تھی کہ شیخ موصوف وصال کر گئے۔

پھر ان کے بیٹے محمد طاہر العطاسی نے بقیہ شرح کی تکمیل کی یعنی 1729 سے دفعہ نمبر 1851 تک کی شرح لکھی اور پھر ابتدائی سو مادوں کی شرح بھی تحریر کی، شیخ موصوف کے والد گرامی کی تحریر شدہ شرح میں سے دفعہ نمبر 388 تا 397 تک کی شرح بھی ضائع ہو چکی تھی لہذا اسے بھی دوبارہ لکھا اور اس طرح یہ شرح پایۂ تکمیل کو پہنچی، یہ شرح متعدد مرتبہ مختلف مطابع سے شائع ہو چکی ہے، ہمارے پیش نظر جو مطبوعہ نسخہ ہے، اسے **مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ** نے شائع کیا ہے، سن طباعت تحریر نہیں ہے، 6 ضخیم جلدوں پر مشتمل اور 3181 صفحات پر محیط ہے، دورانِ ترجمہ مطالعہ میں رہی لیکن رطب و یابس سب کو شامل ہے اسی لئے متن کی تفہیم میں مبتدی حضرات کے لئے خاطر خواہ مفید نہیں البتہ محققین حضرات کے لیے قابل قدر ذخیرہ ہے۔

(4) شَرْحُ مَجَلَّةِ الأَحْكَام العَدْلِيَّةِ

تصنیف : شیخ استاد مفتی منیر القاضی

یہ شرح مجلۃ الاحکام العدلیہ کی سب سے تفصیلی شرح ہے، اس شرح کی زبان عربی ہے، اسے سب سے پہلے "مطبعۃ العانی" بغداد نے 1949ء میں اعلیٰ طرز پر شائع کیا، اس ایڈیشن کے مطابق جلدوں کی تعداد 14 تھی، اس طرح حجم و ضخامت کے لحاظ سے یہ دیگر تمام شروحات پر فوقیت رکھتی ہے، اس میں متن سے متعلقہ جمیع مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے، طوالت کے باعث عام افراد کے لئے اس سے استفادہ کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے اس کا ایک ہی مذکورہ ایڈیشن معلوم ہو سکا ہے، اب یہ شرح کمیاب ہے ہمیں تلاش و بسیار کے بعد انٹرنیٹ سے صرف متذکرہ بالا معلومات ہی مل سکیں، اس کا نسخہ دستیاب نہ ہو سکا۔

(5) شَرْحُ مَجَلَّةِ الأَحْكَام العَدْلِيَّةِ

تصنیف : شیخ محمد سعید مراد الغزی

یہ شرح مجلۃ الاحکام العدلیہ کی اولین عربی شروح میں سے ایک ہے، اسے سب سے پہلے مطبعۃ الحکومۃ السوریۃ نے 1920ء میں شائع کیا، اس کے کل صفحات کی تعداد بڑی تقطیع پر 391 ہے، یہ غالباً مجلّہ ہذا کا عربی حاشیہ ہے۔

(6) شَرْحُ مَجَلَّةِ الأَحْكَام العَدْلِيَّةِ

تصنیف : شیخ عاطف بک

یہ مجلۃ الاحکام العدلیہ کی ترکی زبان میں نفیس شرح ہے جسے شیخ عاطف بک نے تحریر کیا ہے، شیخ موصوف سلطنت عثمانیہ میں ممتاز عہدے پر فائز رہے، **درر الحکام شرح مجلة الاحکام** کے مقدمہ میں اس کا حوالہ موجود ہے۔

(7) شَرْحُ مَجَلَّةِ الأَحْكَام العَدْلِيَّةِ

تصنیف : شیخ رشید باشا

یہ شرح ترکی زبان میں لکھی گئی اس کے شارح سلطنت عثمانیہ میں محکمہ قانون سے وابستہ ایک مستند عالم دین تھے، اس شرح میں اختصار کوملحوظ رکھا گیا ہے۔ (مقدمہ درر الحکام، ایضاً)

(8) شَرْحُ مَجَلَّةِ الأَحْكَام العَدْلِيَّةِ

تصنیف : شیخ ضیاء الدین

یہ شرح ترکی زبان میں لکھی گئی اس کے شارح سلطنت عثمانیہ ایک مستند عالم دین تھے، اس شرح میں اختصار کوملحوظ رکھا گیا ہے۔ (مقدمہ مجلّہ، بسام عبدالوہاب الجابی)

(9) شَرْحُ مَجَلَّةِ الْأَحْكَام العَدْلِيَّةِ

تصنیف : شیخ محامی محمد سعید بن ابوالخیر المحاسنی

[۱۳۰۳ھ۔۱۳۷۴ھ=۱۸۸۶ء۔۱۹۵۴ء]

یہ شرح عربی زبان میں لکھی گئی اس کے شارح جامعہ دمشق میں عرصہ دراز تک مجلّہ ہٰذا کے استاد رہے،اس شرح کے متعدد ایڈیشن دمشق سے شائع ہو چکے ہیں۔(مقدمہ مجلّہ، بسام عبدالوہاب الجابی)

(10) شَرْحُ مَجَلَّةِ الْأَحْكَام العَدْلِيَّةِ

تصنیف : شیخ جودت پاشا

[۱۲۳۷ھ۔۱۳۱۲ھ=۱۸۲۲ء۔۱۸۹۵ء]

یہ شرح بھی ترکی زبان میں لکھی گئی اس کے مصنف سلطنت عثمانیہ کے وزیر قانون اور دیگر اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے، مصدقین ومرتبین ''مجلۃ الاحکام العدلیہ'' میں ان کا شمار ہوتا ہے، محقق مجلّہ ہٰذا، بسام عبدالوہاب الجابی نے اپنے مقدمے میں ان کی شرح نہ لکھنے پر تفصیلی کلام کیا ہے نیز ان کی یہ تحقیق ڈاکٹر مرتضیٰ بدر، استاد قانون، جامعہ سقاریہ، استنبول کی تحقیقات سے ماخوذ ہے۔

(11) مِرَأةُ المَجَلَّةِ أَوْ شَرْحُ مَجَلَّةِ الْأَحْكَام العَدْلِيَّةِ

یہ شرح مجلّہ ہٰذا کی سب سے اولین شرح ہے جس کے مصنف شیخ یوسف آصاف، منشی جریدۃ المحاکم، استنبول ہیں، یہ سلطنت عثمانیہ کے کئی ممتاز عہدوں پر فائز رہے انہوں نے مجلّہ ہٰذا کی اوّل شرح لکھنے کا شرف حاصل کیا جس میں انہوں نے براہ راست ترکی مجلّہ کی دستاویز کو پیش نظر رکھا اور مفید حواشی وتفصیلات سے اپنی شرح کو ترتیب دیا لیکن شاید زندگی نے انہیں مہلت نہ دی اور یوں یہ اپنی شرح کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکے، ان کی شرح دفعہ ایک سے شروع ہو کر ۹۴۰ پر ختم ہوتی ہے جو کتاب الغصب والاتلاف کی آخری دفعہ ہے جس کے بعد کتاب حجر واکراہ وشفعہ کا آغاز ہونا تھا لیکن یہ شرح ہمیں مطبوع صورت میں یہی تک دستیاب ہوئی جس سے گمان ہوتا ہے کہ شاید مؤلف اسے مکمل نہیں کر سکے، واللہ اعلم۔ یہ شرح المطبعۃ العمومیۃ مصر سے ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی جس کا عکس ہمارے پاس محفوظ ہے۔

(12)" تَحْرِیْرُ المَجَلَّةِ "

تصنیف: محمد حسین بن علی بن رضا آل کاشف الغطاء

[۱۲۹۴ھ۔۱۳۷۳ھ=۱۸۷۷ء۔۱۹۵۴ء]

مجلّہ ہذا کی شہرہ آفاق قبولیت کے پیش نظر اہل تشیع کے یہاں بھی اس کتاب پر کام دیکھنے میں آیا کہ محمد حسین آل کاشف الغطاء نے اہل تشیع میں سے فرقہ امامیہ کے تناظر میں اس کتاب کی تفصیلات پر کام کیا جس کی غرض وغایت وہ خود اپنے مقدمے میں یوں بیان کرتے ہیں:

میرے پیش نظر دوامور تھے: ایک تو مجلّہ ہذا پر تعلیق اوراس کے مشکل مقامات کی وضاحت اور دوسرا اُن مسائل کا امتیاز جو مذہب امامیہ میں اس کے موافق موجود ہیں یا مخالف۔

یہ شرح نجف اشرف میں مکتبہ مرتضویہ اور مکتبہ حیدریہ سے ۱۳۵۹ھ میں شائع ہوئی۔ (مقدمہ مجلّہ، بسام عبدالوہاب الجابی)

" شَرْحُ مَجَلَّةِ الأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ "

مجلّہ ہذا کی مقبولیت وافادیت کا اس بات سے بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بالکل اسی طرز پر حنبلی مسلک کے مسائل فقہ کے لئے ایک کتاب لکھی گئی جس کا نام " مجلۃ الاحکام الشرعیۃ" ہے، اس کتاب کے مؤلف شیخ احمد القاری ہیں، اسے مکتبہ تہامہ جدہ نے شائع کیا ہے، بعض احباب اسے بھی "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" کی عربی شرح خیال کرتے ہیں جو کہ درست نہیں۔

مَجَلَّۃُ الأَحْکَامِ العَدْلِیَّۃ کے مطبوعہ نسخہ جات

۱۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ، عربی، مصحح شیخ یوسف اسیر، مطبعۃ الجوائب ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء، الطبعۃ العربیۃ الاولیٰ

۲۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ، عربی، مصحح شیخ یوسف اسیر، مطبعۃ الادبیۃ بیروت، ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء، الطبعۃ الثانیہ الاسیریہ

۳۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ، مصحح، لجنۃ العلماء، مطبعۃ العثمانیہ، قسطنطنیہ، ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۰۵ھ/ ۲۸ جون ۱۸۸۸ء، الطبعۃ الثانیہ

۴۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ، مطبعۃ الجوانب آستانہ، ترکی، ذی الحج ۱۳۰۵ھ/۲۲ اگست ۱۸۸۸ء الطبعۃ الثالثہ

۵۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ، (جَامِعُ الاَدِلَّۃ عَلَی مَوَادِ المَجَلَّۃ) عز تلو نجیب بک ھواوینی، المطبعۃ الشرقیہ، لبنان، ۱۹۰۵

۶۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ، عکسی ایڈیشن، میر محمد کتب خانہ، کراچی، سن طباعت مذکور نہیں۔

۷۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ، عکسی ایڈیشن، قدیمی کتب خانہ، کراچی، سن طباعت مذکور نہیں، دوران ترجمہ یہی نسخہ پیش نظر رہا۔

۸۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ، تحقیقی ایڈیشن، محقق: بسام عبدالوہاب الجابی، دار ابن حزم بیروت، ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء، الطبعۃ الاولیٰ

موخر الذکر نہایت شاندار ایڈیشن ہے جس میں محقق نے اپنی بساط کے مطابق کافی کوشش کی ہے، ہمیں ترجمہ کے دوران یہ ایڈیشن میسر نہ آسکا کیونکہ اس زمانے میں یہ طبع نہیں ہوا تھا کہ ہم نے ۹ مئی ۲۰۱۰ء کو اپنا ترجمہ مکمل کر لیا تھا اور یہ اس کے ایک سال بعد مطبوع ہوا بہر کیف نظر ثانی کرتے ہوئے ہم نے اس سے حتی الوسع استفادہ کیا ہے اور مقامات کے حوالے سے ان کے چند حواشی قوسین وفٹ نوٹ کی صورت میں شامل ترجمہ کئے ہیں اور اس کے مقدمے سے بھی یہاں مواد ترتیب دیا ہے۔

مندرجہ بالا سطور میں ہم نے اپنی معلومات کے مطابق مجلۃ الاحکام العدلیہ کی شروحات کا اجمالی تذکرہ کر دیا ہے، مذکورہ بالا شروحات میں سے اکثر ترکی اور بقیہ عربی زبان میں لکھی گئیں ہیں، اُردو زبان میں اب تک اس کی کوئی شرح نہ تو لکھی گئی ہے اور نہ ہی اس کی بابت ہمیں کچھ علم ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں راقم الحروف اس کی اردو شرح تحریر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگرچہ کچھ حد تک اس کا آغاز بھی ہو چکا لیکن اسباب کی قلت اور عدم فرصت کا معاملہ گردش کرتا رہتا ہے اگر اسباب میسر آئے اور اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم شامل حال رہا تو اس کی ایک نفیس اردو شرح ترتیب پائے گی۔

"اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ"

مؤلفین ومرتبین
''مَجَلَّةُ الأَحْكَامِ العَدْلِيَّة'' کے اسمائے گرامی

(۱)	احمد جودت	ناظر دیوان الاحکام العدلیة وناظر المعارف العمومیة
(۲)	سید خلیل	مفتش الاوقاف الھمایونی وامین الفتوی
(۳)	سیف الدین	اعضاء شوری الدولة وقاضی دار الخلافة
(۴)	سید احمد خلوصی	اعضاء دیوان الاحکام العدلیة
(۵)	سید احمد حلمی	اعضاء دیوان الاحکام العدلیة
(۶)	محمد امین الجندی	اعضاء شوری الدولة
(۷)	احمد خالد	اعضاء مجلس تدقیقات الشرعیة
(۸)	عبدالستار	معاون ممیز الاعلامات الشرعیة
(۹)	عمر حلمی	مستشار مفتش الاوقاف
(۱۰)	علاء الدین بن امام شامی	اعضاء الجمعیة الھمایونی

''مَجَلَّةُ الأَحْكَامِ العَدْلِيَّة'' کا اجمالی جائزہ

کل کتب کی تعداد	16
کل ابواب کی تعداد	63
کل فصول کی تعداد	167
کل مسائل کی تعداد	1851
کل مدتِ تالیف	تقریباً 7 سال اور چند ماہ (1286ھ تا 1293ھ)

مجلّہ ہذا کے کتب وابواب کا اجمالی خاکہ

نمبرشمار	کتاب	ابواب	فصول
۱	کتاب البیوع	07	32
۲	کتاب الاجارات	08	20
۳	کتاب الکفالۃ	03	08
۴	کتاب الحوالۃ	02	02
۵	کتاب الرہن	04	09
۶	کتاب الامانات	03	04
۷	کتاب الھبۃ	02	04
۸	کتاب الغصب	02	07
۹	کتاب الحجروالاکراہ والشفعۃ	03	08
۱۰	کتاب الشرکات	08	36
۱۱	کتاب الوکالۃ	03	06
۱۲	کتاب الصلح	04	04
۱۳	کتاب الاقرار	04	03
۱۴	کتاب الدعوی	02	04
۱۵	کتاب البیّنات	04	14
۱۶	کتاب القضاء	04	06
	کل کتب وابواب	**63**	**167**

مَجَلَّةُ الأَحْكَامِ العَدْلِيَّة سے تجارتی قوانین تک

تجارتی معاملات پر مشتمل، مستند اقوال کا مجموعہ، مفتی بہ اقوال کا خزینہ، فقہ حنفی کے مسائل کا بے مثال گلدستہ ''مجلۃ الاحکام العدلیہ'' سلطنت عثمانیہ کے چند لازوال و بے مثال کارناموں میں سے ایک ہے، اسے عثمانی سلطنت میں قانونی وفقہی دیوان کی حیثیت حاصل تھی، اسی لئے قریباً 28 سال تک یہ قانونی دیوان، سلطنت عثمانیہ کے ممالک محروسہ میں قابل عمل رہا اور اسی کے مطابق تجارتی مسائل و معاملات کے فیصلے ہوتے رہے۔

ابتداءً اس کی زبان ترکی تھی چونکہ عثمانی سلطنت میں اس وقت یہی زبان کثرت سے مروّج تھی لیکن اس کے مرتبین نے ہی اسے عربی زبان کا لبادہ پہنایا، اس طرح سے اس کی افادیت ترکی اور عربی جاننے والوں کے لئے سہل ہوگئی لیکن ہمارے ملک پاکستان میں چونکہ اُردو زبان رائج ہے اس لئے ضرورت پیش آئی کہ اس عظیم فقہی سرمایہ کو اُردو زبان کے قالب میں منتقل کیا جائے تاکہ ماہرین قانون، یونیورسٹیز کے طلباء، مفتیان کرام اور اسلامی بینکاری سے وابستہ افراد اس سے استفادہ کرسکیں، اسی مقصد کے پیش نظر راقم الحروف نے اس کا اردو ترجمہ تحریر کیا، ترجمہ میں ان امور کو بطور خاص ملحوظ رکھا گیا ہے:

۱۔ ترجمہ حتی الوسع سلیس و بامحاورہ، البتہ فقہی مزاج کے موافق کیا گیا ہے کیونکہ اس کا تعلق اہل علم سے ہے۔

۲۔ ایک سے زائد مطبوعہ نسخوں کو تحقیق و تقابل کے دوران ملحوظ رکھا گیا ہے۔

۳۔ تمام تر اصطلاحات جو کسی بھی کتاب و باب کے آغاز میں بطور مقدمہ شامل تھی، اُن پر اعراب کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۴۔ بسا اوقات کسی اصطلاح کی وضاحت موجود نہ تھی تو تحریر کردی گئی ہے۔

۵۔ متن کی تفہیم کے لئے ضروری حواشی کا اہتمام کیا گیا ہے اور اسے امتیاز کے لیے قوسین و ہلالین میں درج کیا گیا ہے۔

۶۔ تمام تر کتب و ابواب کے عناوین کو جدا جدا کر کے امتیاز کیا گیا ہے۔

۷۔ چند ایک مقامات پر متن مجلّہ کی عبارت میں تضاد و سقم تھا تو اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۸۔ ممکنہ طور پر تمام تر فقہی اصطلاحات کا معنی و مفہوم انگریزی زبان میں بھی شامل کیا گیا ہے، جس کے لئے ' **معجم لغة الفقهاء**''، آکسفورڈ ڈکشنری نیز دیگر آن لائن ڈکشنریز اور مجلّہ ہذا کے رواں انگریزی ترجمہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

۹۔ عصر حاضر کے تناظر میں مسائل کی نوعیت کی جانب مثالوں اور وضاحتوں کو بریکٹ () یا ☆ میں لکھا گیا ہے۔

۱۰۔ ماہرین قانون اور یونیورسٹیز کے اہل علم افراد کے تناظر میں مسائل کو علمی انداز میں ڈھالا گیا ہے۔

۱۱۔ اسلامی بینکاری کے ماہرین اور وابستہ افراد کے لئے انگریزی میں تفہیم کا اسلوب برتا گیا ہے، اسی لیے تمام عنوانات اور فصول وابواب کا انگریزی ترجمہ ومفہوم بھی لکھ دیا گیا ہے تا کہ بوقت ضرورت عربی اصطلاحات سے عدم ممارست، مانع استفادہ نہ ہو اور مسائل کی سہل انداز میں تفہیم بھی ممکن ہو سکے۔

۱۲۔ ابتداء میں ایک جامع مقدمہ شامل کیا گیا ہے جس میں مجلّہ سے متعلقہ تحقیقی مواد یکجا کیا گیا ہے جو کہ اس سے قبل اتنی وسعت کے ساتھ دیگر جگہ میسر نہیں۔

۱۳۔ ترجمہ کے اخیر میں دوران ترجمہ استعمال ہونے والی اصلاحات کو حروف تہجی کی صورت میں مرتب کیا گیا ہے جس میں ساتھ ہی انگریزی معنی بھی دیئے گئے ہیں تا کہ اگر کوئی ترتیب وار دیکھنا چاہیے تو آسانی سے استفادہ ممکن ہو۔

اس ترجمہ کی داستان اور طباعتی انقلابات کے حیران کن واقعات بہت ہیں جنہیں ہم یہاں ذکر کر کے قارئین کرام کو ذہنی کوفت میں مبتلا نہیں کرنا چاہتے کہ اسی کشمکش میں چھ سال کا طویل عرصہ بیت گیا۔ اخیر میں اپنے دوست اور ماہر تعلیم علامہ شرجیل احمد خان، کراچی کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے میری ایک آواز پر اپنی مصروفیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انگریزی کے شامل شدہ حصوں کو بغور پڑھا اور تصحیح کے فرائض سرانجام دیئے، اسی طرح ڈاکٹر حامد علی علیمی اور اپنے دیگر علمی معاونین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالی ان تمام ہی کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

بہر کیف کتاب ہذا کی کاوش میں حسن وخوبی صرف اور صرف ربّ کریم کی عطا ہے اور جو کچھ خامی نظر آئے وہ یقیناً بندۂ ناچیز کی جانب سے ہے، اہل علم عفو و درگزر کرتے ہوئے مطلع فرمائیں تا کہ اصلاح کا دامن گہر بار و شاداب رہے۔

اے میرے ربّ! اس خدمت اسلام کو اپنی جناب میں قبول فرما اور اسے میرے لیے، میرے والدین بلکہ اُمت مسلمہ کے لیے باعث نجات اور سرخروائی کا سامان بنا۔ آمین

اعجاز غفرلہ

کراچی، پاکستان

at_786@hotmail.com

0092.321.2166548

” آغاز کتاب “

مَجَلَّةُ الأَحْكَامِ العَدْلِيَّةِ

” ترجمہ بنام “

تجارتی قوانین اور اسلامی بینکاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''وَصَلَّی اللّٰہ عَلَی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا''

''مَجَلَّۃُ الأَحْکَامِ العَدْلِیَّۃِ سے متعلق وہ دستاویز جسے
صدر اعظم، عالی پاشا مرحوم کی خدمت میں ابتدائے محرم 1286 ہجری کو پیش کیا گیا''

جناب والا! پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ علم فقہ کی جو جہت اُمورِ دنیا سے متعلق ہے، اُس کی تین اقسام ہیں:

(۱) **مناکحات** (domestic relations)

(۲) **معاملات** (civil obligations)

(۳) **عقوبات** (punishments)

اسی طرح سے متمدن اقوام کے ''قوانین سیاسیہ'' بھی تین اقسام پر منقسم ہوتے ہیں اور معاملات کی قسم کو ''قانونِ مدنی'' بھی کہتے ہیں، اب چونکہ تجارتی معاملات میں بہت زیادہ وسعت ہوگئی ہے، لہٰذا اس بات کی ضرورت درپیش ہے کہ بہت سے تجارتی اُمورِ مثلاً حوالہ (transfer of debts/bill of exchange) افلاس وغیرہ کے احکام کو دیگر عمومی قوانین سے مستثنیٰ کر کے ان کے لئے الگ سے مخصوص قانون بنایا جائے جسے ''قانون تجارت'' کا نام دیا جائے اور یہ قانون صرف تجارتی اُمور میں قابل عمل ہو جبکہ دیگر معاملات میں احکامات کا سلسلہ ''حسب قانونِ مدنی'' جاری رہے اور جو دعاوی (claims) تجارتی

عدالتوں میں پیش ہوں اگر اُن میں کوئی ایسی شِق پائی جائے جس کے لئے ''قانونِ تجارت'' میں کوئی وضاحتی حکم موجود نہ ہو، مثلاً کفالت (suretyship / guarantee)، وکالت (agency) تو اُن میں بھی ''قانونِ اصلی'' (عمومی قانون) کی جانب مراجعت کی جائے اور پھر حسب قوانین فیصلہ کیا جائے اور اسی طرح سے جن جرائم سے معاملات میں دخل اندازی ہو اُن کے متعلق دعاوی (claims) کا فیصلہ بھی اسی طریقہ پر کیا جائے۔

اس بابت دولت عالیہ (سلطنت عثمانیہ) نے پہلے اور اَب کے موجودہ زمانے میں کثیر قوانین بنائے ہیں جو کہ ''قانونِ مدنی'' کے برابر کا درجہ رکھتے ہیں اگر چہ یہ بنائے گئے قوانین اُمورِ معاملات اور اس کی تفصیلات کے لئے ناکافی ہیں لیکن ''علم فقہ'' میں معاملات سے متعلقہ مسائل وتفصیلات، معاملات کی جمیع ضروریات کے لئے کافی وشافی ہیں اور شاید اسی لئے شریعت مبارکہ اور قوانین کے ذریعہ سے دعاوی (claims) کے فیصلوں میں بعض اوقات مشکلات درپیش ہوتی ہیں ''**مجالسِ تمییز حقوق**'' حکام شرع کے ماتحت ہے، اسی لئے شرعی اُمور سے متعلق دعاوی، تو حکام شرع کے سامنے پیش ہو کر فیصلہ پا جاتے ہیں اور جو نظامی اُمور ان ''**مجالسِ تمییزِ حقوق**'' کے سامنے پیش ہوتے ہیں، وہ بھی حکام شرع کی تفصیلات کے مطابق ہی فیصلہ پاتے ہیں، یہیں سے اُن مشکلات کا حل نکلتا ہے کیونکہ قوانین اور اُمورِ مملکت کی اصل بنیاد تو ''علم فقہ'' ہی ہے، کئی ایسے نظامی اُمور ہیں جن پر مسائل فقہ کی طرح غور وفکر کر کے اُن کی تفصیلات کا حل کیا جاتا ہے۔

لیکن ''**مجالسِ تمییزِ حقوق**'' کے اَراکین کا حال یہ ہے کہ انہیں مسائل کی کوئی معلومات نہیں، لہٰذا جب کبھی اُن اُمور میں حکام شرع ''احکام شرعیہ'' کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں تو یہ اَراکین گمان کرتے ہیں کہ ''حکام شرع'' نظامی قوانین کی قید سے بالاتر ہو کر جو چاہتے ہیں فیصلہ کرتے ہیں، اس طرح سے وہ اَراکین بدگمانی کے مرتکب ہوتے ہیں اور پھر قیل وقال کا سلسلہ چل نکلتا ہے۔

''قانونِ تجارت ہمایونی'' جو کہ دولت عالیہ (سلطنت عثمانیہ) کے تمام زیرِاَثر ممالک کی عدالتوں میں دستور العمل ہے چونکہ بعض دعاوی (claims) کی شِقوں سے متعلق اس قانونِ تجارت میں کوئی حکم موجود نہیں ہے، اس لئے کئی بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کیونکہ اگر اُن معاملات کے حل کے لئے ''انگریزی قوانین'' کی طرف رجوع کیا جائے تو وہ قوانین چونکہ ''سلطانی منظوری'' سے نہیں بنائے گئے، اس لئے دولت عالیہ کی عدالتوں میں ''مدارِ حکم'' نہیں بن سکتے اور اگر اُن معاملات کے حل کے لئے شریعت مبارکہ کی جانب رجوع کیا جائے تو شرعی عدالتیں اس بات پر مجبور ہوتی ہیں کہ اُن دَعاوی (claims) کو اَز سرِنو

دیکھیں، اسی لئے بسا اوقات ایک ہی معاملہ کی بابت دو عدالتوں سے مختلف فیصلے صادر ہو جاتے ہیں جو کہ اُصولِ عدالت کے بھی خلاف ہیں نیز ان سے طبعی اِنتشار و اختلاف کی فضاء بھی پیدا ہوتی ہے، لہٰذا ایسے حالات میں تجارتی محکموں کے لئے'' محاکم شرعیہ'' سے رجوع کرنا ممکن نہیں رہتا۔

پس اگر'' تجارتی عدالتوں'' کے اراکین سے کہا جائے کہ وہ کتب فقہ کی جانب رجوع کریں تو یہ بھی ان کے لئے ممکن نہیں، اس لئے کہ مسائل فقہ سے آگاہی کے معاملے میں ان کا حال بھی'' مجالسِ تمییزِ حقوق '' ہی کی طرح ہے اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ'' علم فقہ'' بحر بے کنار ہے اور اس میں سے حسب ضرورت مشکلات کو حل کرنے کے لئے مسائل نکالنے میں '' مہارت علمیہ'' اور'' قوتِ کاملہ'' کی ضرورت و حاجت ہے اور بالخصوص'' مذہب حنفی'' میں کیونکہ اس میں مختلف طبقات کے مجتہدین نے خدمات سرانجام دیں ہیں، جس سے اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور پھر اسی میں بڑے پیمانے پر'' فقہ شافعی'' کی طرح تنقیح (modification) کا کام بھی نہیں ہو سکا، لہٰذا مسائل بکھرے ہوئے ہیں پس اُن بکھرے ہوئے اقوال و مسائل میں سے صحیح قول کو تلاش کر کے صورتِ حاضرہ پر منطبق کرنا انتہائی دشوار کام ہے اور اس پر طرۂ امتیاز یہ کہ جن مسائل کی بنیاد عرف و عادت پر ہوتی ہے، وہ مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔

مثلاً متقدمین فقہاء کے نزدیک اگر کوئی شخص کسی گھر کو خریدنا چاہتا ہے تو گھر کے بعض حصے کو دیکھ لینا اس کے لئے کافی ہوگا لیکن متأخرین فقہاء کے نزدیک ایسی صورت میں پورے گھر کو دیکھنا ضروری ہے، اب یہ اختلاف کسی دلیل کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ عرف و عادت پر مبنی ہے، قدیم زمانے میں تعمیر کے سلسلے میں عرف و عادت یہ تھی کہ گھروں کو ایک ہی انداز پر مساوی بنایا جاتا تھا لہٰذا اُس وقت گھر کے بعض حصے کو دیکھ لینے سے بقیہ مکان کو دیکھنے کی حاجت نہیں ہوتی تھی لیکن اب کے زمانے میں ایک ہی مکان میں مختلف طرز کے کمرے بنائے جاتے ہیں جن کی شکل وصورت بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے لہٰذا اَب خریدنے کے وقت ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو دیکھ لیا جائے۔

دراصل اس مسئلہ میں یا اس کی مثل دیگر مسائل میں یہ ضروری ہے کہ مشتری کو مبیع (commodity) کے بارے میں علم ہو جائے اور اس مذکورہ مسئلہ میں رونما ہونے والا اختلاف کسی شرعی قاعدہ کی تبدیلی کی بنیاد پر نہیں ہوا بلکہ زمانے کے بدلنے سے حکم بدل گیا،'' اختلاف زمانی'' اور'' اختلاف برہانی'' کے مابین تمیز کے لئے بہت زیادہ سوچ و بچار اور تحقیق و تدقیق کی ضرورت ہے، اسی لئے مسائل فقہ کا احاطہ اور اس کی معرفت کی نہایت تک پہنچ جانا ایک دشوار ترین کام ہے، اس بارے میں

فقہائے عصر وفضلائے وقت نے اپنے اپنے اَدوار میں ضخیم کتابیں تحریر کیں، مثلاً ''فتاویٰ تا تارخانیہ'' اور'' فتاویٰ عالمگیری'' جو کہ فی زمانہ'' فتاویٰ ہندیہ'' کے نام سے معروف ہے لیکن اِن کاوششوں کے باوجود بھی یہ لوگ تمام تر'' فقہی فروعات'' اور'' مذہبی اختلافات'' کو یکجا نہ کر سکے اور درحقیقت یہ تمام کتب فتاویٰ ان مسائل اور فیصلوں کے مجموعات ہیں جن پر گزرے ہوئے زمانہ میں'' قواعد فقہیہ'' کی تطبیق کر کے احکام صادر کئے گئے تھے اور بلاشبہ یہ کام بہت ہی مشکل ہے کہ زمانہ ماضی میں اکابر علمائے احناف نے جو فتاویٰ صادر کئے ہیں انہیں ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔

اس دشوارترین مقصد کے پیشِ نظر''**امام ابن نجیم علیہ الرحمہ** '' نے کثیر'' قواعد فقہ'' اور'' مسائل کلیہ'' کے تحت'' فروع فقہ'' کو یکجا کیا اور اس طرح سے انہوں نے احاطہ مسائل تک پہنچنے کے لئے ایک باب کھولا لیکن زمانہ کے اُتار چڑھاؤ نے اُن کے بعد کسی فقیہ عالم کو اس بات کا موقع ہی نہیں دیا کہ اُن کی بنائی ہوئی راہ پر چل کر اسے وسعت دیتا اور فی زمانہ تو ایسے علماء جنہیں علوم شرعیہ میں ہمہ جہت'' تبحر علمی'' حاصل ہو بہت ہی کمیاب ہو چکے ہیں اور یہ بھی ممکن نہیں کہ ملکی عدالتوں میں ایسے افراد کی تعیین کی جائے جنہیں ضرورت کے وقت کتب فقہ سے مسائل اخذ کر لینے کی قدرت حاصل ہو کیونکہ **سلطنت عثمانیہ** کے ممالک محروسہ میں جو'' شرعی عدالتیں'' موجود ہیں، اُن ہی کے لئے کثیر تعداد میں'' شرعی قاضیوں'' کا ملنا ایک مشکل ہے (تو پھر ملکی عدالتوں کے لئے ایسے قابل اشخاص کہاں سے لائے جائیں؟)۔

اِن تمام باتوں کے پیش نظر ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک ایسی کتاب تالیف کی جائے جو صرف معاملاتِ فقہ سے متعلق ہو، مستند'' ماخذ علمیہ'' سے مزین، اختلافی مسائل سے خالی،'' مفتی بہ'' اقوال پر مشتمل اور سہل المطالعہ ہو، کیونکہ اگر ایسی کتاب تالیف ہو جائے تو اس سے حکام شرع اور عمومی عدالتوں کے افسران اور دیگر متعلقہ اداروں کے اراکین کو بہت زیادہ فائدہ ملے گا اور اس کے مطالعہ سے انہیں شریعت کے مسائل سے بھی وابستگی رہے گی نیز دعاوی (claims) کے وقت شرع کے مابین توفیق و تطبیق کے معاملہ میں بقدر استطاعت قوت وصلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

اس طرح سے یہ کتاب'' شرعی عدالتوں'' میں احکامات کے اجراء کے لئے قابل اعتبار ہو گی اور عمومی ملکی عدالتوں میں مقدمات کی سماعت کے سلسلے میں کسی نئے قانون کو بنانے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی اور اسی مقصد کے حصول کے لئے سابقہ ''**مجلسِ تنظیمات**'' کے ماتحت ایک ''**جمعیة علمیة**'' بنائی گئی تھی جنہوں نے کثیر مسائل تحریر بھی کئے تھے لیکن وہ اپنے مقصد کی تکمیل تک نہ پہنچ سکے اور یہ بات صادق آئی، **اِنَّ الاُمُوْرَ مَرْهُوْنَةٌ بِاَوْقتِهَا** (یعنی ہر کام کا ایک وقت مقرر

ہوتا ہے) یہاں تک کہ ''مشیت ایزدی'' نے دورِ ہمایونی کو ظاہر کر دیا جس میں تمام زمانے سے بہتر اور اہم ترین اُمورِ خیر پایہ تکمیل کو پہنچے تو جیسا کہ سلطان معظم کے دورِ سلطنت میں کثیر اعمالِ حسنہ منزلِ تکمیل کو جا پہنچے لہٰذا اسی لئے اس مقصد عظیم کی تکمیل کا کام بھی ہم عاجز و ناتوانوں کے ذمہ ڈال دیا گیا۔

یہ ایک ایسی نیکی و سعادت کا کام ہے جس سے آنے والے زمانے میں ''قواعد فقہ'' کی روشنی میں حسب ضرورت معاملات کی توفیق و تطبیق کرنے میں آسانی ہوگی لہٰذا حسب الحکم ہم لوگ ''**دیوانُ الاحکام**'' کے دفتر میں جمع ہوتے رہے اور ایک ''**مَجَلَّۃٌ**'' مرتب کیا جس میں معاملاتِ فقہ سے متعلقہ مسائل اور کثیر الوقوع اُمور کی بابت اکابر علمائے احناف کے مفتی بہ اقوال واحکام کو جمع کیا اور پھر اس جمع شدہ تحریر کو کئی ذیلی کتابوں میں تقسیم کیا اور اس مجموعے کا نام ''**اَلْأَحْکَامُ العَدْلِیَّۃ**'' رکھا ہے۔

جس وقت اس کتاب کا مقدمہ اور ذیلی کتاب اول مکمل ہوگئی تو اس کی ایک نقل شیخ الاسلام کے سامنے پیش کی گئی اور دیگر نقول اُن ائمہ اعلام کی بارگاہ میں پیش کی گئیں جنہیں علم فقہ کے بارے میں معرفت ومہارت تامہ حاصل ہے پھر اُن کے فرمودات اور ترمیمات کی روشنی میں دوبارہ تصحیح وتنقیح کی گئی اور ایک تصحیح شدہ نسخہ لکھا گیا جسے آپ کی بارگاہ میں ابھی پیش کیا گیا ہے اور ساتھ ہی مقدمہ اور ذیلی کتاب اوّل کا عربی زبان میں ترجمہ بھی کر دیا ہے جبکہ بقیہ کتاب کی تالیف پر کام جاری ہے اور اس ''**مَجَلَّۃٌ**'' کے مطالعہ سے جناب عالی پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ مقدمہ کا مقالہ ثانی اُن ''قواعد فقہیہ'' پر مشتمل ہے جنہیں **امام ابن نجیم علیہ الرحمہ** اور آپ کے ہم مسلک فقہاء نے جمع کیا ہے، اگر چہ حکام شرع جب تک حکم صریح نہ پالیں تو ان قواعد میں سے کسی کو بنیاد بنا کر فیصلہ نہیں کر سکتے لیکن ان قواعد سے مسائل کے سمجھنے میں بہت فائدہ ہوگا اور ان کا جاننے والا مسائل کو دلائل سے جان لے گا، اسی طرح دیگر تمام متعلقہ افراد بھی معاملات کے سلسلے میں اس کی طرف رجوع کریں گے اور ان قواعد کے ذریعہ سے متعلقہ افراد کے لئے ممکن ہو جائے گا کہ وہ معاملات کو شرع کے مطابق کر سکیں یا پھر کم از کم کچھ قربت و موانست ہی حاصل کر سکیں، اسی وجہ سے ہم نے قواعد فقہ کو کسی عنوان، کتاب یا کسی باب کے تحت نہیں بلکہ اسے مقدمہ میں لکھ دیا ہے۔

کتب فقہ میں عموماً یہ ہوتا ہے کہ ''مسائل'' اور ''مبادیات'' کو مخلوط کر کے لکھ دیا ہے لیکن اس ''**مَجَلَّۃٌ**'' میں ہم نے ہر کتاب کا ایک مقدمہ لکھا ہے جو اس کتاب سے متعلقہ اصطلاحات پر مشتمل ہے پھر اس کے بعد علی الترتیب مسائل کو بیان کیا ہے اور پھر ان بنیادی مسائل کے تحت کتب فتاویٰ سے کچھ ضمنی مسائل کو بھی بطور تمثیل پیش کر دیا ہے، ہمارے زمانے میں جو لین دین کا

طریقہ کار ہے وہ شرائط کے ساتھ ہوتا ہے اور مذہب حنفی کے مطابق لین دین کی اکثر شرائط بیع کو فاسد کر دیتی ہیں، اس لئے ''کتاب البیوع'' کی فصل ''البیع بالشرط'' بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے اور ہم عاجزوں کے مابین جمعیہ میں اس موضوع پر کئی مباحثے ومناظرے بھی ہوئے اور یہاں مناسب ہوگا کہ اُن مباحث میں سے چند کا خلاصہ پیش کر دیا جائے۔

بیع بالشرط (conditional sale) کے بارے میں اکثر مجتہدین کے اقوال ایک دوسرے کے مخالف ہیں، مذہب مالکی میں اگر مدت تھوڑی ہو جبکہ مذہب حنبلی میں مطلقاً (چاہے مدت کم ہو یا زیادہ) صرف بائع کو اختیار ہے کہ بوقت بیع مبیع (commodity) سے استفادہ کی شرط مقرر کرے لیکن اس جگہ مشتری کو چھوڑ کر صرف بائع کی تخصیص کرنا رائے و قیاس کے خلاف ہے۔

امام ابن ابی لیلیٰ علیہ الرحمہ اَور امام ابن شبرمہ علیہ الرحمہ جو کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے ہم عصر ہیں جن کے پیروکار اَب باقی نہیں رہے، ان میں سے ہر ایک کی رائے دوسرے کے خلاف ہے، امام ابن ابی لیلیٰ علیہ الرحمہ کی رائے یہ ہے کہ اگر بیع میں کسی بھی قسم کی شرط لگادی جائے تو بیع اور شرط دونوں ہی فاسد ہو جائیں گے اور امام ابن شبرمہ علیہ الرحمہ کی رائے یہ ہے کہ بیع اور شرط مطلقاً جائز ہوں گے، امام ابن ابی لیلیٰ علیہ الرحمہ کا مذہب اس حدیث کے خلاف ہے'' **اَلْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِم** '' جبکہ امام ابن شبرمہ علیہ الرحمہ کا مذہب اس حدیث کے مطابق ہے، لہٰذا بائع و مشتری ہر طرح کی شرط کر سکتے ہیں، چاہے وہ شرط جائز ہو یا ناجائز، قابل اِجراء ہو یا ناقابل اِجراء۔

جبکہ فقہاء کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ شرط کی رعایت بقدر اِمکان ہی ہوگی، لہٰذا مسئلہ رعایت شرط ایک ایسے قاعدہ کا تقاضہ کرتا ہے جو کہ تخصیص و اِستثناء کو قبول کر سکے، اسی لئے احناف نے ایک درمیانی راستہ اختیار کیا کہ شرط کی تین اقسام ہیں:

(۱) شرط جائز **(۲)** شرط مفسد **(۳)** شرط لغو

اور اس کی تفصیل یوں ہے کہ اگر عقد بیع اس شرط کا تقاضہ نہ کرے اور نہ ہی اس کی تائید کرے نیز اس شرط سے صرف ایک ہی فریق کا نفع ہو تو وہ شرط فاسد ہوگی اور جو معاملہ بیع ایسی شرط پر معلق ہو وہ بھی فاسد ہوگا۔

اور اگر شرط ایسی ہو کہ اس میں عاقدین میں سے کسی کا نفع بھی نہ ہو تو وہ شرط لغو ہوگی اور جو بیع اس شرط پر معلق ہو وہ صحیح ہو گی کیونکہ بیع وشراء سے مقصودِ اصلی تو **تَـمْـلِيْـک وَ تَمَلُّک** ہے یعنی بائع ''ثمن'' کا اور مشتری ''مبیع'' کا بغیر کسی مزاحم و مانع کے

مالک ہو جائے اور ایسی بیع جو عاقدین میں سے کسی ایک کے نفع پر معلق ہو وہ باہمی نزاع کا باعث بنتی ہے کیونکہ جس فریق کے لئے نفع کی شرط ہوگی وہ بہ موجب شرط اپنے نفع کا مطالبہ کرے گا اور دوسرا فریق راہ فرار اختیار کرے گا اور ایسی حالت میں بیع تام نہیں ہو سکے گی لیکن عرف و عادت کی وجہ سے نزاع کا خاتمہ ہو سکتا ہے، اسی لئے معروف شرط کے ساتھ بیع کو جائز قرار دیا گیا ہے اور باقی رہے تجارتی معاملات تو وہ اپنی اصل کی وجہ سے استثنائی حیثیت رکھتے ہیں جیسا کہ ماقبل بیان ہو چکا اور اکثر اربابِ حرفت وصنعت اپنے مقررہ اصولوں پر باہمی مخصوص معاملات کرتے ہیں تو ان میں رائج عرف ہی قابل اعتبار ہوگا لہٰذا اس بارے میں بحث کی ضرورت نہیں۔

ہاں جو شرط عرف و عادت میں رائج نہیں لیکن بسا اوقات لیکن لین دین کے معاملات میں اس کی شرط کی جاتی ہے تو ایسے معاملات کی یہ شان نہیں کہ اُن کی طرف توجہ کر کے بحث کی جائے۔ اِسی لئے فی زمانہ ضرورت محسوس نہیں کی گئی کہ ''مذہب حنفی'' کو چھوڑ کر امام ابن شبرمہ علیہ الرحمہ کے قول کو آسانی معاملات کے لئے اختیار کیا جائے، لہٰذا باب اول کی چوتھی فصل میں صرف اُن شروط کے بیان پر کفایت کی گئی ہے جو اَحناف کے نزدیک بیع کو فاسد نہیں کرتی، اس طرح سے یہ طریقہ کار بقیہ فصول میں بھی پیش نظر رہا ہے۔

دفعہ نمبر 85 اور 197 میں مذکور ہے کہ معدوم کی بیع صحیح نہیں۔ جبکہ حال یہ ہے کہ گلاب، خرشوم اور دیگر پھول، سبزیاں اور پھل وغیرہ جن کی پیداوار پے دَر پے ہوتی ہے تو جب اِن کی پیداوار کا کچھ حصہ ظاہر ہو جائے اور کچھ ابھی ظاہر نہ ہوا ہو تو ایسی حالت میں ان کی بیع جائز ہوگی کیونکہ بیک وقت تمام پیداوار کا ظاہر ہونا بھی ممکن نہیں ہے بلکہ اِن میں بتدریج ظہور و افزائش کا عمل جاری رہتا ہے اور لوگوں یہ کی عادت بن چکی ہے کہ موجودہ اور آئندہ کی پیداوار کا یکبارگی معاملہ بیع کرتے ہیں۔ اسی لئے امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ نے اِستحساناً (application of discretion in a legal decision) اس بیع کو جائز قرار دیا اور فرمایا: موجود کو اصل اور معدوم کو اس کے تابع بنالو۔

اِس قول پر امام فضلی، امام شمس الائمہ حلوانی اور امام ابو بکر بن فضل علیہم الرحمہ نے بھی فتویٰ دیا ہے کیونکہ ان ائمہ کرام کے نزدیک تمام لوگوں کو اُن کی عادتِ معروفہ سے لوٹا دینا ممکن نہیں، لہٰذا اُن کے معاملات کو حتی الامکان صحیح قرار دینا، فاسد قرار دینے سے بہتر ہے، اسی لئے ترجیحاً امام محمد علیہ الرحمہ کا قول اختیار کیا گیا ہے۔ اس مسئلہ کی بقیہ تفصیل دفعہ نمبر 207 میں مذکور ہے۔

غلہ کے ڈھیر کی بیع اگر بایں طور ہوئی کہ ہر مُد (وزن کا مخصوص پیمانہ) اِتنے روپے کا ہے تو امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک صرف ایک مُد میں بیع صحیح ہوگی جبکہ صاحبین کے نزدیک سارے ڈھیر کی بیع صحیح ہوگی، چاہے وہ ڈھیر کتنے ہی مُد کی مقدار ہو، مشتری مقررہ قیمت کے حساب سے جتنے مُد چاہے، لے سکتا ہے۔ اس مسئلہ میں کئی فقہاء مثلاً صاحب ہدایہ وغیرہ نے صاحبین کے قول کو اختیار کیا ہے تاکہ عوام الناس کے معاملات میں آسانی ہو، اس مسئلہ کی تفصیل دفعہ نمبر 220 میں لکھ دی گئی ہے۔

اسی طرح خیارِ شرط (optional condition) کی اکثر مدت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک تین دن ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک جتنے دنوں پر عاقدین باہمی شرط کرلیں اور چونکہ صاحبین کا قول، حال اور مصلحت زمانہ کے زیادہ مناسب ہے، لہٰذا اسی کو اختیار کیا گیا ہے، اسی وجہ سے دفعہ نمبر 300 میں تین دن کی مدت کا ذکر نہیں کیا گیا۔

اور ایسا ہی اختلاف خیارِ نقد (option as to payment) میں بھی ہے لیکن خیارِ نقد کا تین دن تک محدود نہ ہونا بلکہ اس سے زائد کے لئے جائز ہونا صرف امام محمد علیہ الرحمہ کا قول ہے مگر مصلحت زمانہ کا لحاظ کرتے ہوئے انہی کے قول کو اختیار کیا گیا ہے جیسا کہ دفعہ نمبر 313 میں مذکور ہے۔

سیدنا امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک مُسْتَصْنِعٌ (manufacturer) کو عقد استصناع کے بعد بھی رجوع کا اختیار ہوتا ہے لیکن امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک اگر مصنوع (تیار مال) پہلے بیان شدہ صفات کے مطابق ہے تو اسے رجوع کا اختیار نہیں ہوگا لیکن اَب صورتِ حال یہ ہے کہ بڑے کارخانے جہاں توپیں اور جہاز بنتے ہیں، وہ لوگوں کے کہنے پر مال تیار کرتے ہیں اور ایسے استصناعی معاملات اس زمانے میں رائج ہیں لہٰذا ایسے میں مُسْتَصْنِعٌ (manufacturer) کو اختیار ہونا کہ چاہے تو تیار شدہ مال قبول کرلے یا پھر عقد کو فسخ کردے، بہت بڑے معاملاتی خلل کا باعث ہوگا اور اِستصناع کو متعارف و رائج ہونے کی وجہ سے ''بیع سلم'' (sale on advance payment) کی طرح خلافِ قیاس جائز کیا گیا ہے، لہٰذا لوگوں کے عرف کی وجہ سے اور مصلحت زمانہ کے پیش نظر امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے قول کو اس مسئلہ میں اختیار کیا گیا ہے جیسا کہ دفعہ نمبر 392 میں اس کی تفصیل مذکور ہے پس اگر اجتہادی مسائل میں کوئی مستند امام کسی عمل کی تخصیص و تعیین کردے تو اس کے قول پر عمل واجب و لازم ہوجاتا ہے۔

''اگر یہ تفصیلی معروضات جناب عالی کے نزدیک قرین صواب ہوں
تو اِس ''مَجَلَّة'' پر ''بَخَطِّ شَرِیْفِ هُمَایُوْنِی ''منظوری کی مہر ثبت کردی جائے''۔

''والامر لولی الامر''

☆	ناظر دیوان الاحکام العدلیہ	احمد جودت
☆	رکن دیوان الاحکام العدلیہ	سید احمد خلوصی
☆	رکن دیوان الاحکام العدلیہ	سید احمد حلمی
☆	رکن شوری دولت	محمد امین جندی
☆	رکن شوری دولت	سیف الدین
☆	مفتش الاوقاف الہمایونی	سید خلیل
☆	رکن جمعیہ	علاء الدین بن امام ابن عابدین شامی

مُقدّمہ

دو مقالات پر مشتمل ہے

پہلا مقالہ

علم فقہ کی تعریف اور اِس کی تقسیم کے بارے میں

(DEFINITION AND CLASSIFICATION OF ISLAMIC JURISPRUDENCE)

(دفعہ 01) شریعت مبارکہ کے مسائل عملیہ کو جاننے کا نام ''علم فقہ'' ہے اور مسائل فقہ کا تعلق اگر اُخروی معاملات سے ہو، تو اسے ''عبادات'' کہتے ہیں اور اگر دنیاوی معاملات سے ہو، تو اِس کی تین قسمیں بنتی ہیں:

(۱) مناکحات (domestic relations)

(۲) معاملات (civil obligations)

(۳) عقوبات (punishments)

اللہ جل مجدہ نے نظام عالم کی بقاء کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے اور یہ بقائے عالم بایں طور ہی ہوسکتی ہے کہ ''نوع انسانیت'' بھی باقی رہے اور نوع انسانیت مرد و عورت کے رشتہ زوجیت کے ذریعہ سے توالد وتناسل (procreation) کرنے پر موقوف ہے کیونکہ نوع انسانیت اسی طور پر باقی رہے گی جبکہ اشخاص کا سلسلہ منقطع نہ ہو، اسی طرح انسان فطرتی مزاج کی وجہ اپنے بقاء کے لئے مختلف اُمور کا محتاج ہوتا ہے، مثلاً غذا، لباس، مکان وغیرہ اور ان امور کا حصول افرادِ انسانی کے تعاون و اشتراک پر موقوف ہے۔ الحاصل اس حیثیت سے انسان ایک ''مدنی الطبع'' (civilised being) ہے، لہٰذا اس کے لئے ممکن نہیں کہ دیگر حیوانات کی طرح وہ انفرادی زندگی گزار سکے بلکہ ضروریات زندگی کے لئے اسے تعاون واشتراک کی حاجت ہے اور حال یہ ہے کہ ہر شخص اپنے موافق شئی کو طلب کرتا ہے اور جو اس کے موافق نہ ہو اس سے اجتناب کرتا ہے۔

لہٰذا ایسی حالت میں عدل وانتظام کو ان کے مابین خلل سے محفوظ رکھنے کے لئے ایسے ''قوانین شرعیہ'' کی ضرورت ہے، جو ازدواجی معاملات سے متعلق ہوں اور علم فقہ میں اس سے متعلقہ حصہ **''مناکحات''** (domestic relations) کہلاتا ہے اور تمدنی لحاظ سے تعاون واشتراک سے متعلقہ حصہ **''معاملات''** (civil obligations) کہلاتا ہے اور تمدنی اُمور کا اس انداز میں مرتب ہونا کہ اس میں جزائے اعمال کے احکام بھی ہو تو اس سے متعلقہ حصہ **''عقوبات''** (punishments) کہلاتا ہے۔

اس ''**مجلة الاحكام العدلية**'' کو معاملات میں سے کثیر الوقوع مسائل کے لئے تالیف کیا گیا ہے اور اسے مختلف مستند ''کتب فقہ'' سے جمع کر کے متفرق ذیلی کتب، ابواب وفصول میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور جو مسائل فرعیہ عدالتوں میں معمول بہ ہیں، انہیں خاص طور سے ابواب وفصول میں ذکر کیا گیا ہے، محققین فقہاء (islamic jurists) نے ''مسائل فقہ'' کو ''قواعد کلیہ'' (general rules) کے تحت کر دیا ہے، لہٰذا ان میں سے ہر قاعدہ ایک مکمل ضابطہ کی حیثیت رکھتا ہے اور کثیر مسائل اس

کے ماتحت آجاتے ہیں نیز یہ ''قواعد'' کتب فقہ میں بھی مسلّم ومعتبر مانے جاتے ہیں اور اِثبات مسائل کے لئے انہیں دلیل بنایا جاتا ہے، ابتداءً مسائل سے مانوسیت اور ذہن میں ان کی پختگی کے لئے یہ قواعد وسیلہ ثابت ہوتے ہیں۔اسی لئے 99 قواعد فقہ کو جمع کرکے ''مقالہ ثانیہ'' میں لکھ دیا گیا ہے، ان قواعد فقہ میں سے بعض کو اگر انفرادی طور پر دیکھا جائے تو کچھ مستثنیٰ اُمور بھی ان میں شامل ہوجاتے ہیں لیکن یہ بات مجموعی طور پر ان قواعد کی کلیت وعمومیت کو نقصان نہیں دے سکتی کیونکہ ان قواعد میں سے چند دیگر بعض قواعد کی تخصیص وتقیید کرتے ہیں۔

دوسرا مقالہ

فقہی قواعد کے بارے میں

(MAXIMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE)

(دفعہ 02) اُمور اپنے مقاصد کے تحت ہوتے ہیں۔یعنی کسی کام کے متعلق جو حکم دیا جائے گا تو اس حکم کی بنیاد اس مقصد پر ہوگی جو کہ اس کام سے مقصود تھا۔

(دفعہ 03) معاملات میں مقاصد و معانی کا اعتبار ہوتا ہے، الفاظ و تمہید کا نہیں۔

اسی لئے ''بیع الوفاء''(sale subject to a right of redemption) پر حکم ''رہن'' (pledge) جاری ہوتا ہے۔

(دفعہ 04) یقین (certainty) شک (doubt) کے ذریعہ زائل نہیں ہوتا ہے۔

(دفعہ 05) اُصول (fundamental principle) یہ ہے کہ جو جس طرح تھا، ویسا ہی رہے۔

(دفعہ 06) قدیم (aboriginal) کو اس کی ''قدامت'' (antiqueness/immemorial time) پر چھوڑ دیا جائے گا۔

(دفعہ 07) نقصان کی صورت میں قدامت(antiqueness/immemorial time) نہیں دیکھی جائے گی۔

(دفعہ 08) اصل بری الذمہ ہونا ہے۔لہٰذا اگر کسی شخص نے دوسرے کا مال ضائع کر دیا اور دونوں کے مابین ضائع شدہ مال کی مقدار میں جھگڑا ہو گیا تو اس میں ضائع کرنے والے کی بات قبول کی جائے گی جبکہ نفع کو ثابت کرنے کے لئے صاحبِ مال کو ثبوت پیش کرنا پڑے گا۔

(دفعہ 09) صفاتِ عارضہ میں اَصل ''عدم'' (nullity) ہے، مثلاً مضاربت (sleeping partnership) کے شریکین کے درمیان اس بات میں اختلاف ہو گیا کہ نفع ہوا ہے، یا نہیں تو ایسی صورت میں مضارِب کی بات قبول کی جائے گی اور زیادتی کو ثابت کرنے کے لئے صاحب مال کو ثبوت دینا ہوگا۔

(دفعہ 10) جو شئی کسی زمانہ میں ثابت ہو جائے، تو اس کی بقاء کا ہی حکم دیا جائے گا جب تک اس کے خلاف پر کوئی دلیل

نہ مل جائے، لہٰذا کسی زمانہ میں اگر ایک شئی پر کسی شخص کی ملکیت ثابت ہوگئی، تو اب اس کی ملکیت کے بقاء کا حکم دیا جائے گا، جب تک کہ اس کی ملکیت کو زائل کرنے والی کوئی بات نہ ملے۔

(دفعہ 11) جدید شئی کو اُس کے قریب ترین وقت کی جانب منسوب کیا جائے گا، یعنی اگر اس بات میں اختلاف ہو کہ یہ شئی کس وقت سے ہے، تو اُسے موجودہ زمانہ کے قریب ترین وقت کی طرف منسوب کیا جائے گا، جب تک کہ بعید زمانہ کی نسبت ثبوت نہ مل جائے۔

(دفعہ 12) کلام میں اصل ''حقیقت''(reality / fact) کا مراد ہونا ہے۔

(دفعہ 13) صراحت کے مقابلے میں دلالت کا اعتبار نہیں ہوتا ہے۔

(دفعہ 14) جہاں نص (law / text) موجود ہو، وہاں اِجتہاد (interpretation) نہیں ہوگا۔

(دفعہ 15) جو شئی خلافِ قیاس (analogy) ثابت ہو، اس پر کسی شئی کو قیاس نہیں کیا جائے گا۔

جیسا کہ ''بیع سلم'' (sale on advance payment) اور استصناع (sale by order to manufacture) کو خلافِ قیاس جائز قرار دیا گیا ہے، اِسی طرح ''اجارہ''(leasing) کو بھی حالانکہ اِن سے مقصودِ اصلی ''منافع'' ہے جو کہ بوقت عقد ''معدوم'' ہے اور معدوم کی بیع ''باطل''void ہے۔

(دفعہ 16) اِجتہاد (interpretation) اپنی مثل سے نہیں ٹوٹتا۔ (ایک اِجتہاد دوسرے اِجتہاد کو نہیں توڑ سکتا)۔

(دفعہ 17) مشقت (difficulty) آسانی(facility) کو کھینچتی ہے، یعنی مشکلات آسانی کا سبب بنتی ہیں اور تنگی کے وقت توسیع لازم ہے۔

اِس قاعدہ پر بہت سے اَحکام فقہ متفرع ہوتے ہیں جیسا کہ قرض (loan)، حوالہ (transfer of debt)، حجر (interdiction) وغیرہ۔ احکام شرعی میں فقہاء کی جانب سے دی گئی رُخصت وتخفیف اِسی قاعدہ سے ماخوذ ہے۔

(دفعہ 18) اگر کسی کام میں تنگی ہو تو اُس میں وسعت کر دی جائے گی یعنی اگر کسی کام میں بہت زیادہ مشقت ہو جائے تو اُس میں رخصت اور توسیع کی جائے گی۔

(دفعہ 19) نہ نقصان اٹھایا جائے اور نہ ہی کسی کو نقصان پہنچایا جائے۔

(دفعہ 20) نقصان کو (بہر صورت) ختم کیا جائے گا۔

(دفعہ21) ضروریات(necessity)''ممنوعات'' (prohibited) کومباح (permissible) کر دیتی ہے۔

(دفعہ22) ضرورت بقدرضرورت ہی رہے گی۔

(دفعہ23) جوشئی کسی عذر (reason) کی بناء پر جائز ہوتو عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہوجائے گا۔

(دفعہ24) جب مانع (preventive/prohibitive) زائل ہوجائےتو ممنوع (forbidden) لوٹ آئے گا۔

(دفعہ25) نقصان کواس کی مثل سے زائل نہیں کیا جائے گا(یعنی نقصان کا بدلہ نقصان نہیں ہوگا)۔

(دفعہ26) عمومی نقصان (public injury) کو دُور کرنے کے لئے خصوصی نقصان(private injury) کو برداشت کیا جائے گا۔اسی پر جاہل طبیب کوعلاج سے منع کرنے کا مسئلہ بھی متفرع ہوتا ہے۔

(دفعہ27) شدیدنقصان(severe injury) کومعمولی نقصان(lesser injury) سے زائل کیا جاسکتا ہے۔

(دفعہ28) اگر دوخرابیاں مقابل ہوں تو اُن میں سے خفیف کا ارتکاب کر کے عظیم سے بچا جائے گا۔

(دفعہ29) دوبرائیوں میں سے کم والی کواختیار کیا جائے گا۔

(دفعہ30) مفاسدکودورکرنا منافع کوحاصل کرنے سے بہتر ہے۔

(دفعہ31) نقصان کوبقدرامکان دفع کیا جائے گا۔

(دفعہ32) حاجت بہ منزلہ ضرورت ہوتی ہے چاہے عمومی ہو یا خصوصی۔

اِسی وجہ سے''بیع الوفاء'' (sale subject to a right of redemption) کا جائز ہونا ہے جبکہ اہل بخارا پر بکثرت قرض ہوگئے تو اس کی حاجت پڑی،لہٰذااِس کی رعایت کرتے ہوئے جائزقرار دیا گیا۔

(دفعہ33) اضطرار کسی دوسرے شخص کے حق کو باطل نہیں کرتا۔اسی قاعدہ کی بنیاد پر یہ حکم ہے کہ اگر کوئی شخص بھوک کی وجہ سے حالت اضطرار میں ہواور وہ کسی دوسرے شخص کا کھانا کھالےتو اسے قیمت دینا پڑے گی۔

(دفعہ34) جس شی کا لینا حرام (forbidden) ہے،اُس کا دینا بھی حرام ہے۔

(دفعہ35) جس(کام) کا کرنا حرام ہے،اُس کام کے کرنے کا مطالبہ بھی حرام ہے۔

(دفعہ36) عادت مدارِحکم ہے۔یعنی عادت چاہے عمومی ہو یا خصوصی،حکم شرعی کے اثبات کے لئے بنیاد بنتی ہے۔

(دفعہ37) تعامل ناس(public usage)''حجت'' ہےاوراس پرعمل ضروری ہے۔

(دفعہ 38) جو عادۃً ممتنع ہو، وہ حقیقتاً ممتنع کی طرح ہے۔

(دفعہ 39) تغیر زمانہ سے تغیر احکام کا انکار نہیں ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ " **جمعية مجلّة** " کی رپورٹ میں گزرا کہ پہلے زمانہ میں مکان کی بیع میں ایک کمرے کا دیکھ لینا ہی کافی ہوتا تھا لیکن اب ایسا نہیں ہے کیونکہ پہلے زمانہ میں مکان کے تمام کمرے یکساں طرز پر بنائے جاتے تھے لیکن اب مختلف طرز پر بنائے جاتے ہیں۔

(دفعہ 40) حقیقت کو دلالت عادت کی بنیاد پر ترک کر دیا جائے گا۔

(دفعہ 41) عادت اُسی صورت میں قابل اعتبار ہوگی جبکہ وہ پھیل جائے، یا غلبہ پا جائے (مطلقاً ہر عادت قابل اعتبار نہیں ہوگی)۔

(دفعہ 42) اعتبار غالب وشائع کا ہوگا نادِر وکمیاب کا نہیں۔ یہ ماقبل ''دفعہ'' سے ''مشترک المعنیٰ'' (معنوی لحاظ سے قریب) ہے۔

(دفعہ 43) عرف میں معروف ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ مشروط میں شرط۔

(دفعہ 44) تاجروں میں جو شئی معروف ہو وہ ایسی ہے جیسا کہ اُن کے درمیان شرط کر لی گئی ہو۔

(دفعہ 45) عرف کے ذریعہ کسی شئی کی تعیین ''نَصّ'' کے ذریعہ تعیین کرنے کی طرح ہے۔

(دفعہ 46) اگر مانع (prohibitive) اور مقتضی (necessity) میں تعارض ہو تو مانع کو ''مقدم'' کیا جائے گا، اسی لئے مالِ مرہونہ جب تک مرتھن (pledgee) کے پاس ہے تو راہن (pledgor) اس کی بیع نہیں کرسکتا ہے۔

(دفعہ 47) تابع ''تابع'' ہی ہوتا ہے پس اگر کسی ایسے جانور کی بیع کی گئی جس کے پیٹ میں بچہ تھا تو اُس بچہ کو بھی تبعاً بیع میں شامل مانا جائے گا۔

(دفعہ 48) تابع کے لئے علیحدہ حکم نہیں ہوتا ہے۔ اسی لئے جانور کے پیٹ میں موجود بچہ کو اُس کی ماں سے الگ فروخت نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 49) جو کسی شئی کا مالک ہوگا تو اُس کی ضروریات کا بھی مالک ہوگا۔ اسی لئے اگر کسی شخص نے گھر خریدا تو اُس گھر تک جانے والے راستے کا بھی یہی مالک ہوگا۔

(دفعہ 50) اگر اصل (original/principle) ساقط ہو جائے تو فرع (accessory) بھی ساقط ہو جائے گی۔

(دفعہ 51) ساقط کا اعادہ نہیں ہوگا جیسا کہ معدوم کا اعادہ نہیں ہوتا۔

(دفعہ 52) جب شئی باطل (void) ہو جائے تو جو اُس کے ضمن میں ہو وہ بھی باطل ہو جائے گا۔

(دفعہ 53) اگر اصل (original) باطل ہو جائے تو اُس کے بدل کی جانب رجوع کیا جائے گا۔

(دفعہ 54) توابع میں جن اشیاء کی حاجت ہوتی ہے غیر توابع میں اُن کی حاجت نہیں ہوتی۔ پس اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کرنے کے لئے بائع کو وکیل بنایا تو ایسا کرنا جائز نہیں، البتہ اگر مشتری نے ٹوکری اُٹھا کر بائع کو دی تاکہ سامان تول کر اس میں رکھ دے اور بائع نے ایسا کر دیا تو اب اُس سامان پر مشتری کا قبضہ مانا جائے گا۔

(دفعہ 55) بقا کے لئے ایسے اُمور کی حاجت پڑتی ہے جس کی ابتدا کرنے کے لئے حاجت نہیں ہوتی۔

مثلاً اگر کسی نے غیر معینہ حصہ کو ہبہ کیا تو اُس کا ہبہ صحیح نہیں ہوگا لیکن اگر کسی شخص نے جائیداد غیر منقولہ دوسرے شخص کو ہبہ کر دی پھر بعد میں اُس جائیداد کے کسی حصہ کا حق دار ظاہر ہوا تو بقیہ حصہ کے حق میں ہبہ باطل نہیں ہوگا اگر چہ استحقاق کے بعد وہ حصہ غیر معینہ ہی ہو۔

(دفعہ 56) بقا (continuance) ''ابتداء'' (commencement) سے آسان ہے۔

(دفعہ 57) تبرع (gift) قبضہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو کوئی شئی ہبہ کی تو جب تک اُس پر قبضہ نہ ہو جائے، ہبہ مکمل نہیں ہوگا۔

(دفعہ 58) رعیت پر تصرف، اُمور مصلحت (public welfare) سے متعلق ہے۔

(دفعہ 59) ولایت خاصہ (private guardianship)، ولایت عامہ (public guardianship) سے زیادہ قوی (effective) ہوتی ہے۔ اِسی لئے ''متولی'' کی وقف پر ولایت ''قاضی'' کی ولایت سے زیادہ قوی ہے۔

(دفعہ 60) کلام پر عمل کرنا (اسے بامعنی قرار دینا) مہمل کرنے (بے معنی قرار دینے سے) بہتر ہے۔ یعنی جب تک کسی کلام کے معنی مراد لینا ممکن ہوں تو اسے مہمل قرار نہیں دیا جائے گا۔

(دفعہ 61) اگر حقیقت مراد لینا ممکن نہ ہو تو مجاز (metaphorical) کی جانب رجوع کیا جائے گا۔ مثلاً ایک ایسا شخص جس کا کوئی وارث نہیں، اُس نے ایک ایسے شخص کی بابت اقرار کیا جو کہ اُس کے نسب سے نہیں ہے اور عمر میں بھی اُس اقرار کرنے والے سے بڑا ہے، بایں الفاظ کہ یہ میرا بیٹا اور وارث ہے، پھر اقرار کرنے والا مر گیا تو اب چونکہ کلام کو حقیقی معنی پر محمول

نہیں کیا جاسکتا لہٰذا مجاز کی جانب رجوع کیا جائے گا اور مجازی معنی وصیت کے ہیں اور ''مقرلہ'' مرحوم کے تمام ترکہ کو حاصل کر لے گا۔

(دفعہ 62) اگر کلام پر عمل کرنا ممکن نہ ہو تو اسے مہمل قرار دیا جائے گا۔ یعنی جب کلام کے حقیقی یا مجازی معنی مراد لینا ممکن نہ ہو تو اُسے مہمل قرار دیا جائے گا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے لئے اقرار کیا کہ وہ اُس کی بیٹی ہے حالانکہ اُس کی بیوی کا نسب معروف ہے اور وہ اُس شخص سے عمر میں بھی بڑی ہے، تو اب اِس کلام کو حقیقی معنی پر بھی محمول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ایک تو وہ عمر میں بڑی ہے اور دوسرا اُس کا نسب معروف ہے، اسی طرح مجازی معنی پر بھی محمول نہیں کیا جاسکتا یعنی وصیت کے معنی پر کیونکہ بیوی اُس شخص کی وارث ہے اور وارث کے لئے وصیت نہیں ہوتی، لہٰذا اُس شخص کا کلام مہمل قرار دیا جائے گا۔

(دفعہ 63) ایسی شئی جس کے اَجزاء (parts) الگ نہ ہوسکیں اُسکے بعض اجزاء کا ذکر پوری شئی کے ذکر کی طرح ہے۔

(دفعہ 64) مطلق (unconditional) اپنے اطلاق پر باقی رہے گا جب تک کہ نص یا دلالت کے ذریعہ سے اُس کے مقید (restricted) ہونے پر دلیل قائم نہ ہوجائے۔

(دفعہ 65) حاضر و موجود شئی میں صفت کا بیان کرنا لغو، جبکہ غائب میں صفت کا بیان کرنا معتبر ہے۔

مثلاً بائع نے اشہب گھوڑا جو کہ مجلس میں موجود ہے فروخت کرنے کا ارادہ کیا اور ایجاب کرتے ہوئے اُس کی جانب اشارہ کر کے کہا کہ میں نے یہ ادہم گھوڑا فروخت کیا اور مشتری نے قبول کرلیا تو بیع صحیح ہوگی اور ادہم وصف کا بیان لغو ہوگا (کیونکہ گھوڑا اشہب تھا لیکن بائع نے ادہم کہا اور مجلس میں گھوڑا موجود ہونے کی وجہ سے وصف کا بیان کرنا لغو ہوگیا) لیکن اگر گھوڑا مجلس میں موجود نہ تھا اور بائع نے کہا کہ اشہب گھوڑا فروخت کیا حالانکہ وہ گھوڑا ادہم رنگ کا تھا، تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔

(دفعہ 66) جواب میں سوال کا اعادہ ہوتا ہے۔ یعنی جو کچھ سوال میں کہا گیا تھا تو اُس کا جواب دینے والے نے سوال میں موجود گویا تمام باتوں کی تصدیق کردی اور اُن کا اقرار کرلیا۔

(دفعہ 67) خاموش کی جانب کوئی قول منسوب نہیں کیا جائے گا لیکن حاجت کے وقت سکوت (silence) کو بیان شمار کیا جائے گا۔ یعنی کسی خاموش شخص کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ اُس نے ایسا کہا لیکن جس جگہ اُس کا بولنا ضروری تھا وہاں اُس کا خاموش رہنا، اقرار و بیان شمار ہوگا۔

(دفعہ 68) شئی کی دلیل کو باطنی اُمور میں اُس کے قائم مقام سمجھا جائے گا۔ یعنی جن اُمور کی حقیقت پر مطلع ہونا دشوار ہو اُن میں ظاہر پر حکم کیا جائے گا۔

(دفعہ 69) تحریر (writing) ''تقریر'' کے مترادف ہے۔

(دفعہ 70) گونگے شخص (dumb person) کا معروف اشارہ، اُس کے بولنے کے مترادف ہے۔

(دفعہ 71) مترجم (interpreter) کے قول کو مطلقاً قبول کیا جائے گا۔

(دفعہ 72) ایسے شبہات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جن کا غلط ہونا واضح ہو۔

مثلاً کفیل نے قرض کی ادائیگی کر دی اور اصیل نے بھی قرض ادا کر دیا تھا، یا قرض خواہ نے اسے بری الذمہ کر دیا تھا اور اسے معلوم نہ تھا تو اس شخص نے جو ادائیگی کی ہے اسے قرض خواہ سے واپس لے سکتا ہے۔

(دفعہ 73) اگر دلیل سے احتمال پیدا ہو جائے تو اِس کے مقابلے میں حجت قائم نہیں رہتی۔

مثلاً کسی شخص نے اپنے ورثاء (heirs) میں سے کسی ایک کے حق میں کسی قرض کا اقرار کیا پس اگر یہ اقرارِ قرض ''مرض الموت'' (mortal sickness) میں ہوا ہے تو جب تک دیگر ورثاء اِس کی تصدیق نہ کریں یہ اقرار صحیح نہیں ہوگا، اِس لئے کہ اس بات کا احتمال موجود ہے کہ مریض نے دیگر ورثاء کو وراثت سے محروم کرنے کے لئے ایسا اقرار کیا ہے اور اس پر دلیل ''مُقِر'' کا مرض الموت میں ہونا ہے اور اگر اس شخص نے ایسا اقرار حالت صحت میں کیا تو اقرار جائز ہوگا اور ایسی صورت میں دیگر ورثاء کو وراثت سے محروم کرنے کا احتمال صرف وہم ہی شمار ہوگا لہٰذا یہ احتمال اس اقرار کے حجت ہونے کے لئے مانع نہیں ہوگا۔

(دفعہ 74) وہم (supposition) قابل اعتبار نہیں ہوتا۔

(دفعہ 75) دلائل کے ذریعہ کسی شئی کا ثابت ہونا عینی طور پر ثابت شدہ ہونے کی طرح ہے۔

(دفعہ 76) مدعی (plaintiff) کے ذمہ دلائل کا پیش کرنا ہے اور انکار کرنے والے پر قسم کھانا ہے۔

(دفعہ 77) دلائل خلاف ظاہر بات کے اثبات کیلئے ہوتے ہیں اور قسم (oath) اصل کو باقی رکھنے کے لئے ہوتی ہے۔

(دفعہ 78) دلائل حجت متعدیہ ہیں اور اقرار حجت قاصرہ ہے۔ (یعنی دلائل سے ثابت ہونے والا حکم صرف مدعی تک ہی محدود نہیں ہوگا بلکہ اس کے ورثاء کے لئے بھی حجت ہوگا جبکہ اقرار صرف ''مُقِر'' کے لئے حجت ہوگا کسی اور کی طرف منتقل نہیں ہوگا)۔

(دفعہ 79) انسان اپنے اقرار کی وجہ سے قابل گرفت ہوتا ہے۔

(دفعہ 80) تناقض (contradiction) کے ساتھ حجت برقرار نہیں رہتی لیکن اس سے حاکم کے حکم میں کوئی خلل نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً دو گواہ اپنی ادا کردہ شہادت سے رجوع کر گئے تو اب اُن کی شہادتیں حجت نہیں رہیں گئیں لیکن اگر قاضی نے اُن کی ادا کردہ شہادت پر پہلے ہی حکم کر دیا تھا تو وہ حکم نہیں ٹوٹے گا بلکہ صرف گواہوں پر "محکوم بہٗ" (subject matter of the judgement) کا ضمان ہوگا۔

(دفعہ 81) کبھی اصل کے ثابت نہ ہونے کے باوجود بھی فرع ثابت ہو جاتی ہے۔

مثلاً کسی شخص نے کہا کہ فلاں کا فلاں شخص پر اتنا قرض ہے اور میں اس کا کفیل (guarantor) ہوں پھر مقروض نے قرض سے انکار کر دیا اور قرض خواہ نے کفیل پر قرض کا دعویٰ کر دیا تو کفیل پر قرض کی ادائیگی لازم ہوگی۔

(دفعہ 82) اگر کوئی بات کسی شرط پر معلق ہو تو شرط کے ثابت ہونے پر وہ بات بھی ثابت ہو جائے گی۔

(دفعہ 83) شرط کی رعایت بقدر امکان ہوگی۔

(دفعہ 84) معلق شدہ وعدوں کی تکمیل لازمی ہے۔

مثلاً کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ شئی فلاں کو فروخت کر دو اگر اس شخص نے قیمت نہ دی تو میں تمہیں دوں گا پھر مشتری نے قیمت ادا نہیں کی تو اپنے معلق شدہ وعدہ کے مطابق اسے قیمت ادا کرنا پڑے گی۔

(دفعہ 85) ضمانت کے عوض منافع ہوتا ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی شئی کی ضمانت لے کہ اگر یہ شئی ضائع ہوگئی تو میں اس کا ضامن ہوں تو اب وہ شخص اپنی ضمانت کے عوض اس شئی سے منافع لے سکتا ہے۔

مثلاً اگر مشتری خیارِ عیب (option to inspect) کی وجہ سے جانور واپس کر دے حالانکہ وہ اس جانور کو استعمال بھی کر چکا ہو تو اس پر کوئی اجرت لازم نہیں ہوگی کیونکہ اگر واپسی سے پہلے یہ جانور اس کے پاس ہی ضائع ہو جاتا تو اس مشتری کا اپنا ہی مال ضائع ہوتا۔

(دفعہ 86) اُجرت اور ضمان ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے۔

(دفعہ 87) نفع ونقصان ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ یعنی جو شخص کسی شئی سے نفع حاصل کرے گا اُس شئی کے نقصان کا ذمہ دار بھی وہی ہوگا۔

(دفعہ 88) ''نعمت'' بقدر مشقت اور ''مشقت'' بقدر نعمت ہوا کرتی ہے۔

(دفعہ 89) فعل کو فاعل کی طرف منسوب کیا جائے گا حکم دینے والے کی طرف نہیں جب تک وہ ''مُجْبِر'' نہ ہو۔

(دفعہ 90) اگر مُبَاشِرُ اور مُتَسَبِّبُ جمع ہو جائیں تو حکم ''**مباشر**'' کی طرف منسوب ہوگا۔

مثلاً کسی شخص نے عام راستے پر کنواں کھود ڈالا اور کسی دوسرے شخص نے کسی کا جانور اُس کنواں میں گرا دیا تو جانور کا ضمان گرانے والے پر شخص پر ہوگا کنواں کھودنے والے پر نہیں۔

(دفعہ 91) شرعی جواز ''**ضمان**'' کے منافی ہے۔ مثلاً کسی شخص نے اپنی زمین میں کنواں کھودا تھا اور کسی کا جانور اُس میں گر کر مر گیا تو کنواں کھودنے والے پر کوئی ضمان نہیں ہوگا۔

(دفعہ 92) مُبَاشِرُ بھی ضامن ہوتا ہے، چاہے وہ جان بوجھ کر نہ کرے۔

(دفعہ 93) مُتَسَبِّبُ ضامن نہیں ہوتا ہے لیکن اگر وہ عمداً کرے تو ضامن ہوگا۔

(دفعہ 94) جانوروں سے جو نقصان ہو، وہ قابل مواخذہ نہیں (اس قاعدے کی تفصیل آئے گی)۔

(دفعہ 95) غیر کی ملک میں تصرف کا حکم باطل ہے۔

(دفعہ 96) کسی کو بھی غیر کی ملک میں بلا اِذن تصرف کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

(دفعہ 97) کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ بغیر سبب شرعی دوسرے شخص کا مال حاصل کرے۔

(دفعہ 98) سبب ملک میں تبدیلی ''ذات میں تبدیلی'' کے قائم مقام ہے۔

(دفعہ 99) جو کسی شئ کو وقت سے قبل لینا چاہے اُسے محرومی کی سزا ملے گی۔

مثلاً کسی وارث نے مورث کو قتل کر دیا تو اسے وراثت سے محروم کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی نے مرض الموت میں بغیر رضامندی کے طلاق دی تا کہ بیوی کو وراثت سے محروم کر دے تو اُس کی بیوی پھر بھی وراثت سے حصہ پائے گی۔

(دفعہ 100) جو شخص کسی ایسے کام میں نقص کی کاوش کرے جو اُسی کی جانب سے مکمل ہو چکا ہے تو اُس کی کوشش اُسی پر لوٹا دی جائے گی (یعنی قبول نہیں ہوگی)۔

پہلی کتاب

بیع کے بارے میں

(SALE)

اِس کتاب میں ایک مقدمہ اور سات اَبواب ہیں

مُقَدِّمَۃ

بیع سے متعلقہ فقہی اصطلاحات پر مشتمل مقدمہ

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE RELATING TO SALE)

(دفعہ 101) **اِیجاب** (offer): وہ پہلا کلام جو تصرف کا اختیار پیدا کرنے کے لئے عاقدین میں سے کسی کی جانب سے اولاً صادر ہو، اسی کی بنیاد پر تصرف ثابت و متحقق ہوتا ہے۔

(دفعہ 102) **قبول** (acceptance): وہ کلامِ جو ایجاب کے جواب میں عاقدین میں سے کسی ایک کی جانب سے تصرف کا اختیار پیدا کرنے کے لئے صادر ہو، اسی کی بنیاد پر عقد مکمل ہوجاتا ہے۔

(دفعہ 103) **عقد** (contract): عاقدین معاملہ کا بیع کے لئے خود کو پابند کرنا اور ذمہ داری لینا یعنی ایجاب وقبول کرنا۔

(دفعہ 104) **انعقاد** : شرعی تقاضے کے مطابق اِیجاب وقبول کے درمیان تعلق کا قائم ہونا، بایں معنی کے اس کے اثرات اِن دونوں کے متعلقات پر ظاہر ہوں گے۔

(دفعہ 105) **بیع** (sale): مال کا مال سے تبادلہ۔ نیز بیع منعقد بھی ہوتی ہے اور غیر منعقد بھی۔

(دفعہ 106) **بیع منعقد** (concluded sale): وہ بیع جو مذکور طریقہ پر منعقد ہو اور اس بیع کی چار اقسام ہیں:

(۱) بیع صحیح (valid sale)

(۲) بیع فاسد (invalid sale)

(۳) بیع نافذ (executed sale)

(۴) بیع موقوف (conditional sale)

(دفعہ 107) **بیع غیر منعقد** (non-concluded sale): اِس سے مراد بیع باطل (void sale) ہے۔

(دفعہ 108) **بیع صحیح** (valid sale): یہ جائز بیع ہوتی ہے یعنی ایسی بیع جو کہ اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے شرعی تقاضوں کے مطابق ہو۔

(دفعہ 109) **بیع فاسد** (invaild sale): وہ بیع جو کہ اپنی اصل کے اعتبار سے تو مشروع ہو لیکن کسی وصف کی وجہ سے مشروع نہ ہو یعنی بذات خود یہ بیع درست ہے لیکن بعض صفاتِ خارجی کی وجہ سے یہ بیع فاسد ہوجاتی ہے (تفصیل کے لئے باب سابع ملاحظہ فرمائیں)۔

(دفعہ 110) **بیع باطل** (void sale): جو اصلاً ہی درست نہیں ہوتی۔ یعنی یہ شرعی تقاضوں کے مطابق ہی نہیں ہوتی۔

(دفعہ 111) **بیع موقوف** (conditional sale): ایسی بیع جس میں کسی غیر کا حق بھی متعلق ہو، مثلاً بیع فضولی۔

(دفعہ 112) **فضولی** (an unauthorised person): وہ شخص جو کسی غیر کے حق میں اس کی اجازتِ شرعیہ کے بغیر تصرف کرتا ہے۔

(دفعہ 113) **بیع نافذ**(executed sale): ایسی بیع جس میں کسی غیر کا حق متعلق نہ ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) بیع لازم (irrevocable sale)

(۲) بیع غیر لازم (revocable sale)

(دفعہ 114) **بیع لازم** (irrevocable sale): وہ بیع نافذ ہے جو ہر طرح کے خیارات (options) سے خالی ہو۔

(دفعہ 115) **بیع غیر لازم** (revocable sale): وہ بیع نافذ ہے جس میں خیارات (options) میں سے کچھ ہو۔

(دفعہ 116) **خیار** (option) : عاقدین کو نفاذِ بیع یا عدم نفاذِ بیع کا اِختیار ہونا (اس سے متعلق اُمور بابِ خیار میں بیان ہوں گے)۔

(دفعہ 117) **بیع قطعی**(final sale): ایسی بیع جس کا کوئی متعلق باقی نہ رہے (یعنی بیع اپنے لین دین کے جملہ لوازمات کے ساتھ مکمل ہو جائے)۔

(دفعہ 118) **بیع الوفاء** (sale subject to a right of redemption) : ایسی بیع جس میں یہ شرط ہو کہ جب قیمت بائع سے واپس لے لی جائے تو مشتری (خریدار) قیمت کی وصولی کے بعد مبیع (commodity) بائع کے حوالے کر دے گا اور ایسی بیع **''بیع جائز''** کے حکم میں ہے، اِس لئے کہ مشتری بیع سے نفع اُٹھاتا ہے اور اس اعتبار سے بیع فاسد ہے کہ اس میں فریقین کو معاملہ بیع کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے اور اس اعتبار سے اس بیع کا **''حکم رہن''** کا ہوتا ہے کہ مشتری مبیع کسی دوسرے کو فروخت نہیں کر سکتا ہے۔

(دفعہ 119) **بَیْـعُ الاِسْتِـغْلال** : بائع کا کسی شخص سے اُجرت پر کام لینا پھر اس اُجرت کے بدلے میں کسی مال کو اس شخص کے ہاتھوں فروخت کر دینا۔

(دفعہ 120) **بیع باعتبارِ مبیع** : مبیع (commodity) کے اعتبار سے بیع کی چار اقسام ہیں:

(۱) مال کو ثمن کے مقابلہ میں فروخت کرنا (sale of property to another person for a price) یہ بیع کی مشہور صورت ہے اور اسے ''بیع مطلق'' (absolute sale) کہتے ہیں۔

(۲) بیع الصرف (sale by exchange of money for money)

(۳) بیع المقایضہ (sale by barter)

(۴) بیع السلم (sale on advance payment)

(دفعہ 121) **بیع صرف(**sale by exchange of money for money**)**: نقد کی نقد سے بیع۔

(دفعہ 122) **بیع مقایضہ(**sale by barter**)**: مال کی مال سے بیع یعنی مال کا دوسرے مال سے تبادلہ ہو کسی نقد رقم سے نہ ہو۔

(دفعہ 123) **بیع سلم(**sale on advance payment**)**: مؤجل کی معجّل سے بیع کرنا (یعنی مبیع موجود، ثمن اُدھار، یا ثمن موجود، مبیع اُدھار)۔

(دفعہ 124) اِسْتِصْنَاعٌ (sale by order to manufacture): اہل صنعت سے اگر کسی شی کے بنانے کا معاملہ ہو تو بنانے والا "صَانِع"، بنوانے والا "مُسْتَصْنِع" اور جو چیز بنائے جائے "مَصْنُوْع" کہلائے گی۔

(دفعہ 125) مِلْکٌ **(**ownership**)**: جس شی کا انسان مالک ہو، چاہے وہ کوئی شے ہو یا اس شئے سے حاصل شدہ نفع۔

(دفعہ 126) **مال**(property) وہ شی جس کی جانب طبیعت انسانی مائل ہو اور وقت ضرورت کے لئے اسے جمع کر رکھنا ممکن ہو چاہے، منقولہ ہو یا غیر منقولہ (یعنی قابل نقل)۔

(دفعہ 127) **مال متقوم** (valuable goods)**:** مال متقوم دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے:

(۱) ایسا مال جس سے نفع حاصل کرنا مباح ہو۔

(۲) مال محفوظ۔

تو اِس طرح مچھلی سمندر میں مال غیر متقوم ہے لیکن جب اسے شکار کر کے محفوظ کر لیا گیا تو مال متقوم ہوگئی۔

(دفعہ 128) **مال منقول** (movable property)**:** ایسی اشیاء جن کا ایک جگہ سے دوسری جگہ انتقال ممکن ہو اس طرح اس میں روپے، سامان، حیوانات، مکیلی اور موزونی تمام اشیاء شامل ہیں۔

(دفعہ 129) **مال غیر منقول** (immovable property)**:** ایسی اشیاء جن کا ایک جگہ سے دوسری جگہ انتقال ممکن نہ ہو، مثلاً مکان، زمین وغیرہ اور وہ جنہیں عقار (real property) کہتے ہیں۔

(دفعہ 130) **نقود** (cash): یہ نقد کی جمع ہے۔ سونا، چاندی کو کہتے ہیں (اور فی زمانہ اس کے قائم مقام روپے ہیں اسے بھی نقود شمار کیا جاتا ہے)۔

(دفعہ 131) **عروض** (merchandise): یہ عرض کی جمع ہے اور روپے، حیوانات، مکیلی وموزونی اشیاء کے علاوہ دیگر سامان کو کہتے ہیں جیسا کہ کپڑے، فرنیچر وغیرہ۔

(دفعہ 132) **مقدرات** (estimated things): وہ تمام اشیاء جسے ناپ کر، تول کر، گن کر یا پیائش کر کے اس کی مقدار کا تعین کیا جاسکے اور یہ مقدرات مکیلی، موزونی، عددی اور مذروعی تمام اشیاء کو شامل ہے۔

(دفعہ 133) **کیلی** (things estimated by measure of capacity): وہ اشیاء جو (کسی برتن وغیرہ سے) ماپی جاسکیں (مثلاً دودھ)۔

(دفعہ 134) **وزنی** (things estimated by measure of weight): وہ اشیاء جو (کسی باٹ وغیرہ سے) تولی جاسکیں (مثلاً آٹا)۔

(دفعہ 135) **عددی** (things estimated by measure of number): وہ اشیاء جو شمار کی جاسکیں (مثلاً قلم)

(دفعہ 136) **ذرعی** (things estimated by measure of length): وہ اشیاء جو ذرع (یعنی گز یا اس کی مثل دیگر ناپنے والے پیائشی آلات) سے ناپی جاسکیں (مثلاً کپڑا)۔

(دفعہ 137) **محدود** (boundaries): وہ عقار (real property) جس کے حدود واَطراف کا تعین ممکن ہو۔

(دفعہ 138) **مُشَاعٌ** (undivided property): وہ چیز جو کئی حصص شائعہ (مشترکہ) پر مشتمل ہو۔

(دفعہ 139) **حصہ شائع** (undivided jointly owned share): وہ حصہ جو مالِ مشترک کے تمام اجزا میں پھیلا ہوا ہو (اور جدائی ممکن نہ ہو)۔

(دفعہ 140) **جنس** : جس کے افراد میں اس کی غرض کے پیش نظر کوئی تفاوت فاحش موجود نہ ہو۔

(دفعہ 141) **بیع جزاف یا بیع مجازفہ** (speculated sale): جمع شدہ اشیاء کا مقدار کی تعیین کئے بغیر بیع کرنا۔

(دفعہ 142) **حق مرور** (right of way): کسی غیر کی ملک میں چلنے پھرنے کا حق۔

(دفعہ 143) **حق شرب** (right of taking water): نہر میں سے پانی کے ایک معین ومعلوم حصہ کا حق۔

(دفعہ 144) **حق سیلان آب** (right of discharging water): کسی گھر میں سے پانی، کیچڑ وغیرہ کے خارج کرنے کا حق۔

(دفعہ 145) **مثلی** (common article): ایسی اشیاء جو بازار میں دستیاب ہوں اور عموماً اُن جیسی اشیاء کے مابین کوئی خاطر خواہ تفاوت نہ ہو۔

(دفعہ 146) **قیمی** (rare article): ایسی اشیاء جس کا مثل بازار میں موجود نہ ہو، یا موجود تو ہو لیکن اس کی قیمت میں خاطر خواہ تفاوت وفرق ہو۔

(دفعہ 147) **عددیاتِ متقاربہ** (closely resembling things sold by numbers): ایسی گنی جانے والے اشیاء جن کے افراد کے مابین قیمتوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے اور ایسی تمام اشیاء مثلی ہیں۔

(دفعہ 148) **عددیاتِ متفاوتہ** (dissimilar things): ایسی گنی جانے والے اشیاء جن کے افراد کے مابین قیمتوں میں فرق ہوتا ہے اور ایسی تمام اشیاء قیمی ہیں۔

(دفعہ 149) **رکن بیع** : یعنی بیع کی ماہیت، تو یہ عبارت ہے اِس صورت سے جس میں مال کا مال سے تبادلہ کیا جائے اور اسی لئے ایجاب وقبول کو بیع کے ''ارکان'' کہتے ہیں کہ یہ دونوں مبادلہ پر دلالت کرتے ہیں۔

(دفعہ 150) **محل بیع** : اِسے ''اَلْـمَبِیْـعُ'' بھی کہتے ہیں (لہٰذا محل بیع اور مبیع دونوں کا معنی ایک ہی ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے مترادف ہیں، ردمختار)۔

(دفعہ 151) **مبیع** (the subject matter of the sale/commodity): وہ شی جسے فروخت کیا جائے یعنی وہ شئی جسے بیع میں متعین کیا جائے اور یہ بیع کا مقصودِ اصلی ہے۔ اس لئے کہ نفع اشیاء سے ہوتا ہے اور قیمت تو صرف مبادلہ کا ذریعہ ہے (مقصودِ اصلی نہیں)۔

(دفعہ 152) **ثمن** (price): وہ شی جو مبیع کا بدل بنے۔ ذمہ داری اُسی سے متعلق ہوتی ہے۔

(دفعہ 153) **ثمن مسمّٰی** (agreed price): ایسی قیمت جس کو عاقدین بیع کے وقت باہمی رضامندی سے بیان کر کے مقرر کرلیں، اَب چاہے حقیقی قیمت سے کم ہو یا زیادہ یا برابر۔

(دفعہ 154) **قیمت** (value): کسی شئی کی حقیقی قیمت (یعنی اصل قدر)۔

(دفعہ 155) **مُثَمَّنٌ**(priced goods): ایسی شی جسے ثمن کے بدلے فروخت کیا جائے۔

(دفعہ 156) **تَـأْجِيْلٌ**(postponement of payment): قرض کو معلق قرار دینا اور کسی وقت معین تک ادائیگی میں تاخیر کرنا۔

(دفعہ 157) **تَقْسِيْط**(payment by instalments): قرض کو وقت معین میں قسط وار ادا کرنا۔

(دفعہ 158) **دَین**(debt): ہر وہ شئی جو کسی شخص کے ذمہ واجب الادا ہو جیسا کہ ایک شخص کے ذمہ دراہم کی ایک مقدار واجب الادا ہے اور اس مقدار (واجب الادا) میں سے کچھ بھی حاضر نہ ہو اور دراہم کی معینہ مقدار یا گیہوں کے ڈھیر کی معینہ مقدار جو کہ الگ کرنے سے پہلے ہی حاضر ہو یہ تمام دین میں داخل ہیں۔

(دفعہ 159) **عَین**(goods): ایسی اشیاء جو معین مشخص ہوں، مثلاً مکان، گھوڑا، کرسی، گیہوں کا ڈھیر، دراہم کا ڈھیر جو بھی موجود ہو تو یہ سب ''عین'' کہلائے گا۔

(دفعہ 160) **بائع**(seller): فروخت کرنے والا۔

(دفعہ 161) **مُشْتَرِی**(purchaser): خریدنے والا۔

(دفعہ 162) **مُتَبَایِعَان**: بائع و مشتری اور انہیں عاقدین(two contracting parties) بھی کہتے ہیں۔

(دفعہ 163) **اِقالہ**(rescission): بیع کے معاملے کو ختم و زائل کر دینا۔

(دفعہ 164) **تَغْرِيْرٌ**(cheating): مشتری کے لئے مبیع کی خلافِ حقیقت تعریف و توصیف کرنا۔

(دفعہ 165) **غبن فاحش**(major misrepresentation): عروض میں پانچ فیصد، حیوانات میں دس فیصد اور عقار میں بیس فیصد یا اِس سے زیادہ ''غبن فاحش'' کہلاتا ہے۔

(دفعہ 166) **قدیم**(time immemorial): وہ جس کی ابتداء کا جاننے والا نہ مل سکے۔

پہلا باب

عقد بیع سے متعلقہ مسائل کے بیان میں

(THE CONTRACT OF SALE)

اس میں پانچ فصول ہیں

پہلی فصل

ارکانِ بیع سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(FUNDAMENTAL BASIS OF SALE)

(دفعہ 167) بیع اِیجاب وقبول (offer and acceptance) سے منعقد ہوتی ہے۔

(دفعہ 168) بیع میں اِیجاب وقبول کے لئے وہ تمام الفاظ مراد ہیں جو اس مقام بیع میں بیع وشراء کے لئے رائج ہو (یعنی اُن الفاظوں سے اِیجاب وقبول صحیح ہوگا)۔

(دفعہ 169) اِیجاب وقبول دونوں فعل ماضی کے صیغہ سے ہو جیسا کہ بِعْتُ (میں نے بیچا) اِشْتَرَیْتُ (میں نے خریدا) اور اِن میں سے جو بھی لفظ پہلے ذکر کیا جائے گا وہ ''ایجاب'' (offer) اور دوسرا ''قبول'' (acceptance) کہلائے گا۔

پس اگر بائع نے کہا: بِعْتُ (میں نے بیچا) اور پھر مشتری نے کہا: اِشْتَرَیْتُ (میں نے خریدا)، یا مشتری نے پہلے کہا: اِشْتَرَیْتُ (میں نے خریدا) اور پھر بائع نے کہا: بِعْتُ (میں نے بیچا) تو بیع منعقد ہو جائے گی، پہلی صورت میں لفظ بِعْتُ ''ایجاب'' ہوگا اور اِشْتَرَیْتُ ''قبول'' اور دوسری صورت میں اِشْتَرَیْتُ ''ایجاب'' اور بِعْتُ ''قبول'' ہوگا۔

اسی طرح ہر اس لفظ سے بیع منعقد ہو جائے گی جس سے تملیک (مالک بنانے) یا تملک (مالک بنے) کا مفہوم لیا جاتا ہے جیسا کہ بائع کا قول: أَعْطَیْتُ (میں نے دیا)، مَلَّکْتَ (تو مالک ہوا) اور مشتری کا قول: أَخَذْتُ (میں نے لیا)، تَمَلَّکْتُ (میں مالک بنا)، رَضِیْتُ (میں راضی ہوا) وغیرہ۔

(دفعہ 170) بیع (sale) صیغہ مضارع (future tense) سے بھی منعقد ہو جاتی ہے اگر صیغہ مضارع سے زمانہ حال (present) مراد ہو۔

مثلاً أَبِيْعُ (میں بیچتا ہوں)، أَشْتَرِيُ (میں خریدتا ہوں) اور اگر صیغہ مضارع سے مستقبل کے معنی مراد لئے جائیں تو البتہ بیع منعقد نہ ہوگی۔

(دفعہ 171) صیغہ مستقبل (future tense) فقط وعدہ ہے۔ مثلاً أَبِيْعُ (میں بیچ دُوں گا)، أَشْتَرِيُ (میں خرید لوں گا)۔ لہٰذا صیغہ مستقبل سے بیع منعقد نہیں ہوگی۔

(دفعہ 172) بیع صیغۂ اَمر (order tense) سے منعقد نہیں ہوگی۔ مثلاً: بِعْ (تو بیچ)، اِشْتِرْ (تو خرید) لیکن اگر صورت حال کا تقاضہ ہو تو اس صورت میں صیغۂ امر سے بھی بیع منعقد ہو جائے گی۔ پس اگر مشتری نے کہا: اس مال کو اتنے دراہم میں مجھے بیچ دو اور بائع نے کہا: میں نے تجھے بیچا۔ بیع منعقد نہیں ہوگی، ہاں اگر بائع نے مشتری کو کہا: اس مال کو اتنے دراہم کے بدلے میں لے لو اور مشتری نے کہا: میں نے لیا۔ یا پہلے مشتری نے کہا: میں نے یہ شئی اتنے دام میں لی اور بائع نے جواباً کہا: لے لو، یا کہا: اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے، یا اس کی مثل کلمات کہے تو بیع منعقد ہو جائے گی، اس لئے کہ بائع کا قول "خُذْهُ وَاللهُ يُبَارَك" اِس جگہ "اَنَا بِعْتُ فَخُذْ" (میں نے بیچا، لے جاؤ) کے قائم مقام ہے۔

(دفعہ 173) جس طرح سے ایجاب وقبول (offer and acceptance) بالمشافہ صحیح ہے، اسی طرح تحریراً بھی درست ہے۔

(دفعہ 174) گونگے (dumb person) کی بیع معروف اشارہ سے منعقد ہو جائے گی (اشارۂ معروفہ گونگے کے لئے زبانی اقرار کی حیثیت رکھتا ہے، ہاں اشارۂ غیر معروفہ سے بیع منعقد نہ ہوگی، معروف وغیر معروف کا اعتبار شہر کے عرف پر ہے)۔

(دفعہ 175) ایجاب وقبول سے مقصود اصلی طرفین کی رضامندی ہے اور "مبادَلہ فعلیہ" (عملاً لین دین کرنا) چونکہ طرفین کی رضامندی کی علامت ہے لہٰذا بیع منعقد ہو جائے گی اور ایسی بیع کو "بیع تعاطی" (sale by indication) کہا جاتا ہے، مثال کے طور پر مشتری نے نانبائی کو چند درہم دیئے، اِس کے عوض نانبائی نے مشتری کو چند روٹیاں دیں اور یہ معاملہ بغیر تلفظ ایجاب وقبول کے ہوا (تو یہ بیع صحیح ہے)۔

اسی طرح مشتری نے ثمن بائع کے حوالے کیا اور سامان اُٹھالیا اور بائع اس پر خاموش رہا۔ اسی طرح ایک شخص غلہ بیچنے والے کے پاس آیا اور اسے پانچ دینار دیئے اور کہنے لگا یہ گیہوں کتنے روپے میں بیچتے ہو تو بائع نے کہا: ایک دینار تو مشتری خاموش ہو گیا پھر مشتری نے گیہوں طلب کئے تو بائع نے کہا: میں تمہیں یہ کل دوں گا تو بیع منعقد ہو جائے گی اگرچہ اُن دونوں کے مابین ایجاب وقبول(offer and acceptance)نہ ہوا۔

ہاں اگر اِس صورتِ حال میں دوسرے دن گیہوں کے مَن کی قیمت ایک دینار سے بڑھ گئی تو بائع کو ایک دینار فی من معینہ مقدار دینے پر مجبور کیا جائے گا (یعنی اب بائع مزید بڑھی ہوئی رقم کا تقاضہ نہیں کرسکتا) اور اسی طرح اگر دوسرے روز قیمت گر گئی تو مشتری کو اسی قیمت اول پر مجبور کیا جائے گا (یعنی مشتری کمی کا مطالبہ نہیں کرسکتا) اور اسی طرح اگر مشتری نے قصاب سے کہا: میرے پانچ غرش کے بدلے میں بکری کے اس حصے کا گوشت کاٹ دو، قصاب نے کاٹ دیا اور وزن کر کے اُسے دے دیا تو بیع منعقد ہو جائے گی اور مشتری اِسے قبول کرنے سے انکار نہیں کرسکتا۔

(دفعہ 176) اگر عقد بیع (contract of sale) تبدیلی ثمن، اضافہ ثمن یا نقص ثمن کے ساتھ مکرر ہو تو آخری عقد کا اعتبار کیا جائے گا۔ مثلاً دو اشخاص نے مال معلوم کی سو غرش میں بیع کی پھر اِس بیع کے منعقد ہونے کے بعد اس مال کا سودا کیا ایک دینار پر، یا ایک سو دس، یا ایک سو بیس غرش پر، تو اِس معاملۂ بیع میں جو آخری عقد ہو گا اُسی کا اعتبار کیا جائے گا۔

دوسری فصل

لوازماتِ ایجاب وقبول کے مابین موافقت کے بیان میں

(AGREEMENT OF ACCEPTANCE WITH OFFER)

(دفعہ 177) اگر عاقدین میں سے کسی ایک نے بیع کے لیے ایجاب (offer of sale) کیا تو اب لازم ہے کہ فریق ثانی کا قبول (acceptance) بھی ایسی صورت پر ہو جو کہ ایجاب کے مطابق ہو، نیز یہ جائز نہیں ہے کہ ثمن یا مثمن کو تفریق کر کے قبول کیا جائے۔

مثلاً بائع نے مشتری سے کہا: میں نے یہ کپڑا سو قرش کے عوض تمہیں فروخت کیا تو اگر مشتری نے بیع مشروع کے طریقے پر اسے قبول کیا تو اب مشتری کو سو قرش کے بدلے سارا کپڑا لینا ہوگا، اب یہ جائز نہیں کہ تمام کپڑے کو یا نصف کپڑے کو پچاس قرش کے بدلے میں لے۔ اسی طرح اگر بائع نے مشتری سے کہا: میں نے یہ دو گھوڑے تین ہزار قرش میں تمہیں دیئے اور مشتری نے قبول کر لئے تو اب مشتری اُن گھوڑوں کو تین ہزار کے عوض میں لے گا، ایسا نہیں ہوسکتا کہ اُن میں سے ایک گھوڑے کو ڈیڑھ ہزار کے بدلے میں لے (اور دوسرا گھوڑا نہ خریدے)۔

(دفعہ 178) قبول (acceptance) کا ایجاب (offer) کے لئے ضمناً موافق ہونا بھی کافی ہے۔ مثلاً اگر بائع نے مشتری سے کہا: میں نے یہ مال تمہیں ایک ہزار قرش میں دیا، مشتری نے کہا: میں نے تم سے اِس مال کو ڈیڑھ ہزار میں خریدا، تو ایک ہزار قرش پر بیع منعقد ہو جائے گی اور اگر بائع نے مشتری کی جانب سے زائد رقم کو اسی مجلس میں قبول کر لیا تو اب مشتری پر لازم ہے کہ وہ بائع کو ڈیڑھ ہزار قرش ادا کرے۔ اسی طرح اگر مشتری نے بائع سے کہا: میں نے اِس مال کو تم سے ایک ہزار قرش میں خریدا تو بائع نے کہا: میں نے اسے آٹھ سو قرش میں بیچا۔ تو بیع منعقد ہو جائے گی اور ہزار میں سے دو سو کم کر دینا لازمی ہوگا (یعنی مشتری اب آٹھ سو ادا کرے گا اور اگر اسی مجلس میں بائع نے اس زیادتی کو قبول کر لیا تو پھر یہ زیادتی مشتری کو ادا کرنا ہوگی جیسا کہ ماقبل گزرا)۔

(دفعہ 179) جب بیع کرنے والوں میں سے کسی ایک نے متعدد اشیاء کا سودا ایک ہی بار کیا تو چاہے اس میں سے ہر ہر شئی کی الگ الگ قیمت بیان کی ہو یا الگ الگ بیان نہ کی ہو تو دوسرے فریق کو اب صرف اتنا اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو جملہ قیمت کے عوض ساری اشیاء قبول کرلے یا پھر قبول نہ کرے، یہ اختیار حاصل نہ ہوگا کہ متعین قیمت کے بدلے چند اشیاء خرید لے اور بقیہ چھوڑ دے۔

مثلاً اگر بائع نے کہا: میں نے یہ دو گھوڑے تین ہزار قرش میں تمہیں بیچے، یہ گھوڑا ایک ہزار میں یہ دوسرا گھوڑا دو ہزار میں، یا پھر یوں کہا: ان دونوں گھوڑوں میں سے ہر ایک پندرہ سو قرش میں، تو اب مشتری کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے تو دونوں گھوڑوں کو تین ہزار قرش میں خرید لے لیکن یہ حق نہیں کہ اُن میں سے کسی ایک گھوڑے کو مقرر کردہ قیمت کے بدلے میں خرید لے (اور دوسرے گھوڑے کو نہ خریدے)۔

اسی طرح اگر بائع نے کہا: میں نے یہ تین کپڑے سو سو قرش میں تمہیں فروخت کئے، مشتری نے کہا: میں نے ان میں سے ایک کپڑا سو قرش میں یا دو کپڑے دو سو قرش میں خریدے تو بیع منعقد نہ ہوگی۔

(دفعہ 180) اگر بیع کرنے والوں میں سے کسی ایک نے متعدد اشیاء کا ذکر کیا اور اُن میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ قیمت بیان کی اور ہر ہر شئی کے لئے علیحدہ ایجاب کیا اور مشتری نے اُن میں سے چند اشیاء کو مقررہ قیمت پر قبول کرلیا تو بیع صرف اُن اشیاء میں منعقد ہو جائے گی جنہیں مشتری نے قبول کیا ہوگا۔ مثلاً اگر بائع نے متعدد اشیاء کا ذکر کیا لیکن اُن میں سے ہر ایک شے کی الگ الگ قیمت بیان کردی اور ہر ایک شئی کے لئے علیحدہ علیحدہ الفاظِ ایجاب کہے، جیسا کہ میں نے یہ شئی ایک ہزار میں دی اور یہ شی دو ہزار میں دی۔ تو ایسی صورت میں مشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ اُن اشیاء میں سے جو چاہے مقررہ قیمت پر قبول کرے۔

تیسری فصل

بیع کی مجلس کے بیان میں

(THE PLACE WHERE THE SALE IS CONCLUDED)

(دفعہ 181) بیع کی مجلس سے مراد ایسا اجتماع جو کہ خرید و فروخت کے معاملے کے لئے واقع ہو۔

(دفعہ 182) بائع اور مشتری دونوں کو ایجاب کے بعد بھی بیع کی مجلس کے آخر تک (قبول اور عدم قبول کا) اختیار حاصل ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر بیع کرنے والوں میں سے کسی ایک نے بیع کا معاملہ کیا اور کہا: میں نے یہ مال بیچا، یا میں نے یہ مال خریدا اور دوسرے شخص نے فوراً نہ کہا: میں نے قبول کیا بلکہ اختتام مجلس سے قبل کافی دیر کے بعد کہا: میں نے قبول کیا تو بیع منعقد ہو جائے گی اگر چہ کتنی ہی مدت گزر گئی ہو (یعنی مجلس بیع کے اندر ہی ہو، چاہے کتنی دیر ہی گزر جائے لیکن اگر مجلس بدل گئی تو پھر بیع نہ ہوگی)۔

(دفعہ 183) اگر عاقدین میں سے کسی ایک سے ایجاب (offer) کے بعد اور قبول سے پہلے کوئی قول(word) یا فعل (deed) صادر ہو جو کہ بیع کے معاملہ سے اِعراض پر دلالت کرتا ہو تو ایجاب(offer) باطل(void) ہو جائے گا اور اس عمل کے بعد قبول(acceptance) کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔

مثال کے طور پر عاقدین میں سے ایک نے کہا: میں نے یہ بیچا، یا میں نے یہ خریدا اور فریق ثانی قبول کرنے سے پہلے کسی دوسرے کام میں مشغول ہو گیا، یا ایسا کلام کرنے لگا جس کا بیع کے معاملے سے کوئی تعلق نہیں تو اس صورت میں ایجاب باطل ہو جائے گا اور اگر ایسے کام کرنے کے بعد قبول کر بھی لیا جائے اگر چہ اُسی بیع کی مجلس ہی میں ہو تو اب اس قبول کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔

(دفعہ 184) اگر عاقدین میں سے کسی ایک نے ایجاب کے بعد اور قبول سے پہلے بیع سے رجوع کر لیا تو ایجاب باطل ہو جائے گا اور اگر چہ فریق ثانی نے اسی مجلس میں اس فعل رجوع کے بعد قبول بھی کر لیا ہو تو بھی بیع منعقد نہ ہوگی۔

مثلاً اگر بائع نے کہا: میں نے یہ سامان اتنے میں دیا لیکن مشتری کے قبول کرنے سے پہلے ہی بائع نے رجوع کرلیا (یعنی کہا کہ میں نے یہ سامان نہیں دیا) اور پھر مشتری نے اس کے بعد کہا: میں نے قبول کیا، تو بیع منعقد نہ ہوگی۔

(دفعہ 185) قبول کرنے سے پہلے ایجاب کی تکرار (renewal of the offer) ایجابِ اول کو باطل کر دیتی ہے اور ایسے میں اعتبار ایجاب ثانی (یعنی آخری ایجاب) کا ہوگا۔

مثلاً اگر بائع نے مشتری سے کہا:

میں نے یہ شئی سو قرش میں تجھے دی، پھر اس ایجاب کرنے کے بعد اور مشتری کے قبول کرنے سے پہلے ہی رجوع کیا اور کہا: میں نے یہ شئی ایک سو بیس قرش میں تجھے دی اور مشتری نے اسے قبول کرلیا تو ایجابِ اول (first offer) باطل ولغو ہو جائے گا اور بیع ایک سو بیس قرش (یعنی ایجاب ثانی) پر منعقد ہو جائے گی۔

چوتھی فصل

بیع کے ساتھ شرائط کے بیان میں

(SALE SUBJECT TO A CONDITION)

(دفعہ 186) عقد بیع میں ایسی شرط (condition) لگانا جس شرط کا عقد (contract) تقاضہ کرتا ہو صحیح ہے اور ایسی شرط معتبر (valid condition) ہے۔

مثلاً بائع نے اس شرط پر بیع کی کہ جب تک اسے قیمت نہ ملے گی تو مبیع (commodity) کو اپنے پاس روکے رکھے گا تو ایسی شرط سے بیع کو کوئی نقصان نہ ہوگا (یعنی بیع فاسد نہ ہوگی) بلکہ یہ اسی چیز کا بیان ہے کہ جس کا عقد تقاضہ کرتا ہے۔

(دفعہ 187) عقد بیع جس شرط کی تائید کرتا ہو ایسی شرط کے ساتھ بیع صحیح ہوگی اور شرط قابل اعتبار ہوگی۔ مثلاً اگر اس شرط کے ساتھ بیع کی کہ مشتری بائع کے پاس فلاں چیز رہن (pledge) رکھوائے گا یا پھر فلاں شخص کو قیمت کی ادائیگی کا کفیل بنائے گا تو اس صورت میں بیع صحیح ہوگی اور شرط قابل اعتبار ہوگی، حتی کہ اگر مشتری نے اس شرط کی پاسداری نہ کی تو بائع کو اس بیع کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ اِس لئے کہ یہ شرط اُس قیمت کی سپردگی کی تائید کرتی ہے جس کا عقد بیع تقاضہ کرتا ہے۔

(دفعہ 188) شرطِ متعارف کے ساتھ بیع صحیح ہے یعنی ایسی شرط جو کہ اُس شہر کے عرف کے مطابق ہو اور ایسی شرط قابل اعتبار ہوگی۔ مثلاً کسی شخص نے فروہ (چمڑے کی ایک خاص قسم) اِس شرط پر بیچا کہ اُس سے برتن (یعنی مَشک وغیرہ) بنائے گا، یا اس شرط کے ساتھ فروخت کیا کہ اُسے دروازے میں جڑ دے گا، یا کپڑا اِس شرط کے ساتھ فروخت کیا کہ اُس کے ٹکڑے جوڑ کر دے گا تو بائع پر اِن شرطوں کا پورا کرنا لازم ہے۔

(دفعہ 189) مبیع (commodity) میں کسی ایسی شرط کا ذکر کرنا جس سے عاقدین میں سے کسی ایک کا بھی فائدہ نہ ہو تو بیع صحیح ہوگی اور وہ شرط لغو قرار پائے گی۔

مثلاً جانور کو اِس شرط کے ساتھ فروخت کیا کہ مشتری اسے کسی دوسرے شخص کو فروخت نہیں کرے گا، یا اس شرط کے ساتھ کے جانور کو مشتری چراگاہ میں بھیجے گا تو بیع صحیح ہوگی اور شرط لغو (voidable condition) قرار پائے گی۔

پانچویں فصل

اقالۂ بیع (فسخ بیع) کے بارے میں

(RESCISSION OF THE SALE)

(دفعہ 190) عاقدین(contracting parties) بیع (sale) کے مکمل ہوجانے کے بعد باہمی رضامندی سے اس بیع کوتوڑنے کا حق رکھتے ہیں۔

(دفعہ 191) اقالہ(rescission) بیع ہی کی طرح ایجاب وقبول سے ہوگا۔

مثلاً عاقدین میں سے کسی ایک نے کہا: میں نے بیع کوفسخ کیا اور دوسرے فریق نے کہا: میں نے قبول کیا، یا ایک فریق نے دوسرے فریق سے کہا: میرے لئے اس بیع کوختم کردوتو دوسرے نے کہا: ختم کیا تو اقالۂ بیع ہوگیا اور بیع فسخ ہوگئی۔

(دفعہ 192) مبیع وثمن کا ایک دوسرے کوواپس کردینا یہ بھی ایجاب وقبول کے قائم مقام ہے، لہٰذا اقالۂ بیع صحیح ہوگا (یعنی ایسا کرنے سے بیع فسخ ہوجائے گی)۔

(دفعہ 193) بیع کی طرح اقالہ کیلئے بھی مجلس کا ایک ہونا ضروری ہے یعنی یہ لازم ہے کہ ایجاب کی مجلس ہی میں قبول کیا جائے۔مثلاً عاقدین میں سے کسی ایک نے کہا: میں نے بیع کوتوڑ دیا اور دوسرے فریق کے قبول کرنے سے پہلے ہی مجلس ختم ہوگئی ، یا پھراُن دونوں میں سے کسی ایک سے ایسا قول وفعل صادر ہوا جو کہ اس اقالۂ بیع سے اِعراض پر دلالت کرتا ہے اور اس عمل کے بعد فریق ثانی نے قبول کیا تو اب اس کے قبول کا اعتبار نہیں ہوگا اور اقالۂ بیع کے لئے اُن میں سے کوئی شئی مفید نہ ہوگی۔

(دفعہ 194) اقالۂ بیع کے لئے مبیع کا مشتری کے قبضہ میں ہونا لازمی ہے اور اگر مبیع ضائع ہوگئی ہوتو اقالۂ بیع صحیح نہ ہوگا۔

(دفعہ 195) اگر مبیع میں سے بعض حصہ ضائع ہوگیا تو جتنا باقی بچا ہو اس کا اقالہ درست ہوگا۔مثلاً اگر کسی شخص نے اپنی ملکیت کی زمین مع فصل فروخت کی اور خریدنے کے بعد مشتری نے اس میں سے فصل کاٹ لی تو اب باہمی رضامندی سے اقالۂ بیع زمین کی حد تک مقررہ قیمت کے مطابق صحیح ہوگا۔

(دفعہ 196) قیمت کا ضائع ہوجانا اقالۂ بیع کے لئے مانع نہیں ہے (یعنی اقالہ درست ہوگا)۔

دوسرا باب

مبیع سے متعلق مسائل کے بیان میں

(THE SUBJECT MATTER OF THE SALE/COMMODITY)

یہ چار فصلوں پر مشتمل ہے

پہلی فصل

مبیع کی شرائط اور اس کے اوصاف کے بیان میں

(CONDITIONS AFFECTING THE SUBJECT MATTER OF THE SALE AND DESCRIPTION)

(دفعہ 197) مبیع (commodity) کے لئے لازم ہے کہ (وقت فروخت) موجود ہو۔

(دفعہ 198) مبیع کے لئے لازم ہے کہ اِس کی سپردگی پر قدرت بھی حاصل ہو۔

(دفعہ 199) مبیع کے لئے لازم ہے کہ وہ مال متقوم (valuable goods) ہو۔

(دفعہ 200) مبیع کے لئے لازم ہے کہ مشتری اس کی معرفت (knowledge) رکھتا ہو۔

(دفعہ 201) مبیع کے اگر ایسے احوال واوصاف بیان کر دیئے جائیں جو کہ اس مبیع کو دوسری اشیاء سے امتیاز دے دیں تو اس طرح مبیع معلوم ہو جائے گی۔ مثلاً بائع نے کہا: حورانی گیہوں کا ایک مَن فروخت کیا، یا زمین فروخت کی اور اُس کی حدود بھی بیان کر دی تو ایسی صورت میں مبیع معلوم ہو گئی، لہٰذا اس کی بیع درست ہو گی۔

(دفعہ 202) اگر مبیع مجلس بیع میں موجود ہو تو اِس کے تعین کے لئے اشارہ (signs) ہی کافی ہو گا۔

مثال کے طور پر اگر بائع نے مشتری سے کہا: میں نے یہ جانور تمہیں فروخت کیا اور مشتری نے کہا: میں نے اسے خریدا نیز مشتری جانور کو دیکھ بھی رہا ہے تو بیع صحیح ہو گی۔

(دفعہ 203) اگر مبیع (commodity) کے بارے میں مشتری پہلے سے جانتا ہے تو اب مزید تعریف و توصیف کی حاجت نہیں ہے۔

(دفعہ 204) مبیع (commodity) کو عقد بیع کے وقت متعین کر دینے سے بیع متعین ہو جاتی ہے۔

مثلاً بائع نے کہا: میں نے یہ سامان تمہیں فروخت کیا اور ساتھ ہی مجلس میں موجود سامان کی جانب اشارہ بھی کر دیا اور مشتری نے قبول بھی کر لیا تو اب بائع پر لازم ہے کہ بعینہ یہی سامان مشتری کے حوالے کرے ایسا نہیں ہو سکتا کہ اسی جنس کا کوئی دوسرا سامان مشتری کو دے۔

دوسری فصل

کن اشیاء کی بیع جائز ہے اور کن اشیاء کی ناجائز

(THINGS WHICH MAY BE SOLD AND MAY NOT BE SOLD)

(دفعہ 205) معدوم اشیاء کی بیع باطل ہے۔اسی لئے اُن پھلوں کی بیع ناجائز ہے جو ابھی اُگے ہی نہ ہوں۔

(دفعہ 206) ایسے پھل (fruit) جو مکمل ظاہر (completely visible) ہو چکے ہوں تو اُن کی بیع جائز ہے، چاہے وہ پھل ابھی درختوں ہی پر ہوں اور کھانے کے قابل ہوئے ہوں یا نہ ہوں۔

(دفعہ 207) یکے بعد دیگرے یعنی ایسے پھل جو کہ ایک ہی مرتبہ نہیں آتے بلکہ یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں جیسا کہ فواکہ، پھول، ساگ وسبزیاں، جب اُن کا ایک حصہ ظاہر ہو جائے تو اُس حصہ کی اور اُس کے ضمن میں آنے والے (مزید) حصہ کی بیع ایک ہی معاملے میں صحیح ہوگی۔

(دفعہ 208) اگر کسی شئی کو فروخت کیا اور اُس کی جنس بھی بیان کردی لیکن بعد میں کوئی اور ہی جنس کی شئی نکلی تو ایسی بیع باطل ہوگی۔مثلاً اگر شیشہ (glass) کو ہیرا (diamond) کہہ کر فروخت کیا تو یہ بیع باطل ہوگی۔

(دفعہ 209) کسی ایسی شئی کی بیع کرنا جو سپرد نہ کی جاسکے تو ایسی بیع باطل ہے۔

مثلاً وہ کشتی (rowingboat) فروخت کرنا جو کہ ڈوب (sunk) چکی ہے اور اُس کا نکالنا بھی ممکن نہیں ہے، یا ایسا جانور فروخت کرنا جو کہ بھاگ گیا ہو اور اُس کا پکڑنا اور حوالے کرنا ممکن نہ ہو۔

(دفعہ 210) ایسی چیز کی بیع وشراء جسے لوگ مال نہ سمجھتے ہوں، باطل ہے۔

مثلاً مُردار (corpse) کی بیع یا آزاد شخص (freeman) کی بیع (کسی آزاد شخص کو فروخت کرنا) وغیرہ، یا اِن دونوں کے ذریعے سے کوئی شخص مال حاصل کرے تو ایسی خرید وفروخت ''باطل'' ہے۔

(دفعہ 211) مالِ غیر متقوم (non-valuable goods) کی بیع باطل ہے۔

(دفعہ 212) مالِ غیر متقوم کے بدلے میں کچھ خریدنا ''بیع فاسد'' (invalid sale) ہے۔

(دفعہ213) مجہول (غیر معلوم مبیع) کی بیع فاسد ہے۔

جیسا کہ اگر بائع نے مشتری سے کہا: میں نے وہ تمام اشیاء فروخت کیں جو کہ میری ملکیت میں ہیں اور مشتری نے کہا: میں نے خریدیں اور اُن اشیاء کو نہیں جانتا تو ایسی بیع فاسد (invalid sale) ہے۔

(دفعہ214) جائیداد غیر منقولہ (immovable property) میں تفریق سے قبل بھی اپنے حصہ مملوکہ مثلاً ثلث 1/3، نصف 1/2، عشر 1/10 کی بیع جائز و صحیح ہے۔

(دفعہ215) اپنے حصہ معلومہ کو شرکاء (partner) کی اجازت کے بغیر بیع کرنا صحیح ہے۔

(دفعہ216) زمین کے ساتھ حق مرور، حق شرب اور حق سیلانِ آب کی بیع نیز نہر (canals) کے ساتھ پانی کی بیع کرنا صحیح ہے۔

تیسری فصل

مبیع کو فروخت کرنے کی کیفیت کے بیان میں

(PROCEDURE THE SALE)

(دفعہ 217) مکیلی، موزونی، عددی اور مذروعی اشیاء کی بیع جس طرح ناپ کر، تول کر، گن کر اور پیمائش کر کے جائز ہے اُسی طرح اندازہ سے بھی جائز ہے۔ مثلاً کسی شخص نے گیہوں کا ایک ڈھیر بیچا، یا پھر گھاس کا توڑا، یا اینٹوں کا ڈھیر، یا کپڑوں کی گٹھڑی فروخت کی تو بیع صحیح ہوگی۔

(دفعہ 218) اگر کسی شخص نے اِس شرط پر گیہوں فروخت کئے کہ اُسے ایک معین پیمانہ سے ناپا جائے گا، یا پھر ایک معین پتھر سے تولا جائے گا تو یہ بیع صحیح ہوگی اگر چہ اُس پیمانہ یا پتھر کی مقدار اَور وزن کا علم نہ بھی ہو۔

(دفعہ 219) وہ تمام اشیاء جنہیں الگ سے بیچا جاسکتا ہو، مبیع میں سے اِس کا استثنا کرنا بھی جائز ہے۔ مثلاً کسی نے درخت پر لگے پھلوں کو فروخت کیا اور کہا: اِس میں سے اتنے پھل میرے ہیں تو بیع صحیح ہوگی۔

(دفعہ 220) مقدرات میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ قیمت اور قسم بیان کر کے ایک ہی ساتھ فروخت کرنا صحیح ہے۔

مثلاً اگر کسی شخص نے گیہوں کا ڈھیر بیچا، یا کشتی بھر لکڑی بیچی یا بکریوں کا ریوڑ فروخت کیا یا اونی کپڑے کا تھان بیچا اور یوں کہا: گیہوں فی مَن اِس دام کا ہوگا، لکڑیوں کی گانٹھ اِس دام کی ہوگی، بکری فی عدد اِس قیمت کی ہوگی، یا یہ کپڑا اتنے کا ایک گز ہوگا تو یہ بیع صحیح ہوگی۔

(دفعہ 221) زمین جس طرح سے گز یا پیمائش وغیرہ کے ذریعہ ناپ کر فروخت کی جاسکتی ہے، اسی طرح زمین کی حدود کو متعین کر کے بھی بیچا جاسکتا ہے۔

(دفعہ 222) عقد بیع (contract of sale) کے وقت جو مقدار متعین ہو چکی ہو صرف اُسی کا اعتبار کیا جائے گا اِس کے علاوہ کا نہیں۔

(دفعہ 223) مکیلی، عددی اور موزونی اشیاء اگر اِس حال میں ہوں کہ ان کا الگ کرنا بآسانی ممکن ہو تو مقدارِ فروخت بیان

کر کے اُن تمام کو ایک ہی ساتھ بیچنا صحیح ہے، چاہے اُن تمام کی مجموعی قیمت بیان کی گئی ہو یا پھر ہر کیل یا فرد یا رطل کی علیحدہ علیحدہ قیمت بیان کی گئی ہو لیکن اس صورتِ حال میں اگر مبیع مقدار کے مطابق نکلی تو بیع لازم ہو جائے گی اور اگر کم نکلی تو مشتری کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو موجودہ مال کو اس کی قیمت کے حساب سے قبول کرے یا پھر بیع کو فسخ کر دے، ہاں اگر مبینہ مقدار سے زائد ہو تو بہر حال وہ زیادتی (excess) بائع ہی کی ہوگی۔

مثلاً اگر کسی شخص نے گیہوں کا ڈھیر فروخت کیا اور کہا: یہ پچاس مَن ہیں اور اِس میں سے فی مَن دس قرش کا ہوگا تو اس حساب سے کل پانچ سو قرش پر بیع ہوئی تو اب اگر اِس سپردگی کے وقت ڈھیر میں سے پچاس مَن گیہوں نکلے تو بیع نافذ ہو جائے گی لیکن اگر پینتالیس مَن گیہوں نکلے تو مشتری کو اختیار ہے، چاہے تو بیع کو فسخ کر دے یا پھر چار سو پچاس قرش دے کر تمام حاصل کر لے اور اگر پچپن مَن گیہوں نکلے تو پانچ من زائد نکلنے والے گیہوں بائع کے ہوں گے۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے انڈوں کا ایک ٹوکرا فروخت کیا اور کہا: یہ سو انڈے ہیں، یا کہا: ہر انڈے کی قیمت نصف قرش ہے اور یہ کل سو انڈے ہیں لیکن سپردگی کے وقت اس ٹوکرے میں سے نوے انڈے نکلے تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو بیع کو فسخ کر دے اور چاہے تو نوے انڈوں کو پینتالیس قرش کے بدلے قبول کرے لیکن اگر ٹوکرے میں سے ایک سو دس انڈے نکلے تو دس زائد نکلنے والے انڈے بائع کے ہوں گے۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے گھی کا ڈبہ فروخت کیا اور کہا: یہ سو رطل گھی ہے تو اُس کا حکم بھی اسی مذکورہ طریقہ کے مطابق ہوگا۔

(دفعہ 224) ایسی موزونی اشیاء جن کے علیحدہ کرنے میں ضرر اور نقصان ہو تو اگر ایسی موزونی شئی کے مجموعے کو معین مقدار و ثمن کی وضاحت کر کے فروخت کیا جائے اور پھر سپردگی کے وقت اسے وزن کیا جائے تو وہ شئی بیان کردہ مقدار سے کم نکلے تو ایسی صورت میں مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو بیع فسخ کر دے، یا پھر بیان کردہ پوری قیمت کے بدلے میں اس شی کو قبول کرے، ہاں اگر وہ شئی وزن کے وقت مبینہ مقدار سے زائد نکلے تو اب یہ زیادتی (بیع کے مکمل ہو جانے پر) مشتری کو حاصل ہوگی اور بائع کو اس میں کوئی اختیار نہ ہوگا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے ہیرے (diamond) کا ٹکڑا پانچ قیراط وزن بتا کر بیس ہزار قرش میں فروخت کیا لیکن جب اس ہیرے کو تولا گیا تو یہ ساڑھے چار قیراط نکلا تو اب اس صورت میں مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو بیع کو فسخ کر دے اور چاہے تو بیس

ہزار قرش کے بدلے میں اسے قبول کر لے اور اگر وزن کرنے پر وہ ہیرا ساڑھے پانچ قیراط نکلا تو مشتری اگر چاہے تو فقط بیس ہزار قرش ادا کرے اور ہیرا(diamond) حاصل کر لے، بائع کو اس صورت میں کوئی اختیار حاصل نہ ہوگا۔

(دفعہ 225) اگر موزونی اشیاء میں سے کسی کو مجموعی طور پر فروخت کیا جائے بایں وجہ کے اسے علیحدہ کرنے میں نقصان ہو اور فروخت کے وقت اس کے اجزاء واقسام کی قیمت وتفصیلات کو بیان کر دیا جائے لیکن سپردگی کے وقت وہ مجموعہ مبینہ مقدار سے زیادہ یا کم نکلے تو اب اس صورت حال میں مشتری کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو بیع کو فسخ کر دے، یا پھر موجود مقدار کو بیان کردہ تفصیلات کے مطابق قیمت دے کر قبول کرے (یعنی اب جتنا مال ہوا اُتنی ہی قیمت ادا کرے، زیادہ ہو تو زیادہ اور کم ہو تو کم)۔

مثلاً اگر کسی شخص نے پیتل(copper) کا ایک ٹکڑا فروخت کیا اور کہا: یہ پانچ رطل ہے اور ہر رطل کی قیمت چالیس قرش ہوگی لیکن جب اس ٹکڑے کا وزن کیا گیا تو یہ ساڑھے چار رطل نکلا، یا ساڑھے پانچ رطل نکلا تو اِن دونوں ہی صورتوں میں مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو بیع کو فسخ کر دے، یا پھر ساڑھے چار رطل کو ایک سو اسی قرش، یا پھر ساڑھے پانچ رطل کو دو سو بیس قرش کے بدلے میں قبول کرے۔

(دفعہ 226) جب مجموعی طور پر ''مذروعی اشیاء''(things estimated by measure of length) کی بیع کی جائے چاہے وہ زمینیں ہوں یا گھریلو ساز وسامان ہو یا کوئی عام اشیاء ہو اور اُن چیزوں کی مجموعی مقدار و مجموعی قیمت کو بیان کر دیا جائے یا پھر مجموعی مقدار میں فی کس قیمت بیان کر دی جائے تو اِن دونوں صورتوں میں اس (مذروعی اشیاء) پر وہی اَحکام لاگو ہوں گے جو کہ ان ''موزونی اشیاء''(things estimated by measure of weight) پر جاری ہوتے ہیں کہ جن کے الگ کرنے میں نقصان ہوتا ہے۔

باقی رہا گھریلو ساز وسامان اور ایسی اشیاء جن کے الگ کرنے میں نقصان نہیں ہوتا جیسا کہ اُونی، سوتی کپڑے تو اِن پر وہ احکام جاری ہوں گے جو کہ ''مکیلی اشیاء''(things estimated by measure of capacity) کے بارے میں لاگو ہوتے ہیں۔

مثلاً کسی شخص نے میدانی زمین فروخت کی اور کہا: یہ سو گز ہے اور اس کی قیمت ایک ہزار قرش ہے لیکن جب اس زمین کی پیائش کی گئی تو وہ 95 گز نکلی، تو اب اس صورتِ حال میں مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اسے نہ خریدے یا پھر ایک ہزار قرش میں اسے خرید لے اور اگر پیائش کے بعد وہ زمین سو گز سے زائد نکلی تو اب مشتری وہی ایک ہزار قرش ادا کر کے زمین مع

زائد حصہ لے لے گا۔

اسی طرح اگر کسی نے کپڑے کا ٹکڑا چار سو قرش میں فروخت کیا اور ساتھ ہی کہا: یہ آٹھ گز ہے اور قبا بنانے کے لئے کافی ہے لیکن ناپنے کے بعد وہ سات گز نکلا تو اب مشتری کو اختیار ہے کہ چاہے تو بیع فسخ کر دے، یا پھر یہ سات گز کپڑا چار سو قرش کے بدلے میں قبول کر لے اور اگر زائد کپڑا نکلا، مثلاً نو گز تو اب بھی مشتری صرف چار سو قرش ہی ادا کرے گا لیکن اگر میدانی زمین فروخت کی اور کہا: یہ سو گز ہے اور فی گز کی قیمت دس قرش ہے لیکن جب اس زمین کی پیائش ہوئی تو وہ 95 گز نکلی یا ایک سو پانچ گز نکلی تو اب مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو چھوڑ دے اور اگر چاہے تو 95 گز کے نو سو پچاس قرش، یا ایک سو پانچ گز کے ایک ہزار بچاس قرش ادا کر کے اسے قبول کرے (یعنی کمی بیشی کی صورت میں قیمت بھی اُسی حساب سے کم و بیش ادا کی جائے گی کیونکہ فی گز کی قیمت مقرر ہو چکی ہے)۔

اسی طرح اگر کسی نے کپڑے کا تھان بیچا اور کہا: یہ آٹھ گز قبا بنانے کے لئے کافی ہے، فی گز قیمت پچاس قرش ہے لیکن پیائش کرنے کے بعد وہ کپڑا سات گز، یا نو گز نکلا، تو اب مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو نہ خریدے، یا پھر سات گز کی قیمت ساڑھے تین سو قرش یا پھر نو گز کی قیمت ساڑھے چار سو قرش کے حساب سے ادا کر کے خریدے۔

اگر اُونی کپڑا بیچا اور کہا: یہ ایک سو پچاس گز سات ہزار پانچ سو قرش کا ہے اور فی گز قیمت پچاس قرش ہے لیکن پیائش ہوئی تو وہ ایک سو چالیس گز نکلا تو اب اس صورت میں مشتری کو اختیار ہوگا، چاہے تو بیع کو فسخ کر دے، یا پھر ایک سو چالیس گز کو سات ہزار کے بدے میں خرید لے اور اگر ایک سو پچاس گز سے زائد ہو تو اب یہ زیادتی بائع کی ہوگی (مشتری کی نہیں)۔

(دفعہ 227) اگر مجموعی طور پر ایسی عددِی اشیاء جن کے افراد میں تفاوت (difference) ہوتا ہے انہیں ایک مجموعی قیمت بیان کر کے فروخت کر دیا گیا تو اگر سپردگی کے وقت وہ مجموعی مقدار پائی گئی تو بیع صحیح ہوگی اور اگر مجموعی مقدار سے کم یا زیادہ ہوئی تو ایسی صورت میں بیع فاسد ہوگی۔ مثلاً اگر کسی شخص نے بکریوں کا ایک ریوڑ فروخت کیا اور کہا: یہ پچاس بکریاں ہیں اور اِن کی قیمت ایک ہزار پانچ سو قرش ہے لیکن سپردگی کے وقت وہ بکریاں 45 یا 55 نکلیں تو اب بیع فاسد ہوگی۔

(دفعہ 228) اگر عددیاتِ متفاوتہ (dissimilar things) کی ایک مجموعی تعداد فروخت کی گئی اور ہر فرد کی علیحدہ قیمت بھی بیان کر دی گئی تو اب اگر سپردگی کے وقت وہ تعداد مکمل ہوئی تو بیع لازم ہو جائے گی اور اگر تعداد کم ہوئی تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو بیع فسخ کر دے یا پھر موجودہ مقدار کی فی کس قیمت ادا کر کے خرید لے اور اگر تعداد زیادہ ہوئی تو بیع فاسد ہوگی۔

مثلاً بکریوں کا ریوڑ فروخت کیا گیا اور کہا: یہ پچاس بکریاں ہیں اور ہر بکری کی قیمت پچاس قرش ہے اور پھر جب شمار کیا گیا تو وہاں پینتالیس بکریاں نکلیں لہٰذا اب مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو بیع فسخ کر دے یا پھر دو ہزار دو سو پچاس قرش کے بدلے میں پینتالیس بکریاں خرید لے اور اگر شمار کرنے پر وہ 55 نکلیں تو اب بیع فاسد ہوگی۔

(دفعہ 229) ماقبل کی وہ تمام صورتیں جس میں مشتری کے خیارات (options) کا بیان ہے (تو اِس میں اختیار اُس وقت تک ہے جب تک مشتری نے مبیع پر قبضہ نہ کیا ہو) اِن تمام صورتوں میں اگر مشتری نے اس بات کو جانتے ہوئے کہ مبیع ناقص ہے پھر بھی اس پر قبضہ کر لیا تو اب قابض ہونے کے بعد اسے فسخ کا اختیار حاصل نہیں ہوگا۔

چوتھی فصل

اُن اشیاء کے بارے میں جو بیع میں بغیر صراحت کے داخل ہوتی ہیں اور جو داخل نہیں ہوتی

(MATTERS INCLUDED BUT NOT EXPLICITLY MENTIONED IN THE SALE)

(دفعہ 230) وہ تمام چیزیں جو مقام بیع کے عرف میں مبیع (commodity) میں داخل سمجھی جاتی ہیں وہ بیع میں بلا ذکر بھی شامل مانی جائیں گی۔

مثلاً مکان کی بیع میں باورچی خانہ (kitchen) اور زیتون کے باغ (olive grove) کی بیع میں زیتون کے درخت بغیر ذکر کر کے شامل ہوں گے۔ اس لئے کہ مکان میں باورچی خانہ شامل ہوتا ہے اور زیتون کا باغ اسی صورت میں باغ کہلاتا ہے جب کہ اس میں زیتون کا درخت موجود ہو وگرنہ خالی زمین کو زیتون کا باغ نہیں کہا جاتا ہے۔

(دفعہ 231) جو چیز مبیع (commodity) کے جز (part) کا درجہ رکھتی ہو یعنی بیع وشراء کے لئے اسے مبیع سے علیحدہ نہ کیا جاتا ہو تو ایسی شئ بلا ذکر ہی مبیع میں داخل ہوگی۔

مثلاً تالا فروخت کیا تو چابی بھی اس کی بیع میں داخل ہوگی اور اگر دُودھ کے لئے دُودھ دینے والی گائے خریدی تو اُس گائے کا شیر خوار بچہ بھی اِس کی بیع میں شامل ہوگا۔

(دفعہ 232) مبیع (commodity) سے متعلقہ وہ توابع جو کہ مستقلاً اِس مبیع سے متصل ہوتے ہیں وہ تمام مبیع کے ضمن میں بیع میں شامل ہوتے ہیں۔

مثلاً گھر فروخت کیا تو اس میں لگے ہوئے تالے، فکس کی ہوئی الماریاں، زمین میں جڑے ہوئے قالین، گھر کی حدود میں موجود باغ، گھر سے شارعِ عام تک کا راستہ یا اندرونی راستہ جو کہ الگ نہ ہو (بیع میں شامل ہیں)، اسی طرح اگر زمین فروخت کی جائے تو اس میں اُگے ہوئے درخت یہ تمام مذکورہ اشیاء چونکہ مبیع سے الگ نہیں ہوسکتیں لہٰذا یہ تمام بلا ذکر ہی بیع میں داخل ہوں گی۔

(دفعہ 233) وہ اشیاء جو مبیع کے مشمولات (part of the thing sold) میں سے نہ ہوں اور نہ ہی وہ مبیع کے مستقلاً توابع (permanent fixtures) میں سے ہوں، نہ ہی حکماً مبیع کے اجزاء (parts) میں سے ہوں اور نہ ہی عرف و عادت کے مطابق مبیع کے ساتھ اُن کی بیع ہوتی ہو تو ایسی تمام اشیاء کی جب تک وقت بیع میں صراحت نہ کی جائے، بیع میں داخل نہیں ہوں گی البتہ جو اشیاء عرف و عادت کے مطابق مبیع کے ضمن میں سمجھی جاتی ہیں تو وہ بلا ذکر کئے ہی بیع میں شامل ہوگی۔

مثلاً ایسی اشیاء جو جڑی ہوئی نہ ہو اور استعمال کے لئے اُن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہو جیسا کہ صندوق، کرسی، تخت وغیرہ تو بغیر ذکر کے یہ اشیاء مکان کی بیع میں شامل نہیں ہوں گی، اسی طرح گملے، قابل انتقال پھول، چھوٹے اُگے ہوئے درخت جو کہ قابل انتقال ہوں جنہیں عرفاً ''نصب'' کہتے ہیں تو باغ کی بیع میں بغیر ذکر کے داخل نہیں ہوں گے، جس طرح سے زمین کی بیع میں کھیتی اور درختوں کی بیع میں پھل شامل نہ ہوں گے جب تک کہ وقت بیع اُن کی صراحت نہ کی جائے لیکن گھوڑے کی لگام اور اونٹ کی رسی اور اسی طرح کی دیگر اشیاء جو کہ عرفاً مبیع کی ضرورت ہوتیں ہیں، بلا ذکر بھی بیع میں داخل ہوں گی۔

(دفعہ 234) جو اشیاء مبیع (commodity) کے تابع ہو کر شامل بیع ہوتی ہیں قیمت میں اُن کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ مثلاً اُونٹ کی رسی قبضہ کرنے سے قبل ہی دفعہ چوری ہوگئی تو اِس کے بدلے میں مقررہ قیمت میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 235) ایسی تمام اشیاء جنہیں عقد بیع کے عمومی الفاظ شامل ہو وہ بھی معاملہ بیع میں داخل ہوں گے۔ مثلاً اگر بائع نے کہا: میں نے یہ مکان تمہیں اس کے جمیع حقوق کے ساتھ فروخت کیا تو حق مرور، حق شرب اور حق سیلانِ آب اِس بیع میں داخل ہوں گے۔

(دفعہ 236) مبیع میں اگر ایسی زیادتی پائی جائے جو کہ عقد کے بعد لیکن قبضہ سے پہلے ہو جیسا کہ پھل وغیرہ تو یہ زیادتی اب مشتری کی ہوگی۔

مثلاً کسی نے باغ فروخت کیا لیکن مشتری کے قبضہ حاصل کرنے سے پہلے بھی اس باغ میں پھل اور کھیتی وغیرہ اُگ گئی، تو اب یہ پھل اور کھیتی وغیرہ کی زیادتی مشتری کی ہوگی، اسی طرح اگر کسی جانور کو فروخت کیا اور قبضہ سے قبل ہی اُس سے بچہ پیدا ہوا تو اب یہ بچہ مشتری کا ہوگا۔

تیسرا باب

اُن مسائل کے بارے میں جو ثمن سے متعلق ہیں

(MATTERS RELATING TO THE PRICE)

اور اس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل

اُن مسائل کے بارے میں جو قیمت اور اُس کے اَحوال سے متعلق ہیں

(NATURE OF AND CIRCUMSTANCES AFFECTING PRICE)

(دفعہ 237) بیع کے وقت ثمن (قیمت) کا بیان کرنا لازم ہے پس اگر بغیر قیمت بیان کئے بیع ہوئی تو یہ بیع فاسد ہوگی۔

(دفعہ 238) یہ بھی لازم ہے کہ قیمت معلوم (ascertained) ہو (مجہول نہ ہو)۔

(دفعہ 239) جب ثمن حاضر (visible) ہو تو اُس کا مشاہدہ اور اُس کی جانب اشارہ اُس ثمن کے معلوم ہونے کے لئے کافی ہے اور جب غائب ہو تو اُس کی مقدار وضاحت کے بیان کر دینے سے وہ معلوم ہو جائے گا۔

(دفعہ 240) جس شہر میں مختلف اقسام کے دِینار (gold coins) چلتے ہوں تو وہاں اگر کسی شے کی بیع کی اور یہ کہا: اتنے دینار میں سودا کیا لیکن دینار کی قسم متعین نہیں کی تو بیع فاسد ہوگی اور اِس باب میں دراہم (silver coins) کا بھی یہی حکم ہے۔

(دفعہ 241) اگر کسی معین مقدار قرش پر بیع ہوئی تو اب مشتری کو یہ اختیار ہوگا کہ ممنوعہ نقود کے علاوہ مروجہ جس نقود میں سے چاہے قیمت ادا کرے اور بائع کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ نقود مروجہ میں سے کوئی خاص قسم طلب کرے۔

(دفعہ 242) اگر بیع کے وقت قیمت کی صفت (nature of the price) بیان کر دی گئی ہو تو اب مشتری پر لازم ہے کہ اسی بیان کردہ ثمن کو بطورِ قیمت ادا کرے۔

مثلاً اگر عقد بیع، مجیدی اَشرفی یا انگریزی، فرنساوی رقم، یا رِیال مجیدی یا عمودی میں ہوا ہے تو اب مشتری پر لازم ہے کہ اسی نوع کی قیمت ادا کرے جسے بیان کر کے متعین کر دیا گیا ہے۔

(دفعہ 243) عقد بیع میں تعین کر دینے سے ثمن متعین نہیں ہوتا۔

مثلاً اگر مشتری نے بائع کو اپنے ہاتھ میں موجود مجیدی اشرفیاں دکھائی پھر اس کے بدلے میں شئی خریدی تو اب مشتری کو انہیں اشرفیوں کے دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا بلکہ مشتری کو اختیار ہوگا کہ وہ اِن پہلے دکھائی گئی مجیدی اشرفیوں کے علاوہ اِسی جنس کی دوسری مجیدی اشرفیاں ادا کر دے۔

(دفعہ 244) ایسے نقود جس کے اجزاء ہوتے ہیں اگر اس کے کسی ایک جز پر عقد ہو تو ایسی صورت میں مشتری کو اختیار ہوگا کہ اسی نوع کے دوسرے اجزاء سے قیمت ادا کر دے لیکن اس بارے میں شہر اور عرف وعادت کا اعتبار ہوگا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے ریالِ مجیدی پر بیع کی تو اب مشتری کو اختیار ہوگا کہ نصف یا چوتھائی ریالوں میں قیمت ادا کر دے (صاحب مجلّہ اپنے زمانہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ) اب ''دارالخلافہ، استنبول'' میں عرف بدل چکا ہے، لہٰذا مشتری کو اختیار نہیں ہوگا کہ ریال مجیدی کے علاوہ اس کے اجزاء عشر یا نصف کی صورت میں قیمت ادا کرے (فی زمانہ پاکستان میں اس کی مثال پانچ، دس، پچاس روپے والے نوٹ ہیں۔ مثلاً ایک کتاب پچاس روپے کے دو نوٹوں کے بدلے میں خریدی تو اب قیمت میں اگر پچاس کے نوٹوں کے بجائے دس روپے والے دس نوٹ، یا بیس روپے والے پانچ نوٹ ادا کر دیئے جائیں تو بھی درست ہے کیونکہ یہ اُسی کے اجزاء میں سے ہے اور عرف وعادت بھی اس پر رائج ہے)۔

دوسری فصل

اُدھار اور وعدۂ ادائیگی پر بیع کے مسائل کے بارے میں

(SALE SUBJECT TO PAYMENT AT A FUTURE DATE)

(دفعہ 245) اُدھار (credit) اور قسط وار (instalments) ادائیگی پر بیع صحیح ہے۔

(دفعہ 246) یہ لازمی ہے کہ اُدھار کی صورت میں ادائیگی کی مدت اور اقساط (instalments) معلوم ہوں۔

(دفعہ 247) اگر ثمن کی ادائیگی کا وقت عاقدین (contracting parties) کو معلوم ہو، مثلاً فلاں دن، فلاں مہینہ، فلاں سال، یوم قاسم، یوم نوروز وغیرہ، تو اس صورت میں بیع صحیح ہے۔

(دفعہ 248) قیمت کی ادائیگی کو غیر معین مدت پر معلق کرنا، مثلاً بارش کے دن وغیرہ پر تو یہ بیع کو فاسد کر دے گا۔

(دفعہ 249) اگر اُدھار بیع (credit sale) کی لیکن مدت ادائیگی بیان نہیں کی تو اِس صورت میں مدت ادائیگی ایک ماہ مقرر ہو جائے گی۔

(دفعہ 250) اُدھار (credit) اور اقساط (instalments) کی ادائیگی کی جس مدت کو عقد بیع میں متعین کیا گیا ہو تو اُس مدتِ ادائیگی کا اعتبار مبیع (commodity) کی سپردگی کے وقت سے ہوگا۔

مثلاً کسی سامان کا سودا ہوا بایں طور کہ اس کی قیمت ایک سال کے بعد دی جائے گی لیکن بائع نے اس سامان کو ایک سال تک اپنے پاس روکے رکھا اور سال کے بعد مشتری کے حوالے کیا تو اب مشتری کے سالِ ادائیگی کا شمار سپردگی کے وقت سے ہوگا اور بائع کو اختیار نہیں ہوگا کہ سپردگی سے پہلے گزرے ہوئے سال پر قیمت کا مطالبہ کرے یا عقد کے وقت سے لے کر دوسرے سال مطالبہ کرے (یعنی اعتبار سپردگی کا ہوگا اور سپردگی کے بعد ہی سے مدتِ ادائیگی شمار کی جائے گی، اس سے پہلے اگرچہ عقد کئے کئی سال بھی گزر جائیں لیکن بائع مبیع کی سپردگی کے بغیر مشتری سے قیمت کا مطالبہ نہیں کرسکتا)۔

(دفعہ 251) بیع مطلق (absolute sale) نقد ہوا کرتی ہے لیکن اگر کسی جگہ عرف ہو کہ بیع مطلق اُدھار یا قسط وار بمدتِ معینہ ہوتی ہے تو اس صورت میں اُدھار بیع (credit sale) کو بھی بیع مطلق (absolute sale) کہیں گے۔

مثلاً کسی شخص نے بازار سے کوئی شئی خریدی اور قیمت کی نقد یا اُدھار ادائیگی کا کوئی ذکر نہ کیا تو اسے فی الفور قیمت ادا کرنا پڑے گی، لیکن اگر اس مقام کا عرف یہ ہو کہ تمام قیمت یا بعض معینہ حصہ ہفتہ بعد یا مہینہ بعد ادا کیا جاتا ہے، تو اِس بارے میں اُس مقام کے عرف و عادت کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

چوتھا باب

عقد کے بعد ثمن اور مثمن میں تصرف سے متعلق مسائل کے بارے میں

(POWER TO DEAL WITH THE PRICE AND THE THING SOLD AFTER THE SALE)

اِس میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل

بائع کا ثمن اور مشتری کا مبیع میں عقد کے بعد اور قبضہ سے پہلے تصرف کے بارے میں

(RIGHT OF SELLER TO DISPOSE OF THE PRICE AND OF THE PURCHASER TO DISPOSE OF THE THING SOLD AFTER THE CONCLUSION OF THE CONTRACT AND PRIOR TO DELIVERY)

(دفعہ 252) بائع کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ مبیع کے ثمن میں قبضہ سے قبل ہی تصرف کر لے۔

مثلاً اگر کسی شخص نے اپنا مال ایک مقررہ قیمت پر کسی دوسرے شخص کو فروخت کیا تو اب اسے یہ حق ہے کہ اُس بیع شدہ مال کے ملنے والے ثمن کو اپنے قرضے میں ادا کر دے۔

(دفعہ 253) مشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ خریدی ہوئی مبیع کو قبضہ سے قبل ہی کسی دوسرے شخص کو فروخت کر دے لیکن یہ صرف عقار (immovable property) میں جائز ہے اِس کے علاوہ میں نہیں۔

دوسری فصل

ثمن ومبیع میں عقد کے بعد کمی بیشی کرنے سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(INCREASE AND DECREASE IN THE PRICE AND IN THE THING SOLD AFTER THE CONCLUSION OF THE CONTRACT)

(دفعہ 254) بائع کو اِس بات کی اجازت ہے کہ عقد (contract) کے بعد وہ مبیع (commodity) کی مقدار میں اضافہ کردے تو اب اگر اِس صورت میں مشتری (purchaser) نے اسی مجلس میں اسے قبول کرلیا تو مشتری اب بائع سے اُس اضافہ کا مطالبہ کرسکتا ہے اور بائع کا پچھتانا مفید نہ ہوگا، ہاں اگر مشتری نے اسی مجلس میں اضافہ قبول نہیں کیا بلکہ مجلس کے بعد قبول کیا تو اب مشتری کے قبول کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے بیس قرش کے بدلے میں بیس عدد خربوزے خریدے پھر عقد کے بعد بائع نے کہا: میں نے پانچ خربوزے اور دیئے تو اگر مشتری نے اِس اضافہ کو اُسی مجلس میں قبول کرلیا تو مشتری اَب بیس قرش کے بدلے میں پچیس خربوزے حاصل کرلے گا ہاں اگر مشتری نے اِسی مجلس میں اسے قبول نہیں کیا بلکہ بعد میں قبول کیا تو اب بائع کو اضافہ شدہ خربوزے دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا (یعنی چاہے دے یا نہ دے، اب اُس کی مرضی ہوگی لیکن اگر مشتری قبول کرے تو البتہ بائع سے جبراً بھی یہ اضافہ لیا جائے گا)۔

(دفعہ 255) مشتری کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ عقد ہونے کے بعد وہ ثمن میں اضافہ کردے، اگر بائع نے اس اضافہ کو اسی مجلس میں قبول کرلیا تو اب بائع مشتری سے اس اضافی ثمن کے مطالبے کا حق رکھتا ہے اور اب مشتری کا پچھتانا مفید نہ ہوگا ہاں اگر بائع نے اس مجلس کے بعد قبول کیا تو اب اُس کے قبول کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے کوئی جانور ایک ہزار قرش میں فروخت کیا اور پھر عقد کے بعد مشتری نے بائع سے کہا: میں نے دو سو قرش تمہیں مزید دیئے اور بائع نے اسی مجلس میں قبول بھی کرلئے تو اب مشتری اس جانور کو بارہ سو قرش کے بدلے میں حاصل کرے گا اور اگر بائع نے اسی مجلس میں قبول نہیں کیا بلکہ بعد میں قبول کیا تو مشتری کو مزید دو سو قرش دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 256) عقد بیع مکمل ہونے کے بعد بائع کا مقرر کردہ ثمن میں کمی کر دینا صحیح و قابل اعتبار ہے۔ مثلاً کسی شخص نے سامان کا سو قرش میں سودا کیا پھر بعد عقد بائع نے کہا: میں نے اِس میں سے بیس قرش کم کئے تو اب بائع اس فروخت شدہ مال کے بدلے میں صرف 80 قرش ہی لے سکے گا۔

(دفعہ 257) بائع کی مبیع میں زیادتی اور مشتری کی ثمن میں اور اسی طرح بائع کا ثمن میں کمی کرنا عقد بیع کے بعد، یہ اصل عقد (original contract) سے ملحق ہوگا یعنی اصل عقد ہی گویا کہ اس کمی بیشی پر ہوا تھا۔

(دفعہ 258) بائع کی جانب سے مبیع میں عقد بیع کے بعد جو اضافہ ہوگا وہ مقرر کردہ قیمت ہی میں شامل ہوگا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے آٹھ عدد خربوزے دس قرش کے بدلے فروخت کئے پھر عقد کے بعد بائع نے مبیع میں دو خربوزے مزید دے دیئے تو اب کل دس خربوزے ہوگئے اور مشتری نے اسی مجلس میں قبول بھی کر لیا تو اب گویا کہ اصلاً ہی دس خربوزے دس قرش کے بدلے میں فروخت ہوئے حتیٰ کہ اگر مشتری کے قبضہ کرنے سے قبل وہ دو زائد خربوزے ضائع ہوگئے تو اب لازمی ہے کہ اُس کے مقابلے میں ثمن مقررہ(total price) میں سے دو قرش کم کئے جائیں اور اب بائع اِس صورت میں آٹھ خربوزوں کے علاوہ کی قیمت طلب نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنی ایک ہزار گز زمین دس ہزار قرش کے عوض فروخت کی پھر عقد کے بعد بائع نے اس زمین میں سو گز کا مزید اضافہ کر دیا اور مشتری نے اِسے اُسی مجلس میں قبول بھی کر لیا پھر اس پر کسی شخص نے حق شفعہ(right of pre-emption) کا دعویٰ(claim) کر دیا تو شفیع(pre-emptor) گیارہ سو گز زمین دس ہزار قرش میں لے گا۔

(دفعہ 259) اگر مشتری نے ثمن(price) میں کچھ اضافہ کیا تو عاقدین کے حق میں مجموعی ثمن مع اضافہ جمیع مالِ مبیع کے مقابلے میں ہوگا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے کوئی عقار(زمین و مکان وغیرہ) دس ہزار قرش میں خریدی اور مشتری نے قبضہ سے قبل ہی ثمن میں پانچ سو قرش کا اضافہ کر دیا اور بائع نے اسی مجلس میں قبول بھی کر لیا تو اب اُس عقار(immovable property) کی قیمت دس ہزار پانچ سو قرش ہوگی، حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے اُس عقار پر اپنے حق(right) کا دعویٰ(claim) کر دیا اور اسے ثابت بھی کر دیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ یہ عقار اُس شخص کے حوالے کر دی جائے تو اب مشتری کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ بائع سے دس ہزار پانچ سو قرش لے لے البتہ اگر اُس عقار کا کوئی شفیع(pre-emptor) ظاہر ہوا ہو تو بحیثیت حق شفیع کے وہ اصل مقررہ کردہ ثمن (یعنی دس

ہزار قرش) ہی دے گا۔ اِس لئے کہ عقد کے بعد ہونے والا اضافہ اصل عقد کو صرف عاقدین کے لئے ملحق ہوتا ہے، لہٰذا یہ اضافہ اسے لازم نہیں ہوگا بلکہ وہ عقار کو دس ہزار قرش کے عوض حاصل کرے گا جو کہ اصل ثمن ہے اور بائع کو یہ حق نہیں ہوگا کہ مشتری کی جانب سے بعد عقد بڑھائے گئے پانچ سو قرش کا اس سے مطالبہ کرے۔

(دفعہ 260) اگر بائع نے مبیع کے ثمن میں کچھ کمی کر دی تو ساری مبیع کم کردہ بقیہ ثمن کے مقابلے میں ہوگی۔

مثلاً اگر کسی شخص نے جائیداد دَس ہزار قرش میں فروخت کی پھر بائع نے اُس میں سے ایک ہزار قرش کم کر دیئے تو اب جائیداد بمقابلہ نو ہزار قرش ہوگی، لہٰذا اب اگر جائیداد کا شفیع (pre-emptor) ظاہر ہوا تو شفیع اسے صرف نو ہزار قرش ہی میں لے گا۔

(دفعہ 261) بائع کو اس بات کا اختیار ہے کہ قبضہ سے قبل ہی سارا ثمن چھوڑ دے لیکن یہ چھوڑنا اصل عقد کے ساتھ ملحق نہیں ہوگا۔

مثلاً کسی شخص نے دس ہزار قرش میں جائیداد فروخت کی پھر قبضہ سے پہلے ہی بائع نے مشتری کو ساری ثمن چھوڑ دیا تو اب شفیع اس جائیداد کو دس ہزار قرش ہی کے عوض حاصل کرے گا ایسا نہیں ہوگا کہ شفیع (pre-emptor) مفت میں ہی جائیداد لے لے۔

پانچواں باب

طرفین کی سپردگی سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(GIVING AND TAKING DELIVERY)

اِس میں چھ فصول ہیں

پہلی فصل

سپرد کرنے اور سپردگی حاصل کرنے کی کیفیت کے بارے میں

(PROCEDURE FOR GIVING AND TAKING DELIVERY)

(دفعہ 262) بیع میں قبضہ شرط (essential condition) نہیں ہے لیکن جب عقد بیع مکمل ہوجائے تو مشتری پر لازم ہے کہ اولاً وہ قیمت سپرد کرے پھر اس کے بعد بائع پر لازم ہے کہ وہ مبیع مشتری کے سپرد کردے۔

(دفعہ 263) مبیع کی سپردگی تخلیہ (vacating) سے بھی ہوجاتی ہے اور تخلیہ یہ ہوتا ہے کہ بائع مشتری کو مبیع پر قبضہ کرنے کی اجازت دے دے بایں حال کہ مشتری کے مبیع پر (commodity) قابض ہونے میں کوئی مانع موجود نہ ہو۔

(دفعہ 264) جب مبیع کی سپردگی ہوجائے تو مشتری مبیع پر قابض مانا جائے گا۔

(دفعہ 265) مبیع کے مختلف ہونے سے سپردگی کی کیفیت بھی مختلف ہوسکتی ہے۔

(دفعہ 266) جب مشتری بیع شدہ میدان یا زمین میں موجود ہو، یا پھر اِن کے اطراف میں کھڑے انہیں دیکھ رہا ہو، اِس صورتِ حال میں بائع کی جانب سے قبضہ کی اجازت سپردگی مانی جائے گی۔

(دفعہ 267) اگر ایسی زمین فروخت ہوئی جس میں فصل لگی ہوئی ہے تو بائع کو اِس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ یا تو فصل کاٹ لے، یا پھر چرادے (یعنی جانوروں کو چرنے کے لئے چھوڑ دے تا کہ فصل وسبزہ کھالیں اور زمین خالی ہوجائے) اور خالی زمین مشتری کے حوالے کرے۔

(دفعہ 268) اگر پھلوں والے درختوں کی بیع ہوئی تو بائع کو مجبور کیا جائے گا پھل اُتارے اور خالی درخت مشتری کے حوالے کردے۔

(دفعہ 269) اگر ایسے پھلوں کی بیع ہوئی جو کہ ابھی درختوں پر لگے ہوئے ہیں تو بائع کا مشتری کو پھل توڑنے کی اجازت دے دینا ہی سپردگی ہوگا۔

(دفعہ 270) ایسی جائیداد جس کا دروازہ وقفل ہو جیسا کہ گھر یا گودام وغیرہ تو جس وقت مشتری اس کے اندر موجود ہو اُس وقت اگر بائع نے کہا: میں نے اسے تمہارے حوالے کیا تو بائع کا یہ قول سپردگی مانا جائے گا اور جب مشتری اُس جائیداد سے باہر ہو لیکن ہو اس قدر نزدیک کہ فی الفور اُس کا دروازہ بند کرسکتا ہو، اُسے مقفل کرسکتا ہو تو ایسی صورتِ حال میں بھی بائع کا قول کہ اسے میں نے تیرے حوالے کیا، سپردگی ہوگا اور اگر چہ مشتری اس درجہ قریب تر نہ ہو لیکن کچھ وقت گزرنے کے بعد مشتری کا اُس جائیداد میں جانا اور داخل ہونا ممکن ہو تب بھی (بائع کا مذکورہ قول) سپردگی مانا جائے گا۔

(دفعہ 271) جس جائیداد (یعنی مکان وغیرہ) کی چابی مشتری کے حوالے کردی جائے تو یہ بھی سپردگی ہوگی۔

(دفعہ 272) اگر کسی جانور کا سر، کان یا وہ رسی جو اس کی گردن میں پڑی ہو سپرد کردی جائے اور اسی طرح اگر جانور کسی ایسی جگہ پر موجود ہو کہ مشتری بغیر کسی مشقت کے اسے لے سکتا ہو تو بائع اسے دکھا کر اِس پر قبضہ کی اجازت دے دے تو اسے سپردگی مانا جائے گا۔

(دفعہ 273) مشتری کے کہنے پر مکیلی اشیاء (things estimated by measure of capacity) کو ناپ کر اور موزونی اشیاء (things estimated by measure of weight) کو تول کر مشتری کے لائے ہوئے برتن میں ڈال دینا بھی سپردگی ہوگا۔

(دفعہ 274) عروض (یعنی سامان، اسباب خانہ داری وغیرہ) کی سپردگی بایں طور ہوگی کہ اسے مشتری کے ہاتھوں میں دے دیا جائے یا اس کے پاس ہی رکھ دیا جائے یا پھر اسے دکھا کر اس پر قابض ہونے کی اجازت دے دی جائے۔

(دفعہ 275) ایسی اشیاء جنہیں ایک ساتھ فروخت کیا جائے اور وہ اشیاء کسی صندوق کے اندر ہوں یا کسی گودام میں ہوں یا ایسے ہی کسی مقام پر ہوں جو کہ مقفل ہو سکتا ہو تو اُس جگہ کی چابیاں مشتری کے حوالے کرکے اسے قبضہ کی اجازت دے دینا بھی سپردگی ہوگا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے گیہوں کا ذخیرہ یا کتابوں کا صندوق ایک ساتھ فروخت کر دیا تو اب ذخیرہ خانہ یا صندوق کی چابیاں مشتری کے حوالے کرنا سپردگی ہوگا۔

(دفعہ 276) مشتری کو مبیع پر قبضہ کرتے ہوئے دیکھ کر بھی بائع کا کچھ نہ کہنا تو یہ بائع کی جانب سے سپردگی ہی ہے۔

(دفعہ 277) مشتری کا ثمن ادا کرنے سے قبل بائع کی اجازت کے بغیر مبیع پر قبضہ کرنا قابل اعتبار نہیں ہوگا ہاں اگر مشتری نے بائع کی اجازت کے بغیر مبیع پر قبضہ کرلیا اور پھر مشتری کے ہاتھ سے مبیع ضائع ہوگئی یا اُس میں کوئی عیب پیدا ہوگیا تو اب ایسی صورت میں یہ قبضہ قابل اعتبار ہوگا۔

دوسری فصل

مبیع کے روکے رکھنے سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(RIGHT OF RETENTION OVER THE THING SOLD)

(دفعہ 278) نقد یعنی غیر مؤجل بیع کی صورت میں بائع کو یہ اختیار ہے کہ جب تک مشتری تمام قیمت نہ دے اُس وقت تک بائع مبیع کو روکے رکھے۔

(دفعہ 279) جب ایک ہی بیع میں متعدد اشیاء فروخت کی جائیں تو بائع کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ تمام قیمت ملنے تک ساری مبیع اپنے پاس محبوس (retention) رکھے، چاہے اُن اشیاء میں سے ہر ایک کی علیحدہ قیمت بیان کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو۔

(دفعہ 280) مشتری کا کسی شئی کو رہن (pledge) کر دینا یا قیمت کا ضامن دے دینا بائع کے مبیع روکے رکھنے کے حق کو ساقط نہیں کر سکتا۔

(دفعہ 281) اگر بائع نے ثمن پر قابض ہونے سے قبل ہی مبیع کو مشتری (purchaser) کے سپرد کر دیا تو بائع نے اپنے حق حبس (right of retention) کو ساقط کر دیا لہٰذا اب اِس صورت میں بائع کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ مشتری کے ہاتھوں سے مبیع واپس لے لے اور ثمن کی ادائیگی مکمل ہونے تک اسے روکے رکھے۔

(دفعہ 282) اگر بائع نے کسی شخص کو ثمن کی وصولی کا اختیار دے دیا اور مشتری نے اِس حوالہ کو قبول بھی کر لیا تو اب بائع کا حق حبس (right of retention) ساقط ہو گیا، لہٰذا بائع پر لازمی ہے کہ مبیع کو فی الفور مشتری کے حوالے کر دے۔

(دفعہ 283) اُدھار بیع (sale on credit) کی صورت میں بائع کو مبیع روکے رکھنے کا اختیار نہیں ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ مبیع کو مشتری کے سپرد کرے اور وقت ادائیگی پر ثمن حاصل کر کے قبضہ کر لے۔

(دفعہ 284) اگر نقد بیع ہوئی یعنی بیع معجّل پھر بائع نے ثمن کے لئے کچھ مہلت دے دی تو بائع کا حق حبس ساقط ہو جائے گا لہٰذا اس صورتِ حال میں مبیع فی الفور مشتری کے حوالے کی جائے گی اور مدتِ ادائیگی پر ثمن حاصل کر کے قبضہ کیا جائے گا۔

تیسری فصل

مقامِ سپردگی سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(THE PLACE OF DELIVERY)

(دفعہ 285) عقدِ مطلق (unconditional contract) اِس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ مبیع جہاں موجود ہو وہیں سپردگی کی جائے۔

مثلاً اگر کسی شخص نے ''اسلامبول'' میں بیٹھ کر ''تکفور طاغ'' میں موجود اپنے گیہوں فروخت کئے تو اس شخص پر تکفور طاغ میں ہی گیہوں کی سپردگی لازم ہوگی ایسا نہیں کہ وہ اسلامبول میں مشتری کے حوالے کرے۔

(دفعہ 286) اگر مشتری کو عقدِ بیع کے وقت معلوم نہ ہو کہ مبیع کہاں موجود ہے بلکہ اسے عقد کے بعد اُس کا علم ہو تو اب مشتری کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو بیع کو فسخ کردے، یا پھر باقی رکھے اور مبیع جس جگہ موجود ہو وہیں قبضہ کرے۔

(دفعہ 287) اگر کسی کی اس شرط پر بیع ہوئی کہ اسے مال فلاں جگہ حوالے کیا جائے گا تو اب اُسی مذکورہ جگہ پر سپردگی لازم ہے۔

چوتھی فصل

سپردگی کے اخراجات اور سپردگی کے لوازمات کی تکمیل کے بارے میں

(EXPENSES CONNECTED WITH DELIVERY)

(دفعہ 288) ثمن سے متعلقہ اخراجات (expenses) مشتری پر لازم ہوں گے۔ مثلاً نقود کو گننے یا تولنے کی اجرت اور اسی طرح دیگر کام، اِن تمام کی ذمہ داری صرف مشتری پر ہوگی۔

(دفعہ 289) مبیع سے متعلقہ اخراجات صرف بائع پر لازم ہوں گے۔ مثلاً مکیلی، موزونی اشیاء کے ناپنے، تولنے والوں کی اُجرت صرف بائع پر لازم ہوگی۔

(دفعہ 290) ایسی اشیاء جنہیں تخمیناً فروخت کیا گیا ہو تو اُن اشیاء کے اخراجات ومصارف مشتری ذمہ ہوں گے۔

مثلاً درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کی بیع تخمیناً ہوئی تو اُن پھلوں کو توڑنے وغیرہ کی مزدوری مشتری پر لازم ہوگی اور اسی طرح گودام میں موجود گیہوں کے ڈھیر کو اندازاً فروخت کیا تو گودام سے گیہوں کو نکالنے اور دوسری جگہ منتقل کرنے کی اُجرت مشتری پر لازم ہوگی۔

(دفعہ 291) جو اشیاء جانوروں پر لدی ہوئیں فروخت ہوئیں ہیں، مثلاً لکڑیاں، کوئلہ تو ایسی اشیاء کو مشتری کے گھر تک منتقل کرنے کی اُجرت عرف وعادت کے مطابق ہوگی (یعنی اگر عرف میں بائع پر لازم ہوتی ہے بائع ادا کرے گا اور اگر مشتری پر لازم ہوتی ہے تو مشتری ادا کرے گا جس جگہ کا جیسا عرف ہو ویسا ہی معاملہ ہوگا)۔

(دفعہ 292) بیع کے دستاویزات وکاغذات کے لکھنے کی اُجرت مشتری پر لازم ہوگی لیکن بائع پر یہ لازم ہوگا کہ اُس ادارے میں جا کر بیع کا اقرار کرے اور گواہ پیش کرے۔

پانچویں فصل

مبیع کے ضائع ہو جانے سے متعلقہ مسائل کے بیان میں

(DESTRUCTION OF THE THING SOLD)

(دفعہ 293) مبیع اگر مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے بائع کے ہاتھ ہی میں ضائع ہو جائے تو اب یہ بائع کا مال ہوا، لہٰذا مشتری پر کوئی شئی لازم نہیں ہوگی۔

(دفعہ 294) مبیع اگر مشتری کے قابض ہونے کے بعد ضائع ہو جائے تو مشتری کا اپنا مال ضائع ہوا ہے، لہٰذا بائع پر کوئی شئی لازم نہ ہوگی۔

(دفعہ 295) اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کر لیا پھر ثمن کی ادائیگی سے قبل ہی قلاش و مفلس (bankrupt) ہو کر مر گیا تو بائع کو مبیع واپس لینے کا اختیار نہیں ہوگا بلکہ اب بائع بھی قرض خواہوں کی طرح ہوگا (یعنی قرض کے لئے دعویدار ہوگا لیکن مبیع نہیں لے سکتا)۔

(دفعہ 296) اگر مشتری مبیع پر قابض ہونے اور ثمن ادا کرنے سے پہلے ہی مفلس (bankrupt) ہو کر مر گیا تو بائع کو یہ اختیار ہے کہ اُس وقت تک مبیع روکے رکھے جب تک کہ مشتری کے ترکہ میں سے اسے مکمل قیمت نہ مل جائے اور اِس صورتِ حال میں حاکم وقت مبیع کو کسی اور شخص کو فروخت کرے گا اور بائع کی مکمل قیمت ادا کرے گا لیکن اگر اس دوسری بیع میں قیمت ثمن اصلی سے کم حاصل ہوئی (یعنی جو بائع اول کا مشتری اول کے ساتھ مقررہ ثمن تھا) تو بائع حاصل شدہ کم قیمت لے لے گا اور باقی ماندہ قیمت کے حصول میں قرض خواہ کی مثل ہوگا اور اگر مبیع زیادہ قیمت میں فروخت ہوئی تو بائع اپنی قیمت اصلی لے لے گا اور بقیہ بچ جانے والی قیمت دیگر قرض خواہوں کو دی جائے گی۔

(دفعہ 297) اگر بائع نے ثمن پر قبضہ کر لیا اور مبیع کی سپردگی سے پہلے ہی مفلس ہو کر مر گیا تو مبیع مشتری کی امانت ہوگی، لہٰذا مشتری مبیع لے لے گا اور دیگر قرض خواہ اس سے کوئی جھگڑا نہیں کر سکتے۔

چھٹی فصل

خرید وفروخت میں پسند ونا پسند سے متعلق مسائل کے بارے میں

(SALE ON APPROVAL AND SUBJECT TO INSPECTION)

(دفعہ 298) مشتری نے کسی مال کو پسند ونا پسند کی شرط پر لیا بایں طور کہ مشتری نے بائع سے کوئی مال لیا اور کہا: وہ اسے خریدے گا اور ساتھ ہی قیمت بھی بیان کردی گئی پھر وہ مال مشتری کے ہاتھوں ضائع ہوگیا تو اگر وہ مال قیمیات میں سے تھا تو اس کی قیمت مشتری پر لازم ہوگی اور اگر وہ مال مثلیات میں سے تھا تو اس طرح کا مال ادا کرنا مشتری پر لازم ہوگا اور اگر قیمت کے بیان کئے بغیر ہی مشتری نے مال لے لیا تو مشتری کے ہاتھوں میں اس مال کی حیثیت امانت کی ہوگی، لہٰذا اگر بلا ارادہ مشتری کے ہاتھوں سے وہ مال ضائع ہوگیا تو مشتری اس کا ضامن (Guarantor) نہیں ہوگا۔

مثلاً بائع نے مشتری سے کہا: اِس جانور کی قیمت ایک ہزار قرش ہے، لے جاؤ اگر پسند آجائے تو خرید لینا تو اِس صورت میں مشتری اسے لے آیا تا کہ اسے خریدے، پھر وہ جانور مشتری کے ہاتھوں میں ضائع ہوگیا اَب لازم ہے کہ مشتری بائع کو اس کی قیمت ادا کرے اور اگر قیمت بیان نہیں ہوئی تھی بلکہ بائع نے مشتری سے کہا تھا: لے جاؤ اگر اچھا لگے تو خرید لینا اور مشتری نے لے لیا کہ اگر اچھا لگا تو قیمت مقرر کرلیں گے اور خرید لیں گے تو اِس صورت میں اگر بلا اِرادہ مشتری کے ہاتھوں میں وہ جانور ضائع ہوگیا تو مشتری اس کی قیمت کا ضامن نہ ہوگا۔

(دفعہ 299) جو شئی پسند ونا پسند کی بنیاد پر لی جائے اور وہ یوں کہ مال لے لے تا کہ اسے دیکھے گا، یا کسی دوسرے شخص کو دکھائے گا، چاہے ثمن بیان کیا ہو یا نہیں، تو یہ مال قبضہ کرنے والے کے ہاتھوں میں امانت ہوگا پس اگر بلا اِرادہ اِس کے ہاتھوں میں ضائع ہوگیا تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔

چھٹا باب

خیارات (اختیارات) کے بارے میں

(OPTIONS)

اور یہ سات فصلوں پر مشتمل ہے

پہلی فصل

خیارشرط کے بارے میں

(CONTRACTUAL OPTIONS)

(دفعہ 300) بائع اور مشتری دونوں کا، یا پھر اِن میں سے کسی ایک کا یہ شرط کرنا کہ مدتِ معلوم کے اندر بیع کو برقرار رکھنے، یا پھر فسخ بیع کا اختیار رہو گا، یہ جائز ہے۔

(دفعہ 301) (عاقدین میں سے) جس نے بھی خیار کی شرط لگا دی تو مدتِ معینہ میں اسے بیع کے فسخ کرنے اور برقرار رکھنے کا حق حاصل رہے گا۔

(دفعہ 302) مدتِ خیار میں جس طرح بیع کو فسخ کرنے(cancellation)اور باقی رکھنے (ratification) کا اختیار قولاً ہوتا ہے اُسی طرح فعلاً بھی ہوسکتا ہے۔

(دفعہ 303) اجازتِ قولیہ اُن تمام الفاظوں سے ہوسکتی ہے جو بیع کے نفاذ پر رضامندی کو ظاہر کرتے ہوں۔

مثلاً: اَجزْتُ (میں نے اجازت دی)، رَضِیْتُ (میں راضی ہوا) وغیرہ۔

اسی طرح ''فسخ قولی'' بھی ان تمام الفاظوں سے ہوسکتا ہے جو کہ بیع کے عدم نفاذ پر دلالت کرتے ہوں۔

مثلاً: فَسَخْتُ (میں نے فسخ کیا)، تَرَکْتُ (میں نے چھوڑا) وغیرہ۔

(دفعہ 304) اجازت فعلی اُن تمام افعال سے ہوسکتی ہے جو کہ رضا مندی پر دلالت کرتے ہوں اور اسی طرح ''فسخ فعلی'' اُن تمام افعال سے ہوسکتا ہے جو کہ عدم رضا مندی پر دلالت کرتے ہوں۔

مثلاً مشتری کو خیار حاصل ہو اور مشتری مبیع میں مالکانہ تصرفات کرے، اس مبیع کو فروخت کرنے کی پیش کش کرے، یا اسے رہن (pledge) رکھ دے، یا اس کی اِجارہ داری کرے تو یہ اجازت فعلیہ ہوگی اور ایسا کرنے سے بیع لازم ہوجائے گی اور اگر بائع کو یہ خیار حاصل ہو اور وہ ایسا تصرف کرے تو بائع کا بیع کے لئے ایسا کرنا ''فسخ فعلی'' ہوگا (اور بیع فسخ ہوجائے گی)۔

(دفعہ 305) اگر مدتِ خیار گزر گئی اور صاحب خیار نے بیع کو فسخ نہیں کیا تو اب بیع لازم و مکمل ہوجائے گی۔

(دفعہ 306) ''خیار شرط'' بطور وراثت (inheritance) کسی کو منتقل نہیں ہوتا۔

اگر بائع کو خیار شرط حاصل تھا اور خیار شرط کی مدت میں ہی بائع کا انتقال ہوگیا تو مشتری مبیع کا مالک ہوگا اور اگر مشتری کو خیارِ شرط حاصل تھا اور مدت خیار ہی میں اس کا انتقال ہوگیا تو مشتری کے ورثاء بغیر خیار کے مالک ہوں گے۔

(دفعہ 307) اگر بائع اور مشتری دونوں نے ایک ساتھ خیار شرط کیا تو مدتِ خیار میں اگر کسی ایک نے بھی بیع کو فسخ کر دیا تو بیع فسخ ہوجائے گی اور اگر کسی ایک نے بھی بیع کو برقرار کر دیا تو صرف اس کا خیار ختم ہوگا دوسرے شخص کو مدت خیار کے آخر تک اختیار حاصل رہے گا۔

(دفعہ 308) اگر خیار شرط صرف بائع کو حاصل ہو تو مبیع بائع کی ملکیت سے خارج نہیں ہوگی بلکہ اُسے بائع کے دیگر جملہ اموال کی طرح سمجھا جائے گا پس اگر ایسی صورت میں قبضہ کے بعد مبیع مشتری کے ہاتھوں میں ضائع ہوگئی تو مشتری پر بیان کردہ قیمت لازم نہیں ہوگی بلکہ بائع کو وہ قیمت ادا کی جائے گی جو کہ مشتری کے قابض ہونے کے دن اس مبیع کی ہوتی (یعنی اس صورت مسئلہ میں اگر چہ مشتری نے پہلے ہی بیع پر قبضہ کرلیا تھا لیکن بائع کے خیار شرط کی وجہ سے مشتری کا مبیع پر قبضہ ناقص تھا اور وہ مبیع دراصل بائع کی ملکیت تھی، لہٰذا اعتبار اُس دن کا ہوگا جس دن مشتری کا بیع پر قبضہ تام ہوجائے گا اور وہ وقت بائع کے خیار شرط کی مدت کے بعد کا ہے)۔

(دفعہ 309) اگر خیار شرط صرف مشتری کو حاصل ہو تو مبیع بائع کی ملکیت سے نکل جائے گی اور اب مشتری کی ملکیت کہلائے گی پس اگر مشتری کے ہاتھوں میں قبضہ کے بعد مبیع ضائع ہوگئی تو مقرر کردہ قیمت کی ادائیگی مشتری پر لازم ہوگی۔

دوسری فصل

خیار وصف کے بارے میں

(OPTION FOR MISDESCRIPTION)

(دفعہ 310) اگر کسی شخص نے پسندیدہ صفت بیان کر کے کوئی مال بیچا لیکن بعد میں مبیع اس صفت سے خالی پائی گئی تو مشتری کو اختیار ہوگا، اگر چاہے تو بیع کو فسخ کر دے اور اگر چاہے تو مقررہ قیمت کے بدلے میں اسے خرید ے، اس خیار کو خیار وصف (option for misdescription) کہتے ہیں۔

مثلاً گائے فروخت کی اور کہا: یہ دودھ دیتی ہے لیکن بعد میں پتہ چلا کہ یہ دودھ نہیں دیتی تو مشتری کو اختیار ہوگا اور اسی طرح اگر کسی شخص نے رات کے وقت نگینہ (stone) فروخت کیا اور کہا: یہ سرخ یاقوت (red ruby) ہے لیکن بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو زرد یاقوت (yellow ruby) ہے تو مشتری کو اختیار ہوگا (چاہے تو قبول کر لے یا پھر واپس کر دے)۔

(دفعہ 311) ''خیار وصف'' بطور وراثت (inheritance) منتقل ہوتا ہے۔

مثلاً ایسا مشتری جیسے خیار وصف حاصل ہو وہ مر جائے اور بعد میں مبیع اس وصف سے خالی پائی جائے تو اب اس مشتری کے ورثاء کو اختیار ہوگا کہ چاہیں تو بیع کو فسخ کر دیں۔

(دفعہ 312) ایسا مشتری جسے خیار وصف حاصل ہو اگر وہ مبیع میں مالکانہ تصرف (right of ownership) کرے تو ایسا کرنے سے اس کا خیار باطل ہو جائے گا۔

تیسری فصل

خیار نقد کے بارے میں

(OPTION AS TO PAYMENT)

(دفعہ 313) اگر عاقدین نے اس شرط پر بیع کی کہ مشتری فلاں مدت تک قیمت ادا کرے گا اگر ادا نہ کی تو ہمارے درمیان کوئی بیع نہیں تو اس طرح کی بیع صحیح ہے اور اس اختیار کو ''خیار نقد''(option as to payment) کہتے ہیں۔

(دفعہ 314) اگر مشتری نے مدتِ معینہ میں قیمت ادا نہ کی تو بیع فاسد ہو جائے گی۔

(دفعہ 315) اگر ایسا مشتری جسے خیار نقد حاصل تھا وہ مدتِ خیار(prescribed period) میں مر گیا تو بیع باطل ہو جائے گی۔

چوتھی فصل

خیارِ تعیین کے بارے میں

(OPTION AS TO SELECTION)

(دفعہ 316) اگر بائع نے دو اشیاء یا پھر قیمیات میں سے چند اشیاء کی علیحدہ علیحدہ قیمت بیان کر دی اور مشتری کو کہا: مقررہ قیمت پر ان میں سے جو اشیاء چاہے خرید لے، یا پھر بائع ان میں سے جو چاہے دے دے تو ایسی بیع صحیح ہوگی اور اسے ''خیارِ تعیین'' (option as to selection) کہتے ہیں۔

(دفعہ 317) خیارِ تعیین میں مدت (period) کا متعین (fixed) ہونا بھی لازمی ہے۔

(دفعہ 318) جس شخص کو خیارِ تعیین حاصل ہو اسے لازم ہے کہ مبیع کو مقررہ مدت کے اندر متعین کر دے۔

(دفعہ 319) ''خیارِ تعیین'' بطور وراثت (inheritance) ورثاء (heirs) کو منتقل ہوتا ہے۔

مثلاً بائع نے کسی شخص کے سامنے جنس واحد کے تین کپڑے اعلیٰ، درمیانی اور ادنی کوالٹی والے پیش کئے اور اُن میں سے ہر ایک کی الگ الگ قیمتیں بھی بیان کر دیں اور معین کئے بغیر کہا: مشتری تین یا چار دن کے اندر اُن میں کوئی ایک کپڑا لے لے اس قیمت پر جو کہ بیان کر دی گئی ہے اور مشتری نے اسی طریقے پر اسے قبول بھی کر لیا تو بیع منعقد ہو جائے گی اور معینہ مدت گزرنے کے بعد مشتری کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اُن میں سے ایک کپڑا مقررہ ثمن کے بدلے میں لے لے لیکن اگر معین کرنے سے قبل ہی مشتری کا انتقال ہو گیا تو اس کے وارث (heir) کو مجبور کیا جائے گا کہ اُن میں سے کسی ایک کو متعین کر کے رکھ لے اور اس کی قیمت ادا کرے۔

پانچویں فصل

خیارِ رؤیت کے بارے میں

(OPTION AS TO INSPECTION)

(دفعہ 320) اگر کسی شخص نے کوئی چیز خریدی جسے اس شخص نے نہیں دیکھا تو اُسے دیکھنے تک اختیار حاصل ہوگا، جب دیکھ لے پھر چاہے تو قبول کر لے اور چاہے تو بیع فسخ کر دے، اس خیار کو ''خیارِ رؤیت'' (option as to inspection) کہتے ہیں۔

(دفعہ 321) ''خیارِ رؤیت'' بطور وراثت (inheritance) ورثاء (heirs) کو منتقل نہیں ہوتا ہے۔ پس اگر مشتری مبیع دیکھنے سے قبل ہی مر گیا تو بیع لازم ہو جائے گی اور اس کے ورثاء کو کوئی ''خیارِ رؤیت'' حاصل نہ ہوگا۔

(دفعہ 322) بائع کو خیارِ رؤیت حاصل نہیں ہوتا ہے اگرچہ بائع نے مبیع کو دیکھا ہی نہ ہو۔

مثلاً کسی شخص نے وراثت سے ملے ہوئے ایسے مال کو فروخت کیا جیسے اس بائع نے دیکھا ہی نہیں تو بھی بیع منعقد ہو جائے گی اور بائع کو خیار حاصل نہ ہوگا۔

(دفعہ 323) خیارِ رؤیت کی بحث میں دیکھنے سے یہ مراد ہے کہ مال کی کیفیت اور اس کے محل کی اتنی معرفت حاصل ہو جائے جتنی کہ کسی مبیع کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

مثلاً وہ کپڑا جس کا ظاہر و باطن ایک سا ہو تو ایسے کپڑے کا فقط ظاہر دیکھ لینا ہی کافی ہوگا اور نقش نگار والا سلا ہوا کپڑا تو اس کی نقش نگاری و بناوٹ کا دیکھنا لازم ہوگا اور ایسی بکری جسے توالد و تناسل کے لئے خریدا جائے تو اس بکری کے تھنوں کا دیکھنا لازم ہوگا اور اگر بکری کو گوشت کے لئے خریدا جائے تو اس کی پشت اور پٹھوں کو چھو کر دیکھنا لازم ہوگا اور ماکول و مشروب اشیاء کو چکھنا لازم ہوگا پس اگر مشتری نے اِن اموال کو مذکورہ طریقہ پر دیکھ لیا اور پھر انہیں خریدا تو اب اسے خیارِ رؤیت نہیں ہوگا۔

(دفعہ 324) جو اشیاء نمونہ (sample) دیکھا کر فروخت کی جاتی ہوں تو ایسی اشیاء کے نمونہ کو دیکھ لینا ہی کافی ہوگا۔

(دفعہ 325) جو مبیع (commodity) نمونہ (sample) دیکھا کر فروخت کی گئی ہو اگر وہ نمونہ کے مطابق نہ ہو تو مشتری

کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو اسے قبول کرے اور چاہے تو اسے واپس کرے۔ مثلاً گیہوں، گھی، تیل، اُون اور دھاگے سے ایک ہی طریقے پر تیار کردہ اشیاء، اگر مشتری نے نمونہ دیکھا پھر اسے خریدا لیکن بعد میں پتہ چلا کہ وہ دکھائے گئے نمونہ سے کم تر ہے تو اس صورت میں مشتری کو اختیار ہوگا (چاہے تو لے لے، یا پھر بیع فسخ کردے)۔

(دفعہ 326) مکان، دوکان اور اسی طرح دیگر عقار (جائیداد غیر منقولہ) کی بیع وشراء میں ہر ایک کمرے کا دیکھنا لازم ہوگا لیکن اگر سارا مکان ایک ہی انداز پر بنایا گیا ہے تو پھر کسی ایک کمرے کا دیکھنا ہی کافی ہوگا۔

(دفعہ 327) اگر مختلف اشیاء کی ایک ہی ساتھ بیع وشراء ہوئی تو اُن میں سے ہر ایک کا الگ الگ دیکھنا ضروری ہوگا۔

(دفعہ 328) اگر مختلف اشیاء کو ایک ہی سودے میں خریدا اور مشتری نے اس میں سے بعض اشیاء کو دیکھ لیا اور بقیہ کو نہیں دیکھا تو مشتری جب بقیہ کو بھی دیکھ لے پھر اگر چاہے تو ساری اشیاء لے لے، یا پھر ساری کی ساری لوٹا دے اور مشتری کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ جنہیں دیکھا ہے وہ خریدے اور بقیہ کو نہ خریدے۔

(دفعہ 329) اندھے (blind person) کی خرید و فروخت صحیح ہے لیکن اندھے کو ایسے مال میں خیار حاصل ہوگا جیسے اُس نے صفات کی معرفت کے بغیر خرید لیا ہو۔

مثلاً اگر اس نے مکان خریدا لیکن اس کی صفات ونوعیت کے بارے میں نہیں جانتا ہے تو ایسی صورت میں اسے خیار حاصل ہوگا اور جب اسے بیع کی صفات کے بارے میں معلوم ہو جائے گا پھر اگر چاہے تو لے لے، یا پھر واپس لوٹا دے۔

(دفعہ 330) اگر اندھے شخص کو شئی کی صفات کے بارے میں بتایا جائے اور وہ اسے جان لے اور پھر خریدے تو اب اسے خیار حاصل نہیں ہوگا۔

(دفعہ 331) چھوئے جانے والی اشیاء کو چھونے سے، سونگھی جانے والی اشیاء کو سونگھنے سے اور چکھی جانے والی اشیاء کو چکھنے سے اندھے شخص کا خیار ختم ہو جائے گا یعنی اگر ایسی اشیاء کو اس نے چھولیا، سونگھ لیا، یا چکھ لیا اور پھر خریدا تو اس کا خریدنا صحیح و لازم ہوگا۔

(دفعہ 332) اگر کسی شخص نے خریدنے کے ارادے سے کسی شئی کو دیکھا پھر کچھ عرصے بعد اسے خریدا اور اسے معلوم ہے کہ یہ وہی مال ہے جسے اس نے دیکھا تھا تو اب اسے خیار حاصل نہیں ہوگا، ہاں اگر اب اس میں پہلے دیکھنے کے بعد تغیر آچکا ہے تو البتہ اسے خیار حاصل ہوگا۔

(دفعہ 333) کسی شئی کی خرید یا کسی شئی پر قبضہ کے لئے مقرر کردہ وکیل (agent) نے اگر شئی کو دیکھ لیا تو اس وکیل کا دیکھنا اصیل (اصل مالک) کے دیکھنے کے برابر ہوگا۔

(دفعہ 334) قاصد (messenger) یعنی جسے مشتری کی جانب سے مبیع لے کر اسے ارسال کرنے کے لئے بھیجا گیا ہو تو اس قاصد کے دیکھ لینے سے مشتری کا خیار رؤیت ختم نہیں ہوگا۔

(دفعہ 335) مشتری کا مبیع میں مالکانہ حیثیت (right of ownership) سے تصرف کرنا، خیار رؤیت کو ختم کر دیتا ہے۔

چھٹی فصل

خیار عیب کے بارے میں

(OPTION OF DEFECT)

(دفعہ 336) بیع مطلق(unconditional sale) اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ مبیع عیوب(defects) سے پاک ہو یعنی مال فروخت کیا گیا لیکن اس کے عیب سے پاک ہونے کو بیان نہیں کیا گیا اور نہ ہی یہ بیان کیا کہ وہ عیب دار ہے یا صحیح تو ایسا معاملہ اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ مبیع صحیح وسالم اور عیب سے پاک ہی ہے۔

(دفعہ 337) جس چیز کو مطلقاً بیع کیا گیا ہو اگر اُس میں کوئی پرانا عیب(defect of long standing) ظاہر ہو جائے تو مشتری کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو واپس کر دے اور اگر چاہے تو مقررہ ثمن کے بدلے میں قبول کر لے اور مشتری کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ مبیع اپنے پاس روک لے اور عیب کے بدلے میں بائع سے قیمت واپس لے لے اور اسے ''خیار عیب'' **(option of defect)** کہا جاتا ہے۔

(دفعہ 338) عیب(defect) وہ اَمر جس کی وجہ سے تاجروں اور اہل پیشہ افراد کے نزدیک مبیع(commodity) کی قیمت(price) میں کمی ہو جائے۔

(دفعہ 339) عیب قدیم(defect of long standing) سے مراد ایسا عیب جو کہ مبیع میں بائع کی ملکیت کے وقت ہی سے موجود تھا۔

(دفعہ 340) ایسا عیب(defect) جو کہ عقد کے بعد اور قبضہ سے قبل بائع کے پاس موجود مبیع میں پیدا ہوا ہو تو ایسے عیب کا حکم عیب قدیم کا ہوگا جس کی وجہ سے شئی لوٹائی جا سکتی ہے۔

(دفعہ 341) اگر بائع نے بتا دیا کہ مبیع میں فلاں فلاں عیب(defect) موجود ہے اور مشتری نے اُن عیوب کو جانتے ہوئے بھی مبیع کو قبول کر لیا تو اب ان عیوب کی وجہ سے مشتری کو خیار عیب(option of defect) حاصل نہیں ہوگا۔

(دفعہ 342) اگر بائع نے یوں کہہ کر مال فروخت کیا کہ وہ اس شے کے تمام عیوب (defects) سے بری الذمہ ہے تو

اب مشتری کے لئے خیارِ عیب نہیں ہوگا۔

(دفعہ 343) اگر کسی شخص نے مال خریدا اور اُس کے جمیع عیوب (all defects) کے ساتھ اسے قبول بھی کرلیا تو اب اس عمل کے بعد مبیع کے بارے میں اس شخص کا دعوی عیب نہیں سنا جائے گا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے جمیع عیوب کے ساتھ کوئی جانور خریدا اور کہا: لنگڑا، کمزور، اندھا جیسا بھی ہے میں نے قبول کیا تو اب اسے یہ حق نہیں ہوگا کہ اس کے بارے میں عیب قدیم بیان کر کے دعویدار ہو۔

(دفعہ 344) مشتری کو مبیع میں عیب کے معلوم ہونے کے باوجود بھی اگر اس نے مبیع میں مالکانہ تصرف کیا تو اب خیار عیب ختم ہو جائے گا۔

مثلاً مشتری کے سامنے بیع کے لئے ایسی مبیع پیش کی گئی جس میں موجود قدیم عیب کو مشتری جانتا ہے اور مشتری نے وہ مبیع کسی دوسرے شخص کے سامنے بیع کے لئے پیش کر دی تو گویا کہ اس نے عیب کے ساتھ ہی اسے قبول کرلیا لہٰذا اب ایسا کرنے کے بعد اسے واپس نہیں کر سکتا۔

(دفعہ 345) اگر مبیع میں مشتری کے پاس کوئی عیب (defect) پیدا ہوا اور پھر اس میں مزید عیب قدیم بھی ظاہر ہو گیا تو مشتری کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ عیب قدیم کی بنیاد پر مبیع لوٹا دے، ہاں اب یہ کر سکتا ہے کہ اس عیب قدیم کی وجہ سے مبیع میں جو نقصان ہوا ہو تو اس کے بدلے ثمن کا مطالبہ کرے۔

مثلاً کسی شخص نے کپڑا خریدا اور اس کو کاٹ دیا پھر اُس میں موجود عیب قدیم نظر آیا تو اُس شخص کا کپڑے کاٹ لینا یہ عیب جدید ہے، لہٰذا اب عیب قدیم کی وجہ سے اسے واپس نہیں کر سکتا البتہ اس (عیب قدیم) کے مقابلے میں ثمن واپس لے سکتا ہے۔

(دفعہ 346) قیمت میں نقصان کا تعین ایسے اہل پیشہ کی رائے سے ہوگا جو کہ اس معاملے سے بے غرض ہوں اور یہ اس طور سے ہوگا کہ مثلاً پہلے صحیح و سالم کپڑے کی قیمت لگائی جائے گی پھر اسی کپڑے میں عیب موجود ہونے کی صورت میں قیمت لگائی جائے گی لہٰذا ان دونوں قیمتوں کے مابین جو فرق ہوگا وہی نقصانِ ثمن کہلائے گا اور مشتری بائع سے اسی فرق کے مطابق قیمت کا مطالبہ کرے گا۔

مثلاً کسی شخص نے ساٹھ قرش قیمت میں کپڑا خریدا اور مشتری کے اس کپڑے کو کاٹ لینے کے بعد اِس میں عیب قدیم ظاہر ہوا تو اب اس صورت میں اہل پیشہ نے ایسے صحیح و سالم کپڑے کی قیمت ساٹھ (۶۰) قرش بتائی اور عیب قدیم موجود ہونے کی

صورت میں اس کی قیمت پینتالیس (۴۵) قرش بیان کی تو اس صورت میں نقصان ثمن پندرہ قرش ہوگا لہٰذا مشتری بائع سے صرف اسی پندرہ قرش کا مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر اہل پیشہ نے اس صحیح وسالم کپڑے کی قیمت اسّی (۸۰) قرش بتائی اور عیب دار حالت میں ساٹھ (۶۰) قرش تو ان دونوں قیمتوں کے درمیان فرق بیس قرش کا ہوا جو کہ کل قیمت کا چوتھائی ہے، لہٰذا مشتری چوتھائی قیمت یعنی پندرہ قرش کا مطالبہ کرے گا اور اگر اہل پیشہ نے اس صحیح وسالم کپڑے کی قیمت پچاس قرش بتائی اور عیب دار ہونے کی حالت میں چالیس قرش تو اِن دونوں قیمتوں کے درمیان فرق دس قرش ہوا اور یہ کل قیمت کا پانچواں حصہ ہے یعنی 1/5 لہٰذا نقصان ثمن پانچواں حصہ ہوا اور وہ بارہ قرش بنتے ہیں (کیونکہ مشتری نے ساٹھ قرش میں کپڑا خریدا تھا اور اس کا 1/5 بارہ قرش بنتے ہیں)۔

(دفعہ 347) اگر عیب جدید (defect of recent) ختم ہوجائے تو پھر عیب قدیم کی بنیاد پر مال کو واپس بھی کیا جاسکتا ہے۔

مثلاً کسی شخص نے کوئی جانور خریدا اور مشتری کے پاس بیمار ہوگیا پھر اس میں عیب قدیم ظاہر ہوا تو ایسی صورت میں مشتری کو اختیار نہیں کہ عیب قدیم کی وجہ سے جانور بائع کو واپس کردے بلکہ وہ بائع سے نقصان ثمن کا مطالبہ کرسکتا ہے لیکن جب وہ مرض ختم ہوجائے تو اب مشتری عیب قدیم کی بنیاد پر جانور بائع کو واپس کرسکتا ہے۔

(دفعہ 348) اگر مشتری کے پاس جدید عیب پیدا ہوجانے کے باوجود بھی بائع مبیع کو واپس لینے کے لئے رضامند ہوجائے اور لوٹانے میں کوئی مانع بھی موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں مشتری کو نقصان ثمن کے مطالبہ کا کوئی حق نہ ہوگا بلکہ اسے مجبور کیا جائے گا کہ یا تو مبیع بائع کو واپس کردے، یا پھر اسی حال میں قبول کرے اور اگر مشتری نے مبیع میں عیب قدیم معلوم ہونے کے باوجود بھی اسے آگے بیع کردیا تو اب اسے نقصانِ ثمن کے مطالبہ کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

مثلاً مشتری نے خریدے ہوئے کپڑے کو کاٹ کر قمیص بنائی پھر اس میں کوئی عیب قدیم نظر آیا لیکن اس نے اسے کسی دوسرے شخص کو بیچ دیا تو اب وہ بائع سے نقصانِ ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا کیونکہ اب بائع اسے کہہ سکتا ہے کہ میں عیب دار حالت میں بھی اسے واپس لینے کے لئے تیار تھا تو اب گویا کہ مشتری نے خود ہی مال کو بائع کے پاس جانے سے روک دیا ہے۔

(دفعہ 349) مشتری کی جانب سے بیع میں کی جانے والی زیادتی (increase) اسے واپس کرنے کے لئے مانع ہوگی۔

مثلاً کپڑا خریدا اور مشتری نے اسے اپنی جانب سے سی دیا، یا رنگ دیا، پودا خریدا اور مشتری نے اسے زمین میں لگا دیا تو یہ زیادتی واپسی کے لئے مانع (preventive) ہے۔

(دفعہ 350) اگر کوئی ایسا مانع (preventive) پایا جائے جس کی وجہ سے مبیع کی واپسی ممکن نہ ہو تو اب ایسی صورت میں بائع کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ مبیع کو مع عیب جدید واپس لے لے، بلکہ بائع کو مجبور کیا کائے گا کہ وہ مشتری کو نقصانِ ثمن ادا کرے یہاں تک کہ اگر مشتری نے بائع کو مبیع میں عیب قدیم کی اطلاع دینے کے بعد اسے کسی دوسرے شخص کو بیچ بھی دیا پھر بھی مشتری بائع سے نقصان ثمن کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مثلاً مشتری نے کپڑا خریدا اور پھر کاٹ کر قمیص بنا لی اب اس کپڑے میں موجود کسی عیب قدیم کے بارے میں پتہ چلا تو اب بائع کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ وہ مبیع کو مع عیب کے لے لے بلکہ اسے مشتری کو نقصان ثمن ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر چہ مشتری نے اس کپڑے کو بیچ بھی دیا ہو تو اس کا یہ بیچنا پھر بھی نقصانِ ثمن کے مطالبہ کے لئے مانع نہیں ہوگا اور یہ اس وجہ سے کہ مشتری نے مبیع پر سلائی وغیرہ کر کے اپنے مال کا اس بیع پر اضافہ کر دیا تھا تو ایسی حالت میں بائع کو سلا ہوا کپڑا لینے کا اختیار نہ رہا لہٰذا مشتری کا اسے فروخت کرنا بیع کو روکنے کے زمرے میں نہیں آتا ہے۔

(دفعہ 351) جو اشیاء ایک ہی سودے میں بیچی جائیں اگر اُن میں سے بعض عیب دار نکلیں تو اگر قبضہ سے قبل ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو سب کو واپس کر دے اور اگر چاہے تو تمام قیمت کے بدلے میں ساری اشیاء قبول کر لے لیکن اسے یہ اختیار نہیں ہوگا کہ عیب دار اشیاء واپس کر دے اور بقیہ صاف اشیاء رکھ لے اور اگر قبضہ کے بعد ہو تو اگر اسے الگ الگ کرنے میں نقصان نہ ہو تو عیب والی اشیاء کو قیمت کے عوض واپس کر دے گا لیکن سارا کا سارا مال بائع کی رضامندی کے بغیر واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر اس کے الگ الگ کرنے میں نقصان ہو تو پھر اگر چاہے تو سارا مال لوٹا دے یا پھر تمام قیمت کے بدلے میں سارا مال قبول کرے۔

مثلاً کسی شخص نے دو ٹوپیاں چالیس قرش میں خریدیں لیکن قبضہ کرنے سے پہلے ہی دیکھا کہ اُن میں سے ایک عیب دار ہے تو دونوں کو لوٹا دے (یا دونوں کو قبول کرے) اور اگر قبضہ کے بعد معلوم ہوا تو عیب دار ٹوپی واپس کر کے اس کے بدلے میں قیمت لے لے گا اور صحیح ٹوپی اپنے پاس ہی رکھے گا لیکن اگر ٹوپیوں کے بجائے موزوں کی جوڑی خرید لی اور قبضہ کے بعد معلوم ہوا

کہ ان میں سے ایک عیب دار ہے تو اب اسے یہ اختیار ہے کہ دونوں موزے بائع کو واپس کر کے قیمت حاصل کرے (ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک رکھ لے اور دوسرا واپس کر کے اس کی قیمت کا مطالبہ کرے)۔

(دفعہ 352) اگر کسی شخص نے مکیلی (things estimated by measure of capacity) اور موزونی اشیاء (things estimated by measure of weight) کی ایک معینہ مقدار خریدی لیکن اس پر قبضہ نہیں کیا پھر اس میں سے چند اشیاء کو عیب دار پایا تو اسے اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو ساری اشیاء قبول کرے، یا پھر سب کو واپس کر دے۔

(دفعہ 353) اگر کسی شخص نے گیہوں، جَو، یا انہی کی مثل کوئی دوسرا اناج خریدا اور اس خریدے ہوئے اناج میں مٹی پائی پس اگر وہ مٹی عرف کے مطابق قلیل ہو تو بیع صحیح ہوگی لیکن اگر وہ اتنی کثیر ہو کہ لوگ اسے عیب سمجھتے ہوں تو مشتری کو اختیار ہوگا (چاہے تو لے، یا پھر واپس کر دے)۔

(دفعہ 354) انڈے (eggs) اخروٹ (nuts) اور اِن کی مثل اگر اُن میں سے بعض خراب نکلیں تو جو عرف کے مطابق کثیر نہ ہوں جیسا کہ سو میں سے دو تین تو یہ قابل معافی ہوں گے اور اگر بہت زیادہ خراب نکلیں جیسا کہ سو میں سے دس وغیرہ تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ سب کو واپس کر دے اور پوری قیمت بائع سے وصول کرے۔

(دفعہ 355) اگر ساری مبیع ہی قابل نفع نہ ہو (یعنی خراب ہو) تو بیع باطل ہوگی اور مشتری کو بائع سے ساری قیمت واپس لینے کا حق ہوگا۔

مثلاً کسی شخص نے اخروٹ یا انڈے خریدے اور وہ تمام ہی خراب نکلے تو مشتری کو بائع سے ساری قیمت واپس لینے کا اختیار ہوگا۔

ساتویں فصل

غبن وفریب کے بارے میں

(MISREPRESENTATION AND DECEIT)

(دفعہ 356) اگر بیع کے معاملہ میں غبن فاحش (major misrepresentation) پایا جائے لیکن دھوکا دہی کی صورت نہ ہو تو جس کا مال غبن ہوا ہو اسے فسخ بیع کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں اگر فقط مال یتیم میں غبن واقع ہو تو ایسی صورت میں بیع صحیح نہ ہوگی اور مال وقف اور بیت المال بھی مال یتیم کے حکم میں ہیں۔

(دفعہ 357) اگر عاقدین میں سے کسی ایک نے فریب کیا اور بیع میں غبن فاحش پایا گیا تو جس کا مال غبن ہوا ہو اسے بیع کے فسخ کرنے کا اختیار رہوگا۔

(دفعہ 358) اگر ایسا شخص جس کے ساتھ فریب کاری کی گئی ہو انتقال کر جائے تو اس فریب کے متعلق دعوی کرنے کا حق اس کے ورثاء کو منتقل نہیں ہوگا۔

(دفعہ 359) اگر مشتری کے ساتھ فریب کیا گیا اور اسے غبن فاحش کے بارے میں معلوم ہوا پھر اگر اس نے مبیع میں مالکانہ حیثیت سے تصرف کیا تو اب اسے فسخ بیع کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 360) ایسی مبیع جس کی بیع میں غبن فاحش پایا جائے اگر وہ ضائع ہو جائے یا اسے ضائع کر دیا جائے یا اس میں کوئی عیب پیدا ہو جائے (مبیع کے زمین ہونے کی صورت میں) مشتری نے اس پر کوئی مکان وغیرہ بنا دیا تو ان صورتوں میں مَغْبُوْن (جس کے ساتھ غبن کیا گیا ہو) کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ بیع کو فسخ کر دے۔

ساتواں باب

بیع کی اقسام اور اس کے احکام کے بارے میں

(VARIOUS CATEGORIES OF THINGS SOLD AND THE EFFECT THEREOF)

اِس باب میں چھ فصول ہیں

پہلی فصل

بیع کی اقسام کے بارے میں

(TYPES OF SALE)

(دفعہ 361) بیع کے منعقد ہونے کے لئے لازمی ہے کہ ارکان بیع ایسے اشخاص سے صادر ہوں جو کہ اس کے اہل ہوں یعنی عاقل ہوں، صاحب تمیز ہوں اور بیع ایسی جگہ ہو جہاں بیع کا حکم صحیح ہو سکے۔

(دفعہ 362) ایسی بیع جس کے رکن میں کوئی خلل(defect) ہو تو ایسی بیع باطل ہوگی، مثلاً مجنون کی بیع۔

(دفعہ 363) بیع کے لئے ایسی جگہ جہاں حکم بیع صحیح ہو سکے تو اس سے مراد مبیع کا موجود ہونا، قابل سپردگی ہونا اور مال متقوم (valuable goods) ہونا ہے۔ اسی لئے معدوم(non existent) کی بیع اور ایسی شئی کی بیع جس کا سپرد کرنا ممکن نہ ہو اور مال متقوم نہ ہو(non valuable goods) اِن تمام کی بیع باطل ہے۔

(دفعہ 364) اگر بیع کے منعقد ہونے کی شرائط موجود ہوں لیکن بعض خارجی صفات کی بناء پر وہ بیع درست نہ ہو سکے، مثلاً مبیع کا مجہول ہونا، یا ثمن میں کوئی خلل ہونا تو ایسی بیع فاسد ہوگی۔

(دفعہ 365) نفاذِ بیع کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ بائع مبیع کا مالک ہو یا مالک کا وکیل ہو یا اِس کا ولی ہو یا وصی ہو اور یہ کہ مبیع میں کسی غیر کا کوئی حق نہ ہو۔

(دفعہ 366) بیع فاسد میں قبضہ کے بعد بیع نافذ ہوجاتی ہے یعنی اس صورت میں مشتری کا مبیع میں تصرف جائز ہوجاتا ہے۔

(دفعہ 367) اگر بیع میں کسی بھی قسم کا خیار (option) موجود ہو تو (خیار کے ختم ہونے تک) بیع لازم نہیں ہوگی۔

(دفعہ 368) ایسی بیع جس میں کسی غیر کا حق بھی متعلق ہو جیسا کہ بیع فضولی (unauthorised sale)، بیع مرہون (sale of pledged goods) تو ایسی صورت میں وہ بیع صاحب حق کی اجازت پر موقوف ہوگی۔

دوسری فصل

بیع کی اقسام کے احکامات کے بارے میں

(EFFECT OF VARIOUS KINDS OF SALE)

(دفعہ 369) بیع منعقد کا حکم ملکیت (ownership) کا ہے یعنی مشتری مبیع کا اور بائع ثمن کا مالک ہوجاتا ہے۔

(دفعہ 370) بیع باطل (void sale) اصلاً ہی مفید حکم نہیں ہوتی۔ پس اگر بیع باطل میں مشتری نے بائع کی اجازت سے مبیع پر قبضہ کرلیا تو مبیع مشتری کے پاس بطور امانت ہوگی لہٰذا اگر بغیر ارادے کے مبیع ہلاک ہوگئی تو مشتری اس کا ضامن نہیں ہوگا۔

(دفعہ 371) بیع فاسد (invalid sale) قبضہ کے بعد مفید حکم ہوتی ہے۔

یعنی جب مشتری نے بیع فاسد میں بائع کی اجازت سے مبیع پر قبضہ کرلیا تو مشتری اس کا مالک ہوگا لہٰذا اگر بیع فاسد میں مشتری کے پاس سے مبیع ضائع ہوجائے تو اس کا ضمان مشتری پر لازمی ہوگا یعنی اگر مبیع مثلی اشیاء سے ہوئی تو اس کی مثل کی ادائیگی لازم ہوگی اور اگر قیمتی اشیاء سے ہوئی تو اِس کی قیمت لازم ہوگی۔

(دفعہ 372) عاقدین میں سے ہر ایک کو بیع فاسد (invalid sale) کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، لیکن اگر مبیع مشتری کے پاس سے ضائع ہوگئی یا اس نے ضائع کردی، یا اس مبیع کو بیع صحیح (valid sale) یا ہبہ (gift) کے ذریعے سے اپنی ملکیت سے نکال دیا، یا مشتری نے اپنے مال سے اس مبیع میں کوئی اضافہ کردیا مثلاً اگر مبیع مکان تھی تو مرمت وغیرہ کردی، یا زمین تھی اس میں پودے لگا دیئے، یا مبیع میں ایسا تغیر کردیا کہ اس کا نام ہی تبدیل ہوگیا، مثلاً گیہوں پیس کر باریک کردیئے (آٹا بنادیا) تو ایسی صورت میں فسخ بیع کا اختیار ختم ہوجائے گا۔

(دفعہ 373) اگر بیع فاسد (invalid sale) کو فسخ کردیا جائے اور بائع قیمت پر قبضہ کرچکا ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ وہ مبیع روک لے یہاں تک کہ بائع ثمن واپس کردے اور پھر مشتری مبیع بائع کو لوٹائے۔

(دفعہ 374) بیع نافذ (executed sale) فی الفور مفید حکم ہوتی ہے۔

(دفعہ 375) جب بیع لازم (irrevocable sale) نافذ ہوجائے تو عاقدین میں سے کسی کو رجوع کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 376) 　اگر بیع غیر لازم (revocable sale) ہوتو جسے خیار حاصل ہو اسی کو حق فسخ ہوگا۔

(دفعہ 377) 　بیع موقوف (conditional sale) اجازت کے بعد ہی مفید حکم ہوتی ہے۔

(دفعہ 378) 　بیع فضولی (unauthorised sale) میں اگر صاحب مال (مالک) یا اس کا وکیل یا وصی یا ولی اجازت دے دے تو یہ بیع نافذ ہوجاتی ہے ورنہ بیع فسخ ہوجاتی ہے لیکن اجازت کے صحیح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ بائع، مشتری، مبیع اور اجازت دینے والا سب قائم ہوں پس اگر اُن میں سے کوئی ایک بھی ہلاک ہوگیا تو اجازت صحیح نہ ہوگی۔

(دفعہ 379) 　بیع مقایضہ (barter sale) میں بدلین کا حکم مبیع (commodity) کا ہوتا ہے۔

اسی لئے اس میں مبیع کی شرائط کا اعتبار ہوگا لہٰذا اگر سپردگی کے بارے میں کوئی جھگڑا ہوتو لازمی ہوگا کہ دونوں (بدلین) بیک وقت ایک دوسرے کے حوالے کئے جائیں۔

تیسری فصل

بیع سلم کے بارے میں

(SALE BY IMMEDIATE PAYMENT AGAINST FUTURE DELIVERY)

(دفعہ 380) سلم کا معاملہ بھی بیع ہی کی طرح ایجاب وقبول (offer and acceptance) سے منعقد ہوتا ہے۔

یعنی اگر مشتری نے بائع سے کہا: میں نے سومَن گیہوں پر ایک ہزار قرش تمہیں دیئے اور بائع نے قبول کرلیا تو بیع سلم (sale on advance payment) منعقد ہوجائے گی۔

(دفعہ 381) بیع سلم صرف اُن اشیاء ہی میں صحیح ہوتی ہے جن کی مقدار کو اوزان و اَوصاف کے ذریعہ سے متعین کیا جاسکتا ہو، مثلاً اچھی، بری۔

(دفعہ 382) مکیلی، موزونی اور مذروعی اشیاء کو علی الترتیب کیل، وزن (weight) اور ذرع (yard) کے ذریعہ سے پیمائش کرکے متعین کیا جائے گا۔

(دفعہ 383) عددیاتِ متقاربہ (closely resembling things sold by numbers) کی تعیین جس طرح شمار (counting) کرنے سے ہوجاتی ہے اُسی طرح ناپنے اور وزن کرنے سے بھی ہوجاتی ہے۔

(دفعہ 384) جو اشیاء گنی جاتی ہوں (things estimated by numbers) جیسا کہ پتھر، اینٹ وغیرہ، لازماً ان کا متعین ہونا بھی ضروری ہے۔

(دفعہ 385) اُونی (woolen) سوتی (linen) کپڑے اور اُن کی طرح دیگر مذروعی اشیاء کے لئے لازمی ہے کہ اُن کے طول (length) عرض (breadth) اور بناوٹ (thickness) کے بارے میں تفصیلات کو متعین کردیا جائے۔

(دفعہ 386) بیع سلم میں مبیع کی جنس کا بیان ضروری ہے۔

مثلاً گیہو، چاول، کھجور اور اِن کی انواع جسے بارش سیراب کرے اور اسے ہمارے عرف میں ''بعْلاً'' کہتے ہیں اور جسے نہر یا چشمے وغیرہ سے سیراب کیا جائے اور اسے ہمارے عرف میں ''سقْیاً'' کہتے ہیں اور اس کی صفات مثلاً اچھی، بُری اور ثمن و

مبیع کی مقدار کا بیان اور سپردگی کے وقت اور مکان کا بیان وغیرہ (یہ تمام باتیں ضروری ہیں)۔

(دفعہ 387) بیع سلم کے باقی رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ثمن کو مجلس عقد ہی میں سپرد کر دیا جائے، لہٰذا اگر عاقدین (contracting parties) اِس کی سپردگی سے قبل ہی الگ ہو گئے تو عقد مذکور فاسد ہو جائے گا۔

چوتھی فصل

آڈر پر اشیاء کی تیاری کے بارے میں

(CONTRACT OF MANUFACTURE AND SALE)

(دفعہ 388) اگر کسی شخص نے کسی اہلِ صنعت سے کہا: میرے لئے فلاں شئی اتنے قرش پر بنادو اور صانع نے قبول بھی کرلیا تو "بَیْع اِسْتِصْنَاع" (sale by order to manufacture) منعقد ہوجائے گی۔ مثلاً مشتری نے موزہ گر کو پاؤں دکھایا اور کہا: میرے لئے فلاں سختیانی قسم کے موزے کی جوڑی اتنے قرش میں بنادو اور صانع نے قبول کرلیا، یا کسی بڑھئی (carpenter) کے ساتھ معاہدہ کیا کہ میرے لئے ایک چھوٹی کشتی یا ایک بڑی کشتی بنادو اور اس کی لمبائی، چوڑائی اور ضروری تفصیلات کو بیان کردیا اور بڑھئی نے اس معاہدہ کو قبول بھی کرلیا تو "بیع استصناع" منعقد ہوجائے گی۔

اسی طرح اگر کسی صنعت کار سے معاہدہ کیا اور اسے کہا: میرے لئے چند بندوقیں (guns) تیار کردو اور ان میں سے ہر ایک بندوق اتنے قرش کی ہو اور ساتھ ہی اس کے طول و حجم اور دیگر اَوصاف ضرور یہ کو بھی بیان کردیا اور صنعت کار نے اسے قبول کرلیا تو "بَیْع اِسْتِصْنَاع" منعقد ہوجائے گی۔

(دفعہ 389) ایسی تمام اشیاء جنہیں عموماً آڈر (order) پر بنایا جاتا ہو تو اُن کے لئے مطلقاً "بَیْع اِسْتِصْنَاع" صحیح ہے اور جن اشیاء کا معمول ایسا نہیں ہوا گر اُن اشیاء کے لئے ایسا معاہدہ کیا جائے تو اگر مدت بیان کردی جائے تو بیع سلم ہوجائے گی اور اس معاملے میں بیع سلم کی شرائط کا اعتبار کیا جائے گا اور اگر مدت بیان نہ کی جائے تو اسے "بَیْع اِسْتِصْنَاع" ہی شمار کیا جائے گا۔

(دفعہ 390) "بَیْع اِسْتِصْنَاع" (sale by order to manufacture) میں لازمی ہے کہ مصنوع کی صفات (description) اور مطلوبہ تفصیلات (specification) کو کیفیت کے مطابق بیان کردیا جائے۔

(دفعہ 391) بَیْع اِسْتِصْنَاع میں عقد کے وقت ہی ثمن کی ادائیگی لازمی نہیں ہوتی ہے۔

(دفعہ 392) اگر بَیْع اِسْتِصْنَاع منعقد ہوجائے تو عاقدین میں سے کسی کو بھی رجوع کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں اگر مطلوبہ شئی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق نہ ہوئی تو ایسی صورت میں مال بنوانے والا صاحب اختیار ہوگا (چاہے تو لے، یا پھر فسخ کردے)۔

پانچویں فصل

مریض کی بیع کے احکام کے بارے میں

(SALE BY A PERSON SUFFERING FROM A MORTAL SICKNESS)

(دفعہ 393) اگر کسی شخص نے اپنے مرضِ موت میں کسی شئی کو اپنے ورثاء (heirs) میں سے کسی شخص سے فروخت کیا تو یہ سودا دیگر تمام ورثاء کی اجازت پر موقوف ہوگا پس اگر اُنہوں نے مریض کے مرنے کے بعد اس کی اجازت دے دی تو بیع نافذ ہوجائے گی اور اگر اجازت نہیں دی تو نافذ نہیں ہوگی۔

(دفعہ 394) اگر کسی مریض نے اپنے مرضِ موت میں کسی اجنبی شخص کو اپنا مال حقیقی قیمت پر فروخت کیا تو اس کی بیع صحیح ہوگی اور اگر حقیقی قیمت سے کم پر فروخت کیا اور مبیع بھی اس کے حوالے کر دی تو یہ ''بَیْع مُحَابَاۃ'' (thing for less than its value and gives delivery) ہوگی اور اس صورت میں اگر ثمن کی کمی اس کے ثلث مال (ایک تہائی) تک ہوئی تو معتبر ہوگی (یعنی بیع صحیح ہوگی) اور اگر ثلث سے زائد ہوئی تو مشتری پر لازم ہوگا کہ حقیقی قیمت میں جو کمی ہوئی ہے اسے پورا کرے اور اس کے ورثاء کو دے دے، لہٰذا اگر اس نے قیمت کی کمی کو پورا کر دیا تو بیع لازم ہوجائے گی ورنہ اس کے ورثاء کو فسخ کا اختیار ہوگا۔

(''مُحَابَاۃ'' دراصل ''حابی'' فعل کا مصدر ہے جس کا معنی ہے کسی شئی کو خاص کر لینا اور اس کی جانب مائل ہوجانا۔ امام شامی نے علامہ قہستانی سے نقل کیا ہے کہ محاباۃ سے مراد ایسا نقصان ہے جو بیع کی وصیت میں قیمت مثل سے بھی کمی کی صورت میں ہوا ہو، یا پھر خریدنے کی حالت میں اضافہ کی صورت میں پہنچا ہو۔ [الموسوعۃ الفقھیہ، جلد ۳۶ ص ۱۵۷، کویت]

اس بارے میں مجلّہ ہذا میں کوئی کلام نہیں کیا گیا اور خلاف معمول اس اصطلاح کو بغیر کسی وضاحت کے استعمال کیا گیا، شارحین مجلّہ میں سے کسی نے بھی اس بابت کوئی کلام نہیں کیا، لہٰذا اہل علم حضرات موسوعہ فقہیہ کے حوالہ کی جانب مراجعت فرمائیں وہاں اس کی بحث (۱۳) صفحات پر مشتمل ہے جس میں اہم فقہی کتب سے اس بارے میں ائمہ اربعہ کا موقف اور دیگر تفصیلات درج ہیں جو شاید کسی اور جگہ اتنی تحقیق سے میسر نہیں آئیں گی)۔

مثلاً اگر ایک شخص جس کی ملکیت میں صرف ایک ہی مکان تھا اور وہ پندرہ سو قرش کی قیمت کا تھا تو اس شخص نے اپنے مرض موت میں کسی اجنبی شخص کو وہ مکان ایک ہزار قرش میں فروخت کر دیا اور اسے سپرد بھی کر دیا اور اس کے بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا تو ثلث مال نے قیمت میں ہونے والی کمی کو پورا کر دیا ہے جو کہ پانچ سو قرش تھی تو اب یہ بیع صحیح ہوگی اور اس کے ورثاء کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر مریض نے اس گھر کو پانچ سو قرش میں فروخت کیا اور مشتری کے سپرد بھی کر دیا تو اس صورت میں ثلث مال سے زیادہ کی کمی ہوئی ہے اور وہ ایک ہزار قرش ہے لہٰذا ورثاء کو اختیار ہوگا کہ وہ مشتری سے ہونے والی کمی کا نصف طلب کریں اور وہ پانچ سو قرش ہیں پس اگر مشتری نے مزید پانچ سو قرش ادا کر دیئے تو ورثاء کو فسخ بیع کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر اس نے ادا نہیں کیئے تو ورثاء کو حق ہوگا کہ اسے فسخ کر کے مکان واپس حاصل کر لیں۔

(دفعہ 395) اگر کسی شخص نے مرضِ موت میں اپنا مال حقیقی قیمت سے کم پر فروخت کیا اور پھر مقروض ہو کر مر گیا اور اس شخص کا پورا ترکہ ادائیگی قرض میں غرق ہو گیا تو اب قرض خواہوں (creditors) کو یہ حق ہے کہ مشتری سے قیمت کی تکمیل کا مطالبہ کریں پس اگر مشتری حقیقی قیمت کی تکمیل نہیں کرتا تو اس بیع کو فسخ کر دیں۔

چھٹی فصل

بیع الوفا کے بارے میں

(SALE SUBJECT TO A RIGHT OF REDEMPTION)

(دفعہ 396) بیع الوفاء میں جیسے بائع کو اختیار ہے کہ ثمن (price) واپس کر کے مبیع (commodity) حاصل کر لے اُسی طرح مشتری کو بھی اختیار ہے کہ مبیع واپس کر کے ثمن حاصل کر لے۔

(دفعہ 397) بیع الوفاء میں بائع اور مشتری دونوں ہی کو اختیار نہیں ہے کہ وہ مبیع کو کسی دوسرے شخص کو فروخت کر دیں۔

(دفعہ 398) اگر بیع الوفاء میں یہ شرط مقرر کر لی جائے کہ مبیع کے منافع (profit) کا ایک حصہ مشتری کا ہوگا تو یہ صحیح ہے۔

مثلاً بائع اور مشتری نے معاملہ کیا اور اس بات پر دونوں رضا مند ہو گئے کہ انگور کا باغ جو کہ بیع الوفاء میں بطور مبیع ہے، اُس کا پھل مشتری اور بائع کے مابین آدھا آدھا ہوگا تو ایسا کرنا صحیح ہے اور اس شرط کا پورا کرنا لازمی ہے۔

(دفعہ 399) اگر بیع الوفاء میں مبیع کی قیمت قرض کے مساوی ہو اور مال مشتری کے ہاتھوں ضائع ہو جائے تو اس کے مقابلے میں قرض ساقط ہو جائے گا۔

(دفعہ 400) اگر مال مبیع کی قیمت قرض سے کم ہو اور مبیع مشتری کے ہاتھوں ضائع ہو جائے تو قرض بقدر قیمت ساقط ہو جائے گا اور مشتری بائع سے بقیہ قرض حاصل کرے گا۔

(دفعہ 401) اگر بیع الوفاء میں مال مبیع کی قیمت قرض سے زیادہ ہو اور مبیع مشتری کے ہاتھوں ضائع ہو جائے تو بقدر قرض قیمت ساقط ہو جائے گی اور بائع بقیہ قیمت مشتری سے حاصل کرے گا اور مشتری زیادتی اس صورت میں ادا کرے گا جب کہ مبیع کی ہلاکت میں اس کا ارادہ بھی شامل ہو لیکن اگر مبیع بلا ارادہ ضائع ہو گئی تو مشتری پر لازم نہیں کہ وہ زیادتی کی ادائیگی کرے۔

(دفعہ 402) اگر بیع الوفاء میں فریقین میں سے کسی کا انتقال ہو گیا تو حق فسخ (right of cancellation) اس کے ورثاء کو منتقل ہو جائے گا۔

(دفعہ 403) بائع کے دیگر قرض خواہ مبیع الوفاء میں تعرض نہیں کر سکتے جب تک مشتری کا قرض پورا نہ ہو جائے۔

''اسے 2ذی الحج 1286ھ بمطابق ''21فروری1286ھ''کو لکھا گیا''

[محقق مجلّہ ہذا، بسام عبدالوہاب کی تحقیق کے مطابق یہ تاریخ ''۴ مارچ ۱۸۷۰ء'' کے موافق ہے]

☆ رکن ''دیوان الاحکام العدلیۃ'' **اَحْمَد خَلُوْصِی**
☆ رکن ''شوری الدولۃ'' **سَیْفُ الدِّیْن**
☆ ناظر ''دیوان الاحکام العدلیۃ'' **اَحْمَدجَوْدَت**
☆ رکن ''جمعیۃ'' **عَلاءُ الدِّیْن**
☆ رکن ''شوری الدولۃ'' **مُحَمَّد اَمِیْن**
☆ رکن ''دیوان الاحکام العدلیۃ'' **اَحْمَد حِلْمِی**

دوسری کتاب

اِجارہ کے بارے میں

(LEASING/HIRING)

ایک مقدمہ اور آٹھ ابواب پر مشتمل ہے

مُقَدِّمَہ

اِجارہ سے متعلقہ فقہی اصطلاحات کے بیان میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE RELATING TO LEASING)

(دفعہ 404) **اُجرت**(wages): مزدوری یعنی نفع اُٹھانے کا بدل" **اِیْجَار** " کرایہ پر دینا،"**اِسْتِیْجَار**" کرایہ پر لینا۔

(دفعہ 405) **اِجارہ**(leasing): لغوی معنی مزدوری کے ہیں اور اس لفظ کا استعمال ایجار (کرایہ پر دینا) کے معنی میں ہوتا ہے اور فقہائے کرام کی اصطلاح میں کسی معلوم شئی کے بدلے میں منفعت معلومہ کی بیع کرنا 'اِجارہ' کہلاتا ہے۔

(دفعہ 406) **اجارۂ لازمہ**(irrevocable contract of leasing) : ایسا اجارۂ صحیحہ جس میں خیار عیب (option of defect) خیار شرط (optional condition) اور خیار رؤیت (option for inspection) نہ ہو اور فریقین (parties) میں سے کسی ایک کو بھی اسے بغیر عذر کے فسخ کرنے کا اختیار نہ ہو۔

(دفعہ 407) **اجارۂ مُنْجَزَۃ** (executed lease): ایسا اِجارہ جو وقت عقد ہی سے قابل اعتبار ہو۔

(دفعہ 408) **اجارۂ مضافہ** (deferred lease): ایسا اِجارہ جو زمانہ مستقبل کے وقت معین سے قابل اعتبار ہو۔

مثلاً کسی شخص نے مقررہ قیمت پر مقررہ مدت کے لئے مکان کا اِجارہ کیا اور کہا: اِس کی ابتداء آنے والے فلاں مہینے کی پہلی تاریخ سے ہوگی تو یہ اِجارہ فی الفور منعقد ہو جائے گا اور 'اجارۂ مضافہ' کہلائے گا۔

(دفعہ 409) **آجر**(lessor): ایسا شخص جس نے کوئی شئی اِجارہ کے لئے دی ہو اور اُسے' **مُکَارِی** ''اور" **مُؤْجِر**" بھی کہا جاتا ہے۔

(دفعہ 410) **مُسْتَأْجِرٌ**(lessee): ایسا شخص جو کسی شی کو اِجارہ پر لیتا ہے۔(اجارہ کے باب میں متأجر lessee کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور کبھی employer کے معنی میں، مفہوم ایک ہی ہے لیکن الفاظوں کا اشتباہ مخل نہ ہو اس لیے وضاحت پیش نظر رہے)۔

(دفعہ 411) **مَأْجُوْر**: ایسی شئے جسے اِجارہ(lease) پر دیا جائے، اسے **مُوْجَر** اور **مُسْتَأْجَر** بھی کہتے ہیں۔

(دفعہ 412) **مُسْتَأْجَرُ فِیْہِ**: ایسا مال جسے متاجر lessee نے اَجیر (employee) کو عقد اجارہ میں مقررہ کام کی تکمیل کے لئے سپرد کیا ہو، مثلاً کپڑا دَرزی کو دینا تا کہ وہ اس کی سلائی کر دے اور تھیلا حمال کو دینا تا کہ وہ اسے مقررہ جگہ پہنچا دے۔

(دفعہ 413) **اَجیر**(employee): ایسا شخص جس نے اُجرت کے عوض اپنی ذات (وخدمات) کا اِجارہ کیا ہو۔

(دفعہ 414) **اُجرتِ مثل**(estimated rent): ایسی اجرت (wages) جسے بے غرض اہل پیشہ نے مقرر کیا ہو۔

(دفعہ 415) **اُجرتِ مسمّٰی**(fixed rent): ایسی اجرت جسے عقد کے وقت بیان کر کے متعین کر دیا گیا ہو۔

(دفعہ 416) **ضَمَانٌ**(guarantee): اگر کوئی شئی مثلیات میں سے ہو تو اُس کا مثل دینا اور اگر قیمات میں سے ہو تو

اُس کی قیمت دینا۔

(دفعہ 417) **مُعَدٌّ لِلاِسْتِغْلال** (prepared for lease): ایسی شئی جسے بنا کر کرایہ پر دینے کے لئے متعین کر دیا گیا ہو، مثلاً دوکان، مکان، حمام یا گودام جنہیں بنایا، یا خریدا گیا ہوتا کہ انہیں اجارہ پر دیا جائے اور اسی طرح کرایہ کا سامان اور کرایہ پر چلانے کے لئے جانور وغیرہ اور کسی شئی کا تین سال سے کرایہ پر دیا جانا، اس بات کی دلیل ہے کہ وہ شئی "**مُعَدٌّ لِلاِسْتِغْلال**" میں سے ہے اور یا پھر ایسی شئی جس کے بارے میں خود مالک نے لوگوں کو بتا دیا ہو کہ یہ شئی "**مُعَدٌّ لِلاِسْتِغْلال**" میں سے ہے۔

(دفعہ 418) **مُسْتَرْضِعٌ** : دودھ پلانے کے لئے دایہ کو اُجرت پر مقرر کرنے والا شخص۔

(دفعہ 419) **مُهَايَأَة** (partition): یہ منافع کی تقسیم سے عبارت ہے، جیسا کہ مکان مشترکہ کو اِس طور پر دینا کہ ایک شریک ایک سال اُس سے نفع حاصل کرے اور دوسرا شریک دوسرے سال۔ تو اِس طرح اُس مشترکہ مکان کا نفع اُن دونوں کے مابین آدھا آدھا ہوگا۔

پہلا باب

عمومی ضوابط کے بارے میں

(GENERAL RULES)

(دفعہ 420) اِجارہ (leasing) میں معقود علیہ (جس پر عقد کیا گیا وہ) منفعت (benefit) ہے۔

(دفعہ 421) ''معقود علیہ'' کے اعتبار سے اجارہ کی دو قسمیں ہیں:

(1) اِجارۃ الاعیان (leasing of specific property):

ایسا اجارہ جو اشیاء سے حاصل ہونے والے منافع پر کیا جائے اور اس شئی کو مُوْجَر یعنی ''عَیْنِ مَأْجُوْر'' اور ''عَیْنِ مُسْتَأْجَر'' بھی کہتے ہیں اور یہ قسم مزید تین اقسام پر منقسم ہے۔

(الف) اِجارۃ العقار (lease of real property): جائیداد غیر منقولہ جیسا کہ مکان وزمین کا اجارہ۔

(ب) اِجارۃ العروض (lease of merchandise): کپڑے اور برتنوں کا اجارہ۔

(ج) اِجارۃ الدواب (lease of animals): جانوروں کا اجارہ (اور آج کل گاڑیوں وغیرہ کا اجارہ)۔

(2) اِجارۃ الاعمال (leasing on works):

ایسا اجارہ جو کسی عمل پر کیا جائے اور اس میں مأجور کو اَجیر (employee) کہا جاتا ہے، مثلاً کسی کام یا خدمت کے لئے کسی کو اجارہ پر رکھنا اور اہل صنعت وحرفت سے اجارہ داری اسی طریقے میں سے ہے، مثلاً درزی کو کپڑے دینا تا کہ وہ اسے سلائی کر دے تو یہ عمل پر اجارہ ہوگا جیسا کہ کپڑے کاٹ کر دینا اِس شرط پر کہ سامان درزی کی جانب سے ہوگا تو یہ استصناع کہلائے گا۔

(دفعہ 422) اجیر (employee) کی دو قسمیں ہیں:

(ا) اجیر خاص (private employee): جسے مستاجر نے کسی خاص عمل کے لئے اُجرت پر لیا ہو، مثلاً نوکر۔

(۲) اجیر مشترک (public employee): جو اس بات کا پابند نہیں ہوتا کہ وہ مستاجر (employer) کے علاوہ کسی

دوسرے کا کام نہیں کرے گا جیسا کہ حمال، دلال، درزی، گھڑی بنانے والا، کاریگر، کرایہ پر سواری چلانے والے، کشتی والے ملاح اور رہبر وغیرہ جنہیں راستوں کی رہنمائی کے لئے کرایہ پر لیا جاتا ہے تو اِن میں سے ہر ایک کی حیثیت اجیر مشترک کی ہے، یہ لوگ کسی ایک شخص سے خاص نہیں ہوتے، انہیں صرف اتنا ہی لازم ہوتا ہے کہ وہ ہر ایک کے کام کو کر دیں ہاں اگر اِن میں سے کوئی اس طرح مقرر کیا گیا کہ وہ ایک مدت معینہ تک مستأجر کے لئے کام کرے گا تو اب اس مدت تک وہ شخص اجیر خاص ہوگا اور اسی اگر طرح حمال، سواریوں والے یا کشتی والے افراد کے ساتھ معاملہ ہوا کہ وہ سامان وغیرہ کو فلاں جگہ پہنچا دیں گے لیکن اس دوران وہ صرف اسی مستاجر کے لیے کام کریں گے کسی دوسرے کے لئے نہیں تو اب یہ اجیر خاص ہوں گے جب تک کہ مقررہ جگہ تک اس سامان کو نہ پہنچا دیں۔

(دفعہ 423) جس طرح کسی شخص واحد کے لئے اجیر خاص (private employee) رکھنا جائز ہے تو اسی طرح متعدد اشخاص کامل کر بھی اجیر خاص رکھنا جائز ہے، اِس صورت میں اُن تمام کا حکم شخص واحد کا سا ہوگا۔

اسی قاعدے کے مطابق اگر گاؤں والے عقد واحد میں چرواہے (shepherd) کو اپنے کام (یعنی جانور چرانے) کے لئے رکھیں تو یہ چرواہا (shepherd) اجیر خاص (private employee) ہوگا لیکن اگر اُنہوں نے اجازت دے دی کہ دوسروں کے جانور بھی چرا سکتا ہے تو اب یہ چرواہا اجیر مشترک (public employee) ہوگا۔

(دفعہ 424) اجیر مشترک (public employee) کام کرنے کی صورت میں ہی اُجرت (wages) کا حق دار ہوگا۔

(دفعہ 425) اجیر خاص (private employee) جب مدتِ اجارہ میں کام کے لئے حاضر ہو جائے تو وہ اُجرت کا حق دار ہوگا، اس کے لئے کام کرنا شرط نہیں ہے لیکن وہ خود کام سے منع نہ کرے اور اگر اس نے کام کرنے سے منع کیا تو (اب حاضری کے باوجود بھی) اُجرت کا حق دار نہ ہوگا۔

(دفعہ 426) اگر کوئی شخص عقد اجارہ کے ذریعے سے کسی شئی کی منفعت معینہ کا حق دار ہو گیا تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ اس شئی سے مکمل نفع حاصل کرے، یا کم یا برابر، لیکن اسے یہ حق نہیں ہوگا کہ مقررہ منفعت سے زائد نفع حاصل کرے۔

مثلاً کسی لوہار (blacksmith) نے دوکان کرایہ پر لی کہ اس میں لوہاری کا کام کرے گا تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ اس دوکان میں لوہاری کے مساوی اگر چاہے تو کوئی دوسری صنعت لگائے لیکن اگر کسی نے عطر (perfume) کے لئے دوکان کرایہ پر لی تو اسے اجازت نہیں کہ وہ اس میں لوہاری کے کام کرے۔

(دفعہ 427) وہ تمام اشیاء جن میں استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے تبدیلی ممکن ہو تو اُن میں تَـقِییْـد (حد بندی) (restriction) کا اعتبار کیا جائے گا۔ مثلاً کسی شخص نے اپنی سواری کیلئے جانور کرایہ پر لیا تو اسے یہ اختیار نہیں ہوگا کہ کسی دوسرے کو بھی اس پر سوار کرے۔

(دفعہ 428) وہ تمام اشیاء جو استعمال کرنے والوں کے اختلاف سے تبدیل نہیں ہوتیں تو اُن میں حد بندی لغو ہے۔

مثلاً کسی شخص نے گھر کرایہ پر لیا کہ اِس میں رہے گا تو اب اسے اجازت ہے کہ اس میں کسی دوسرے شخص کو بھی رہنے دے (یعنی اب یہ نہیں کہ خود اکیلا ہی رہے کسی دوسرے دوست رشتہ دار کو ساتھ نہ رکھے)۔

(دفعہ 429) مالک کا مشترکہ مکان میں سے اپنے حصہ شائعہ (share of undivided jointly owned property) کو اپنے شریک (co-owner) کو اِجارہ (leasing) پر دینا جائز ہے، چاہے وہ حصہ قابل جدائیگی ہو یا نہ ہو، لیکن وہ شریک کے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں دے سکتا، ہاں مہایاۃ (partition) کی صورت میں اپنا وقت آنے پر شریک کے علاوہ کو بھی دے سکتا ہے، (مہایاۃ partition کے مسائل دسویں کتاب کے باب ثانی میں آرہے ہیں، ان شاءاللہ)۔

(دفعہ 430) مشترکہ جائیداد کا غیر معینہ حصہ (undivided shares of jointly owned property) ہونا عقد اجارہ کو فاسد نہیں کرتا۔ مثلاً کسی شخص نے گھر کرایہ پر لیا پھر بعد میں پتہ چلا کہ اس مکان میں دوسرا شخص نصف (half) کا شریک ہے تو اِجارہ نصف آخر کی حد تک باقی رہے گا (یعنی شریک کے حصہ کے علاوہ میں باقی رہے گا)۔

(دفعہ 431) شریکین (two joint owners) کا اپنے مال مشترک کو کسی شخص آخر کو ایک ہی ساتھ اجارہ پر دینا جائز ہے۔

(دفعہ 432) کسی ایک ہی شئی کا دو اشخاص کو اِجارہ پر دینا جائز ہے اور اگر اُن میں سے کسی ایک نے اپنے حصہ کی رقم ادا کر دی تو دوسرے کے حصہ کی رقم کا اُس سے مطالبہ نہیں کیا جا سکتا ہے جب تک کہ وہ اُس شخص کا کفیل (guarantor) نہ ہو (کیونکہ اگر کفیل ہوا تو پھر اس سے بطور کفالت کے مطالبہ کیا جائے گا)۔

دوسرا باب

عقد اجارہ سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(QUESTIONS RELATING TO THE CONTRACT OF LEASING)

اِس میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل

رُکن اجارہ سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(THE FUNDAMENTAL BASIS OF THE CONTRACT OF LEASING)

(دفعہ 433) اِجارہ (lease)، بیع کی طرح ایجاب وقبول کرنے سے منعقد ہو جاتا ہے۔

(دفعہ 434) اِجارہ (leasing) میں ایجاب وقبول اُن کلمات سے عبارت ہے جنہیں عقد اجارہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً: اَجَرْتُ، کَرَیْتُ، اِسْتَأْجَرْتُ، قَبِلْتُ وغیرہ۔

(دفعہ 435) اِجارہ ''بیع'' کی طرح صیغہ ماضی (past tense) سے منعقد ہوگا، صیغہ استقبال (future tense) سے نہیں۔ مثلاً اگر کسی شخص نے کہا: میں تمہیں اُجرت پر دے دُوں گا اور دوسرے نے کہا: میں نے اِجارہ پر لیا، یا کسی نے کہا: اِجارہ پر دے دو اور دوسرے نے کہا: اِجارہ پر دے دیا تو ان دونوں صورتوں میں اِجارہ منعقد نہیں ہوگا۔

(دفعہ 436) اِجارہ جس طرح سے بالمشافہ منعقد ہو جاتا ہے اُسی طرح تحریراً بھی ہو جاتا ہے اور گونگے شخص کا اشارۂ معروفہ سے بھی ہو جاتا ہے۔

(دفعہ 437) اِجارہ فعلاً بھی منعقد ہو جاتا ہے۔ مثلاً بغیر کچھ گفتگو کئے مسافروں کی گاڑی، مسافروں کی کشتی یا جہاز یا کرایہ کے جانور پر سوار ہو جانا، پس اگر اُجرت معلوم ہوگئی تو وہی ادا کی جائے گی وگرنہ اُجرت مثل دی جائے گی۔

(دفعہ 438) اِجارہ میں خاموشی کو قبول (رضامندی acceptance) شمار کیا جائے گا۔

مثلاً کسی شخص نے پچاس قرش پر ماہانہ دوکان اجارہ پر لی، چند مہینے اِس میں رہنے کے بعد آجر (lessor) کسی مہینے کی ابتداء میں آیا اور کہا: اگر ساٹھ قرش ماہانہ پر راضی ہو تو رہو وگرنہ چھوڑ دو، مستأجر (lessee) نے اِس کو رد کردیا اور کہا: میں راضی نہیں ہوں اور اس میں رہتا رہا تو اُس پر حسب سابق پچاس قرش ہی لازم ہوں گے اور اگر اس نے کچھ نہ کہا اور نہ ہی دوکان کو چھوڑا اور اسی میں رہتا رہا تو اب اسے ساٹھ قرش دینا لازم ہوں گے۔

اسی طرح اگر مالک دوکان نے کہا: سو قرش کرایہ ہوگا اور مستأجر (lessee) نے اسّی قرش کہے اور مالک دوکان نے اسے برقرار رکھا اور رہنے دیا تو اب مستاجر پر اسّی قرش ہی لازم ہوں گے اور اگر فریقین اپنی اپنی باتوں پر قائم رہے اور مستاجر نے دوکان میں سکونت برقرار رکھی تو اب اُجرتِ مثل (estimated rent) واجب ہوگی۔

(دفعہ 439) اگر عقد کے بعد شئی میں تبدیلی یا کمی بیشی کا معاملہ ہوا تو اعتبار عقد ثانی (یعنی آخری عقد) کا ہوگا۔

(دفعہ 440) اِجارہ مضافہ (deferred lease) صحیح ہے اور وقت معین کے آنے سے قبل بھی لازم ہی ہوگا۔ اس لئے کہ عاقدین میں سے کسی ایک کو بھی اسے فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا ہے، مثلاً یوں کہے: میں مقررہ وقت تک انتظار نہیں کرسکتا (اس لئے فسخ کرتا ہوں ایسا نہیں ہوسکتا)۔

(دفعہ 441) اجارہ کے صحیح طور پر منعقد ہوجانے کے بعد آجر (lessor) کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ وہ مقررہ رقم میں اضافہ کرکے اسے فسخ کردے لیکن اگر وصی یا متولی نے یتیم کی جائیداد غیر منقولہ یا وقف کی جائیداد اُجرت مثل سے کم پر اجارہ کی تو اجارہ فاسد ہوگا اور اُجرتِ مثل لازم ہوگی۔

(دفعہ 442) اگر مستأجر (lessee) بطورِ وراثت (inheritance) یا بطورِ ہبہ (gift) عین مأجور (شئی اجارہ) کا مالک ہوگیا تو اجارہ کا حکم ختم ہوجائے گا۔

(دفعہ 443) اگر معاملہ اِجارہ کے اِجراء میں کوئی عذر مانع پیدا ہوگیا تو اِجارہ فسخ ہوجائے گا۔

مثلاً باورچی سے شادی کیلئے کھانا بنانے کا اِجارہ ہوا اور زوجین میں سے کسی ایک کا انتقال ہوگیا تو اِجارہ فسخ ہوجائے گا اور اسی طرح کسی دانت نکالنے والے (dentist) سے تکلیف شدہ دانت نکالنے کا معاملہ پچاس قرش میں کیا پھر اس متأثرہ دانت کا درد (toothache) خود بخود ختم ہوگیا تو اجارہ فسخ ہوجائے گا اور اسی طرح اگر دودھ پلانے کا معاملہ کیا اور بچہ یا دایہ کا انتقال ہوگیا تو اِجارہ فسخ ہوجائے گا، البتہ مسترضع (جس نے دایہ کو دودھ پلانے کا کہا تھا) کی وفات سے اِجارہ فسخ نہیں ہوگا۔

دوسری فصل

اِجارہ کے اِنعقاد اور نفاذ کی شرائط کے بارے میں

(CONDITION RELATING TO THE CONCLUSION AND EXECUTION OF THE CONTRACT OF LEASING)

(دفعہ 444) اِجارہ کے منعقد ہونے کے لئے عاقدین (contracting parties) کا اہل ہونا بھی شرط ہے، یعنی ان کا عاقل وصاحبِ تمیز (perfect understanding) ہونا۔

(دفعہ 445) اِجارہ کے اِیجاب قبول میں موافقت اور اِتحادِ مجلس بھی اُسی طرح ضروری ہے جیسا کہ بیع میں ضروری ہے۔

(دفعہ 446) لازمی ہے کہ آجر اس شئی اِجارہ کا مالک ہو، یا وکیل متصرف، یا وصی، یا ولی ہو۔

(دفعہ 447) اِجارۂ فضولی منعقد ہو جاتا ہے اور یہ صاحبِ تصرف (مالک) کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے اور اگر متصرف (مالک) چھوٹا ہو یا مجنون ہو اور اِجارہ اُجرتِ مثل پر کیا گیا ہو تو ''اِجارہ فضولی'' منعقد ہو جاتا ہے اور یہ اس کے ولی یا وصی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے لیکن اس اِجارہ کی صحت میں چار اشیاء کا باقی رہنا ضروری ہے۔

(۱) عاقدین

(۲) مال

(۳) معقود علیہ

(۴) بدلِ اجارہ (اگر سامان وغیرہ پر اجارہ ہو)

لہٰذا اگر ان اشیاء میں سے کوئی شی بھی معدوم ہوئی تو اِجارہ صحیح نہیں ہوگا۔

تیسری فصل

اِجارہ کے صحیح ہونے کی شرائط کے بارے میں

(ESSENTIALS TO THE VALIDITY OF A CONTRACT OF LEASING)

(دفعہ 448) اجارہ کے صحیح ہونے کے لئے عاقدین (contracting parties) کی رضامندی شرط ہے۔

(دفعہ 449) مأجور کا متعین ہونا ضروری ہے، اسی لئے دودُوکانوں میں سے ایک کو بغیر معین کئے اجارہ پر دینا صحیح نہیں ہے

(دفعہ 450) اُجرت کا معلوم ہونا بھی شرط ہے۔

(دفعہ 451) اِجارہ میں یہ بھی لازمی ہے کہ منفعت (benefit) اس طور پر معلوم ہو کہ جس میں جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو۔

(دفعہ 452) مکان، دوکان اور دایہ کی مدتِ اجارہ بیان کر دینے سے منفعت معلوم ہو جائے گی۔

(دفعہ 453) جانور کو کرایہ پر دینے میں منفعت کی تعیین بھی لازمی ہے، مثلاً سواری کے لئے یا سامان لادنے کے لئے یا مطلقاً جسے چاہے سوار کرے اور ساتھ ساتھ مسافت اور مدت کا بیان بھی لازمی وضروری ہے۔

(دفعہ 454) زمین کو اجارہ پر لینے کے لئے تعیین مدت کے ساتھ ساتھ اس بات کو بیان کرنا بھی ہے کہ زمین کس مقصد کے لئے اجارہ پر لی جارہی ہے پس اگر کھیتی باڑی (cultivation) کے لئے لی جائے تو یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اس میں کس چیز کی کاشت کی جائے گی یا مستأجر اختیار لے لے کہ جو شئی چاہے گا کاشت کرے گا۔

(دفعہ 455) اہل صنعت سے اجارہ کرنے میں عمل کے بارے میں بیان کر کے منفعت کا معلوم ہونا ضروری ہے یعنی اجیر کیا کام کرے گا یا کیفیت عمل کو متعین کر دینا وغیرہ پس اگر کوئی شخص کپڑا رنگوانا چاہے تو اسے لازم ہے کہ رنگریز (dyer) کو وہ کپڑا دکھادے یا اس پر ہونے والے رنگ کے بارے میں بتادے، یا تعیین کر دے وغیرہ۔

(دفعہ 456) اشیاء کی منتقلی میں اشارے سے یا جگہ کو متعین کر کے منفعت کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص نے حمال سے کہا: اس سامان کو فلاں جگہ پہنچادو تو منفعت معلوم ہو جائے گی کیونکہ سامان کو وہ دیکھ رہا ہے اور مسافت بیان ہوگئی۔

(دفعہ 457) یہ لازم ہے کہ منفعت سے نفع حاصل کرنا ممکن ہو، اسی لئے بھاگے ہوئے جانور کو اِجارہ پر دینا صحیح نہیں ہے۔

چوتھی فصل

اِجارہ کے فاسد و باطل ہونے کے بارے میں

(NULLITY OR VOIDABILITY OF THE CONTRACT OF LEASING)

(دفعہ 458) اگر شروطِ اجارہ (جو کہ سابقاً مذکور ہو چکیں) میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو اِجارہ باطل ہوگا۔

مثلاً مجنون اور ایسا بچہ جسے تمیز کی صلاحیت نہیں اگر ان دونوں نے اجارہ کیا تو ایسا اِجارہ باطل ہوگا لیکن اجارہ منعقد ہو جانے کے بعد اگر آجر مجنون ہو جائے تو اِجارہ فسخ نہیں ہوگا۔

(دفعہ 459) اِجارۂ باطلہ (void lease) میں استعمال کرنے کی وجہ سے اُجرت لازم نہیں ہوتی ہے لیکن مالِ وقف یا مال یتیم ہونے کی صورت میں اُجرتِ مثل لازم ہوگی اور مجنون شخص اس جگہ یتیم کے حکم میں ہے۔

(دفعہ 460) اگر انعقاد اجارہ کی شرائط تو پائیں جائیں لیکن صحت اجارہ کی شرائط میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے تو اجارہ ''فاسد'' ہو جائے گا۔

(دفعہ 461) اجارۂ فاسدہ (invalid lease) بھی نافذ ہوگا لیکن آجر اس میں اجرتِ مثل (estimated rent) کا مالک ہوگا اجرتِ مسمی (fixed rent) کا نہیں۔

(دفعہ 462) کبھی بدل کے مجہول ہونے سے اجارہ میں فساد واقع ہوتا ہے اور کبھی دیگر شرائط صحت کے نہ ہونے کی وجہ سے تو پہلی صورت میں چاہے کتنی ہی کیوں نہ ہو اُجرتِ مثل (estimated rent) لازمی ہوگی اور دوسری صورت میں اُجرتِ مثل لازم ہوگی لیکن بایں طور کے وہ اُجرتِ مسمی (fixed rent) سے زائد نہ ہو (وگرنہ اُجرتِ مسمی ہی ملے گی)۔

تیسرا باب

اُجرت سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(QUESTIONS AFFECTING THE AMOUNT OF THE LEASING)

اِس میں تین فصول ہیں

پہلی فصل

بدلِ اجارہ کے بارے میں

(RENT)

(دفعہ 463) جو شئی بیع (sale) میں بدل (price) بن سکتی ہے وہ اِجارہ (lease) میں بھی بدل بن سکتی ہے لیکن اجارہ میں وہ شئی بھی بدل بن سکتی ہے جو کہ بیع میں ثمن نہیں بن سکتی (یعنی عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوگی)، مثلاً ایک باغ کو جانور کے، یا رہائش کے لئے مکان کے بدلے میں اِجارہ پر دیا جاسکتا ہے۔

(دفعہ 464) اگر بدلِ اجارہ نقد ہوتو اسکی مقدار معین کر دینے سے بدل معلوم ہو جائے گا جیسا کہ بیع کے ثمن میں ہوتا ہے۔

(دفعہ 465) اگر اجارہ کا بدل نقد نہ ہو بلکہ سامان (merchandise) ہو، یا مکیلی (things estimated by measure of capacity)، یا موزونی (things estimated by measure of weight)، یا عددیات متقاربہ (closely resembling things sold by numbers) میں سے کوئی شئی ہو تو ایسی صورت میں اس کی مقدار اور صفات کا بیان کرنا لازمی ہے اور ایسی اشیاء جن کے نقل وحمل میں محنت استعمال ہوتو انہیں شرط کردہ مقام میں سپرد کرنا لازمی ہے اور اگر سپردگی کی جگہ بیان نہ کی گئی ہوتو اگر جائیداد غیر منقولہ ہے تو اسی جگہ سپرد کی جائے گی جہاں وہ ہے اور اگر عمل ہوتو اجیر کے کام کرنے کی جگہ پر اور اگر قابل منتقلی ہوتو جس جگہ اُجرت لازم آئے وہاں پر اور اگر ایسی اشیاء میں سے ہو جو نقل وحمل کی محتاج نہیں تو انہیں جہاں چاہیں سپردگی کر دیں۔

دوسری فصل

اُجرت کے لازم ہونے اور آجر کے مستحق اجرت ہونے کی کیفیت کے بارے میں

(RIGHT OF THE PERSON/(NECESSITY FOR RENT GIVING ON HIRE TO TAKE RENT)

(دفعہ 466) مطلقاً عقد کرنے سے اُجرت لازم نہیں ہوتی۔ یعنی یہ لازم نہیں ہوتا کہ عقد اجارہ کے منعقد ہوتے ہی بدل اجارہ ادا کر دیا جائے۔

(دفعہ 467) اجارہ میں اُجرت فی الفور (immediately) لازم ہو جاتی ہے یعنی اگر مستاجر نے نقد اُجرت ادا کی تو آجر اس اُجرت کا مالک ہو گیا اور اب مستأجر کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اُجرت کو واپس لے۔

(دفعہ 468) اجارہ میں اُجرت بشرط تعجیل (condition for immediate) لازم ہوتی ہے۔

یعنی اگر کسی نے یہ شرط مقرر کر لی کہ اجرت معجّل (فی الفور) ہو گی تو ایسی صورت میں مستأجر کو لازم ہے کہ اُجرت کو فی الفور ادا کرے اور اگر اجارہ کسی شئ سے نفع کے حصول پر ہو یا کسی عمل پر ہو تو پہلی صورت میں آجر کو یہ حق ہے کہ وہ ماجور (شئ اجارہ) کو سپرد نہ کرے اور دوسری صورت میں اجیر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کام نہ کرے جب تک کہ پوری قیمت نہ مل جائے اور اِن دونوں صورتوں میں انہیں نقد اُجرت کے مطالبہ کا حق ہوگا اور اگر مستأجر شرط کو پورا نہ کر سکے (یعنی نقد ادائیگی نہ کر سکے) تو اِنہیں فسخ اجارہ کا اختیار رہوگا۔

(دفعہ 469) منفعت کو مکمل حاصل کر لینے کے بعد اُجرت لازم ہو جاتی ہے۔ مثلاً کسی شخص نے جانور کرایہ پر لیا تا کہ اُس پر سوار ہو کر فلاں جگہ تک جائے گا پھر وہ شخص سوار ہوا اور اُس جگہ تک پہنچ گیا تو آجر اُجرت کا حق دار ہو جائے گا۔

(دفعہ 470) اجارۂ صحیحہ (valid lease) میں منفعت کے حصول پر قدرت حاصل ہونے سے بھی اُجرت لازم ہو جاتی ہے۔ مثلاً کسی شخص نے اجارہ صحیحہ کے ذریعہ گھر کرایہ پر لیا تو اِس پر قبضہ کرنے کے بعد اُس پر اُجرت کی ادائیگی لازم ہو جائے گی اگرچہ وہ اِس میں نہ رہے۔

(دفعہ 471) اجارۂ فاسدہ (invalid lease) میں منفعت کے حصول پر قدرت نہ ہو تو اُجرت بھی لازم نہیں ہوگی کیونکہ (اجارۂ فاسدہ میں) حقیقتہً انتفاع حاصل نہیں ہوا۔

(دفعہ 472) اگر کسی شخص نے مالِ غیر سے بلا اِذن (without permission) و بلا عقد (without contract) استفادہ کیا پس اگر وہ شئی **مُعَدٌّ لِلاسْتِغْلال** ہو (یعنی جنہیں کرایہ پر دیا جاتا ہو) تو ایسی صورت میں اُجرت مثل لازم ہوگی اور اگر (**مُعَدٌّ لِلاسْتِغْلال** نہ ہو) تو کچھ لازم نہیں لیکن اگر صاحب مال کے مطالبہ اُجرت کے بعد بھی اس شخص نے شئی کو استعمال کیا تو اب چاہے وہ شئی **مُعَدٌّ لِلاسْتِغْلال** نہ ہو اُجرت کی ادائیگی لازم ہو جائے گی، اس لئے کہ اِس صورت حال میں اُس شخص کا استعمال اُجرت دینے پر رضامندی کو ظاہر کرتا ہے۔

(دفعہ 473) اُجرت جلد ادا کرنے یا تاخیر سے ادا کرنے کے بارے میں عاقدین (contracting parties) جو شرط مقرر کرلیں اسی کو قابل اعتبار سمجھا جائے گا اور اُس شرط کی رعایت کی جائے گی۔

(دفعہ 474) اگر بدل کی ادائیگی میں تاخیر کی شرط کرلی جائے تو آجر پر لازمی ہے کہ پہلے وہ ماٴجور (شئی اجارہ) کو سپرد کرے اور اجیر پر لازم ہے کہ وہ کام کو مکمل کرے اور اُجرت شرط کردہ مدت مقررہ کے بعد ہی لازم ہوگی۔

(دفعہ 475) اگر اجارۂ مطلقہ (unconditional contract of lease) بلا شرط تعجیل و تاجیل ہو تو آجر پر لازم ہے کہ پہلے وہ ماٴجور (شئی اجارہ) سپرد کرے اور اجیر پر لازم ہے کہ وہ کام کی تکمیل کرے، چاہے وہ عقد اجارہ کسی شئی کے نفع پر کیا جائے (یعنی اِجارۃ الاعیان)، یا کسی عمل پر (یعنی اِجارۃ الاعمال، دونوں صورتوں میں پہلے ماٴجور کی سپردگی ہوگی)۔

(دفعہ 476) اگر اُجرت کی ادائیگی کو کسی وقت معین کے ساتھ خاص کردیا گیا ہو، مثلاً ماہانہ، سالانہ، تو اِس مقررہ مدت کے مکمل ہونے کے بعد ادائیگی لازم ہوگی۔

(دفعہ 477) اُجرت کے لازم ہونے کے لئے ماٴجور (شئی اجارہ) کی سپردگی ضروری ہے۔ یعنی سپردگی کے وقت کا اعتبار کرتے ہوئے اُجرت لازم ہوگی، اسی بنیاد پر آجر کو سپردگی سے قبل گزری ہوئی مدت کی اُجرت کے مطالبہ کا حق نہیں ہوگا اور اگر پوری مدت اجارہ ہی سپردگی سے قبل گزر گئی تو آجر کو اُجرت میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

(دفعہ 478) اگر ماٴجور (شئی اجارہ) سے انتفاع بالکل ہی ختم ہو گیا تو اُجرت ساقط ہو جائے گی مثلاً اگر حمام لیا اور اس کی مرمت کی ضرورت تھی (یعنی بلا مرمت قابل انتفاع نہ تھا) اور تعمیر کے دوران کچھ تاخیر ہوگئی تو اتنی مدت کی اُجرت ساقط ہو جائے

گی اوراسی طرح اگر پَن چکی (millpond) کا پانی بند ہوگیا اور کچھ عرصہ بند ہی رہا تو پانی بند ہونے کے وقت سے اُجرت ساقط ہوجائے گی لیکن اگر مستأ جر نے چکی استعمال کیئے بغیر اس مکان سے نفع حاصل کیا تو اس انتفاع کے مطابق اسے اُجرت ادا کرنا پڑے گی۔

(دفعہ 479) اگر کسی شخص نے دوکان اِجارہ پر لی اور اس پر قبضہ بھی کرلیا پھر کاروبار میں کساد بازی (slackness of business) شروع ہوگئی تو اب اسے یہ حق نہیں کہ یہ کہتے ہوئے کرایہ نہ دے کہ کاروبار نہیں چل رہا اور دوکان بند پڑی ہے۔

(دفعہ 480) اگر کسی شخص نے مقررہ مدت کے لئے کشتی کرایہ پر لی اور مدتِ مقررہ راستے ہی میں پوری ہوگئی تو مدتِ اجارہ ساحل پر پہنچنے تک بڑھ جائے گی اور مستأ جر اُس زائد مدت کا اَجرِ مثل (estimated rent) ادا کرے گا۔

(دفعہ 481) اگر کسی شخص نے اپنا مکان کسی دوسرے شخص کو اس شرط پر دیا کہ وہ اس کی مرمت کرالے اور اس میں بلا اُجرت رہے پھر اس شخص نے اس مکان کی مرمت کرائی اور اس میں رہنے لگا تو اب یہ صورت عاریت کی ہوگی اور تعمیر و مرمت کے جملہ مصارف اس شخص کی جانب عائد ہوں گے جس نے مرمت کرائی ہے اور مالک مکان کو یہ اختیار نہیں ہوگا وہ اس مدتِ سکونت کی اُجرت کا مطالبہ کرے۔

تیسری فصل

اجیر کن صورتوں میں اُجرت کی حصولی کیلئے مال روک سکتا ہے اور کن صورتوں میں نہیں؟

(RIGHT OF LIEN OF A PERSON TO WHOM A THING HAS BEEN ENTRUSTED TO WORK UPON)

(دفعہ 482) ایسا اجیر (employee) جس کے عمل کا مال پر اثر ہو مثلاً درزی (tailor)، رنگریز (dyer)، دھوبی (cleaner) اسے جائز ہے کہ وہ مال کو اُجرت حاصل ہونے تک اپنے پاس روک لے اگر صاحب مال نے پہلے ہی سے اُدھار کی شرط نہ کی ہو (اگر کی ہو تو پھر روکنا جائز نہیں) اور اگر اجیر نے اس صورتِ حال میں روکے رکھا اور پھر اسی کے ہاتھوں میں مال ضائع ہو گیا تو وہ اس کا ضامن نہیں ہو گا لیکن اب وہ اُجرت بھی نہیں پائے گا۔

(دفعہ 483) ایسا اجیر (employee) جس کے عمل کا مال پر اثر نہ ہو، مثلاً حمال (porter)، ملاح (sailor) انہیں جائز نہیں کہ وہ اُجرت ملنے تک مال کو روکے رکھیں اور اگر اس صورتِ حال میں اجیر نے مال اپنے پاس روکے رکھا اور پھر اس کے ہاتھوں میں مال ضائع ہو گیا تو اب وہ اس کا ضامن ہو گا اور ایسی صورت میں صاحب مال کو اختیار ہو گا کہ اگر چاہے تو ضمان بمع حمالی لے اور اسے اُجرت حمالی ادا کرے اور اگر چاہے تو ضمان بلا حمالی کے لے اور اسے کوئی اُجرت نہ دے۔

چوتھا باب

مدتِ اجارہ سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(THE PERIOD OF LEASING)

(دفعہ 484) مالک کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنا مال کسی دوسرے شخص کو اجارہ پر دے اور اسے مدت معینہ تک اس کا مالک بنادے، چاہے وہ مدت قلیل ہو جیسا کہ ایک دن یا طویل ہو جیسا کہ ایک سال۔

(دفعہ 485) مدتِ اجارہ کی ابتداء کا اعتبار اس وقت سے کیا جائے گا جسے عقد کے وقت بیان کر کے معین کر دیا گیا ہو۔

(دفعہ 486) اگر عقد میں کسی مدت کا ذکر نہیں کیا گیا تو اب مدت کا اعتبار عقد کے وقت سے ہوگا۔

(دفعہ 487) جس طرح کسی جائیداد غیر منقولہ کو ایک سال کے لئے کرایہ پر دینا اور ہر مہینے کے کرایہ کو بیان کر دینا، مثلاً اتنے درہم ہونگے صحیح و درست ہے تو اسی طرح مجموعی طور پر پورے سال کا کرایہ بتا دینا لیکن ماہانہ نہ بتانا، یہ بھی درست و صحیح ہے۔

(دفعہ 488) اگر عقد اجارہ اس بات پر ہوا کہ ہر مہینے کا اتنا کرایہ ہوگا اور اسی اعتبار سے بقیہ مہینوں کا تو کرایہ مقرر ہو جائے گا اور اس صورت میں اگر کوئی مہینہ تیس دنوں سے کم کا بھی آیا پھر بھی اُجرت پورے مہینے ہی کی لازم ہوگی۔

(دفعہ 489) اگر ایک مہینہ کے لئے اجارہ ہوا اور مہینہ کا کچھ حصہ (مثلاً ایک دن) گزر گیا تو مکمل مہینہ کے اعتبار کیا جائے گا (یعنی پورے مہینے کا کرایہ ہی لازمی ہوگا ایسا نہیں کہ صرف ایک دن کا کرایہ ادا کرے اور بقیہ کا ادا نہ کرے اور کہے کہ میں نہیں رہتا یہ ایک دن کا کرایہ لے لو تو ایسا نہیں ہوسکتا)۔

(دفعہ 490) اگر اجارہ کے وقت یہ شرط کر لی گئی کہ اتنے مہینوں کے لئے اجارہ ہوگا اور اس عقد کے وقت موجودہ مہینے کا کچھ حصہ گزر چکا ہے تو تین دن کے حساب سے بقیہ ایام (جو عقد کے مہینے میں گزر گئے تھے) مدتِ اجارہ کے آخری مہینے میں شمار کر لئے جائیں گے (مثلاً اول مہینے کے پانچ دن باقی تھے جب عقد اجارہ ہوا تھا تو اب آخری مہینے کے پچیس دن ہونے پر مکمل تیس دن ہو جائیں گے، پچیس آخری مہینے کے اور پانچ اول مہینے کے) اور مدت کے بعد بقیہ ایام کا کرایہ فی یوم کے حساب سے ادا کیا جائے گا۔

(دفعہ 491) اگر ماہانہ کرایہ پر اجارہ ہوا لیکن یہ بیان نہیں کیا کہ کتنے مہینے کے لئے ہوگا اور عقد اجارہ کے وقت اس مہینہ کا بعض حصہ گزر گیا تو اب یہ پہلا مہینہ (جس میں عقد ہوا) مکمل تیس دن ہی شمار کیا جائے گا اسی طرح بقیہ تمام مہینے جو اس کے بعد ہوں گے وہ سب تیس تیس دن کے شمار ہوں گے۔

(دفعہ 492) اگر عقد اجارہ سال کے پہلے مہینے میں پورے سال کے لئے کیا گیا تو اعتبار پورے بارہ مہینوں کا ہوگا۔

(دفعہ 493) اگر عقد اجارہ سال کے لئے کیا گیا لیکن اس مہینے کا کچھ حصہ گزر چکا تو اس مہینے کے دنوں کو شمار کیا جائے گا (یعنی جتنے دن عقد کے بعد ملے صرف انہی کو شمار کیا جائے گا) اور بقیہ گیارہ مہینے مکمل شمار ہوں گے۔

(دفعہ 494) اگر کسی جائیداد غیر منقولہ کو اس طور سے کرایہ پر لیا کہ ہر ماہ اتنا کرایہ ہوگا لیکن مہینوں کا بیان نہیں کیا تو عقد صحیح ہوگا لیکن پہلا مہینہ گزر جانے کے بعد دوسرے مہینے کی پہلی تاریخ کو آجر و مستأجر دونوں کو اختیار ہوگا کہ وہ اجارہ کو فسخ کر دیں لیکن اگر پہلی تاریخ گزر گئی تو اب انہیں اختیار نہیں ہوگا اور اگر عاقدین میں سے کسی ایک نے مہینے کے دوران ہی کہہ دیا: میں نے اجارہ کو فسخ کر دیا تو اس مہینے کے آخر میں یہ اجارہ فسخ ہو جائے گا اور اگر کہا: آنے والے مہینے کی پہلی تاریخ کو میں یہ اجارہ فسخ کیا تو اب پہلی ہی تاریخ کو فسخ ہوگا اور اگر دو ماہ یا اس سے زائد کا کرایہ ادا کیا گیا ہو اور اس پر قبضہ بھی کر لیا گیا ہو تو اب دونوں میں سے کسی ایک کو بھی یہ اختیار نہیں ہوگا کہ جس مدت کا کرایہ ادا ہو چکا ہے اس مدت کے اجارہ کو فسخ کریں۔

(دفعہ 495) اگر کسی شخص نے اجیر (employee) رکھا کہ وہ ایک دن کام کرے تو اجیر طلوع شمس سے عصر تک یا مغرب کے وقت تک کام کرے گا تو اس بارے میں شہر میں مروجہ طریقہ کار کا اعتبار کیا جائے گا۔

(دفعہ 496) اگر کسی شخص نے بڑھئی (carpenter) سے اِجارہ کیا کہ دس دن تک کام کرے تو عقد کے دوسرے دن سے اجارہ شمار کیا جائے گا اور اگر گرمی کے دنوں میں بڑھئی سے اِجارہ کیا کہ وہ دس دن کام کرے تو اجارہ اس وقت تک صحیح نہ ہوگا جب تک کہ یہ بیان نہ کر دیا جائے کہ کس مہینے کے کون کون سے ایام۔

پانچواں باب

خیارات کے بارے میں

(OPTIONS)

اِس باب میں تین فصول ہیں

پہلی فصل

خیارشرط کے بارے میں

(OPTIONAL CONDITION)

(دفعہ 497) اجارہ کے باب میں بھی خیارشرط (optional condition) ہوتا ہے جیسا کہ بیع (sale) میں خیارشرط کا معاملہ ہوتا ہے، اس شرط پر اجارہ کرنا کہ فریقین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو اتنے دنوں تک اختیار ہوگا (چاہے تو اجارہ فسخ کردیں یا برقرار رکھیں) تو ایسا کرنا جائز ہے۔

(دفعہ 498) جسے خیار حاصل ہو تو وہ اپنی مدتِ خیار (period of the option) میں آزاد ہے، چاہے تو فسخ کردے، یا باقی رکھے۔

(دفعہ 499) فسخ کرنا، جائز کرنا جس طرح قولاً ہوتا ہے، اُسی طرح فعلاً بھی۔ اسی لئے اگر ایسا آجر جسے خیارشرط حاصل ہو اور وہ ماٴ جور (شئی اجارہ) میں مالکانہ حیثیت سے تصرف کرے تو فسخ فعلی (cancelled by conduct) ہوگا اور اگر ایسا مستاٴ جر جسے خیارِشرط حاصل ہو وہ ماٴ جور (شئی اجارہ) میں اس طرح کا تصرف کرے جیسا کہ مستاجرین کیا کرتے ہیں تو یہ ''اجازتِ فعلیہ'' (ratified by conduct) ہوگا۔

(دفعہ 500) اگر مدتِ خیار (period of the option)، صاحب خیار کے فسخ کرنے، یا اجازت دینے سے قبل ہی ختم ہوگئی تو خیار ساقط اور اِجارہ لازم (irrevocable) ہو جائے گا۔

(دفعہ 501) مدتِ خیار (period of option) وقت عقد سے معتبر (قابل شمار) ہوگی۔

(دفعہ 502) اجارہ کی مدت کا آغاز خیار کی مدت کے ختم ہونے کے بعد سے ہوگا۔

(دفعہ 503) اگر کسی زمین کو اجارہ پر لیا گیا بایں طور کہ وہ اتنے گز ہے پھر بعد میں وہ اس مقدار سے کم یا زیادہ نکلی تو اجارہ صحیح ہوگا اور اُجرت مقررہ لازم ہوگی لیکن مستاجر کو کمی کی صورت میں اس بات کا اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اس اجارہ کو فسخ کر دے۔

(دفعہ 504) اگر زمین کو اس طرح اجارہ پر لیا کہ اس کا ہر ''گز'' (مجلّہ میں یہاں ''ذُوْنُم'' کا لفظ مذکور ہے جو کہ ترکی زبان میں پیائشی آلہ کا نام ہے ہم نے آسانی کے لیے اپنے یہاں مروج پیائشی آلے یعنی ''گز'' کا ترجمہ کر دیا ہے) اتنے درہم کا ہوگا تو اب گزوں کے حساب سے ہی اُجرت کی ادائیگی لازم ہوگی (یعنی جتنے گز جگہ ہوگی اتنی اُجرت ہوگی)۔

(دفعہ 505) عقد اجارہ کسی ایسے عمل پر بھی جائز ہوتا ہے جس عمل کی اُجرت کو معین کر دیا گیا ہو اور اس عمل کی تکمیل کے وقت کو بھی بیان کر دیا گیا ہو تو ایسی شرط معتبر ہوگی۔

مثلاً کسی شخص نے درزی کو اس شرط پر کپڑا دیا کہ اسے آج ہی کاٹ کر تیار کر دے یا کسی اونٹ کو اس شرط کے ساتھ کرایہ پر لیا کہ اسے دس دن کے اندر مکہ مکرمہ پہنچا دے تو آجر نے اگر اس شرط مقررہ کو پورا کر دیا تو مقررہ اُجرت کا مستحق ہو جائے گا ورنہ وہ اُجرت مثل کا مستحق ہوگا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ (اُجرت مثل) اجر مسمی (fixed wage) سے زائد نہ ہو۔

(دفعہ 506) اجارہ میں دو یا تین صورتوں پر اجرت کو متعین کرنا جائز ہے، مثلاً کام، عامل، سواری مسافت، زمانہ جگہ وغیرہ اور ایسی صورت میں جو فعلاً واقع ہو اس کے مطابق اُجرت دی جائے گی۔

مثلاً درزی سے کہا: اگر سلائی باریک ہوئی تو اتنے اور اگر موٹی ہوئی تو اتنے ہونگے تو جیسا کام ہوگا ویسی ہی اجرت ہوگی اور اگر دوکان کرائے پر لی اور کہا: اگر عطر کا کاروبار ہوا تو اس کی اتنی اُجرت ہوگی اور لوہاری کام ہوا تو اتنی، لہٰذا اب جو کام کیا جائے گا اسی کے مطابق اُجرت ادا کی جائے گی۔

اسی طرح اگر کوئی جانور کرایہ پر لیا گیا تو اسے کہا گیا: اگر گیہوں لادو گے تو اتنے ہوں گے اور اگر لوہا رکھو گے تو اتنے ہوں گے تو اب جسے لادا جائے گا اسی کے مطابق اُجرت ہوں گی۔

اسی طرح اگر کسی کرایہ پر دینے والے سے کہا:

میں نے اس جانور کو کرایہ پر لیا اگر اس نے مقام "چُورْلِیْ"(corlu،استنبول سے قریب ملک اُوربہ کا ایک شہر) تک پہنچایا تو اتنے ہوں گے اور اگر مقام "اَدِرْنَـۃْ"(edrine،چورلی اور فلبہ کے مابین ملک اُوربہ کا ایک شہر) تک پہنچایا تو اتنے اور اگر مقام " فِلِبَّہْ" (filibe،استنبول سے دور ملک اُوربہ کا ایک شہر،اَب یہ "بلغاریہ" میں شامل ہے اور اس کا نام plovdiv ہے) تک پہنچایا تو اتنے ہوں گے پس جہاں تک اس مستأجر کو پہنچایا گیا اسی مقام تک کی اُجرت لازم ہوگی۔

اسی طرح اگر آجر نے کہا: میں نے یہ کمرہ اتنے میں اجارہ پر دیا اور یہ کمرہ اتنے میں،تو مستأجر کے قبول کر لینے کے بعد جس کمرے میں وہ رہے گا اسی کی اُجرت لازم ہوگی۔

اسی طرح اگر کسی درزی سے معاملہ طے کیا کہ اسے آج ہی جبہ سلائی کر دے تو اتنے ملیں گے اور اگر کل سلائی کر کے دیا تو اتنے،پس جیسا وہ کرے گا اسی کے مطابق اُجرت ملے گی نیز اسی طرح دیگر شروط کا اعتبار کیا جائے گا۔

دوسری فصل

خیارِ رؤیت کے بارے میں

(OPTION OF INSPECTION)

(دفعہ 507) مستأجر کو خیارِ رؤیت (option of inspection) حاصل ہوتا ہے۔

(دفعہ 508) مأجور (شئی اجارہ) کو دیکھنا گویا کہ اس کے منافع کا دیکھ لینا ہے۔

(دفعہ 509) اگر کسی شخص نے جائیداد غیر منقولہ بغیر دیکھے اجارہ پر لی تو اسے خیارِ رؤیت حاصل ہوگا۔

(دفعہ 510) اگر کسی نے ایسا گھر کرایہ پر لیا جسے وہ پہلے ہی دیکھ چکا ہے تو اس کا یہ دیکھنا کافی ہوگا اور اسے خیارِ رؤیت نہیں ہوگا لیکن گھر کے کسی حصہ کے گر جانے کی وجہ سے اگر اس کی پہلی حالت میں تغیر واقع ہو گیا ہو جو کہ رہائش کے لئے نقصان دہ ہو تو اب ایسی صورت میں اسے خیارِ رؤیت حاصل ہوگا۔

(دفعہ 511) ہر وہ عمل جس میں محل کی وجہ سے اختلافِ ذاتی ممکن ہو تو اجیر کو اس میں خیارِ رؤیت حاصل ہوگا۔ مثلاً اگر کسی درزی کے ساتھ معاملہ طے کیا کہ اس کے لئے جبہ سی دے تو درزی کو کپڑا یا شال جسے وہ بنائے گا، دیکھنے کے بعد اختیار رہو گا۔

(دفعہ 512) ہر وہ عمل جس میں محل کی وجہ سے اختلافِ ذاتی نہیں ہوتا تو اس میں اجیر کو خیارِ رؤیت نہیں ہوگا۔ مثلاً اگر کسی شخص نے اجیر سے معاملہ اجارہ کیا کہ پانچ کلو روئی سے دس درہم میں کچرا نکال دو (صفائی کر دو) لیکن اجیر نے روئی کو نہیں دیکھا تو اجیر کو اس میں خیارِ رؤیت نہیں ہوگا۔

تیسری فصل

خیارِ عیب کے بارے میں

(OPTION OF DEFECT)

(دفعہ 513) اجارہ میں بھی خیارِ عیب (option of defect) ہوتا ہے جیسا کہ بیع (sale) میں ہوتا ہے۔

(دفعہ 514) اجارہ میں خیارِ عیب صرف اُن عیوب کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے جو کہ منافع مقصودہ کو بالکل ہی ختم کر دیں یا اس عیب کی وجہ سے نفع کے حصول میں خلل واقع ہو۔

مثلاً منفعت مقصودہ کا ختم ہو جانا جیسا کہ گھر کا مکمل گر جانا، پَن چکی (millpond) کے پانی کا ختم ہو جانا اور خلل کا واقع ہونا جیسا کہ گھر کی چھت گر گئی یا رہائشی حصہ گر گیا یا جانور کی پشت پر زخم تھا (جس کی وجہ سے وہ سواری یا سامان لانے کے قابل نہ تھا) تو یہ تمام ایسے عیوب ہیں کہ اِن کی وجہ سے اجارہ میں خیارِ عیب پیدا ہوتا ہے اور ایسے عیوب جو کہ منافع کے حصول میں خلل انداز نہ ہو مثلاً اگر گھر کا وہ حصہ گر گیا جس میں سردی یا بارش وغیرہ میں بھی کوئی نہیں جاتا یا جانور کی دم اور ناک کٹی ہوئی ملی تو ایسے عیوب کی وجہ سے اجارہ میں خیارِ عیب حاصل نہیں ہوگا۔

(دفعہ 515) اگر ماٴجور (شئی اجارہ) میں نفع کے حصول سے قبل ہی کوئی عیب پیدا ہو جائے تو اب یوں سمجھا جائے گا کہ گویا یہ وقت عقد ہی سے موجود تھا۔

(دفعہ 516) اگر ماٴجور (شئی اجارہ) میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو مستاٴجر کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اسی عیب کے ساتھ مکمل نفع حاصل کرے اور پوری اُجرت ادا کرے اور اگر چاہے تو اجارہ کو فسخ کر دے۔

(دفعہ 517) اگر آجر نے عیب جدید کو مستاجر کے فسخ کرنے سے قبل ہی ختم کر دیا تو اب مستاٴجر کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر مستاٴجر نے بقیہ مدتِ اجارہ میں بھی تصرف جاری رکھا تو آجر اِسے منع نہیں کر سکتا۔

(دفعہ 518) اگر مستاٴجر اس عیب جدید کے ختم ہونے سے قبل جو کہ منافع کے حصول میں مخل ہے اجارہ کو فسخ کرنا چاہے تو وہ آجر کے موجود ہوتے ہوئے اسے فسخ کر سکتا ہے لیکن آجر کی غیر موجودگی میں ایسا نہیں کر سکتا ہے اور اگر اس نے آجر کی غیر

موجودگی میں اسے اطلاع دیئے بغیر اجارہ فسخ کیا تو وہ قابل اعتبار نہ گا اور مأجور (شئی اجارہ) کا کرایہ حسب اجارہ جاری رہے گا، ہاں اگر منفعت مقصودہ بالکل ہی ختم ہوگئی تو اب اس صورت میں آجر کی غیر موجودگی میں بھی اسے فسخ کرسکتا ہے اور اس صورت میں کوئی اُجرت لازم نہیں ہوگی چاہے فسخ کرے یا نہ کرے۔

مثلاً گھر کا ایسا حصہ گر گیا جس کی وجہ سے منفعت میں خلل واقع ہو رہا ہے تو اب متاجر کو اجارہ فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے لیکن اسے لازم ہے کہ وہ اجارہ کو آجر کی موجودگی میں فسخ کرے اور اگر وہ متاجر بغیر بتائے گھر سے نکل گیا تو اسے اجرت ویسے ہی دینا پڑے گی جیسا کہ وہ گھر سے نکلا نہیں ہے اور اگر گھر بالکل ہی گر گیا تو اب آجر کی غیر موجودگی میں بھی اس اجارہ کو فسخ کرسکتا ہے اور اس صورتِ حال میں اس پر کوئی اُجرت لازم نہیں ہوگی۔

(دفعہ 519) اگر گھر کی دیوار گر گئی یا کوئی ایک کمرہ گر گیا اور مستأجر نے اجارہ فسخ نہیں کیا اور مکان کے بقیہ حصہ میں رہنے لگا تو ایسی صورت میں اُجرت میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوگا۔

(دفعہ 520) اگر کسی شخص نے دو گھر بیک قیمت اجارہ پر لئے اور ان میں سے ایک گھر گر گیا تو اسے اختیار ہے کہ دونوں گھروں کے اجارہ کو ایک ساتھ ختم کردے (لیکن ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک رکھے اور دوسرے کو چھوڑ دے)۔

(دفعہ 521) اگر مستأجر نے گھر کرایہ پر لیا بایں طور کہ اس گھر میں اتنے کمرے ہیں اور بعد میں کم نکلے تو اسے اختیار ہوگا اگر چاہے تو اجارہ کو فسخ کردے یا پھر مقررہ قیمت پر انہیں قبول کرے لیکن اسے یہ حق نہیں ہوگا کہ اجارہ کو باقی رکھے اور اس (کم کمروں کے بدلے) میں قیمت میں سے کچھ کمی کردے۔

چھٹا باب

اشیائے اجارہ کی اقسام اور اُن کے احکام کے بارے میں

(TYPES OF THINGS HIRED AND MATTERS RELATING THERETO)

اِس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل

عقار کے اجارہ سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(MATTERS RELATING TO THE HIRE OF MOVEABLE PROPERTY)

(دفعہ 522) کسی گھر یا دوکان کو بغیر یہ بیان کئے کہ اس میں کون رہے گا، اجارہ پر لینا جائز ہے۔

(دفعہ 523) اگر کسی شخص نے اپنے مکان یا گھر کو کرایہ پر دیا اور اس میں اس شخص کا اشیاء و سامان بھی موجود تھا تو ایسی صورت میں اجارہ درست ہوگا اور اس شخص کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنے سامان و اشیاء سے اس جگہ کو خالی کر کے سپردگی کرے۔

(دفعہ 524) اگر کسی شخص نے زمین اجارہ پر لی لیکن اس بات کی تعین نہیں کی کہ اس میں کیا شئی کاشت(crop) کرے گا اور نہ ہی عمومی اجازت لی کہ جو چاہے گا کاشت کرے گا تو ایسا اجارہ فاسد ہوگا لیکن اگر اس نے فسخ ہونے سے قبل ہی تعین کر دی اور آجر بھی اس پر رضامند ہو گیا تو اب یہ اجارہ صحیح ہوگا۔

(دفعہ 525) اگر کسی شخص نے زمین اجارہ پر لی اور یہ کہہ دیا کہ جو چاہے گا کاشت کرے گا تو اسے گرمی و سردی دونوں میں فصل کی کاشت کرنے کا اختیار ہوگا۔

(دفعہ 526) اگر کھیتی کے حصول سے قبل ہی مدت اجارہ ختم ہو گئی تو مستاجر کو یہ حق حاصل ہوگا کہ کھیتی کی کاشت تک اسے لگا رہنے دے اور اتنے عرصے کی اجرت مثل ادا کرے۔

(دفعہ 527) کسی مکان یا دوکان کو بغیر اس بات کی تصریح کئے کہ کس لئے لے رہا ہے، اجارہ پر لینا درست ہے اور اس کے استعمال کی کیفیت کا تعلق عرف وعادت کے مطابق ہوگا۔

(دفعہ 528) کسی گھر کا بغیر یہ بتائے کہ کس لئے لیا جا رہا ہے، اجارہ پر لینا صحیح ہے اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ مکان میں خود رہے یا کسی دوسرے کو رہنے کے لئے دے دے، اور اسے یہ بھی حق ہے کہ اپنی اشیاء سامان اس میں رکھ دے یا جو چاہے اس میں کام کرے لیکن کوئی ایسا عمل نہ ہو جس کی وجہ سے مکان میں نقصان و کمزوری کا خدشہ ہو اور ایسے کام جن کی وجہ سے مکان میں کوئی کمزوری یا نقصان کا خدشہ ہو تو انہیں مالک مکان کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا اور جانور کے باندھنے میں شہر عرف عادت کا اعتبار ہوگا اور چراگاہ (meadow) اور دوکان کے متعلق بھی ایسا ہی حکم ہوگا۔

(دفعہ 529) ایسی اشیاء جو منفعت مقصودہ کے حصول میں مخل ہوا نہیں دور کرنے کا عمل (اس کا خرچہ) آجر کے ذمہ ہوگا۔

مثلاً پن چکی (millpond) کی صفائی کروانا اور اسی طرح گھر کی تعمیر و مرمت، نکاسی آب کا انتظام اور ایسی تمام اشیاء جو رہائش کے لئے خلل انداز ہوں انہیں دور کرنا اور اسی طرح گھر بنانے کے متعلقہ جملہ اُمور ان تمام کاموں کی ذمہ داری مالک مکان پر ہوگی اور اگر مالک مکان یہ تمام کام کرنے سے منع کر دے تو مستاجر کو یہ اختیار ہے کہ مکان چھوڑ دے لیکن اگر یہ مکان اجارہ کے وقت بھی اسی حالت میں تھا اور مستأجر نے اسے دیکھ بھی لیا تھا تو گویا کہ وہ اس عیب کے ساتھ راضی تھا، اس لئے اب اس بات کو مکان چھوڑنے کا ذریعہ نہیں بنا سکتا ہے (یعنی اس صورت میں مکان چھوڑ نہیں سکتا کیونکہ یہ عیب تو پہلے ہی سے موجود تھا اور مستاجر نے اسے دیکھ بھی لیا تھا لہٰذا اب اس عیب پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہوگا) اگر مستاجر نے یہ کام اپنے مال سے کرا دیئے تو یہ از قبیل احسان ہوگا لیکن ان مصارف کی قیمت کو آجر سے طلب نہیں کر سکتا۔

(دفعہ 530) جو تعمیرات مستأجر، مالک مکان کی اجازت سے کرائے تو اگر وہ ایسے کام ہیں جن کا تعلق مأجور (شئی اجارہ) کی اصلاح و حفاظت سے ہے، مثلاً پلاسٹر plaster اور یہ اس طرح ہوتا ہے کہ اینٹوں کو چھت پر مضبوطی سے لگا دیا جاتا ہے تا کہ بارش سے حفاظت رہے (اُس زمانے میں اینٹوں سے کرتے تھے، موجودہ زمانے میں صرف پلاسٹر کر دینا ہی کافی ہے اسی لئے ہم نے قرمید کا ترجمہ پلاسٹر کر دیا ہے) تو مستأجر اُن تمام کاموں کے مصارف آجر سے وصول کرے گا اگرچہ اِن دونوں کے مابین ایسی کوئی شرط نہیں ہوئی تھی لیکن اگر وہ مستاجر کے منافع میں سے ہو جیسا کہ باورچی خانے بنوائے تو ایسے جملہ مصارف کو مستاجر آجر سے طلب نہیں کر سکتا جب تک کہ اس بات کی اوّلاً شرط نہ کر دی گئی ہو۔

(دفعہ 531) اگر مستأجر نے جائیداد غیر منقولہ میں کوئی تعمیر کر لی یا اس میں پودے لگا دیئے تو آجر اس صورت میں مدت اجارہ ختم ہونے کے بعد اختیار والا ہوگا، اگر چاہے تو اس تعمیر اور درخت وغیرہ کو ختم کردے اور اگر چاہے تو انہیں باقی رکھے اور کم زیادہ جو بھی قیمت بنے ادا کردے۔

(دفعہ 532) مدتِ اجارہ میں جو مٹی یا کچرا وغیرہ جمع ہو جائے تو اس کی صفائی اس کے ذمہ ہوگی۔

(دفعہ 533) اگر مستأجر مأجور (شئی اجارہ) کو خراب کر رہا ہو اور آجر اسے روکنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ حاکم سے رجوع کرے اور اجارہ فسخ کردے۔

دوسری فصل

سامان کے اجارہ کے بارے میں

(LEASING OF MERCHANDISE)

(دفعہ 534) کپڑے (clothes)، اسلحہ (weapons)، خیمے (tents) اور اِن جیسی دیگر قابل منتقلی اشیاء کو مقررہ مدت کے لئے معینہ بدل (قیمت) کے عوض اجارہ کرنا جائز ہے۔

(دفعہ 535) اگر کسی نے کوئی کپڑا کرایہ پر لیا اور کہا: اسے پہن کر فلاں جگہ جاؤں گا پھر وہ اس جگہ نہیں گیا اور اس نے وہ کپڑے اپنے گھر ہی پہنے رکھے، یا نہیں پہنے تو بھی اسے اُجرت کا ادا کرنا لازم ہے۔

(دفعہ 536) اگر کسی شخص نے کپڑے اس شرط پر لئے کہ وہ اسے خود پہنے گا تو اب اسے اجازت نہیں کہ وہ کسی اور کو پہنا دے۔

(دفعہ 537) زیورات (jewellery) لباس ہی کی طرح ہیں (یعنی اِن کا حکم بھی ایسا ہی ہوگا)۔

تیسری فصل

جانوروں کے اجارہ سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(LEASING OF ANIMALS)

(دفعہ 538) جس طرح کسی معین جانور کو کرایہ پر لینا درست ہے اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ مکاری (کرایہ پر دینے والے) سے یہ شرط کر لی جائے کہ وہ اسے فلاں جگہ پہنچا دے۔

(دفعہ 539) اگر کسی معینہ جانور کو مقررہ جگہ تک کے لئے کرایہ پر لیا لیکن وہ جانور راستے ہی میں تھک گیا تو مستاجر کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو انتظار کرے حتیٰ کہ جانور آرام کرے اور اگر چاہے تو اجارہ کو فسخ کر دے اور اس صورت میں مستاجر مقررہ اُجرت میں سے اُس مسافت کے مطابق اُجرت ادا کرے گا۔

(دفعہ 540) اگر معینہ سامان کو مقرر کردہ جگہ تک پہنچانے کی شرط کی گئی اور جانور راستے ہی میں تھک گیا تو مکاری (کرایہ پر دینے والا) مجبور ہوگا کہ اسے کسی دوسرے جانور پر لاد کر اس مقررہ جگہ تک پہنچائے۔

(دفعہ 541) جانور کو معین کئے بغیر کرایہ پر لینا جائز نہیں ہے لیکن اگر عقد ہو جانے کے بعد اسے معین کر دیا گیا اور مستاجر نے قبول بھی کر لیا تو اب جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے بلا تعین ایسے جانور کو کرایہ پر لیا جسے عموماً انہیں کاموں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو ایسا اجارہ جائز ہوگا اور اس میں عرف و عادت کو دیکھا جائے گا، مثلاً اگر کسی نے مکاری (کرایہ پر دینے والا) سے معینہ جگہ تک پہنچانے کا معاملہ کیا تو اب مکاری (کرایہ پر دینے والا) پر لازم ہوگا کہ عرفاً جس جانور پر اس مقام تک لے جایا جاتا ہے اسی کے ذریعے مستاجر کو معینہ جگہ تک پہنچائے۔

(دفعہ 542) اجارہ میں راستے اور مسافت کی تعیین کافی نہیں ہوتی۔ ہاں اُس صورت میں کافی ہوگی جب کہ یہ اُس شہر کے لئے مشہور و معروف ہوں مثلاً جانور کو ''بوسنہ'' تک کے لئے یا ''عراق'' تک کے لئے کرایہ پر لیا تو اجارہ صحیح نہیں ہوگا بلکہ اس پر لازم ہے کہ شہر یا گاؤں وغیرہ جس جگہ اس نے جانا ہے اس کی بھی تعیین کر دے لیکن ''شام'' اگرچہ ایک جگہ کا نام ہے مگر عرفاً اس کا اکثر اطلاق ''شہر دمشق'' کے لئے ہوتا ہے اسی لئے اگر ''شام'' تک کے لئے جانور کو کرایہ پر لیا تو اجارہ صحیح ہوگا۔

(دفعہ 543) اگر کسی شخص نے ایک جگہ کا نام بتا کر جانور کو کرایہ پر لیا اور اُس نام کی دو جگہیں ہیں تو اب جس جگہ وہ جائے گا وہاں تک کی اُجرت مثل لازم ہوگی۔

مثلاً کسی نے ''اسلامبول'' (یعنی استنبول) سے ''چَکْمِجَه'' (ایک ہی نام کے دو الگ الگ مقامات ہیں، امتیاز کے لیے انہیں صغیر و کبیر کہا جاتا ہے ''چَکْمِجَه کَبِیْر''، بحر مرمرہ کے قریب واقع ہے جبکہ ''چَکْمِجَه صَغِیْر'' استنبول کے قریب ہی واقع تھا لیکن اَب وہ استنبول میں شامل ہوگیا ہے) تک جانے کے لئے جانور کرایہ پر لیا لیکن یہ نہ بتایا کہ ''چَکْمِجَه'' بڑا یا چھوٹا تو جہاں وہ جائے گا اُسی مقام تک کی اُجرتِ مثل لازم ہوگی۔

(دفعہ 544) اگر کسی شخص نے شہر تک کے لئے جانور کرایہ پر لیا تو اب یہ لازمی ہوگا کہ مستأجر کو اس کے گھر تک پہنچائے (فی زمانہ عرف اِس بارے میں بدل چکا ہے، اِس لئے اب کرایہ پر لیتے وقت صرف شہر کی تصریح کافی نہ ہوگی یعنی گھر تک پہنچانے کے لئے لازم نہیں ہوگی بلکہ اسے بہ صراحت اپنے علاقے کا نام بھی بتانا ہوگا لیکن اگر علاقے کو متعین نہ کیا تو عرفاً جہاں تک اُس علاقے سے آنے والی گاڑی جاتی ہیں وہاں تک ہی پہنچا دینا کافی ہوگا)۔

(دفعہ 545) اگر کسی نے معینہ مقام تک کے لئے جانور کرایہ پر لیا تو اسے مکاری (کرایہ پر دینے والا) کی اجازت کے بغیر اس مقررہ مقام سے آگے جانے کی اجازت نہیں ہوگی اگر اس نے تجاوز کیا تو اب جانور کے بارے میں مستأجر ضامن ہوگا حتی کہ اسے صحیح و سالم واپس مکاری کو لوٹا دے اور اگر اس صورت میں جانور ضائع ہوگیا تو اس کا ضمان مستأجر پر ہوگا۔

(دفعہ 546) اگر کسی شخص نے معینہ مقام تک کے لئے جانور کرایہ پر لیا تو اسے یہ اختیار نہیں ہوگا کہ کسی دوسرے مقام پر چلا جائے پس اگر مستاجر دوسرے مقام پر چلا گیا اور جانور ضائع ہوگیا تو اب وہ اس کا ضامن ہوگا۔

مثلاً کسی نے مقام ''تِکْفُوْر طَاغ'' (tekirdag بحر مرمرہ، ترکی کے قریب ایک جگہ) جانے کے لئے جانور کرایہ پر لیا وہ (لینے والا) اِسے مقام ''اِسْلَـمِیَّـه'' (اِسے سیلفانو silvano یا سیلفن sliven کہا جاتا ہے، یہ جگہ اب موجودہ بلغاریہ میں شامل ہے) لے گیا اور جانور ضائع ہوگیا تو اب مستأجر اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 547) اگر کسی شخص نے معینہ مقام تک کے لئے جانور کرایہ پر لیا لیکن مقام تک جانے کے لئے مختلف راستے ہیں تو اب مستأجر کو یہ اختیار ہوگا کہ جس راستے سے چاہے اس جگہ چلا جائے لیکن وہ راستہ گزرگاہ ہونا چاہیے (ویران نہ ہو اور لوگ وہاں سے گزرتے ہو) ہاں اگر جانور کے مالک کے متعین کردہ راستے کے علاوہ مستأجر کسی دوسرے راستے سے گیا اور جانور ضائع ہوگیا

پس اگر وہ راستہ مکاری کے متعین کردہ راستے سے مشکل تھا تو اب اس پر ضمان ہوگا لیکن اگر وہ راستہ (متعین کردہ راستے) کے مساوی یا اس سے آسان تھا تو کوئی ضمان نہیں ہوگا۔

(دفعہ 548) مستاجر کو یہ اختیار نہیں کہ وہ مقررہ مدت سے زیادہ جانور کو استعمال کرے اور اگر اس نے مقررہ مدت سے زیادہ استعمال کیا اور جانور اس کے ہاتھوں ضائع ہو گیا تو وہ ضامن ہوگا۔

(دفعہ 549) جیسا کہ اس شرط پر جانور کو کرایہ پر لینا کہ اس پر فلاں شخص سوار ہوگا صحیح ہے اُسی طرح یہ بھی درست ہے کہ مستأجر کہے کہ وہ جسے چاہے سوار کرے گا۔

(دفعہ 550) ایسا جانور جسے سواری کے لئے کرایہ پر لیا گیا ہو اس پر سامان نہیں لادسکتا، اگر اس نے سامان لادا اور جانور ضائع ہو گیا تو اب وہ اس کا ضامن ہوگا لیکن اس صورت میں اس پر اُجرت لازم نہیں ہوگی۔

(دفعہ 551) ایسا جانور جسے کسی مخصوص شخص کی سواری کے لئے لیا گیا ہو تو اس کے علاوہ کسی دوسرے کو اس جانور پر سوار کرنا صحیح نہیں ہے اور اگر کسی دوسرے کو اس پر سوار کیا اور وہ جانور ضائع ہو گیا تو اب وہ اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 552) جس نے جانور اس صورت میں کرایہ پر لیا کہ وہ خود اس پر سوار ہوگا اور جسے چاہے گا سوار کرے گا لیکن اگر اس کے یا اس کے غیر کے سوار ہونے کے بعد مراد میں تعیین و تخصیص پیدا ہو گئی ہو تو اب ان کے علاوہ کا سوار ہونا جائز نہیں ہوگا۔

(دفعہ 553) اگر کسی نے بلا تعیین جانور کرایہ پر لیا کہ اس پر کون سوار ہوگا اور یوں بھی نہ کہا: جسے چاہے گا سوار کرے گا تو اجارہ فاسد ہو جائے گا اور اگر فسخ ہونے سے پہلے پہلے بیان کر کے متعین کر دیا تو اب یہ اجارہ صحیح ہو جائے گا اور اس صورت میں بھی جس کی تعیین کر دی جائے گی اس کے علاوہ کوئی دوسرا سوار نہیں ہو سکتا۔

(دفعہ 554) اگر کسی جانور کو مال برداری کے لئے کرایہ پر لیا جائے تو اس پر لادے جانے والے وزن (weight)، رسّی (rope) اور کجاوے (saddle) کے بارے میں شہر کے عرف کا اعتبار کیا جائے گا۔

(دفعہ 555) اگر کسی جانور کو کرایہ پر لیا گیا لیکن اس پر لادے جانے والے وزن کو نہ تو زبانی بیان کیا اور نہ ہی اشارہ سے اس کی تعین کی تو اب اس کی مقدار کا اعتبار عرف وعادت کے مطابق کیا جائے گا۔

(دفعہ 556) کرایہ پر لئے ہوئے جانور کو بغیر اِذن مالک مارنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر اسے مارا اور اس مارنے کی وجہ سے وہ جانور ضائع ہو گیا تو اب ضمان لازم ہوگا۔

(دفعہ 557) اگر جانور کے مالک نے اسے مارنے کی اجازت دے دی تو اب مستأ جر صرف اسی جگہ مارے گا جہاں عموماً جانوروں کو مارا جاتا ہے اور اگر اس نے غیر معتاد جگہ (جہاں عموماً نہیں مارا جاتا) پر مارا، مثلاً عموماً جانور کو پشت پر مارا جاتا ہے لیکن اس نے سر پر مارا اور جانور ضائع ہو گیا تو اس پر ضمان لازم ہوگا۔

(دفعہ 558) ایسے جانور پر سواری کرنا صحیح ہے جسے سامان برداری کے لئے لیا گیا ہو (مگر اس کا عکس درست نہیں)۔

(دفعہ 559) اگر جانور کو کرایہ پر لیا گیا اور اس پر لادنے جانے والے سامان کو بمع مقدار متعین کر دیا تو اب اس سامان کے علاوہ اس جیسا دوسرا سامان یا اس سے کم، اس جانور پر لادنا بھی صحیح ہے لیکن اس مقررہ سامان سے زیادہ کا لادنا صحیح نہیں ہوگا۔

(دفعہ 560) سامان کو جانور پر لادنا مکاری (جانور کو کرایہ پر دینے والے) کے ذمے ہے۔

(دفعہ 561) مأجور (شئی اجارہ) کا خرچہ آجر کے ذمے ہے۔

مثلاً کرایہ پر دیئے ہوئے جانور کو چارہ، پانی دینا اس جانور کے مالک پر ہے لیکن اگر مالک کی اجازت کے بغیر مستأ جر نے جانور کو چارہ کھلا دیا تو یہ بطورِ احسان ہوگا اور اس کی قیمت کو مالک سے نہیں لے سکتا۔

چوتھی فصل

آدمی کو اُجرت پر رکھنے کے بارے میں

(LEASING OF MAN FOR PERSONAL SERVICES)

(دفعہ 562) آدمی کو خدمت کے لئے، یا خدمت کی تعیین کے ساتھ کسی صنعت کے لئے، یا کسی دوسری صورت میں تعیین عمل کر کے اُجرت پر مقرر کرنا جائز ہے جیسا کہ ماقبل دوسرے باب کی تیسری فصل میں بیان کیا گیا ہے۔

(دفعہ 563) اگر کسی شخص کے طلب کرنے پر کسی دوسرے شخص نے اس کی خدمت کی لیکن اُجرت کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں کی تو اس کے لئے اُجرت مثل لازم ہوگی اگر وہ شخص اُجرت پر کام کرنے والوں میں سے ہے اور اگر ایسا نہیں تو کوئی اُجرت نہیں ہوگی۔

(دفعہ 564) اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا: یہ کام کر دو میں تمہیں خوش کر دوں گا لیکن خوش کرنے والی اُجرت کی مقدار کو بیان نہ کیا اور اس دوسرے شخص نے وہ کام کر دیا تو اب اُجرت مثل (estimated wage) لازم ہوگی۔

(دفعہ 565) اگر کسی جماعت نے اُجرت کو مقرر کئے بغیر کوئی کام کیا تو اگر اُجرت معلوم ہو تو وہی دی جائے گی وگرنہ انہیں اُجرتِ مثل ملے گی اور ان کی مثل دیگر ایسے کام کرنے والوں کا معاملہ بھی اسی طرح ہوگا۔

(دفعہ 566) اگر عقد اجارہ (contract of lease) اس بات پر ہوا کہ اجیر کو قیمیات میں سے شئی بطور اُجرت ملے گی لیکن اس کی تعیین نہیں کی تو اُجرتِ مثل لازم ہوگی۔

مثلاً کسی شخص نے دوسرے سے کہا: اگر تو نے اتنے دن تک میری خدمت کی تو میں تمہیں دو گائیں دوں گا تو اب (خدمت کرنے کے بعد) گائیں لازم نہیں ہوں گی بلکہ اُجرتِ مثل لازم ہوگی لیکن دایہ کو اجارہ پر رکھنا بایں طور کہ اسے لباس ملے گا جائز ہے جیسا کہ عرف میں اسی طرح ہوتا ہے اور اگر لباس کی صفت بیان نہیں ہوئی تھی تو درمیانے درجے کا لباس لازم ہوگا۔

(دفعہ 567) جو تحفہ (tips) خدمت کے لئے اُجرت کے علاوہ دیا جائے تو وہ اُجرت میں شمار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 568) اگر کسی استاد کو تعلیم یا کسی کام کے سکھانے کے لئے رکھا گیا اور اُجرت و مدت کو بیان کر دیا گیا تو اس مدت

تک اجارہ صحیح ہوگا اور اگر اُستاد اس مدت میں سکھانے کے لئے حاضر رہے، چاہے طالب علم پڑھے یا نہ پڑھے، اُستاد اُجرت کا مستحق ہوگا اور اگر مدت بیان نہیں کی گئی تو اجارۂ فاسدہ (invalid lease) منعقد ہو جائے گا اور اس صورت میں اگر طالب علم پڑھے گا تو ہی اُستاد اُجرت کا مستحق ہوگا ورنہ نہیں۔

(دفعہ 569) اگر کسی شخص نے اپنے لڑکے کو کسی اُستاد کے حوالے کیا کہ وہ اسے کام سکھائے اور دونوں میں سے کسی نے بھی اُجرت کی شرط نہیں کی تو لڑکے کے سیکھ لینے کے بعد اگر اُستاد نے اُجرت طلب کی تو عرف و عادت کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

(دفعہ 570) اگر گاؤں والوں نے اُستاد، امام یا مؤذن کو اجارہ پر رکھا اور اس نے اپنی خدمت پوری کر دی تو اب وہ اپنی اُجرت گاؤں والوں سے لے سکتا ہے۔

(دفعہ 571) اگر کسی اجیر کو اس شرط پر رکھا جائے کہ وہ خود کام کرے گا تو اسے اختیار نہیں ہوگا کہ وہ کسی اور کو اس کام میں استعمال کرے۔

مثلاً کسی شخص نے درزی کو جبہ دیا کہ وہ اسے خود ہی سلائی کرے گا اور اسے اتنے درہم ملیں گے تو اب اسے اختیار نہیں ہوگا کہ کسی دوسرے سے سلائی کروائے اور اگر کسی دوسرے نے سلائی کیا اور کپڑا ضائع ہو گیا تو اب درزی پر ضمان ہوگا۔

(دفعہ 572) اگر اجارہ کے وقت ہی عقد مطلق (unconditional contract) ہوا (یعنی کسی کی تخصیص نہیں کی گئی) تو اجیر اگر چاہے تو کسی دوسرے سے وہ کام کرالے (اسے اختیار ہوگا)۔

(دفعہ 573) مستأجر (employer) کا اجیر (employee) سے یہ کہنا: یہ کام کر دو، مطلق ہے۔

مثلاً اگر کسی شخص نے درزی سے کہا: اس جبہ کو اتنے درہم میں سلائی کر دو بغیر اس بات کی تعیین کئے کہ اسے بذاتِ خود سلائی کرو تو اگر اس درزی نے اپنے نائب یا کسی دوسرے درزی سے سلائی کروا دیا تو اب وہ مقررہ اُجرت کا مستحق ہوگا اور اگر وہ جبہ بغیر قصد و ارادے کے ضائع ہو گیا تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔

(دفعہ 574) وہ تمام چیزیں جو مقررہ عمل کے توابع میں سے ہوں تو اگر اجیر سے اُن کی شرط نہ کی گئی ہو تو اس میں شہر کے عرف و عادت کے اعتبار کیا جائے گا جیسا کہ عرف و عادت میں دھاگہ درزی کا ہوتا ہے۔

(دفعہ 575) حمال (porter) پر سامان کا گھر کے اندر تک پہنچانا لازمی ہے لیکن اسے مخصوص جگہ پر رکھنا ضروری نہیں ہے۔ مثلاً حمال پر یہ لازم نہیں کہ سامان کو چھت پر لے جائے یا ذخیرے کو ذخیرہ خانے میں پہنچائے۔

(دفعہ 576) مستأجر (employer) پر یہ لازم نہیں کہ وہ اجیر (employee) کو کھانا کھلائے لیکن اگر شہر کا عرف ہو تو (پھر کھانا کھلانا بھی لازمی ہوگا)۔

(**نوٹ از مترجم**: مذکور بالا دفعہ میں مسائل کے تناظر میں واجب ولازم ہونے کی بابت کھانا کھلانے کا مسئلہ بیان ہوا ہے، باقی رہیں شرعی تعلیمات اوراخلاقی تقاضے تو وہ بہرکیف ان کے علاوہ ہیں جنہیں اکثر کاروباری تناظر میں نظرانداز کردیا جاتا ہے، ہمارے یہاں مزدور سارا دن کسی ایسے فلاحی ادارے میں کام کررہے ہوتے ہیں جہاں سے روزانہ ہزاروں افراد کو مفت میں کھانا کھلا کر پالا جاتا ہے لیکن اُسی ادارے میں کام کرنے والے وہ مزدور جن کی تنخواہ صرف پردہ پوشی ہی کے کام آتی ہے ان سے قسمیں، وعدے لیے جاتے ہیں کہ خبردار اس کھانے میں سے آپ ہرگز نوالہ بھی نہیں کھائیں گے، خدا کی پناہ، اسلامی تعلیمات کا ایسا غلط استعمال کرنے والے ادارے اور صاحب حیثیت کاروباری افراد کو غور کرنا چاہیے کہ یہ بھی تو ماتحت ہیں اور قیامت میں ان کے بارے میں بھی سوال ہوگا اور شاید دیگر لوگوں سے بھی پہلے۔ لہٰذا جو حضرات کھانا کھلانے پر قدرت رکھتے ہوں وہ اس خدمت واجر سے ہرگز پیچھے نہ رہیں اور اپنے نبی کریم ﷺ کی اخلاقی تعلیمات کو پیش نظر رکھیں کہ اللہ کریم اپنی جناب سے ہرگز نامراد نہیں رکھے گا، بموجب حدیث ''تم زمین والوں پر رحم کرو، وہ مالک عرش تم پر رحم فرمائے گا'')۔

(دفعہ 577) اگر دلال (broker) نے مال لوگوں کو دکھایا لیکن اسے بیچا نہیں اور پھر اس کے بعد صاحب مال نے اسے فروخت کردیا تو اب دلال کو اختیار نہیں کہ وہ صاحب مال سے اُجرت لے اور اگر اسے کسی دوسرے دلال (broker) نے فروخت کردیا تو ساری اُجرت دلال ثانی کی ہوگی اور پہلے دلال کے لئے کچھ بھی نہیں ہوگا۔

(دفعہ 578) اگر کسی نے اپنا مال دلال (broker) کو دیا اور اسے کہا: اتنے درہم میں بیچ دو پس اگر دلال نے اس سے زیادہ قیمت پر اس مال کو فروخت کردیا تو وہ اضافی رقم بھی صاحب مال ہی کی ہوگی اور دلال کو اُجرت کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔

(دفعہ 579) اگر دلال کے اُجرت لے لینے کے بعد اس مال کا کوئی حق دار نکل آیا اور اس نے مبیع پر قبضہ کرلیا، یا کسی عیب کی بناء مبیع واپس کردی گئی تو دلال (broker) سے اُجرت واپس نہیں لی جائے گی۔

(دفعہ 580) اگر کسی نے کاشت کاروں سے اپنی زمین میں موجود فصل کاشت کرنے کا معاملہ کیا اور کاشت کاروں نے ابھی کچھ حصہ ہی کاٹا تھا کہ بقیہ فصل کسی آفت یا حادثہ کی وجہ سے ضائع ہوگئی تو کاشت کاروں کے لئے مقررہ قیمت میں سے کاشت کردہ حصے کے مطابق اُجرت ہوگی اور کاشت کاروں کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ بقیہ قیمت بھی وصول کریں۔

(دفعہ 581) جس طرح سے دایہ کو اجارہ فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے اگر وہ بیمار ہوجائے، اُسی طرح بچہ کے باپ کو بھی اجارہ فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے جبکہ دایہ بیمار ہوجائے، یا حاملہ ہوجائے، یا بچہ پستان نہ پکڑ سکتا ہو، یا قے کردیتا ہو۔

ساتواں باب

عقد کے بعد آجر و مستاجر کے فرائض کے بارے میں

(RIGHTS AND OBLIGATIONS OF THE PERSON GIVING AND THE PERSON TAKING ON HIRE AFTER THE CONCLUSION OF THE CONTRACT)

اِس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل

مأجور (شئی اجارہ) کی سپردگی کے بارے میں

(DELIVERY OF THE THING HIRED)

(دفعہ 582) مأجور (شئی اجارہ) کی سپردگی سے مراد آجر کا کسی مانع کے نہ ہوتے ہوئے مستاجر کو اس سے نفع حاصل کرنے کی اجازت دے دینا ہے۔

(دفعہ 583) اگر کسی مدتِ مقررہ یا مسافت معلومہ پر اجارۂ صحیحہ (valid contract of lease) منعقد ہوجائے تو آجر پر لازم ہے کہ مدت کے مکمل ہونے یا مسافت کے ختم ہونے تک مأجور (شئی اجارہ) کو مستاجر کے سپرد کر دے۔

مثلاً اگر کسی شخص نے مقررہ مدت یا مخصوص جگہ تک جانے کے لئے گھوڑا کرایہ پر لیا تو اسے اجازت ہے کہ اس مدتِ مقررہ میں یا اس مخصوص جگہ تک پہنچنے کے لئے اسے اپنے استعمال میں لائے لیکن اسے دوران اس جانور کے مالک کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ اسے اپنے کسی کام میں استعمال کرے۔

(دفعہ 584) اگر کسی نے کوئی ایسی شئی فروخت کی جو اس کی ملکیت تھی اور اس شئی میں اس کا کوئی سامان موجود تھا تو اس وقت تک اُجرت لازم نہیں ہوگی جب تک کہ اس شئی کو سامان سے فارغ کر کے سپرد نہ کرے یا پھر مال کو بھی متاجر (lessee) ہی کو فروخت کر دے۔

(دفعہ 585) اگر آجر نے گھر متاجر (lessee) کے سپرد کیا لیکن ایک ایسے کمرے کو سپرد نہ کیا جس میں اس کا سامان رکھا ہوا تھا تو اس کمرے کی حد تک کرایہ کم ہو جائے گا اور بقیہ گھر کے بارے میں متاجر (lessee) کو اختیار ہوگا لیکن اگر آجر نے فسخ کرنے سے پہلے ہی گھر کو خالی سپرد کر دیا تو اجارہ لازم ہو جائے گا یعنی اب متأجر کو اسے فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

دوسری فصل

عاقدین کا عقد کے بعد مأجور (شئی اجارہ) میں تصرف کرنا

(RIGHT OF THE CONTRACTING PARTIES TO DEAL WITH THE THING HIRED AFTER THE CONCLUSION OF THE CONTRACT)

(دفعہ 586) مستأجر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی دوسرے شخص کو اپنے قبضہ سے قبل ہی ماجور (شئی اجارہ) اجارہ پر دے دے اگر اس شئی کا تعلق عقار (جائیداد غیر منقولہ) سے ہو لیکن اگر وہ شئی منقولہ اشیاء (moveable property) میں سے ہو تو ایسا کرنا جائز نہیں۔

(دفعہ 587) مستأجر (lessee) کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اجارہ پر لی ہوئی چیز کسی اور شخص کو اِجارہ پر دے دے لیکن یہ اُن اشیاء میں ہوگا جو مختلف لوگوں کے استعمال و اِنتفاع سے تبدیل نہیں ہوتی۔

(دفعہ 588) اگر کسی شخص نے اجارۂ فاسدہ (invalid lease) کے ذریعے سے کوئی شئی لی لیکن کسی دوسرے شخص کو اجارۂ صحیحہ (valid lease) کے ذریعہ دی تو یہ جائز ہے۔

(دفعہ 589) اگر کسی آجر نے اپنا مال معینہ مدت کے لئے کسی دوسرے شخص کو بصورتِ اجارہ لازمہ (irrevocable lease) دیا پھر اس دوسرے شخص نے آگے کسی اور شخص کو اسی مدت پر وہ مال اجارہ پر دے دیا تو اب یہ دوسرا اجارہ منعقد و نافذ نہیں ہوگا اور نہ ہی قابل اعتبار ہوگا۔

(دفعہ 590) اگر آجر نے مأجور (شئی اجارہ) کو مستأجر (lessee) کی اجازت کے بغیر ہی فروخت کردیا تو یہ بیع بائع و مشتری کے مابین نافذ ہوگی مگر یہ مستأجر کے حق میں نافذ نہیں ہوگی حتی کہ مدتِ اجارہ کے مکمل ہوجانے کے بعد یہ بیع مشتری کے لئے لازم ہوجائے گی ایسی صورت میں مشتری کا خریدنا منع نہیں ہے مگر یہ کہ اگر مشتری نے بائع سے مبیع کی سپردگی مانگی اور ابھی مدتِ اجارہ مکمل نہیں ہوئی تھی تو سپردگی نہ ہونے کی صورت میں قاضی اس بیع کو فسخ کرے گا لیکن اس صورت میں بھی اگر مستأجر نے اس بیع کی اجازت دے دی تو اب یہ تمام کے حق میں نافذ ہوگی مگر مأجور (شئی اجارہ) کو مستأجر سے اس وقت تک نہیں لیا

جائے گا جب تک کہ ادا کردہ رقم واپس نہ کردی جائے اور اگر مستأجر نے نفع حاصل کرنے سے قبل ہی مأجور (شئی اجارہ) کو سپرد کردیا تو اب اس کا ''حق حبس'' (right of retention) ساقط ہوجائے گا۔

تیسری فصل

مأجور (شئی اجارہ) کے واپس کردینے سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(RETURN OF THE THING HIRED)

(دفعہ 591) مستأجر (lessee) پر لازم ہے کہ مدتِ اجارہ کے مکمل ہوجانے کے بعد مأجور سے اپنا قبضہ ختم کردے۔

(دفعہ 592) اجارہ کے ختم ہوجانے کے بعد مستأجر (lessee) کو مأجور (شئی اجارہ) کے استعمال کی اجازت نہیں۔

(دفعہ 593) اگر اجارہ کی مدت مکمل ہوگئی اور آجر نے چاہا کہ اپنے مال پر قبضہ حاصل کرے تو مستأجر (lessee) پر لازم ہے کہ اس مال کو سپرد کردے۔

(دفعہ 594) مستأجر (lessee) پر لازم نہیں کہ مأجور (شئی اجارہ) کو واپس کرے بلکہ آجر (lessor) پر لازم ہے کہ مدتِ اجارہ مکمل ہونے کے بعد اس سے حاصل کرلے۔

مثلاً مکان کے اجارہ کی مدت مکمل ہوگئی تو صاحب مکان پر لازم ہے وہاں جائے اور اپنے قبضہ میں کرے اور اسی طرح اگر کسی معینہ مقام تک کے لئے جانور کرایہ پر لیا گیا تھا تو اس کے مالک پر لازمی ہے کہ وہ وہاں موجود رہے اور اسے اپنے قبضہ میں کرلے اور اگر مالک اس مقام پر موجود نہ ہوا اور اسے اپنے قبضہ میں نہ کیا اور وہ مال (جانور وغیرہ) مستأجر کے ہاتھوں میں بلاارادہ ضائع ہوگیا تو مستأجر اس کا ضامن نہیں ہوگا لیکن اگر جانور کرایہ پر لیا اور کہا: فلاں جگہ تک جانا ہے اور واپس یہاں ہی آنا ہے تو اب مستأجر پر لازم ہے کہ وہ اسے مقررہ جگہ پر ہی پہنچائے لیکن اگر اس نے جانور کو اس جگہ نہیں پہنچایا بلکہ اپنے گھر ہی میں باندھ دیا اور وہ وہیں ضائع ہوگیا تو مستأجر ضامن ہوگا۔

(دفعہ 595) اگر مأجور (شئی اجارہ) کی آجر (lessor) کو سپردگی حمل و مشقت کی متقاضی ہو تو اسے منتقل کرنے کی اُجرت آجر کے ذمہ ہوگی۔

آٹھواں باب

ضمانات کے مسائل کے بارے میں

(COMPENSATION)

اِس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل

ضمانِ منفعت کے بارے میں

(COMPENSATION IS RESPECT TO USE)

(دفعہ 596) اگر کسی شخص نے مالِ غیر کو اس کی اجازت کے بغیر استعمال کیا ہو تو یہ غصب (usurpation) کی صورت ہوئی، لہٰذا استعمال کرنے والے پر اس کے منافع کا ضمان لازم نہیں ہوگا (یعنی جو نفع اُٹھایا ہے اُس کی کوئی اُجرت اِس پر لازم نہیں ہوگی) لیکن اگر وہ مالِ وقف، یا مالِ یتیم ہو تو اس صورت میں ضمانِ منفعت لازم ہوگا یعنی اُجرتِ مثل لازم ہوگی اور اگر وہ شئی **"مُعَدٌّ لِلاِسْتِغْلال"** تھی تو اس پر ضمانِ منفعت یعنی اُجرت مثل اسی صورت میں لازم ہوگی جب کہ اسے کسی ملک یا عقد کی وجہ سے کوئی شبہ واقع نہ ہوا ہو۔

مثلاً اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں بغیر عقد کے رہتا رہا تو اس پر کوئی اُجرت لازم نہیں ہوگی لیکن اگر وہ گھر مال وقف یا مال یتیم میں سے تھا تو بہر صورت اگر چہ اسے ملک یا عقد کی وجہ سے کوئی شبہ واقع ہوا ہو یا نہ ہو، جتنی مدت وہ رہا اتنی مدت کی اُجرتِ مثل لازم ہوگئی، اسی طرح اگر وہ گھر کرایہ والا تھا اور اسے ملک یا عقد کی وجہ سے کوئی شبہ بھی واقع نہ ہوا تھا تو اب اُجرتِ مثل لازم ہوگی اور اسی طرح اگر کسی نے کرایہ کے جانور کو بلا اِذن مالک استعمال کیا تو اُجرتِ مثل لازم ہوگی۔

(دفعہ 597) ضمانِ منفعت لازم نہیں گا ایسے مال میں جسے تاویل ملکیت کے شبہ میں استعمال کیا گیا ہو اگر چہ وہ مال **"مُعَدٌّ لِلاِسْتِغْلال"** اشیاء میں سے ہو۔

مثلاً مالِ مشترک کو کسی ایک شریک نے دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر ایک عرصے تک استعمال کیا شریک ثانی کو یہ اختیار نہیں کہ اپنے حصہ کے بدلے میں ضمانِ منفعت طلب کرے کیونکہ شریک اول نے اسے اپنی ملک سمجھ کر استعمال کیا ہے۔

(دفعہ 598) ضمانِ منفعت لازم نہیں ہوگا ایسے مال میں جسے تاویل عقد کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہو اگرچہ وہ شئی ''**مُعَدٌّ لِلاِسْتِغْلال**'' ہو۔

مثلاً ایک ایسی دوکان جو کہ مشترکہ تھی، اسے ایک شریک نے دوسرے کی اجازت کے بغیر ہی کسی اور شخص کو فروخت کر دیا اور مشتری نے کافی مدت تک اسے استعمال کیا پھر شریک ثانی (joint owner) نے اس بیع کو اپنے حصہ کے لئے نامنظور کر دیا تو اب اس شریک ثانی کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ اپنے حصے کی اُجرت کا مشتری سے مطالبہ کرے اگرچہ وہ دوکان معد للاستغلال اشیاء میں سے تھی، اس لئے کہ مشتری نے اس دوکان کو تاویل عقد کی وجہ سے استعمال کیا تھا یعنی عقد بیع ہونے کی وجہ سے اسے جو تصرف کا حق حاصل تھا اسی کے طور پر اسے استعمال کیا تھا تو اب کوئی ضمانِ منفعت لازم نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی نے دوسرے شخص کو چکی فروخت کی بایں طور کہ وہ اس شخص کی ملکیت تھی اور اسے مشتری کے سپرد بھی کر دیا پھر مشتری کے تصرف کر لینے کے بعد اگر اس چکی کا کوئی دوسرا دعویدار ظاہر ہوا اور اپنے دعویٰ (claim) کو ثابت بھی کر دیا تو اسے اختیار نہیں ہوگا کہ مذکورہ مدت میں کئے گئے استعمال کی اُجرت مشتری سے طلب کرے کیونکہ یہاں بھی تاویل عقد کی بنیاد پر تصرف ہوا ہے۔

(دفعہ 599) اگر کسی نے چھوٹے بچے کو اس کے ولی کی اجازت کے بغیر خدمت پر رکھا تو وہ بچہ جب بڑا ہوگا اُجرتِ مثل طلب کر سکتا ہے اور اگر وہ بچپن میں مر گیا تو اس کے ورثاء (heirs) کو اختیار ہوگا اگر چاہیں تو اس مدت کی اُجرتِ مثل اُس شخص سے وصول کریں۔

دوسری فصل

ضمانِ مستأجر کے بارے میں

(COMPENSATION BY PERSON TAKING THE THING ON HIRE)

(دفعہ 600) مأجور (شئی اجارہ) مستأجر (lessee) کے ہاتھوں میں امانت ہے اگر چہ عقد اجارہ صحیح ہو یا نہ ہو۔

(دفعہ 601) اگر مأجور (شئی اجارہ) مستأجر کے ہاتھوں میں بغیر کوتاہی کے ضائع ہو جائے تو ضمان لازم نہیں ہوتا۔

(دفعہ 602) اگر مأجور (شئی اجارہ) مستأجر (lessee) کی کوتاہی کی وجہ سے ضائع ہو جائے یا اس کی قیمت میں کمی آجائے تو مستأجر پر ضمان لازم ہوگا۔ مثلاً مستأجر نے کرایہ کے جانور کو مارا اور وہ مر گیا، یا اسے سختی وشدت سے بھگایا اور وہ ہلاک ہو گیا تو اس کی قیمت کا ضمان مستأجر پر لازم ہوگا۔

(دفعہ 603) مستأجر (lessee) کی وہ تمام حرکات جو کہ خلافِ عادت ہو تو اُن حرکات کی بناء پر ہونے والا نقصان وخسارہ مستأجر (lessee) کے ذمے ہوگا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے کرایہ پر لباس لیا اور اسے لوگوں کی عادت کے برخلاف (یعنی بے احتیاطی) استعمال کیا اور وہ پھٹ گیا تو اب مستأجر اس کا ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر کرایہ پر لئے گئے مکان میں آگ لگ گئی بایں طور کہ مستأجر نے اس میں عام لوگوں کی عادت سے زیادہ آگ کے شعلے بھڑکائے تو اب مستأجر اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 604) اگر مستأجر (lessee) کی حفاظت کے بارے میں کوتاہی سے مأجور (شئی اجارہ) ضائع ہوگئی یا اس سبب سے اس کی قیمت میں کمی آگئی تو اس کا نقصان مستأجر کے ذمے ہوگا۔ مثلاً مستأجر نے کرایہ پر لئے ہوئے جانور کو بغیر رسی باندھے چھوڑ دیا اور وہ گم ہو گیا تو اب مستأجر ضامن ہوگا۔

(دفعہ 605) مستأجر (lessee) کا مقررہ اجازت کی مخالفت کرنا بایں طور کہ اس کا مشروط سے تجاوز کرنا ضمان کو لازم کر دیتا ہے لیکن مستأجر کا مشروط سے کم یا برابر میں مخالفت کرنے سے (بصورتِ نقصان) ضمان لازم نہ ہوگا۔

مثلاً کسی نے اس لئے جانور کرایہ پر لیا کہ اس پر پچاس کلو گھی لادے گا لیکن اس نے جانور پر پچاس کلو لوہا لاد دیا اور

جانور ہلاک ہو گیا تو مستاجر اس کا ضامن ہوگا لیکن اگر اس جانور پر ایسی شئی لادی جو نقصان میں (اسی پچاسی کلو گھی کے) برابر یا اس سے کم تھی اور جانور ہلاک ہو گیا تو مستاجر (lessee) ضامن نہیں ہوگا۔

(دفعہ 606) مدت اجارہ کے مکمل ہونے کے بعد بھی ماجور (شئی اجارہ) مستاجر (lessee) کے پاس اسی طرح بطور ودیعت و امانت ہوتی ہے جیسا کہ مدت اجارہ میں تھی اور بایں صورت اگر مدت اجارہ مکمل ہو جانے کے بعد بھی مستاجر نے اس شے کو استعمال کیا اور وہ ضائع ہو گئی تو مستاجر اس کا ضامن ہوگا اور اسی طرح مدتِ اجارہ مکمل ہونے کے بعد آجر (lessor) نے اپنا مال طلب کیا لیکن مستاجر نے اسے نہیں دیا پھر روکے رکھنے کے بعد وہ مال ضائع ہو گیا تو مستاجر اس کا ضامن ہوگا۔

تیسری فصل

ضمانِ اجیر کے بارے میں

(LOSS CAUSED BY EMPLOYEES)

(دفعہ 607) اگر اجیر (employee) کی کوتاہی سے مستأ جر فیہ (وہ مال جسے اجیر کو کام کرنے کے لئے دیا جائے مثلاً درزی کو دیا ہو کپڑا) ضائع ہو جائے تو اجیر اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 608) اجیر کی کوتاہی اس کا ایسا عمل یا ایسی حرکت جو کہ صراحۃً یا دلالۃً مستأ جر (employer) کے معاہدے کے خلاف ہو، مثلاً مستاجر کے چرواہے (shepherd) کو جو کہ اجیر خاص (private employee) ہے یہ کہنے کے بعد کہ ان جانوروں کو فلاں جگہ چرانا اور انہیں کسی دوسری جگہ مت لے جانا پس اگر چرواہے نے اس بیان کردہ جگہ پر جانور نہ چرائے اور انہیں کسی دوسری جگہ لے گیا اور وہاں چرایا تو اب یہ خلاف ورزی کرنے والا ہوگا لہٰذا اگر اس جگہ چراتے ہوئے جانور ضائع ہو گئے تو اس کا ضمان چرواہے پر ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے درزی کو کپڑا دیا اور کہا: اگر جبہ بن سکے تو کاٹ کر بنا دو اور درزی نے کہا: ہاں بن جائے گا اور اس نے کپڑے کو کاٹ دیا پس اگر اب جبہ کے لئے کپڑا نہ ہوا (یعنی اس کپڑے میں جبہ نہیں بن سکا) تو درزی اس کپڑے کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 609) اجیر کی کوتاہی اس کی ایسی غلطی ہے جو مستأ جر فیہ کی حفاظت کے بارے میں بغیر عذر واقع ہوئی ہو، مثلاً بکری بھاگ گئی اور چرواہا اپنی سستی کی وجہ سے اسے پکڑنے کیلئے نہیں گیا تو اب وہ ضامن ہوگا اس لئے کہ یہ اس کی غلطی ہے اور اگر اس وجہ سے اسے پکڑنے نہیں گیا کہ اس کے چلے جانے سے بقیہ بکریوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا تو اب وہ ضامن نہیں ہوگا۔

(دفعہ 610) اجیر خاص (private employee) امین (trustee) ہوتا ہے۔ اسی لئے وہ ایسے مال کا ضامن نہیں ہوتا جو بغیر اسکی کوتاہی کے ضائع ہو جائے، اسی طرح ایسے مال کا بھی ضامن نہیں ہوتا جو کہ اس کے عمل سے بلا ارادہ ضائع ہو جائے۔

(دفعہ 611) اجیر مشترک (public employee) اُن تمام نقصانات وخسارات کا ضامن ہوتا ہے جو کہ اسی کے عمل کے ذریعے رونما ہوں چاہے اس میں اجیر مشترک کی کوتاہی شامل ہو یا نہ ہو۔

تیسری کتاب

کفالت کے بارے میں

(GUARANTEE)

اِس کتاب میں ایک مقدمہ اور تین ابواب ہیں

مُقَدِّمَہ

کفالت سے متعلقہ فقہی اصطلاحات کے بارے میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE RELATING TO GUARANTEE)

(دفعہ 612) **کفالت**(guarantee): شئی کے مطالبہ میں ذمہ کو ذمہ کے ساتھ ملانا یعنی صاحب ذمہ اپنی ذمہ داری میں کسی دوسرے شخص کو ملا دے اور مطالبہ جس طرح صاحب ذمہ سے لازم تھا اب اُس شخص سے بھی اسی طرح مطالبہ ہوسکتا ہے۔

(دفعہ 613) **کفالت بالنفس**(producing a person guarantee): کسی کی شخصی کفالت۔

(دفعہ 614) **کفالت بالمال**(guarantee of property): ادائیگی مال کی کفالت۔

(دفعہ 615) **کفالت بالتسلیم**(guarantee of delivery): سپردگی مال کی کفالت۔

(دفعہ 616) **کَفَالَت بِالدَّرک** (کفالت ادائیگی contingent guarantee): ثمن مبیع کی ادائیگی و سپردگی کی کفالت، یا بائع کی کفالت لینا اگر مشتری مبیع کا مستحق ہوا (یعنی بیع کے صحیح ہونے کی صورت میں بائع سے مبیع لیکر مشتری کو دینا)۔

(دفعہ 617) **کفالت نافذہ**(unconditional guarantee): ایسی کفالت جو کسی زمانے سے مشروط نہ ہو اور نہ ہی زمانہ مستقبل میں کفالت کی نسبت ہو (یعنی فی الفور نافذ ہو)۔

(دفعہ 618) **کفیل**(guarantor): ایسا شخص جو اپنی ذمہ داری میں کسی دوسرے شخص کے ذمے کو شامل کر لیتا ہے اور وہی وعدہ کرتا ہے جو دوسرے شخص نے کیا ہے۔ اس صورت میں دوسرا شخص "اصیل"(principal debtor) اور مکفول عنہ (guaranteed person) کہلاتا ہے۔

(دفعہ 619) **مکفول لہ**(one for whom guarantee is given): ایسا شخص جس کی کوئی شئی باقی ہو اور وہ اسے بذریعہ کفالت طلب کرتا ہو۔

(دفعہ 620) **مکفول بہ**(subject matter of the guarantee): ایسی شئی جس کی ادائیگی و سپردگی کا کفیل نے وعدہ کیا ہو اور کفالت بالنفس میں مکفول عنہ اور مکفول بہ برابر ہیں۔

پہلا باب

عقد کفالت کے بارے میں

(THE CONTRACT OF GUARANTEE)

اِس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل

اَرکانِ کفالت کے بارے میں

(FUNDAMENTAL BASIS OF A CONTRACT OF GUARANTEE)

(دفعہ 621) معاملہ کفالت ''کفیل'' (guarantor) کے ایجاب (offer) کر لینے سے ہی منعقد و نافذ ہو جاتا ہے لیکن اگر مکفول لہ چاہے تو اسے اختیار ہے کہ اسے ردّ کر دے اور مکفول لہ جب تک ردّ نہیں کرے گا کفالت (guarantee) باقی رہے گی۔ اسی بنیاد پر اگر کسی شخص نے مکفول لہ کی غیر موجودگی میں اس پر موجود کسی شخص کے قرض کی کفالت لی اور مکفول لہ کا اس کفالت کی خبر ملنے سے پہلے انتقال ہو گیا تو اس صورت میں کفیل اپنی کفالت کی وجہ سے قابل مؤاخذہ ہوگا۔

(دفعہ 622) کفیل (guarantor) کا ایجاب یعنی کفالت کے الفاظ اور اس مراد وہ تمام الفاظ ہیں جو عرف وعادت میں وعدہ والتزام پر دلالت کرتے ہیں۔

مثلاً اگر کسی نے کہا: **کَفَلْتُ** (میں نے کفالت لی)، **اَنَا کَفِيْلٌ** (میں کفیل ہوں)، **اَنَا ضَامِنٌ** (میں ضامن ہوں) تو کفالت (guarantee) منعقد ہو جائے گی۔

(دفعہ 623) کفالت (guarantee) معلق کردہ وعدہ سے بھی ہو جاتی ہے۔ مثلاً کسی شخص نے کہا: اگر تجھے فلاں شخص نے تیری مطلوبہ شئ نہیں دی تو میں دوں گا تو یہ کفالت (guarantee) ہو گی، لہٰذا اب اگر قرض خواہ نے مقروض سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا اور مقروض نے اسے قرض واپس نہیں کیا تو اب وہ کفیل سے مطالبہ کر سکتا ہے۔

(دفعہ 624) اگر کسی شخص نے کہا: میں اس وقت سے لے کر فلاں وقت تک کفیل (guarantor) ہوں تو کفالت نافذ ہو جائے گی اور اسے "**كَفَالتِ مُؤَ قَّتَة**" (guarantee of limited duration) کہیں گے۔

(دفعہ 625) جس طرح کفالت مطلقاً (unconditional) منعقد ہو جاتی ہے، اِسی طرح تعجیل و تاجیل کی قید کے ساتھ بھی منعقد ہو جاتی ہے جیسا کہ یہ کہنا، میں کفیل ہوں اس شرط پر کہ یہ کام فی الفور یا فلاں وقت تک پورا کر دے۔

(دفعہ 626) کفیل کی کفالت (guarantee) لینا بھی جائز ہے (یعنی کفیل کا مزید کوئی اور شخص کفیل بن جائے)۔

(دفعہ 627) (کسی ایک معاملہ کے) متعدد کفیل (guarantors) ہونا بھی جائز ہے۔

دوسری فصل

شرائط کفالت کے بارے میں

(CONDITION ATTACHING TO A CONTRACT OF GUARANTEE)

(دفعہ 628) کفالت (guarantee) کے منعقد ہونے کے لئے کفیل (guarantor) کا عاقل و بالغ ہونا بھی شرط ہے۔اسی لئے مجنون، پاگل اور بچہ کا کفیل بننا درست نہیں ہے اور اگر کسی نے بچپن میں کفالت لی تو اس سے مطالبہ مواخذہ نہیں کیا جائے گا اگر چہ وہ بالغ ہونے کے بعد اس کا اقرار بھی کر رہا ہو۔

(دفعہ 629) مکفول عنہ کے لئے عاقل و بالغ ہونا شرط نہیں ہے۔اِسی لئے مجنون یا بچے کے قرض کی کفالت لینا صحیح ہے۔

(دفعہ 630) اگر کفالت کسی ذات کی ہو تو اس صورت میں مکفول عنہ کا معلوم ہونا شرط ہے اگر مال ہو تو اُس کا معلوم ہونا شرط نہیں ہے۔اسی لئے اگر کسی شخص نے یہ کہا: فلاں شخص پر جو فلاں کا قرض ہے اُس کا میں کفیل ہوں تو کفالت صحیح ہوگی اگر چہ قرض کی مقدار معلوم نہ ہو۔

(دفعہ 631) کفالت بالمال(guarantee of property) میں یہ شرط ہے کہ مکفول بہ (یعنی مال وغیرہ) اصیل پر اصلاً واجب الادا ہو یعنی اس کی ادائیگی اصیل(principal debtor) پر لازم ہو۔

اسی لئے ثمن مبیع، بدل اجارہ، اور تمام قرضوں کی کفالت صحیح ہوگی، اسی طرح غصب(usurpation) کردہ مال کی کفالت بھی صحیح ہوتی ہے اور مطالبہ کے وقت کفیل(guarantor) مجبور ہوگا کہ اصل مال یا اس کا بدل ادا کرے۔اسی طرح ایسے مال کی کفالت بھی صحیح ہوگی جو خریدنے کے وعدے سے لیا گیا ہو اور اس کی قیمت بیان کر دی گئی ہو مگر قبضہ سے پہلے مبیع کی کفالت صحیح نہیں ہوگی، اس لئے کے اگر بائع کے قبضہ ہی میں مبیع ضائع ہو جائے تو بیع فسخ ہو جائے گی اور بائع پر مبیع لازمی نہیں ہوگی بلکہ اگر اس نے قیمت لے لی تھی تو صرف اس کا لوٹانا لازم ہوگا اور اسی طرح رہن رکھے ہوئے مال، اُدھار لی ہوئی اشیاء اور تمام امانتیں ان کی کفالت صحیح نہیں ہوگی، اس لئے کے یہ اصلاً اصیل کے ذمے واجب الادا نہیں ہیں۔

البتہ اگر کسی نے یوں کہا: اگر یہ اشیاء ضائع ہوگئیں تو میں ان کا کفیل ہوں اور وہ اشیاء ضائع ہوگئیں تو کفالت صحیح ہوگی اور اسی طرح ان کی سپردگی کی کفالت بھی صحیح ہوگی اور مطالبہ کے وقت اگر کفیل (guarantor) کو کسی جہت سے بھی انہیں روکنے کا حق نہ ہوتو اسے مجبوراً اسپردگی کرنا پڑے گی، ہاں البتہ جس طرح کفالت بالنفس میں مکفول بہ کی وفات سے کفیل بری الذمہ ہوجاتا ہے اسی طرح ان مذکورہ اموال کے ضائع ہوجانے سے بھی اس کفیل پر کوئی شئی لازم نہیں ہوگی۔

(دفعہ 632) عقوبات (سزاؤں,punishments) میں نیابت (deputyship) نہیں ہوتی۔

اِسی لئے قصاص (retaliation) عقوبات اور ذاتی جھگڑوں میں کفالت صحیح نہیں ہوتی لیکن قاتل پر جو دیت یا زخمی کرنے والے پر جو جرمانہ ہو، اُس کی کفالت صحیح ہوگی۔

(دفعہ 633) کفالت کے صحیح ہونے کے لئے مکفول عنہ کا دولت مند (solvent) ہونا شرط نہیں ہے۔ اِسی لئے مفلس (bankrupt) شخص کی کفالت بھی لی جاسکتی ہے۔

دوسرا باب

کفالت کے احکام کے بارے میں

(THE CONTRACT OF GUARANTEE)

اِس میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل

کفالت نافذہ، معلقہ، مضاضہ کے احکام کے بارے میں

(UNCONDITIONAL,CONDITIONAL AND FUTURE CONTRACTS OF GUARANTEE)

(دفعہ 634) کفالت (guarantee) کا حکم مطالبہ کے حق کا حاصل ہونا ہے یعنی مکفول لہ کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ کفیل (guarantor) سے مکفول بہ (مال وغیرہ) کا مطالبہ کر سکے۔

(دفعہ 635) کفالت نافذہ (unconditional contract of guarantee) کی صورت میں مطالبہ اُسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ اصیل پر قرض فی الفور واجب الاداء ہو اور یا پھر مؤجل ہونے کی صورت میں مدتِ تاجیل ختم ہوجائے۔

مثلاً کسی نے کہا: میں فلاں شخص کے قرض کا کفیل ہوں تو قرض خواہ کفیل سے فی الفور مطالبہ کرسکتا ہے اگر وہ قرض معجّل ہو، وگرنہ مؤجل ہونے کی صورت میں مدتِ تاجیل ختم ہونے کے بعد مطالبہ کرسکتا ہے۔

(دفعہ 636) ایسی کفالت جو کسی شرط کے ساتھ معلق ہو یا زمانہ مستقبل کی طرف مضاف ہو، اِس قسم کی کفالت میں اُس وقت تک کفیل سے مطالبہ نہیں کیا جاسکتا جب تک وہ شرط پوری نہ ہو یا وہ وقت نہ آجائے۔

مثلاً اگر کسی نے یوں کہا: اگر فلاں شخص تمہیں مطلوبہ شئی نہ دے تو میں تمہیں دوں گا تو اِس صورت میں کفالت مشروطہ (conditional contract of guarantee) منعقد ہوجائے گی اور وہ کفیل ہوجائے گا اور اگر اُس شخص نے مطلوبہ شئی

اِسے نہیں دی تو اب کفیل سے اُس کا مطالبہ ہوسکتا ہے اور اصیل (principal debtor) سے مطالبہ کرنے سے پہلے ہی کفیل سے مطالبہ نہیں ہوسکتا ہے۔

اسی طرح یوں کہا: اگر فلاں شخص تمہارا مال چرالے تو میں ضامن ہوں ایسی صورت میں بھی کفالت صحیح ہوگی لہٰذا اگر اس شخص کا چوری کرنا ثابت ہوگیا تو کفیل سے مطالبہٗ مال کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح اگر کفالت اس شرط کے ساتھ ہوئی کہ اصیل کو اتنے دنوں کی مہلت دے دو اور وقت مطالبہ سے مکفول لہ نے اسے مہلت دے دی تو اب ان دنوں کے گزر جانے کے بعد مکفول لہ کو کفیل سے جب چاہے مطالبہ کا اختیار ہوگا اور اب کفیل (guarantor) کو یہ حق نہیں ہوگا کہ اتنے ہی دنوں کی اور مہلت مکفول لہ سے طلب کرے۔

اسی طرح اگر یہ کہا: میں کفیل ہوں اگر فلاں شخص پر تمہارا قرضہ ثابت ہوجائے یا اس رقم کا جو کہ تم قرضہ میں دوگے یا جو شئی تم سے غصب کی جائے گی میں اس کا کفیل ہوں یا اس شئی کی قیمت کا جو تم فلاں شخص کو فروخت کروگے تو اِن حالتوں کے رُونما ہونے کی صورتوں میں کفیل سے مطالبہ کیا جائے گا (وگرنہ نہیں) یعنی قرض ثابت ہوجائے یا قرض دے دے یا شئی غصب ہوجائے یا بیع ہوجائے اور شئی کی سپردگی کردی جائے تب ہی کفیل سے مطالبہ کیا جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی نے یہ کہا: فلاں دن میں فلاں شخص کو حاضر کرنے کا میں کفیل ہوں تو اب اس دن کے آنے سے پہلے ہی کفیل سے اس کی حاضری کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔

(دفعہ 637) شرط کے پائے جانے کی صورت میں اِس کے اوصاف وقیود کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔

مثلاً کسی نے یوں کہا: اگر فلاں شخص کے خلاف حکم صادر ہوا تو میں اِس شئی کی ادائیگی کا کفیل ہوں اور اُس شخص نے رقم کا اقرار بھی کرلیا تو حاکم کے حکم کرنے سے پہلے کفیل پر اس شئی کی ادائیگی لازم نہیں ہوگی۔

(دفعہ 638) کفالت ادائیگی (contingent guarantee) میں اگر مبیع کا کوئی دوسرا حقدار ظاہر ہوا تو کفیل سے اس وقت تک مواخذہ نہیں ہوسکتا جب تک حاکم نے بائع پر ثمن کی واپسی کا حکم صادر نہ کردیا ہو۔

(دفعہ 639) کفالت موقتہ (guarantee of limited duration) میں کفیل سے مدتِ کفالت ہی میں مطالبہ کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً کسی نے کہا: میں آج سے لے کر ایک ماہ تک کفیل ہوں تو مقدت مقررہ گزر جانے کے بعد کفیل سے مطالبہ نہیں کیا جاسکتا اور کفیل مدتِ کفالت کے مکمل ہوتے ہی اس ذمہ داری سے بری ہوجائے گا۔

(دفعہ 640) کفیل (guarantor) کفالت کے منعقد ہو جانے کے بعد خود کو اس سے بری الذمہ (acquitted) نہیں کر سکتا ہے، ہاں مگر کفالت معلقہ یا کفالت مضافہ میں مدیون کے ذمہ قرض کے واجب الاداء ہونے سے قبل ہی بری الذمہ ہو سکتا ہے۔

مثلاً اگر کسی شخص نے کسی ذات کی یا اس کے دین debt کی کفالت لے لی تو اب وہ کفیل اس کفالت سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح اگر اس نے یوں کہا: اگر تمہارا کوئی قرض فلاں شخص کے ذمے ثابت ہوا تو میں اس کا کفیل ہوں، لہٰذا اب ایسی صورت میں وہ کفیل اپنی کفالت سے رجوع نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ اگر چہ دین اس کی کفالت کے بعد ثابت ہوا ہے لیکن دراصل وہ دین کفالت سے قبل ہی اس کے ذمہ تھا اور اگر یوں کہا: تم جو کچھ فلاں شخص کو فروخت کرو گے میں اس کا کفیل ہوں یا کہا میں اس مال کے ثمن کا کفیل ہوں جسے تم فلاں شخص کو فروخت کرو گے تو کفیل اس مال کی قیمت کا مکفول لہ کے لئے ضامن ہوگا جسے مکفول لہ فروخت کرے گا لیکن اگر کفیل نے بیع سے قبل ہی خود کو بری الذمہ کر لیا بایں طور کہ کہا: میں نے کفالت سے رجوع کیا لہٰذا تم اس مال کو فلاں شخص سے فروخت نہ کرو تو اگر اس کفیل کا اس مال کے ثمن کا ضامن نہ ہونے کے باوجود بھی مکفول لہ نے مال اسی شخص کو فروخت کر دیا تو اب کفیل سے مطالبہ نہیں ہو سکتا۔

(دفعہ 641) جو شخص مالِ مغلوب یا مالِ مستعار کے لوٹانے اور سپردگی کرنے کا کفیل ہوا اور اس نے صاحب مال کو وہ شئی سپرد کر دی ہو تو غاصب یا مستعیر سے اس مال کی منتقلی کی اُجرت لے سکتا ہے۔

دوسری فصل

کفالت بالنفس کے احکام کے بارے میں

(GUARANTEE FOR THE PRODUCTION OF A PARTICULAR PERSON)

(دفعہ 642) کفالت بالنفس کا حکم یہ ہے کہ جس وقت اور جس جگہ کسی شخص کے حاضر کرنے کی کفالت لی ہو اُس وقت اور اُس جگہ پر اُسے حاضر کردے، اگر کفیل (guarantor) نے اُسے حاضر کردیا تو ٹھیک، وگرنہ اِسے اُس شخص کے حاضر کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

تیسری فصل

کفالت بالمال کے احکام کے بارے میں

(GUARANTEE OF PROPERTY)

(دفعہ 643) کفیل(guarantor) ضامن(ad-promiser) کی حیثیت رکھتا ہے۔

(دفعہ 644) طلب کرنے والے کو اختیار ہوتا ہے چاہے تو اصیل(principal debtor) سے مطالبہ کرے اور چاہے تو کفیل سے اور ان میں سے کسی ایک سے مطالبہ کرنا کسی دوسرے سے مطالبہ کرنے کے حق کو ساقط نہیں کرتا ہے اور اسے یہ اختیار ہوتا ہے کہ ایک سے مطالبہ کرنے کے بعد پھر دوسرے سے بھی مطالبہ کرے اور یا پھر دونوں سے بیک وقت مطالبہ کرے۔

(دفعہ 645) اگر کسی شخص نے ایسے کفیل کی کفالت لی جس پر کفالت مالی کی وجہ سے ادائیگی مال کی ذمہ داری لازم ہوتی ہے تو اب طالب کو اختیار ہے جس سے چاہے مطالبہ ادائیگی کرے۔

(دفعہ 646) دو اشخاص بالاشتراک کسی قرض کے بارے میں مدیون ہوئے اور اُن دونوں کا کوئی کفیل(guarantor) ہوا تو اُن میں سے ہر ایک سے مجموعی قرض کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے۔

(دفعہ 647) اگر کسی ایک ہی قرض کے لئے متعدد کفیل ہوں تو اگر ان میں سے ہر ایک نے درجہ بدرجہ کفالت لی (مثلاً پہلے ایک نے پھر دوسرے نے) تو ان میں سے ہر ایک کفیل سے مجموعی قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے لیکن اگر اُنہوں نے ایک ساتھ کفالت لی تو ہر ایک سے اس کے حصے کے مطابق مطالبہ کیا جائے گا اور اگر ان میں سے ہر ایک نے دوسرے شخص پر لازم ہونے والی رقم کی کفالت لی تو اس صورت میں ہر ایک سے مجموعی قرض کی رقم کا مطالبہ ہوسکتا ہے۔

مثلاً کسی شخص پر ایک ہزار روپے قرض کی دوسرے شخص نے کفالت لی پھر اسی رقم (یعنی ایک ہزار روپے) کی کسی دوسرے کفیل نے بھی کفالت لی تو اب قرض خواہ کو یہ اختیار ہوگا کہ تینوں میں سے جس سے چاہے مکمل دین کی ادائیگی کی مطالبہ کرے اور اگر ان کفیلوں نے بیک وقت کفالت لی تو اب اُن سے مقررہ قرض کے نصف (پانچ سو) کا مطالبہ کیا جائے گا لیکن اگر ان دونوں کفیلوں نے مدیون پر لازم ہونے والی رقم (یعنی ایک ہزار روپے) کی کفالت لی تو اب اُن میں سے ہر ایک سے

مکمل قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے۔

(دفعہ 648) اگر کفالت میں یہ شرط کی جائے کہ اصیل (principal debtor) بری الذمہ ہو جائے گا تو اب یہ حوالہ (transfer of debt) ہوگا۔

(دفعہ 649) اگر حوالہ میں محیل (creditor) کے بری الذمہ ہو جانے کی شرط نہ ہو تو یہ کفالت ہوگی۔

پس اگر قرض خواہ نے مقروض سے کہا: میرا جو قرض تمہارے ذمے پر ہے اس کا حوالہ فلاں شخص کو دے دو لیکن بایں شرط کہ تم بھی ضامن رہو گے اور مدیون نے اس طور پر حوالہ کر دیا تو اب قرض خواہ کو یہ حق حاصل ہوگا کہ جس سے چاہے قرض کا مطالبہ کرے (کیونکہ اس صورت میں حوالہ تو ہوا ہی نہیں بلکہ یہ تو کفالت ہوئی)۔

(دفعہ 650) اگر کسی شخص نے مقروض کی کفالت (guarantee) لی بایں طور کہ مقروض کا وہ مال جو کہ کفیل کے پاس رکھا ہوا ہے اس مال سے ادائیگی کر دے گا تو ایسی کفالت جائز ہوگی اور کفیل (guarantor) کو اس مال سے ادائیگی پر مجبور کیا جائے گا اور اگر وہ مال ضائع ہو گیا تو کفیل پر کوئی شئی لازم نہیں ہوگی لیکن اگر کفالت لینے کے بعد اس نے وہ مال مدیون کو واپس کر دیا تو اب یہ ضامن ہوگا (اس بارے میں مزید وضاحت ''باب الحوالہ'' میں عنقریب آ رہی ہے)۔

(دفعہ 651) اگر کسی شخص نے کسی مقروض کی کفالت لی کہ وہ اسے فلاں وقت پر حاضر کر دے گا اور حاضر نہ کر سکا تو اس کے دین کی ادائیگی کر دے گا، لہٰذا اگر اس صورت میں وہ شخص مدیون کو حاضر نہیں کر سکا تو اس شخص کے دین کی ادائیگی اس کفیل پر لازم ہوگی اور اگر کفیل مر گیا تو اگر مقررہ وقت پر اس کفیل کے ورثاء نے مدیون کو حاضر کر دیا یا خود مدیون نے اپنی ذات کو پیش کر دیا تو اب کفیل پر کوئی مالی ضمان نہیں ہوگا لیکن اگر کفیل کے ورثاء نے مدیون کو حاضر نہیں کیا اور نہ ہی وہ مدیون خود حاضر ہوا تو اب اس کفیل کے ترکہ سے قرض کی ادائیگی کی جائے گی اور اگر کفیل نے مدیوں کو حاضر کر دیا لیکن صاحب قرض غائب ہو گیا یا چھپ گیا تو کفیل کو چاہیے کہ حاکم سے رجوع کرے تاکہ قرض خواہ کی جانب سے کوئی وکیل مقرر کر دیا جائے اور اسے سپردگی کر دی جائے۔

(دفعہ 652) کفالت مطلقہ (absolute contract of guarantee) میں اگر اصیل (principal debtor) کے ذمے قرض معجّل ہو تو کفیل کے لئے بھی معجّل ہی ہوگا اور اگر مؤجل ہوا تو کفیل کے لئے بھی مؤجل ہی ہوگا۔

(دفعہ 653) کفالت مقیدہ (restricted contract of guarantee) میں کفیل سے مطالبہ ان اَوصاف و قیود کے ساتھ ہوگا جو کہ کفالت میں موجود ہوں مثلاً معجّل یا مؤجل وغیرہ۔

(دفعہ 654) جیسا کہ کفالت مؤجلہ، ادائیگی قرض کے لئے مدتِ معلومہ کی صورت میں صحیح ہوتی ہے، اسی طرح اگر اس مدتِ مؤجلہ سے زائد پر کفالت لی جائے تو بھی صحیح ہے۔

(دفعہ 655) اگر قرض خواہ نے اصیل (principal debtor) کے لئے قرض کو مؤجل (مؤخر) کردیا تو اب یہ کفیل کے لئے بھی مؤجل ہوگا اور کفیل کے کفیل کے لئے بھی مؤجل ہوگا اور کفیل اول کے لئے ادائیگی میں تاجیل (مہلت)، کفیل ثانی کے لئے بھی تاجیل ہوگی لیکن صرف کفیل کے لئے ادائیگی میں تاجیل، اصیل (مقروض) کے لئے تاجیل نہیں ہوگی۔

(دفعہ 656) ایسا مدیون جس پر ادائیگی قرض مؤجل ہو وہ کسی دوسرے شہر جانا چاہے حالانکہ ابھی مدت ادائیگی نہ آئی ہو (یعنی قرض کی ادائیگی سے قبل وہ شہر سے باہر جاتا ہے) تو ایسی صورت میں قرض خواہ حاکم سے رجوع کرے گا اور اس شخص کا کفیل طلب کرے گا اور اس شخص (مدیون) کو مجبور کیا جائے گا کہ (شہر سے باہر جانے سے قبل) اپنا کفیل مقرر کرے۔

(دفعہ 657) اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا: فلاں شخص کا مجھ پر جو قرض ہے اس کے کفیل بن جاؤ تو اس شخص نے کفالت لے لی اور دین کے بدلے میں کچھ سامان قرض خواہ کو دے دیا اور اب اگر اس نے مدیون (اصیل) سے رجوع کرنے کا ارادہ کیا تو جس دین کی کفالت لی تھی صرف اسے ہی پانے کا مستحق ہوگا اور اس کے رکھوائے ہوئے سامان کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور اگر قرض خواہ نے قرض کی کسی مقدار پر مصالحت کر لی تو رجوع صرف صلح کی مقدار پر ہوگا مجموعی قرض پر نہیں ہوگا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے خالص دراہم کی کفالت لی تھی اور بدلے میں غیر خالص دراہم ادا کئے تو اصیل سے خالص دراہم لئے جائے گے اور اگر غیر خالص دراہم کی کفالت لی تھی اور کفیل نے بدلے میں خالص دراہم ادا کئے تو اصیل سے غیر خالص ہی لئے جائیں گے۔

مثلاً اگر کسی نے ایک ہزار درہم کی کفالت لی اور کفیل نے سامان کے بدلے میں مصالحت کر لی تو اب اصیل سے ایک ہزار درہم ہی لئے جائیں گے اور اگر ایک ہزار قرش کی کفالت لی اور قرض خواہ سے مصالحت کر کے اسے پانچ سو قرش ادا کئے تو اب اصیل سے صرف پانچ سو قرش ہی پائے گا۔

(دفعہ 658) اگر کسی نے عقد معاوضہ کے معاملے میں دوسرے شخص کو دھوکا دیا تو اس دھوکے کے نتیجے میں ہونے والے نقصان کا ذمہ دار دھوکا دینے والا ہی ہوگا۔ مثلاً کسی نے خالی میدان خریدا اور اس میں تعمیر کر دی اب بعد میں اس زمین کا کوئی حقدار نکل آیا تو مشتری ایسی صورت میں بائع سے زمین کی قیمت مع مصارفِ بنالے گا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک بچہ کے بارے میں اہل بازار سے کہا:

یہ میرا بیٹا ہے تم اسے سامان دے دیا کریں کیونکہ میں نے اسے تجارت کی اجازت دے رکھی ہے پھر اس کے بعد اگر وہ بچہ اس شخص کا نہ ہوا تو اہل بازار کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ اس شخص سے اپنے بیچے ہوئے سامان کی قیمت طلب کریں۔

تیسرا باب

کفالت سے بری الذمہ ہونے کے بارے میں

(RELEASE FROM THE CONTRACT OF GUARANTEE)

اِس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل

بعض عمومی ضوابط کے بارے میں

(GENERAL LAWS)

(دفعہ 659) اگر اصیل (principal debtor) یا کفیل کی (guarantor) جانب سے مکفول بہ (جس شے کی کفالت لے لی گئی ہو) مکفول لہ (قرض خواہ) کے سپرد کر دی جائے تو کفیل کفالت سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

(دفعہ 660) اگر مکفول لہ یوں کہہ دے: میں نے کفیل کو بری الذمہ کر دیا، یا کفیل سے مجھے کچھ نہیں لینا تو کفیل بری الذمہ ہو جائے گا۔

(دفعہ 661) کفیل کے بری الذمہ ہو جانے سے اصیل (principal debtor) کا بری الذمہ ہونا لازم نہیں آتا۔

(دفعہ 662) اصیل کے بری الذمہ ہو جانے سے کفیل بھی بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

دوسری فصل

کفالت بالنفس سے بری الذمہ ہونے کے بارے میں

(RELEASE FROM A CONTRACT OF GUARANTEE TO PRODUCE A PARTICULAR PERSON)

(دفعہ 663) اگر کفیل نے مکفول بہ (جس شخص سے کفالت لی گئی ہو) کو کسی ایسے مقام پر مکفول لہ کے سپرد کیا جہاں اس کے لئے مخاصمت ممکن تھی جیسا کہ شہر یا قصبہ وغیرہ تو کفیل کفالت سے بری الذمہ ہو جائے گا چاہے مکفول لہ اس کی سپردگی کو قبول کرے یا نہ کرے۔

لیکن اگر کفالت میں یہ شرط مقرر تھی کہ مخصوص شہر میں سپردگی کرے تو اب کسی دوسرے شہر میں سپردگی کر دینے سے وہ بری الذمہ نہیں ہوگا اور اگر کفالت میں شرط کی گئی تھی کہ حاکم کی مجلس میں سپرد کرے گا مگر اس نے راستے ہی میں سپردگی کر دی تو کفالت سے بری الذمہ نہیں ہوگا لیکن اگر امیر کی موجودگی میں سپردگی کر دی تو بری الذمہ ہو جائے گا۔

(دفعہ 664) طلب کرنے کی صورت میں مکفول بہ کی سپردگی کرتے ہی کفیل بری الذمہ ہو جاتا ہے لیکن اگر بغیر طلب سپردگی کر دی تو اس وقت تک کفیل بری الذمہ نہیں ہوگا جب تک کہ وہ یوں نہ کہہ دے کہ میں نے اسے کفالۃً سپرد کیا۔

(دفعہ 665) اگر کفالت لی کہ فلاں دن سپردگی کروں گا مگر اس دن سے قبل ہی مکفول بہ کی سپردگی کر دی تو کفیل اپنی کفالت سے بری الذمہ ہو جائے گا چاہے مکفول لہ اسے قبول کرے یا نہ کرے۔

(دفعہ 666) اگر مکفول بہ مر جائے تو کفیل بھی بری الذمہ ہو جاتا ہے اور کفیل کا کفیل بھی۔

اسی طرح اگر کفیل مر جائے تو جس طرح سے یہ مرنے والا کفیل بری الذمہ ہو جاتا ہے اسی طرح سے اس کفیل کا کفیل بھی بری الذمہ ہو جاتا ہے لیکن اگر مکفول لہ مر جائے تو اس صورت میں کفیل اپنی کفالت سے بری الذمہ نہیں ہوگا اور اس مکفول لہ کے ورثاء کفیل سے اس کے مطالبہ کا حق رکھتے ہیں۔

تیسری فصل

کفالت بالمال میں بری الذمہ ہونے کے بارے میں

(RELEASE FROM A CONTRACT OF GUARANTEE OF PROPERTY)

(دفعہ 667) اگر قرض خواہ کا انتقال ہو گیا اور مدیون (مقروض) کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا وارث نہیں ہے تو ایسی صورت میں کفیل (guarantor) کفالت مال سے بری الذمہ ہو جائے گا لیکن اگر قرض خواہ کے اور بھی وارث ہیں تو مدیون کے حصہ تک کی کفالت ختم ہو جائے گی لیکن بقیہ ورثا کے حصوں کی کفالت باقی رہے گی۔

(دفعہ 668) اگر اصیل (principal debtor) یا کفیل (guarantor) نے قرض خواہ سے قرض کے ایک مقررہ حصہ پر مصالحت کر لی تو اس صورت میں اگر شرط دونوں کے یا صرف اصیل کے بری الذمہ ہونے کی تھی یا کوئی شرط ہی نہیں تھی (تو ایسی صورت میں کفیل بری الذمہ ہو جائے گا) اور اگر صرف کفیل کے بری الذمہ ہونے کی شرط تھی تو صرف کفیل ہی بری الذمہ ہوگا اور اس صورت میں قرض خواہ کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو اصیل سے ہی مکمل قرض حاصل کرے یا پھر جس قدر مصالحت میں مقرر ہوا ہوا تنا کفیل سے اور بقیہ اصیل سے حاصل کرے۔

(دفعہ 669) اگر کفیل (guarantor) نے کفالت مال میں کوئی حوالہ دیا اور مکفول لہ اور محال علیہ (جس شخص کو حوالے میں دیا گیا ہو) دونوں بھی قبول کر لیں تو ایسی صورت میں اصیل اور کفیل دونوں بری الذمہ ہو جائیں گے۔

(دفعہ 670) اگر کفیل بالمال (guarantor of property) کا انتقال ہو جائے تو اس کے ترکہ میں سے مطالبہ ادائیگی پورا کیا جائے گا۔

(دفعہ 671) ایسا کفیل (guarantor) جس کے ذمہ کسی مبیع (commodity) کے ثمن (price) کی کفالت ہو تو بیع کے فسخ ہو جانے یا مبیع کے مستحق نکل آنے یا عیب کی وجہ سے واپس ہو جانے سے کفیل اپنی کفالت سے بری الذمہ ہو جائے گا۔

(دفعہ 672) اگر کوئی مال معینہ مدت کیلئے اِجارہ پر لیا گیا اور کوئی شخص اِس بدلِ اجارہ کا کفیل ہوا تو اِجارہ کی مقررہ مدت ختم ہونے پر کفیل اپنی کفالت سے بری الذمہ ہو جائے گا اور اگر اسی مال پر جدید اجارہ کیا گیا تو یہ کفالت اسے شامل نہیں ہوگی۔

" اس کتاب کو ابتدائے ربیع الاول "1287 ھ" میں تحریر کیا گیا "

[محقق مجلّہ ہذا، بسام عبدالوہاب کی تحقیق کے مطابق یہ تاریخ "جون ۱۸۷۰ء" کے موافق ہے]

چوتھی کتاب

حوالہ کے بارے میں

(TRANSFER OF DEBT)

اِس کتاب میں ایک مقدمہ اور دو باب ہیں

مُقَدِّمَہ

حوالہ سے متعلق فقہی اصطلاحات کے بارے میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE RELATING TO

TRANSFER OF DEBT)

(دفعہ 673) **حوالہ**(transfer of debt): دَین debt کو ایک شخص کے ذمہ سے دوسرے شخص کے ذمہ منتقل کر دینا۔

(دفعہ 674) **مُحِیْلٌ**(debtor): ایسا مدیون (مقروض) جس نے حوالہ کیا ہو۔

(دفعہ 675) **مُحَال لَهُ** (creditor): صاحب قرض۔

(دفعہ 676) **مُحَال عَلَيْه** (transferee): ایسا شخص جس نے اپنی ذات پر حوالہ کو قبول کیا (یعنی حوالہ کا ذمہ لیا ہو)۔

(دفعہ 677) **مُحَال بِه**(transferred property): ایسا مال جس کا حوالہ کیا گیا ہو۔

(دفعہ 678) **حوالۂ مقیدہ**(restricted transfer of debt): ایسا حوالہ جس میں یہ قید مقرر کی گئی ہو کہ محال علیہ اس مال میں سے قرض کی ادائیگی کرے گا جو محیل کا مال ہے اور محال علیہ کے ذمہ یا اس کے قبضہ میں ہے۔

(دفعہ 679) **حوالہ مطلقہ**(absolute transfer of debt): ایسا حوالہ جس میں محیل کے مال سے ادائیگی کی قید مقرر نہ کی گئی ہو۔

پہلا باب

عقد حوالہ کے بارے میں

(THE CONTRACT OF TRANSFER OF DEBT)

اِس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل

ارکانِ حوالہ کے بیان میں

(THE FUNDAMENTAL BASIS OF A TRANSFER OF DEBT)

(دفعہ 680) اگر محیل (مدیون، مقروض) نے قرض خواہ (creditor) سے کہا: میں نے اِس قرض کا فلاں شخص پر حوالہ کیا تو قرض خواہ اور جس شخص کا حوالہ کیا جا رہا ہو، اُن دونوں نے قبول بھی کر لیا تو معاملہ حوالہ منعقد ہو جائے گا۔

(دفعہ 681) عقد حوالہ صرف محال لہ (creditor) اور محال علیہ (transferee) کے درمیان بھی صحیح ہے۔

مثلاً کسی شخص نے دوسرے شخص سے یوں کہا: میرا فلاں شخص پر اتنے قرش قرض موجود ہے آپ اس قرض کا حوالہ قبول کر لو تو دوسرے شخص نے کہا: میں نے قبول کیا، یا کسی شخص نے قرض خواہ سے کہا: فلاں جو تمہارا اتنے قرش کا قرض دار ہے میں اس قرض کا حوالہ قبول کرتا ہوں، پس صاحب قرض نے اسے قبول کر لیا تو اِن دونوں صورتوں میں حوالہ صحیح ہوگا حتی کہ اِن دونوں صورتوں میں اگر محال علیہ (جس نے حوالہ کی ذمہ داری خود پر لی ہو) بعد میں پچھتایا تو اِس کی یہ ندامت قابل قبول نہیں ہوگی۔

(دفعہ 682) ایسا حوالہ جو صرف محیل (مقروض) اور محال لہ (صاحب قرض) کے درمیان ہوا ہو اور معاملہ ہو چکنے کے بعد محال علیہ (transferee) کو اس کی خبر ہوئی پس اگر ایسی صورت میں محال علیہ نے اسے قبول کر لیا تو حوالہ صحیح و مکمل ہو جائے گا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے (یعنی محیل نے) اپنے قرض خواہ (محال لہ) کو ایسے شخص کا حوالہ دیا جو کہ دوسرے شہر میں ہے تو اس معاملے کی محال علیہ کو خبر ملنے کے بعد اگر محال علیہ نے اسے قبول کر لیا تو حوالہ مکمل ہو جائے گا۔

(دفعہ 683) ایسا حوالہ (transfer of debt) جو کہ محیل (مدیون) اور محال علیہ (transferee) کے درمیان ہوا ہو تو یہ منعقد ہو جاتا ہے لیکن محال لہ (creditor) کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔

مثلاً کسی شخص نے دوسرے شخص سے کہا: فلاں شخص کا مجھ پر جو قرض موجود ہے، تم اس کا حوالہ لے لو اور محال علیہ (transferee) نے اِسے قبول کر لیا تو ایسا معاملہ حوالہ منعقد ہو جائے گا لیکن محال لہ کی اجازت پر موقوف ہوگا اگر محال لہ (creditor) نے بھی اسے قبول کر لیا تو یہ حوالہ نافذ ہو جائے گا۔

دوسری فصل

حوالہ کی شرائط کے بیان میں

(CONDITIONS RELATING TO TRANSFER OF DEBT)

(دفعہ 684) حوالہ کے منعقد ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ محیل (debtor) اور محال لہ (creditor) دونوں عاقل ہوں اور محال علیہ (transferee) عاقل اور بالغ بھی ہو۔ اسی وجہ سے اگر کوئی ایسا بچہ جو صاحب تمیز نہ ہو وہ اگر کسی شخص کو قرض کا حوالہ کرے یا خود حوالہ قبول کرے تو ایسا حوالہ باطل ہوگا اور اسی طرح ایسا بچہ جو کہ صاحب تمیز ہو یا نہ ہو، ماذون (اجازت یافتہ) ہو یا نہ ہو اگر وہ اپنی ذات پر حوالہ قبول کرے تو وہ حوالہ باطل ہوگا۔

(دفعہ 685) حوالہ کے نافذ العمل (executory) ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ محیل اور محال لہ بالغ ہوں۔

اسی لئے کسی صاحب تمیز بچہ کا حوالہ کرنا، یا اپنے پر حوالہ کو قبول کرنا اِس کے ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا اگر اس کے ولی نے اجازت دے دی تو حوالہ نافذ ہو جائے گا اور اپنے پر حوالہ قبول کرنے کی صورت میں محال علیہ (transferee) کا غنی ہونا بھی شرط ہے یعنی محیل (debtor) سے زیادہ غنی ہونا ضروری ہے اگر چہ اس بچہ کے ولی نے اجازت بھی دے دی ہو (لیکن اگر وہ بچہ محیل سے زیادہ غنی نہ ہو تو یہ حوالہ نافذ نہیں ہوگا چاہے ولی اجازت دے بھی دے)۔

(دفعہ 686) یہ شرط نہیں ہے کہ محال علیہ (transferee) محیل (debtor) کا مقروض بھی ہو اگر چہ محیل کا محال علیہ پر کوئی قرض نہ بھی ہو پھر بھی حوالہ صحیح ہوگا۔

(دفعہ 687) ایسے تمام قرض (debts) جس میں کفالت (guarantee) صحیح نہ ہو اس میں حوالہ بھی صحیح نہ ہوگا۔

(دفعہ 688) ایسے تمام قرض جن میں کفالت صحیح ہوتی ہے ان میں حوالہ بھی صحیح ہوگا لیکن یہ لازمی ہے کہ محال بہ (جس مال کا حوالہ کیا گیا ہے) معلوم ہو، اسی لئے غیر معلوم قرض کا حوالہ صحیح نہیں ہوگا۔ مثلاً کسی شخص نے دوسرے سے یوں کہا: فلاں شخص کے ذمہ تمہارا جو قرضہ ثابت ہو میں اس کا حوالہ قبول کرتا ہوں تو ایسا حوالہ صحیح نہیں ہوگا (جبکہ ایسی کفالت درست ہوگی)۔

(دفعہ 689) جس طرح سے ایسا قرض جو کسی شخص کے ذمہ اصلاً لازم ہوا ہو، اُس کا حوالہ صحیح ہے، اسی طرح سے کفالت یا حوالہ کے ذریعہ لازم ہونے والے قرضہ کا حوالہ بھی صحیح ہے۔

دوسرا باب

حوالہ کے احکام کے بارے میں

(EFFECT OF A CONTRACT FOR THE TRANSFER OF DEBT)

(دفعہ 690) حوالہ کا حکم یہ ہے کہ محیل (debtor) قرض سے اور اگر اس کا کوئی کفیل (guarantor) ہو تو وہ اس کی کفالت (guarantee) سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اور محال لہ (creditor) کو محال علیہ (transferee) سے اس قرض کے مطالبہ کا حق حاصل ہو جاتا ہے اور اگر مرتھن (pledgee) نے راہن (pledgor) پر حوالہ کیا تو اس معاملہ کے بعد مرتھن کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ مال مرہونہ کو اپنے پاس روکے رکھے۔

(دفعہ 691) اگر محیل نے حوالہ مطلقہ کیا اور محیل کا محال علیہ (transferee) پر کوئی قرض بھی نہیں ہے تو ایسی صورت میں محال علیہ ادائیگی کرنے کے بعد محیل سے مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر محیل کا محال علیہ پر کوئی قرض تھا تو اب یہ ادائیگی اسی قرض میں شمار کی جائے گی۔

(دفعہ 692) حوالہ مقیدہ (restricted transfer of debt) کی صورت میں محیل کو محال بہ کے مطالبہ کا حق ختم ہو جاتا ہے اور حوالہ مقیدہ کے بعد محال علیہ کو بھی اس بات کا اختیار نہیں ہوتا ہے کہ وہ محال بہ کی محیل کو ادائیگی کرے اور اگر محال علیہ نے محال بہ (مالِ حوالہ) محیل کو دے دیا تو اب محال علیہ پر ضمان ہوگا اور ضمان کو ادا کرنے کے بعد محال علیہ محیل سے اس ضمان کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر اس ضمان کی ادائیگی سے پہلے ہی محیل کا انتقال ہو گیا اور محیل پر قرض کی مقدار اس کے ترکہ سے بھی زائد ہے تو دیگر قرض خواہوں کو محال بہ میں مداخلت کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 693) اگر حوالہ مقیدہ (restricted transfer of debt) بایں صورت ہو کہ مبیع کی قیمت جو مشتری پر لازم ہے وہ اُسے بائع (کے حوالے میں) ادا کر دے (اور پھر بائع کے قرضِ حوالہ میں ادائیگی رقم کے بعد) مبیع سپردگی سے قبل ہی ہلاک ہو جائے یا قیمت ہی لازم نہ رہے یا خیارِ شرط، خیارِ رؤیت یا خیارِ عیب یا اقالۂ بیع کی وجہ سے مبیع واپس ہو جائے تو اِن کی وجہ سے ''حوالہ مقیدہ'' باطل نہیں ہوگا اور محال علیہ ادائیگی کے بعد محیل سے اسے لے لے گا یعنی اس نے جو کچھ محال لہ کو محیل کی جانب

سے ادا کیا ہوگا اسے محیل (debtor) سے لے لے گا لیکن اگر اس صورت میں محال علیہ کی محیل کے قرض سے برأت والا تعلق ظاہر ہوگئی اس طرح کہ مبیع کا کوئی حق دار نکل آیا اور اس نے مبیع کو لے لیا (تو اب چونکہ محال علیہ پر محیل کا کوئی قرض ہی باقی نہیں رہا کیونکہ قرض تو مبیع کی قیمت کی وجہ سے تھا اور جب مبیع ہی فروخت نہ ہوئی تو قرض کہاں رہا) تو اب حوالہ باطل ہوجائے گا۔

(دفعہ 694) اگر حوالہ مقیدہ بایں صورت ہو کہ محال علیہ کے پاس محیل کا جو مال بطورِ امانت رکھا ہے اس میں سے ادائیگی کی جائے گی لیکن اسی اثناء میں اس مالِ امانت کا کوئی حق دار ظاہر ہوگیا اور وہ مال لے گیا تو حوالہ باطل ہوجائے گا اور قرض دوبارہ محیل (debtor) پر لوٹ آئے گا۔

(دفعہ 695) اگر حوالہ مقیدہ بایں صورت ہو کہ محال علیہ کے پاس محیل کا جو مال موجود ہے اس سے ادائیگی کی جائے گی لیکن وہ مال ضائع ہوگیا پس اگر وہ مال ضمانت والا نہیں تو حوالہ باطل ہوجائے گا اور قرض دوبارہ محیل پر لوٹ جائے گا اور اگر وہ مال ضمانت والا تھا تو حوالہ باطل نہیں ہوگا۔

مثلاً ایک شخص نے حوالہ کیا کہ اس کے جو درہم محال علیہ (transferee) کے پاس امانۃً موجود ہیں اس سے حوالہ کردے پھر وہ درہم ادائیگی سے قبل ہی بلا ارادہ ضائع ہوگئے تو اب حوالہ باطل ہوجائے گا (کیونکہ امانت رکھا ہوا مال اگر بلا قصد و ارادہ ضائع ہوجائے تو اس پر ضمان نہیں ہوتا، لہٰذا ایسی صورت میں وہ مالِ ضمانت نہیں ہوا تو حوالہ باطل ہوجائے گا) اور قرض دوبارہ محیل (debtor) پر لوٹ آئے گا اور اگر وہ دراہم غصب کئے ہوئے تھے یا اس شرط پر رکھوائے تھے کہ ضائع ہونے کی صورت میں وہ ضامن ہوگا تو اب وہ حوالہ باطل نہیں ہوگا۔

(دفعہ 696) اگر کسی شخص نے بایں صورت حوالہ کیا کہ محال علیہ محیل (debtor) کے معینہ مال کو فروخت کرے اور حاصل ہونے والی قیمت سے قرض کی ادائیگی کردے اور محال علیہ نے اس شرط کے ساتھ حوالہ قبول کرلیا تو حوالہ صحیح ہوگا اور محال علیہ کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ محیل کے اس معینہ مال کو فروخت کرے اور اس سے قرض کی ادائیگی کرے۔

(دفعہ 697) اگر حوالہ مبہم ہو یعنی اس میں محال بہ کی ادائیگی کی تعجیل یا تاخیر بیان نہیں کی گئی ہو تو اگر ایسی صورت میں محیل پر قرض معجّل تھا تو یہ حوالہ معجّل ہوگا اور محال علیہ (transferee) پر فی الفور اس کی ادائیگی لازم ہوگی اور اگر محیل پر قرض مؤجل تھا تو یہ حوالہ مؤجل ہوگیا اور مقررہ وقت آنے پر ادائیگی لازم ہوگی۔

(دفعہ 698) محال علیہ (transferee) کو اس بات کا اختیار نہیں ہوتا کہ وہ قرض کی ادائیگی سے قبل ہی محیل (debtor) سے مطالبہ کرے اور بعد ادائیگی بھی صرف محال بہ کا ہی مطالبہ کرسکتا ہے یعنی محیل سے مثلاً اسی جنس کے درہم پائے گا جس کا حوالہ کیا گیا ہے وہ نہیں پائے گا جسے اس نے ادا کیا ہے۔

مثلاً کسی نے چاندی کے قرض (Silver money) کا حوالہ کیا لیکن محال علیہ نے سونا (gold) ادا کردیا تو اب یہ محیل سے چاندی ہی طلب کرے گا، یہ نہیں ہوسکتا کہ اس سے سونا طلب کرے، اس طرح اگر اس نے (چاندی کے قرض کے حوالے میں) مال یا دیگر اشیاء ادا کردی تو محیل سے اس کے بدلے میں صرف چاندی ہی پائے گا۔

(دفعہ 699) جس طرح سے محال علیہ (transferee) محال بہ کی ادائیگی کرکے یا کسی دوسرے پر حوالہ کرکے یا محال لہ کے معاف کردینے کی صورت میں بری الذمہ ہوجاتا ہے، اسی طرح اگر محال لہ (creditor) محال بہ اسے ہبہ کردے یا اس پر صدقہ کردے اور محال علیہ قبول کرلے تو بھی محال علیہ بری الذمہ ہوجاتا ہے۔

(دفعہ 700) اگر محال لہ (creditor) مرجائے اور محال علیہ (transferee) اس کا وارث (heir) بن جائے تو حوالے کا حکم باقی نہیں رہتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پانچویں کتاب

رہن کے بارے میں

(PLEDGES)

اِس کتاب میں ایک مقدمہ اور چار باب ہیں

مُقَدِّمَہ

رہن سے متعلق فقہی اصطلاحات کے بارے میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE RELATING TO PLEDGES)

(دفعہ 701) **رہن(pledge)**: کسی مال کو ایسے کسی حق کے مقابلے میں روکے رکھنا جس حق کی ادائیگی اس مال سے ممکن و مکمل ہو سکے اور ایسے مال کو ''مالِ مرہون''(pledged) یا ''مالِ رہن''(given in pledge) کہتے ہیں۔

(دفعہ 702) **اِرتھان(taking on pledge)**: رہن پر لینا۔

(دفعہ 703) **راہن(pledgor)**: جو مال رہن پر دے۔

(دفعہ 704) **مُرْتَهِنٌ (pledgee)**: جو مال رہن پر لے۔

(دفعہ 705) **عدل(bailee)**: ایسا شخص جسے راہن(pledgor) اور مرتھن(pledgee) نے امین قرار دے کر مال اس کے سپرد کر دیا ہو۔

پہلا باب

عقد رہن سے متعلقہ مسائل کے بیان میں

(MATTERS RELATING TO THE CONTRACT OF PLEDGE)

اِس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل

رکن رہن سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(FUNDAMENTAL BASIS OF THE CONTRACT OF PLEDGE)

(دفعہ 706) عقد رہن(contract of pledge) اگرچہ راہن(pledgor) و مرتھن(pledgee) کے ایجاب و قبول(offer and acceptance) سے منعقد ہو جاتا ہے لیکن جب تک (مالِ مرہونہ پر) قبضہ نہ ہو یہ عقد مکمل و لازم نہیں ہوتا۔ اسی لئے راہن کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ سپردگی سے قبل اپنے رہن سے رجوع کرے۔

(دفعہ 707) رہن میں ایجاب وقبول اس طرح سے ہے کہ راہن کہے:"رَهَنْتُكَ هَذَاالشَّيْءَ فِيْ مُقَابَلَةِ دَيْنِيْ" (میں اپنے قرض کے بدے میں یہ شئی رہن کرتا ہوں) یا اسی طرح کے کوئی اور الفاظ کہے اور مرتھن کہے: قَبِلْتُ (میں نے قبول کیا)، رَضِيْتُ (میں راضی ہوا) یا اسی طرح کے الفاظ کہے جو کہ رضامندی پر دلالت کرتے ہوں اور عقد رہن کے لئے لفظ رہن کا بیان کیا جانا ضروری نہیں ہے۔

مثلاً کسی شخص نے کوئی شئی خریدی اور بائع کو کوئی مال دیا اور اس سے کہا اس مال کو تم اپنے پاس رکھو جب تک کہ میں تمہیں مبیع کی قیمت ادا نہ کردوں تو اب یہ مال بھی رہن ہوگا۔

دوسری فصل

انعقادِ رہن کے شرائط کے بارے میں

(CONDITIONS INCIDENTAL TO A CONTRACT OF PLEDGE)

(دفعہ 708) رہن میں یہ شرط ہے کہ راہن(pledgor) اور مرتھن(pledgee) دونوں عاقل ہوں لیکن یہ شرط نہیں ہے کہ دونوں بالغ بھی ہوں۔اسی لئے صاحب تمیز بچہ کا رہن کرنا اور رہن پر لینا جائز ہے۔

(دفعہ 709) مرہون (وہ مال جسے رہن پر رکھوایا جائے) کے لئے شرط ہے کہ وہ قابل بیع ہو۔اسی لئے لازمی ہے کہ وہ موجود ہو، مالِ متقوم ہو اور بوقت رہن قابل سپردگی ہو۔

(دفعہ 710) یہ شرط ہے کہ رہن کے مقابل مالِ مضمون (ضمانت والا مال) ہو۔اسی لئے مالِ غصب کے مقابلے میں رہن جائز ہوگا اور مالِ امانت کے مقابلے میں رہن صحیح نہیں ہوگا۔

تیسری فصل

رہن سے متصل اشیاء میں زیادتی اور عقد رہن کے بعد رہن میں تبدیلی واضافہ

(MATTERS ATTACHED TO THE PLEDGE, CHANGE AND INCREASE)

(دفعہ 711) جس طرح مشتملاتِ بیع بلا ذکر ہی بیع میں داخل ہوتے ہیں اُسی طرح رہن میں بھی مشتملاتِ رہن اس میں داخل وشامل ہوتے ہیں جیسا کہ اگر کسی نے زمین رہن کی تو اس رہن میں اس زمین کے پودے، پھل اور تمام بوئی ہوئی اشیاء و فصلیں شامل ہوں گی اگرچہ اس نے ان چیزوں کی صراحت نہ کی ہو۔

(دفعہ 712) مالِ رہن (pledged goods) کی دوسرے مالِ رہن سے تبدیلی جائز ہے۔

مثلاً کسی شخص نے مقررہ درہم قرض کی مقدار کے بدلے میں گھڑی رہن کی پھر بعد میں وہ شخص تلوار لایا اور کہا: گھڑی کے بدلے میں یہ تلوار رکھ لو اور مرتھن (pledgee) نے تلوار لے لی اور گھڑی واپس کردی تو اب یہ تلوار اس قرض کے بدلے میں رہن ہوگی۔

(دفعہ 713) عقد کے بعد اگر راہن (pledgor) مالِ مرہون میں کوئی زیادتی کرے تو جائز ہے، یعنی صحیح ہوگا کہ راہن مالِ مرہونہ میں مزید کسی اور شئی کو بھی شامل کرکے رہن کرے تو اب وہ سابقہ عقد برقرار رہے گا اور یہ زیادتی واضافہ اسی اصل عقد سے ملحق ہوجائے گا یعنی گویا کہ اب عقد رہن ابتداً ہی ان دونوں مالوں پر ہوا تھا اور ان دونوں مالوں کا مجموعہ زیادتی کے وقت موجود قرض کے مقابلے میں رہن ہوگا۔

(دفعہ 714) اگر کسی مال کو معینہ قرض کے مقابلے میں رہن کیا اور اس کے بعد اسی رہن کے مقابلے اور مزید قرض کا اضافہ کردیا تو صحیح ہے۔

مثلاً کسی شخص نے گھڑی کو ہزار قرش کے مقابلے میں رہن کیا اور اس گھڑی کی قیمت دو ہزار قرش تھی پھر اس نے اسی رہن کے بدلے میں قرض خواہ سے مزید پانچ سو قرش لے لئے تو اب وہ گھڑی پندرہ سو قرش کے مقابلے میں رہن ہوگی۔

(دفعہ 715) اگر رہن شدہ مال میں کوئی اضافہ ہوا تو وہ بھی اصل رہن (original pledge) میں شامل ہوگا۔

دوسرا باب

راہن اور مرتھن سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(PLEDGOR AND PLEDGEE)

(دفعہ 716) مرتھن (pledgee) کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ اکیلے ہی رہن کو فسخ کردے۔

(دفعہ 717) راہن (pledgor) کو یہ اختیار نہیں ہوتا ہے کہ وہ مرتھن (pledgee) کی رضامندی کے بغیر عقد رہن کو فسخ کردے۔

(دفعہ 718) راہن (pledgor) و مرتھن (pledgee) کو اس بات کا اختیار ہے کہ باہمی رضامندی سے عقد رہن کو فسخ کردیں لیکن مرتھن کو یہ بھی اختیار ہوتا ہے کہ وہ فسخ کے بعد مالِ مرہونہ کو اپنے پاس اس وقت تک روکے رکھے جب تک کہ اسے اپنا مکمل قرضہ نہ مل جائے۔

(دفعہ 719) اگر مکفول عنہ (principal debtor) اپنے کفیل (guarantor) کے پاس کوئی شئی رہن (pledge) کرے تو یہ جائز ہے۔

(دفعہ 720) اگر دو اشخاص قرض خواہ ہوں تو یہ جائز ہے کہ وہ مدیون سے مشترکہ طور پر کوئی رہن (pledge) لیں، اب چاہے وہ دونوں قرض میں مشترک ہوں یا الگ الگ نیز اب یہ رہن مجموعی قرض کے مقابلے میں ہوگا۔

(دفعہ 721) قرض خواہ (creditor) کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے دو قرض داروں سے کوئی ایک شئی رہن لے لے اور اب یہ شئی دونوں کے مجموعی قرض کے مقابلے میں رہن ہوگی۔

تیسرا باب

مالِ مرہون سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(THE PLEDGE)

اِس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل

مالِ مرہون کی حفاظت اور اِس کے مصارف کے بارے میں

(PRESERVATION OF THE PLEDGE AND EXPENSES CONNECTED THEREWITH)

(دفعہ 722) مرتہن (pledgee) پر لازمی ہے کہ وہ مالِ مرہون کی بذاتِ خود حفاظت کرے یا پھر اپنے قابل بھروسہ لوگوں کے ذریعے سے اس کی حفاظت کروائے، مثلاً اہل وعیال، شریک وخادم وغیرہ۔

(دفعہ 723) مالِ مرہون کی حفاظت کے لئے ہونے والے مصارف مرتہن (pledgee) کے ذمے ہوں گے، مثلاً جگہ کا کرایہ، چوکیدار وغیرہ کی اُجرت۔

(دفعہ 724) مالِ مرہون اگر جانور ہے تو اس کا چارہ اور چرواہے کی اُجرت راہن (pledgor) کے ذمہ ہوگی اور اگر جائیداد غیر منقولہ ہے تو اس کی مرمت، باربانی، صفائی ستھرائی اور وہ جملہ مصارف جو اس کو قابل انتفاع اور باقی رکھنے کے سلسلے میں عائد ہوں گے وہ سب راہن کے ذمہ ہوں گے۔

(دفعہ 725) راہن (pledgor) و مرتہن (pledgee) میں سے جس کسی نے بھی رہن میں کوئی ایسا تصرف و اضافہ کیا جس میں دوسرے فریق کی اجازت شامل نہ تھی تو اسے بطور احسان سمجھا جائے گا۔ اسی لئے دوسرے فریق سے اس کے بارے میں مطالبہ نہیں ہوسکتا ہے۔

دوسری فصل

عاریۃً لی ہوئی اشیاء کا رہن کرنا

(PLEDGE OF BORROWED ARTICLES)

(دفعہ 726) یہ جائز ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے سے کوئی شئی ''مستعار''(borrowed) لے اور پھر اس کی اجازت سے اس شئی کو رہن کر دے اور اسے ''رہن مستعار''(pledge of a borrowed article) کہا جائے گا۔

(دفعہ 727) اگر صاحب مال نے مطلقاً اجازت(unconditionally permission) دی ہو تو مُستَعِیر (borrower) کو یہ اختیار ہے کہ اسے جس طرح چاہے رہن کرے۔

(دفعہ 728) اگر صاحب مال نے مقیداً اِجازت(conditionally permission) دی ہو بایں طور کہ اسے اتنے درہم کے مقابلے میں یا فلاں جنس کے مال کے مقابلے میں یا فلاں شخص کے پاس یا فلاں شہر میں رہن کرے تو مستعیر (borrower) کو اسی قید و شرط کے ساتھ رہن کرنے کا اختیار ہوگا۔

چوتھا باب

رہن کے احکام کے بارے میں

(FUNDAMENTAL RULES RELATING TO A PLEDGE)

اِس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل

رہن کے عمومی احکام کے بارے میں

(GENERAL RULES RELATING TO A PLEDGE)

(دفعہ 729) رہن کا حکم یہ ہے کہ مرتھن (pledgee) مالِ مرہون کو اس وقت تک اپنے پاس روکے رکھے جب تک راہن (pledgor) اسے چھڑا نہ لے اور اگر راہن کی وفات ہو جائے تو مرتھن دیگر قرض خواہوں سے زیادہ حق دار ہے کہ مالِ مرہون سے اپنے قرضہ کو مکمل حاصل کرے۔

(دفعہ 730) رہن کی وجہ سے مرتھن (pledgee) کو اپنے قرض کے مطالبے کا حق ختم نہیں ہوتا بلکہ رہن پر قبضہ کے بعد بھی مرتھن کو اپنے قرضہ کے مطالبہ کا اختیار رہتا ہے۔

(دفعہ 731) اگر قرض کی کچھ مقدار ادا کر دی جائے تو یہ لازم نہیں ہوتا کہ اتنے حصے کے مقابلے کا رہن بھی مرتھن (pledgee) واپس کر دے بلکہ مرتھن کو یہ اختیار رہتا ہے کہ جب تک مکمل قرض نہ مل جائے اس وقت تک مکمل مالِ مرہون کو اپنے پاس روکے رکھے لیکن اگر مالِ مرہون دو اشیاء تھیں اور ان میں سے ہر ایک کی قرض کے معینہ حصے کے بدلے میں رہن ہونے کی صراحت کر دی گئی تھی تو جب ان میں سے کسی ایک کے مقابلے میں معین کردہ مقدارِ قرض ادا کر دی جائے تو راہن (pledgor) اسی شئی کو واپس لے سکتا ہے (جس کے مقابلے میں ادائیگی ہو چکی ہے)۔

(دفعہ 732) رہن مستعار (pledge of a borrowed article) میں اصل مالک کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ راہنِ مستعیر (عاریت پر لی ہوئی شئی کو آگے رہن پر رکھوانے والے شخص) سے اپنے مال کی واپسی وسپردگی کا مطالبہ کرے اور اگر راہن مستعیر غربت کی وجہ سے قرض کی ادائیگی سے عاجز ہو تو اصل مالک کو یہ اختیار ہے کہ اس قرض کو ادا کرے اپنے مال کو رہن سے آزاد کرے اور بعد میں اس ادا شدہ رقم کا راہن مستعیر سے مطالبہ کرے۔

(دفعہ 733) راہن (pledgor) ومرتھن (pledgee) دونوں کے مرجانے سے بھی رہن (pledge) باطل نہیں ہوگا۔

(دفعہ 734) اگر راہن (pledgor) مر جائے تو اگر اس کے ورثاء (heirs) بڑے (بالغ) ہیں تو یہ ورثا اس کے قائم مقام ہوں گے اور ان پر ترکہ میں سے قرض کی ادائیگی کر کے رہن کو چھڑانا لازمی ہوگا اور اگر چھوٹے (نابالغ) ہیں یا بالغ تو ہیں مگر شہر میں موجود نہیں یا کسی دور دراز جگہ پر ہیں تو ان کا وصی مرتھن کی اجازت سے مالِ مرہون کو فروخت کرے گا اور اس کی قیمت سے اس کا قرض ادا کرے گا۔

(دفعہ 735) معیر (lender) کو اس بات کا اختیار نہیں ہوگا کہ وہ مرتھن (pledgee) سے رہن مستعار کے مقابلے میں موجود قرض کی ادائیگی کئے بغیر مالِ مرہون کو واپس لے لے، چاہے راہن مستعیر زندہ ہو یا رہن چھڑانے سے قبل ہی مر گیا ہو۔

(دفعہ 736) اگر راہن مستعیر مفلس ومقروض ہو کر مر جائے اور رہن مستعار، مرتھن (pledgee) کے پاس رکھا ہوا ہو تو مرتھن کو اجازت نہیں ہوگی کہ وہ مالِ مرہون کو بلا اجازتِ معیر فروخت کر دے اور اگر معیر اسے فروخت کرنے کا ارادہ کرے تو دیکھا جائے گا کہ اس کی قیمت سے مکمل قرض ادا ہو جائے گا یا نہیں، اگر مکمل ادا ہو جائے گا تو اس میں مرتھن کی رضامندی ضروری نہیں اور اگر مکمل ادا نہیں ہوگا تو مرتھن کی رضامندی کے بغیر اسے فروخت نہیں کر سکتا ہے۔

(دفعہ 737) اگر معیر (lender) کی وفات ہوگئی اور اس پر موجود قرض اس کے ترکہ سے بھی زائد ہوا تو ایسی صورت میں راہن کو حکم دیا جائے گا کہ وہ قرض کی ادائیگی کر کے رہن مستعار کو چھڑا لے اور اگر وہ غربت کی وجہ سے ادائیگی قرض سے عاجز ہو تو اب یہ رہن (pledge) مرتھن کے پاس مرہون رہے گا لیکن اس کے ورثا کو اختیار ہوگا کہ قرض کی ادائیگی کر کے مرہون کو چھڑا لیں اور معیر کے قرض خواہ اس رہن شدہ مال کے فروخت کرنے کا مطالبہ کریں تو اس صورت میں اگر اس کی قیمت سے مکمل قرض ادا ہو سکتا ہو تو مرتھن کی رضامندی کے بغیر ہی اسے فروخت کیا جا سکتا ہے اور اگر مکمل قرض ادا نہیں ہو سکے گا تو پھر مرتھن کی اجازت کے بغیر اسے فروخت نہیں کیا جا سکتا ہے۔

(دفعہ 738) اگر مرتھن مر جائے تو مالِ مرہون اس کے ورثاء کے پاس بطور رہن (pledge) باقی رہے گا۔

(دفعہ 739) اگر کسی شخص نے اپنے دو قرض خواہوں کے پاس ایک شئی رہن کی اور پھر اُن میں سے ایک کا قرض ادا کر دیا تو راہن (pledgor) کو اختیار نہیں ہوگا کہ اس کے بدلے میں آدھے مالِ مرہون کی واپسی کا مطالبہ کرے بلکہ جب تک مکمل قرض ادا نہ کرے مالِ مرہون کا مطالبہ نہیں کر سکتا ہے۔

(دفعہ 740) جو شخص اپنے مقروض سے کوئی شئی رہن لے تو اسے یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ جب تک مکمل قرض ادا نہ کر دیا جائے مالِ مرہون کو اپنے پاس روکے رکھے۔

(دفعہ 741) اگر راہن (pledgor) نے مالِ مرہون کو ضائع کر دیا، یا عیب دار کر دیا تو وہ اُس کا ضامن ہوگا، اسی طرح اگر مرتھن pledgee نے مالِ مرہون کو ضائع کر دیا، یا عیب دار کر دیا تو اس کے مقابلے میں قرض کی مقدار ساقط ہو جائے گی۔

(دفعہ 742) اگر مالِ مرہون کو راہن اور مرتھن کے علاوہ کسی اور شخص نے ضائع کر دیا تو ضائع کرنے کے دن اس کی جو قیمت تھی وہ شخص اس قیمت کا ضامن ہوگا اور یہ قیمت اب مرتھن کے پاس (مالِ مرہون کی جگہ) رہن ہوگی۔

دوسری فصل

راہن ومرتھن کا مالِ مرہون میں تصرف کرنا

(RIGHTS OF PLEDGOR AND PLEDGEE OVER THE PLEDGE)

(دفعہ 743) راہن(pledgor) ومرتھن(pledgee) میں سے ہر ایک کا مالِ مرہون کو کسی دوسرے شخص کے پاس بلا اجازت فریق رہن(pledge) کرنا باطل ہے۔

(دفعہ 744) اگرراہن(pledgor) نے مرتھن(pledgee) کی اجازت سے مالِ مرہون کو کسی دوسرے شخص کے پاس رہن رکھ دیا تو رہن اول باطل ہوجائے گا اوررہن ثانی صحیح ہوگا۔

(دفعہ 745) اگر مرتھن(pledgee) نے راہن (pledgor) کی اجازت سے مالِ مرہون کو کسی دوسرے کے پاس راہن رکھ دیا تو رہن اول باطل ہوجائے گا اوررہن ثانی صحیح ہوگا اوراب ''رہن مستعار'' کے قبیل سے ہوگا۔

(دفعہ 746) اگرمرتھن(pledgee) نے راہن(pledgor) کی اجازت کے بغیر مالِ مرہون کوفروخت کردیا تو راہن (pledgor) کواختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اس بیع کو فسخ کردے یا پھر اجازت دے کر نافذ کردے۔

(دفعہ 747) اگرراہن(pledgor) نے مرتھن(pledgee) کی رضامندی کے بغیر مالِ مرہون کوفروخت کردیا تو یہ بیع نافذ نہیں ہوگی اوراس سے مرتھن کے مالِ مرہون کو اپنے پاس روکے رکھنے کے حق میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا لیکن اگراس کا قرض مکمل ادا ہوجائے تو اب یہ بیع نافذ ہوجائے گی اوراسی طرح اگر مرتھن نے اس بیع کی اجازت دے دی تو بھی یہ بیع نافذ ہوجائے گی اور مالِ مرہون رہن(pledge) سے بری ہوجائے گا لیکن مرتھن کا قرض باقی رہے گا اورمبیع (commodity) کی قیمت بطوررہن(pledge) مرتھن(pledgee) کے پاس رہے گی اوراگر مرتھن نے اجازت نہیں دی تو مشتری کواختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو انتظار کرے حتی کہ راہن pledgor مالِ مرہون کورہن سے چھڑالے اوراگر چاہے تو اسے حاکم کے پاس لے جائے تاکہ وہ بیع کو فسخ کردے۔

(دفعہ 748) راہن (pledgor) و مرتھن (pledgee) دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہوتا ہے کہ فریق ثانی کی اجازت سے مالِ مرہون کو عاریۃً کسی کو دے دیں اور واپسی لے کر اسے رہن میں بدستور برقرار رکھیں۔

(دفعہ 749) مرتھن (pledgee) کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ مالِ مرہون کو عاریۃً راہن (pledgor) کو دے دے اور اس صورت میں اگر راہن مر جائے تو مرتھن (pledgee) راہن کے دیگر قرض خواہوں کی نسبت مالِ مرہون کا زیادہ حقدار ہوگا۔

(دفعہ 750) مرتھن (pledgee) کو راہن کی اجازت کے بغیر مالِ مرہون سے انتفاع کا اختیار نہیں ہوتا ہے لیکن اگر راہن اجازت دے دے اور اس شئی سے انتفاع کو مباح کر دے تو مرتھن اسے استعمال کر سکتا ہے، مثلاً اگر درخت ہو تو پھل اور جانور ہو تو دودھ حاصل کر سکتا ہے اور اس کے مقابلے میں مرتھن کے قرض کا کوئی بھی حصہ ساقط نہیں ہوگا۔

(دفعہ 751) اگر مرتھن (pledgee) کسی دوسرے شہر جانے کا ارادہ کرے تو راستہ پرامن ہونے کی صورت میں وہ مالِ مرہون کو اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے۔

تیسری فصل

ایسے رہن کے احکام جو عدل (یعنی امین) کے پاس ہو

(DEPOSIT OF THE PLEDGE WITH A BAILEE)

(دفعہ 752) عدل (bailee) کا قبضہ مرتہن (pledgee) کے قبضے کی طرح ہے۔

یعنی اگر راہن و مرتہن یہ شرط کرلیں کہ مال مرہون امین (bailee) کے پاس رہے گا اور امین بھی راضی ہو جائے اور مالِ مرہون پر قبضہ کرلے تو معاملہ رہن مکمل ہو جائے گا اور اَب امین اس معاملہ میں مرتہن کے قائم مقام ہوگا۔

(دفعہ 753) اگر عقد کے وقت شرط کی تھی کہ مرتہن مالِ مرہون پر قبضہ کرے گا پھر بعد میں راہن اور مرتہن کے اتفاق سے کسی عدل (امین) کے پاس رکھوا دیا گیا تو جائز ہے۔

(دفعہ 754) جب تک قرض باقی ہو عدل (امین) کو اختیار نہیں کہ وہ مالِ مرہون کو راہن یا مرتہن میں سے کسی ایک کو بلا اجازتِ فریقِ ثانی دے دے اور اگر اس نے دے دیا تو اسے واپس لینا پڑے گا اور اگر واپسی سے قبل وہ ضائع ہوگیا تو عدل (bailee) اس کی قیمت کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 755) اگر عدل (bailee) کا انتقال ہو جائے تو مالِ مرہون راہن و مرتہن کی رضامندی سے کسی دوسرے امین کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر یہ دونوں کسی شخص پر اتفاق نہ کریں تو حاکم اسے کسی عدل کے سپرد کر دے گا۔

چوتھی فصل

مالِ مرہون کی بیع کے بارے میں

(SALE OF THE PLEDGE)

(دفعہ 756) راہن(pledgor) ومرتھن(pledgee) میں سے کسی کو بھی دوسرے کی رضامندی کے بغیر مالِ مرہون کی فروخت کا اختیار نہیں ہوتا ہے۔

(دفعہ 757) اگر قرض کی ادائیگی کی مدت آ گئی لیکن راہن(pledgor) نے ادائیگی کرنے سے انکار کردیا تو حاکم اسے حکم دے گا کہ مالِ مرہون کو فروخت کر کے قرض ادا کیا جائے اگر راہن انکار کرے اور حکم عدولی کرے تو حاکم مالِ مرہون فروخت کر کے قرض ادا کرے گا۔

(دفعہ 758) اگر راہن(pledgor) غائب ولاپتہ ہو اور اس کی زندگی اور موت کا بھی کچھ علم نہ ہو تو مرتھن حاکم سے رجوع کرے گا کہ مالِ مرہون کو فروخت کر کے اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔

(دفعہ 759) اگر مالِ مرہون کے خراب ہونے کا خوف ہو تو مرتھن کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ وہ حاکم کی اجازت سے مالِ مرہون کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنے پاس رہن رکھے لیکن اگر اس نے حاکم کی اجازت کے بغیر فروخت کیا تو اب وہ اس کا ضامن ہوگا اسی طرح اگر مال مرہون باغ تھا جو پھلدار ہوگیا یا فصل تھی جو تیار ہوگئی اور اب اس کے ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں بھی حاکم کی اجازت کے بغیر اسے فروخت نہیں کرسکتا اور اگر اس نے حاکم کی اجازت کے بغیر ہی فروخت کردیا تو اب اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 760) جب قرض کی ادائیگی کا وقت آجائے تو راہن (pledgor)، مرتھن (pledgee) یا امین(bailee) مالِ مرہون کی فروخت کے لئے کسی اور شخص کو وکیل بنا سکتا ہے اور راہن کو اس معاملے کے بعد وکیل کو معزول کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور راہن یا مرتھن میں سے کسی ایک کے مرجانے سے بھی وہ وکیل معزول نہیں ہوگا۔

(دفعہ 761) مالِ مرہون کی فروخت کے لئے بنایا گیا وکیل ادائیگی قرض کی مدت آنے پر قیمت کو مرتھن کے سپرد کرے گا اور اگر وکیل ایسا کرنے سے انکار کرے تو راہن اسے اس کام کے لئے مجبور کرے گا اور راہن بھی انکاری ہو تو حاکم اسے فروخت کرے گا اور اگر راہن یا اس کے ورثاء غائب ہوں تو وکیل کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ مالِ مرہون کو فروخت کرے اور اگر وہ انکاری ہو تو حاکم اسے فروخت کرے گا۔

" اس کتاب کو مؤرخہ "14 محرم 1288ھ" میں تحریر کیا گیا "

[محقق مجلّہ ہذا، بسام عبدالوہاب کی تحقیق کے مطابق یہ تاریخ "۴ اپریل ۱۸۷۱ء" کے موافق ہے]

چھٹی کتاب

امانت کے بارے میں

(TRUST AND TRUSTEESHIP)

یہ کتاب ایک مقدمہ اور تین ابواب پر مشتمل ہے

مُقَدِّمَہ

امانت سے متعلقہ فقہی اصطلاحات کے بارے میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE RELATING
TO TRUSTS AND TRUSTEESHIP)

(دفعہ 762) **امانت** : ایسی شئ جو امین کے پاس ہو چاہے وہ شئ حفاظت کے ارادے سے رکھوائی ہوئی ہو جیسا کہ ودیعت یا کسی عقد کے ضمن میں اسے دی گئی ہو جیسا کہ کرایہ پر لی جانے والی اشیاء یا عاریۃً لی جانے والی اشیاء یا بغیر عقد کے کسی شخص کے ہاتھوں میں بلا ارادہ وہ شئ بطریق امانت آجائے جیسا کہ تیز ہوا چلی اور پڑوسی کا کوئی مال گھر میں آگیا تو اب یہ چونکہ بلاعقد ہے اس لئے ودیعت نہیں بلکہ صرف امانت ہوگا۔

(دفعہ 763) **ودیعت**(deposit): ایسا مال جو کسی شخص کے پاس حفاظت کی غرض سے رکھوایا جائے۔

(دفعہ 764) **اِیْـدَاعٌ** (safe keeping): مال کے مالک کا کسی شخص کو حفاظت کی غرض سے مال دینا اور جو شخص بغرض حفاظت اپنی شئ سپرد کرے اسے مُـوْدِعٌ اور جو شخص اسے قبول کرے اُسے مُسْتَـوْدَعٌ (custodian or keeper) کہتے ہیں۔

(دفعہ 765) **عاریت**(borrow to make use): ایسا مال جس سے انتفاع کرنے کا اختیار کسی شخص کو بلا معاوضہ دے دیا جائے اسے "مُعَارٌ، مُسْتَعَارٌ" بھی کہتے ہیں۔

(دفعہ 766) **اِعارۃ** : کسی شئ کو عاریت پر دینا اور جو عاریت پر دیتا ہے اسے **مُعِیْرٌ**(lender) کہتے ہیں۔

(دفعہ 767) **اِستعارہ** : عاریت پر مال لینا اور لینے والے کو **مُسْتَعِیْرٌ** (borrower) کہتے ہیں۔

پھلا باب

امانت سے متعلقہ عمومی احکام کے بارے میں

(GENERAL RULES)

(دفعہ 768) امانت کا ضمان نہیں ہوتا، یعنی اگر امین (trustee) کی غفلت ولا پرواہی کے بغیر وہ شئی ضائع یا گم ہو جائے تو اس پر ضمان لازم نہیں ہوتا۔

(دفعہ 769) اگر کسی شخص نے راستے یا کسی جگہ میں کوئی شئی گری دیکھی اور اس نے اسے بطورِ ملکیت لے لیا تو اس شخص کا حکم غاصب (usurper) کا ہوگا اور اس صورت میں اگر وہ مال ضائع یا گم ہو گیا اگر چہ غفلت وکوتاہی نہ بھی کی ہو تو بھی وہ شخص ضامن ہوگا لیکن اگر اُس شخص نے گری ہوئی شئی کو اس لئے لیا تھا کہ اس کے مالک کو پہنچائے گا پس اگر اس مال کا مالک معلوم ہے تو یہ شئی اس کے پاس بطورِ امانت ہوگی اور اُس شخص پر اس مال کو مالک کے سپرد کرنا لازم ہوگا اور اگر اس کا مالک معلوم نہ ہو تو وہ شئی "لُقْطَةٌ" (founded article) کے حکم میں ہوگی اور اٹھانے والے یعنی "مُلْتَقِطٌ" (article finder) کے ہاتھوں میں امانت ہوگی۔

(دفعہ 770) مُلْتَقِطٌ (article finder) پر لازم ہے کہ وہ اعلان کرے کہ اسے لُقْطَةٌ (گری ہوئی شئی) ملی ہے اور اس مالِ لقطہ کی بطور امانت حفاظت کرے حتیٰ کہ اس مال کا مالک مل جائے اور اگر کوئی شخص ظاہر ہوا اور یہ ثابت کر دے کہ یہ مال اس کا ہے تو اب مُلْتَقِطٌ (article finder) پر لازم ہوگا کہ اسے مالک کے سپرد کر دے۔

(دفعہ 771) اگر کسی شخص کا مال کسی دوسرے کے ہاتھوں میں ضائع ہو گیا تو اگر اس شخص نے مالک کی اجازت کے بغیر اسے لیا تھا تو ہر حال میں وہ ضامن ہوگا اور اگر اس نے مالک کی اجازت سے لیا تھا تو اب ضامن نہیں ہوگا، اس لئے کہ اب وہ اس کے ہاتھوں میں امانت تھا لیکن اگر معاملہ خرید کے لئے لیا تھا اور اس کی قیمت بیان کر دی گئی تھی اور مال ضائع ہو گیا تو اب ضمان لازم ہوگا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے بائع کی دوکان سے اس کی اجازت کے بغیر کانچ کا برتن لیا اور وہ اس کے ہاتھوں سے گر کر ٹوٹ گیا تو اب یہ اس کی قیمت کا ضامن ہوگا لیکن اگر اس نے بائع کی اجازت سے لیا تھا اور دیکھتے ہوئے بلاارادہ اس کے ہاتھوں سے گر کر ٹوٹ گیا تو اب وہ ضامن نہیں ہوگا لیکن اگر وہ برتن دوسرے برتنوں پر گرا اور وہ بھی ٹوٹ گئے تو اب وہ ان دوسرے ٹوٹنے والے برتنوں کا ضامن ہوگا اور پہلا برتن (جو اس کے ہاتھ میں تھا) کا ضامن نہیں ہوگا اس لئے کہ وہ برتن اس کے ہاتھوں میں امانت تھا۔

اگر کسی نے دوکان دار سے پوچھا یہ برتن کتنے کا ہے تو دوکان دار نے کہا: اتنے قرش کا ہے لے لو تو مشتری نے اُٹھا لیا پھر وہ زمین پر گر کر ٹوٹ گیا تو اس کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر شربت والے نے گلاس میں شربت دیا اور پیتے ہوئے گلاس گر کر ٹوٹ گیا تو اس پر ضمان لازم نہیں ہوگا اس لئے کہ یہ امانت بطریق عاریت تھی لیکن اگر اس کے غلط استعمال کرنے سے گر کر ٹوٹ گیا تو اب اس پر ضمان لازم ہوگا۔

(دفعہ 772) دلالۃً اجازت صراحۃً اجازت کی طرح ہے لیکن اگر صراحۃً ممانعت موجود ہو تو دلالۃً اجازت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

مثلاً اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں اُس کی اجازت سے داخل ہوا تو وہاں اس نے پینے کے لئے برتن (گلاس وغیرہ) پائے تو اسے دلالۃً ان سے پینے کی اجازت ہوگی، اب اگر اس نے پینے کے لئے وہ برتن اُٹھائے اور وہ اس کے ہاتھوں سے گر کر ٹوٹ گئے تو اس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا لیکن اگر گھر والے نے اسے پینے کی اجازت نہیں دی تھی (یعنی صراحتاً منع کر دیا تھا) مگر پھر بھی اس نے برتن لیا تا کہ اس میں سے پیئے اور وہ گر کر ٹوٹ گیا تو اب اس کی قیمت کی ضامن ہوگا۔

دوسرا باب

ودیعت کے بارے میں

(DEPOSIT FOR SAFE KEEPING)

اِس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل

عقد ودیعت اور اس کی شرائط سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(CONCLUSION OF THE CONTRACT OF DEPOSIT FOR SAFE KEEPING AND CONDITIONS RELATING THERETO)

(دفعہ 773) ودیعت رکھنے کا معاملہ (contract of deposit for safe keeping) صراحۃً یا دلالۃً ایجاب و قبول (offer and acceptance) سے منعقد ہو جاتا ہے۔

مثلاً صاحب ودیعت (صاحب مال) نے یوں کہا: میں نے یہ شئی تمہارے پاس ودیعت رکھی، یا میں نے تمہارے پاس امانت رکھی اور مستودَع (ودیعت لینے والے) نے قبول کر لیا تو معاملہ ودیعت صراحۃً منعقد ہو جائے گا اور اگر کوئی شخص سرائے (inn) میں داخل ہوا اور مالک سرائے (inn keeper) سے کہا: میں اپنا جانور کہاں باندھوں؟ تو مالک نے ایک جگہ دکھا دی اور اس نے وہاں جانور باندھ دیا تو معاملہ ودیعت دلالۃً منعقد ہو گیا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنا مال دوکان میں رکھا اور دوکان دار نے مال رکھتے ہوئے اسے دیکھ بھی لیا لیکن پھر بھی خاموش رہا پھر وہ شخص مال رکھ کر کہیں چلا گیا تو اب یہ مال دوکاندار کے پاس بطورِ ودیعت ہوگا، ہاں اگر دوکاندار نے اسے رد کر دیا تھا یعنی کہا تھا کہ میں اسے قبول نہیں کرتا (یا میری ذمہ داری نہیں وغیرہ) تو اب معاملہ ودیعت منعقد نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک جماعت کے پاس بطور ودیعت اپنا مال رکھا اور پھر وہ شخص چلا گیا سب نے اسے رکھتے ہوئے دیکھا مگر خاموش رہے تو اب یہ مال ان تمام کے پاس بطورِ ودیعت ہوگا پس اگر وہ یک بعد دیگرے اُٹھ کر جاتے رہے تو ان میں سے جو آخری بچا رہے گا وہ اس کی حفاظت کرے گا اور یہ مال سب سے آخری رہنے والے شخص کے پاس بطورِ ودیعت ہوگا۔

(دفعہ 774) مودِع (person making the deposit for safe keeping) اور مستودع (custodian) میں سے ہر ایک کو یہ اختیار رہے کہ جب چاہیں عقد ودیعت کو فسخ کر دیں۔

(دفعہ 775) ودیعت کے لئے یہ شرط ہے کہ مالِ ودیعت ہاتھ رکھنے اور اس پر قبضہ کرنے کے قابل ہو۔اسی لئے چڑیا کی ہوا میں ودیعت درست نہیں ہے۔

(دفعہ 776) مودِع اور مستودَع کا عاقل وصاحب تمیز ہونا بھی شرط ہے لیکن ان کا بالغ ہونا شرط نہیں ہے۔اسی وجہ سے کسی مجنون یا ایسا بچہ جو صاحبِ تمیز نہ ہو ان کا ودیعت دینا یا قبول کرنا صحیح نہیں ہے لیکن صاحب تمیز اور اجازت یافتہ بچے کا ودیعت دینا اور قبول کرنا صحیح ہے۔

دوسری فصل

ودیعت کے احکام اور اس کے ضمان کے بارے میں

(EFFECT OF MAKING A DEPOSIT FOR SAFE KEEPING AND OF MAKING GOOD ANY LOSS ARISING THEREFROM)

(دفعہ 777) ودیعت کا مال جسے ودیعت دی گئی ہو اُس کے پاس امانت ہے۔

اسی وجہ سے اگر وہ مال مستودَع (custodian) کے پاس بغیر غفلت کوتاہی کے ضائع ہو جائے تو اس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا لیکن اگر مالِ ودیعت کی حفاظت کا معاملہ اجرت پر تھا اور وہ مال ضائع ہو گیا یا اس مال کا محفوظ رکھنا ممکن تھا مگر اس کی غفلت سے گم ہو گیا تو اب مستودع پر ضمان لازم ہوگا۔

مثلاً گھڑی جو مالِ ودیعت تھی، ودِیع (مستودع) کے ہاتھ سے بغیر غفلت وکوتاہی کے گر کر ٹوٹ گئی تو اس پر ضمان لازم نہیں ہوگا لیکن اگر وہ گھڑی پاؤں کے نیچے آ کر ٹوٹ گئی یا اس کے ہاتھ سے کوئی شئی اس گھڑی پر گری اور وہ ٹوٹ گئی تو اب اس پر ضمان لازم ہوگا اسی طرح کسی شخص نے اپنا مال کسی دوسرے کو بطورِ ودیعت دیا تھا اور اس مال کی حفاظت کی اجرت بھی اسے دے دی تھی مگر پھر وہ مال کسی ایسی وجہ سے گم ہو گیا جس سے تحفظ ممکن تھا، مثلاً چوری، تو اب مستودع پر ضمان لازم ہوگا۔

(دفعہ 778) اگر مستودع (custodian) کے خادم کے ہاتھ سے کوئی شئی مال ودیعت پر گری اور وہ ضائع ہو گیا تو اب خادم پر اس کا ضمان لازم ہوگا۔

(دفعہ 779) مالِ ودیعت کے سلسلے میں کوئی ایسا فعل جس سے مودِع (ودیعت پر دینے والا شخص) راضی نہ ہو ایسا فعل، فاعل (کرنے والے) کی ذمہ داری شمار ہوگا (یعنی اگر ایسے فعل سے مالِ ودیعت کو کوئی نقصان ہوا تو فاعل اس کا ذمہ دار ہوگا)۔

(دفعہ 780) مالِ ودیعت کی حفاظت مستودَع (custodian) یا اس کا امین اسی طرح کریں گے جیسا کہ وہ اپنے مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لئے اگر وہ مالِ ودیعت مستودع یا امین کے ہاتھوں بغیر غفلت وکوتاہی کے ضائع ہو جائے تو مستودع اور اس کے امین پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا۔

(دفعہ 781) مستودَع (custodian) کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ وہ مالِ ودیعت کو اس مقام پر رکھ کر حفاظت کرے جہاں اس کا اپنا مال موجود ہے۔

(دفعہ 782) مالِ ودیعت کی حفاظت کے لئے لازم ہے کہ مال کے مطابق حفاظت کا بندوبست کرے۔

اسی لئے روپے (cash) جواہرات (jewels) کو اصطبل (stables) یا بھونسہ خانہ (barns) میں رکھ دینا اس کی حفاظت میں کوتاہی شمار کیا جائے گا اور اگر ایسی صورت میں مال ودیعت ضائع ہوگیا تو اس پر ضمان لازم ہوگا۔

(دفعہ 783) اگر مستودع (custodian) جماعت ہو اور مالِ ودیعت قابل تقسیم نہ ہو تو ان میں سے ایک بقیہ کی اجازت سے اسکی حفاظت کرے گا یا سب مشترکہ حفاظت کریں گے پس ان دونوں صورتوں میں اگر مالِ ودیعت بغیر کوتاہی وغفلت کے ضائع ہوگیا تو ان میں سے کسی پر بھی ضمان لازم نہیں ہوگا۔

اور اگر مالِ ودیعت قابل تقسیم تھا تو تمام مستودع (custodians) افراد اسے باہمی برابر تقسیم کر کے اپنے حصہ کی حفاظت کریں گے اور اس صورت میں کوئی بھی مستودع اپنے حصہ کو بلا اجازتِ مودع کسی دوسرے مستودع کو نہیں دے سکتا اور اگر اس نے بلا اجازت دوسرے مستودع کو دے دیا اور وہ دوسرے کے ہاتھوں بغیر کوتاہی وغفلت کے ضائع ہوگیا تو اب اس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا بلکہ دینے والے پر اس حصہ کا ضمان لازم ہوگا۔

(دفعہ 784) معاملہ ودیعت میں جو شرط مفید ہوگی اُسی کا اعتبار کیا جائے گا اور اگر مفید نہ ہو تو وہ لغو قرار پائے گی۔

مثلاً عقد ودیعت کے وقت یہ شرط کی گئی کہ مستودع اس کی حفاظت اپنے گھر میں کرے گا لیکن گھر میں آگ بھڑک اُٹھنے کی وجہ سے اس نے مالِ ودیعت کو کسی دوسرے مقام پر منتقل کر دیا تو اَب اِس شرط کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور ایسی صورت میں اگر اس نے مالِ ودیعت کو منتقل کیا اور وہ بغیر کوتاہی وغفلت کے ضائع ہوگیا تو اب اِس پر ضمان لازم نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر مودِع نے مستودع (custodian) کو مال ودیعت کی حفاظت کا حکم دیا مگر اسے منع کیا کہ وہ یہ مال ودیعت اپنی بیوی، بیٹے، خادم یا امین کے سپرد نہ کرے جیسا کہ وہ اپنا مال حفاظت کے لئے دیتا ہے پس اگر کوئی ایسی بات ہو جائے جس کی وجہ سے مستودع مجبور ہو کہ مال ودیعت ان کے سپرد کرے تو اب مودع کی ممانعت کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر ایسی صورت میں مالِ ودیعت بغیر کوتاہی وغفلت کے ضائع ہو جائے تو اس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا اور اگر بغیر مجبوری کے مستودع نے اسے ان لوگوں کے سپرد کیا اور وہ مال ضائع ہوگیا تو اب ضمان لازم ہوگا۔

اسی طرح اگر یہ شرط کی گئی کہ اس مال کی مخصوص کمرے میں حفاظت کرے گا لیکن مستودع نے کسی دوسرے کمرے میں اس کی حفاظت کا بندوبست کیا پس اگر اس مکان کے تمام کمرے حفاظت کے لئے یکساں ہیں تو اس شرط کا اعتبار نہیں ہوگا اور اگر ایسی صورت میں مالِ ودیعت ضائع ہوگیا تو کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا لیکن اگر اس گھر کے کمروں میں تفاوت تھا، مثلاً ایک کمرہ اینٹوں سے بنا ہے اور دوسرا لکڑی سے تو اب بہرحال شرط کا اعتبار ہوگا اور مستودع اسی معینہ کمرے میں اس کی حفاظت کرنے پر مجبور ہوگا جسے عقد کے وقت بیان کر دیا گیا تھا اور اگر ایسی صورت میں اس نے کسی دوسرے کمرے میں حفاظت کے لئے مالِ ودیعت رکھا اور وہ ضائع ہوگیا تو اب وہ اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 785) اگر صاحب ودیعت مفقودِ خبر ہو بایں طور کہ اس کی زندگی و موت کی کوئی خبر نہ ہو تو مستودع (custodian) مالِ ودیعت کی اُس وقت تک حفاظت کرے گا جب تک کہ اس کی زندگی یا موت کا (یقینی یا قرائن قویہ کے اندازہ سے) علم نہ ہو جائے لیکن اگر مالِ ودیعت ایسا ہو کہ زیادہ عرصہ رکھنے سے اس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو مستودع اسے حاکم کی اجازت سے فروخت کرے گا اور اس کی قیمت کو بطورِ امانت اپنے پاس محفوظ رکھے گا لیکن اگر ایسی صورت میں اس نے مالِ ودیعت کو فروخت نہ کیا اور وہ مال خراب ہوگیا تو اس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا۔

(دفعہ 786) اگر مالِ ودیعت کسی نفقہ (خرچہ) کا محتاج ہو جیسا کہ گھوڑا، گائے وغیرہ تو اُن کا خرچہ صاحب مال کے ذمہ پر ہوگا اور اگر صاحب مال غائب ہو تو مستودع حاکم سے رجوع کرے گا اور حاکم ایسی صورت میں کسی ایسی بات کا حکم کرے گا جو کہ صاحب ودیعت کے حق میں مفید و مناسب ہوگی اور ایسی صورت میں اگر مالِ ودیعت کا اجارہ پر دینا ممکن ہو تو مستودع حاکم کی اجازت سے اسے اجارہ پر دے گا اور حاصل شدہ اُجرت کو اس جانور پر خرچ کرے گا، یا با اجازتِ حاکم اسے مناسب قیمت پر فروخت کرے گا اور اگر اس کا اجارہ پر دینا ممکن نہ ہو تو اسے فی الفور قیمت مثلی پر فروخت کرے گا، یا اس پر مستودع اپنے ذاتی مال سے تین دن تک صرف کرے گا اور اس کے بعد اسے مثلی قیمت پر فروخت کر کے اپنے تین روزہ خرچ کو وصول کرے گا لیکن اگر اس مستودع نے حاکم کی اجازت کے بغیر اس پر خرچہ کیا تو اب صاحب مال سے اس خرچ کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔

(دفعہ 787) اگر مستودع (custodian) کی لاپرواہی وغفلت کی وجہ سے مالِ ودیعت ضائع ہوجائے یا اس کی قیمت میں کمی آجائے تو اس پر ضمان لازم ہوگا۔

مثلاً مستودع نے مالِ ودیعت کے نقد روپے اپنے کسی ذاتی کام میں صرف کردیئے، یا اس نے ضائع کردیئے تو اس کا ضامن ہوگا اور اس صورت میں اگر روپے امانت تھے جسے خرچ کردیا اور اس کے بدلے میں دوسرے روپے اس کی تھیلی میں رکھ دیئے اور وہ ضائع ہوگئے یا کوتاہی ولاپرواہی کے بغیر ہی گم ہوگئے تو بھی ضامن ہوگا اور اس طرح اگر مستودع نے ودیعت والے جانور پر مودِع (مالک) کی اجازت کے بغیر سواری کی اور وہ دورانِ سواری ہلاک ہوگیا تو اس کی قیمت کا ضامن ہوگا، چاہے خلافِ عادت تیز بھگانے سے ہلاک ہوا ہو یا کسی اور سبب سے یا پھر بلا سبب ہی (بہر صورت ضمان ہوگا) اور اسی طرح اگر چوری ہوگیا، یا آگ لگ گئی اور اس نے باوجود قدرت مالِ ودیعت کو کسی دوسری محفوظ جگہ منتقل نہ کیا اور وہ جل گیا تو اِن صورتوں میں اس پر ضمان لازمی ہوگا۔

(دفعہ 788) اگر مالِ ودیعت کو کسی دوسرے مال کے ساتھ مودِع کی اجازت کے بغیر اس طرح ملا دیا گیا کہ نہ تو ان کی پہچان ہوسکے اور نہ ہی انہیں الگ الگ کیا جاسکے تو اسے عمل تعدی (قابل گرفت) شمار کیا جائے گا۔

اسی وجہ سے اگر مستودع نے بلا اجازت ودیعت کے دیناروں کو اپنے دیناروں کے ساتھ ملا دیا، یا کسی اور کے دینار اس کے پاس تھے اُن میں ملا دیا اور وہ مال ضائع ہوگیا، یا چوری ہوگیا تو اب اس پر ضمان لازم ہوگا اور اگر مستودع کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے دیناروں کو ملایا تو اب ملانے والے پر ضمان ہوگا۔

(دفعہ 789) اگر مستودع (custodian) نے صاحب مال کی اجازت سے اپنے یا کسی دوسرے کے مال میں ودیعت کا مال ملایا، یا مستودع کے ملائے بغیر ہی وہ مال دوسرے میں مل گیا بایں طور کہ اب ان کا جدا کرنا ممکن نہیں۔

مثلاً مستودع نے مال ودیعت کو تھیلی میں رکھ کر اپنے صندوق میں رکھ دیا اور اس صندوق میں دوسرے دینار بھی موجود تھے اور تھیلی کسی وجہ سے پھٹ گئی اور دونوں مل گئے تو اب صاحب ودیعت اور مستودع دونوں بلا تفریق کئے اپنے اپنے حصہ کو اس مجموعی دیناروں میں سے لے لیں گے اور اگر ایسی صورت میں وہ مال ہلاک ہوگیا، یا ضائع ہوگیا لیکن اس ہلاکت میں مستودع کی غفلت وکوتاہی شامل نہ تھی تو اس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا۔

(دفعہ 790) مستودع کو اس بات کی اجازت نہیں کہ صاحب مال کی اجازت کے بغیر مالِ ودیعت کو کسی دوسرے کے پاس ودیعت رکھ دے اگر اس نے بلا اجازت اسے کسی دوسرے کے پاس ودیعت رکھا اور مال ضائع ہو گیا تو اس کا ضامن ہوگا اور اگر وہ مال مستودع ثانی کے پاس اس کی غفلت وکوتاہی کی وجہ سے ضائع ہوا تو مودع کو اختیار ہوگا کہ وہ اگر چاہے تو ضمان مستودعِ اول سے وصول کرے یا پھر مستودع ثانی سے، پس اگر مستودعِ اول نے ضمان ادا کر دیا تو اب یہ (مستودعِ اوّل) مستودعِ ثانی سے ادا شدہ ضمان کو وصول کر سکتا ہے۔

(دفعہ 791) اگر مستودعِ اول نے صاحب مال کی اجازت سے مالِ ودیعت کسی دوسرے شخص کے پاس ودیعت رکھا تو مستودع اول اپنی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا اور دوسرا شخص مستودع بن جائے گا۔

(دفعہ 792) جس طرح سے مستودع (custodian) صاحب مال کی اجازت سے مالِ ودیعت کو خود استعمال کر سکتا ہے اسی طرح مالِ ودیعت کو اجارہ پر بھی دے سکتا ہے، عاریۃً بھی دے سکتا ہے اور رہن بھی کر سکتا ہے لیکن اگر اس نے مالِ ودیعت کو اجارہ پر دیا، یا کسی کو عاریۃً دیا یا رہن کیا لیکن اس میں صاحب مال کی اجازت شامل نہ تھی پھر وہ مال ضائع ہو گیا یا متاجر، مستعیر، مرتھن کے ہاتھوں اس مال میں کمی واقع ہوئی تو اب اس کا ضمان ہوگا۔

(دفعہ 793) اگر مستودع نے ودیعت کے دراہم کو صاحب مال کی اجازت کے بغیر قرض پر دے دیا اور بعد میں بھی صاحب مال نے اسے جائز نہ رکھا تو مستودع اس کا ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر مستودع (custodian) نے صاحب مال کا قرض مالِ ودیعت سے ادا کر دیا لیکن صاحب مال اس پر راضی نہ تھا تو اب بھی مستودع اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 794) صاحب ودیعت کے طلب کرنے پر مالِ ودیعت کی واپسی لازمی ہے اور واپسی کے سلسلے میں ہونے والے جملہ مصارف مودع (صاحب مال) پر عائد ہوں گے اور اگر مودع نے مالِ ودیعت کو طلب کیا لیکن مستودع نے اسے سپرد نہ کیا اور وہ مال ہلاک ہو گیا، یا گم ہو گیا تو مستودع اس کا ضامن ہوگا لیکن طلب کے وقت سپردگی نہ کرنے میں کوئی عذر تھا، مثلاً مالِ ودیعت کسی دور جگہ پر تھا اور اب وہ مال ضائع، یا گم ہو گیا تو اس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا۔

(دفعہ 795) مستودع مالِ ودیعت کی واپسی وسپردگی بذات خود کرے گا یا پھر اپنے امین کے ذریعہ سے اور اگر اس نے اپنے امین کے ہاتھوں واپسی وسپردگی کی اور بغیر غفلت وکوتاہی کے مودع کو ملنے سے پہلے ہی وہ مال ضائع یا گم ہو گیا تو اب کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا۔

(دفعہ 796) اگر دوافراد نے مالِ مشترک کسی ایک شخص کے پاس بطورِ ودیعت رکھا پھر بعد میں ایک شریک دوسرے کی غیر موجودگی میں مستودع کے پاس آیا اور اس سے اپنا حصہ طلب کیا تو اگر وہ مالِ ودیعت مثلیات میں سے ہے تو مستودع اس شریک کا حصہ اسے دے دے گا اور اگر قیمیات میں سے ہے تو اسے کچھ بھی نہیں دے گا۔

(دفعہ 797) ودیعت کی سپردگی میں مقام ودیعت کا اعتبار کیا جائے گا۔ مثلاً اگر کسی نے اپنا مال ''استنبول'' میں ودیعت رکھا تو اسے ''استنبول''، میں سپردگی ملے گی اور مستودع کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ''اَدِرنہ'' میں سپرد کرے۔

(دفعہ 798) ودیعت کے مال سے حاصل ہونے والے تمام منافع صاحب ودیعت کے ہوں گے۔ مثلاً ودیعت کے جانور سے پیدا ہونے والا بچہ، اسی طرح جانور کا دودھ اور اس کی اُون وغیرہ سب صاحب مال کے ہوں گے۔

(دفعہ 799) اگر صاحب ودیعت غائب ہو اور حاکم نے صاحب ودیعت پر عائد ہونے والے نفقہ کی ادائیگی کا حکم دے دیا ہو اور مستودع ودیعت کے دراہم سے وہ نفقات ادا کرے تو اب مستودع پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا لیکن اگر اس نے حاکم کی اجازت کے بغیر ان دراہم کو نفقات میں خرچ کیا تو اب ضامن ہوگا۔

(دفعہ 800) اگر مستودع (custodian) پاگل ہو گیا اور اس کے پاگل پن سے افاقہ کی کوئی اُمید نہیں اور اس مستودع نے پاگل ہونے سے قبل کوئی مال ودیعت لیا تھا لیکن اب بعد کو وہ مالِ ودیعت مستودع کے اموال میں بعینہٖ نہیں پایا گیا تو اب مودع کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ کفیل (guarantor) پیش کر کے مالِ مجنون سے اپنے مال کا ضامن حاصل کرے پھر اگر بعد میں اس شخص کا پاگل پن ٹھیک ہو گیا اور اس نے دعویٰ کر دیا کہ وہ مالِ ودیعت پہلے ہی لوٹا چکا تھا یا غفلت وکوتاہی کے بغیر ہی وہ مال ضائع ہو گیا تھا تو اسی کے حلفیہ بیان کو قبول کر لیا جائے گا اور مودع کو مالِ ودیعت کے بدلے لیا گیا ضمان واپس کرنا پڑے گا۔

(دفعہ 801) اگر مستودع (custodian) مر گیا اور مالِ ودیعت بعینہٖ اس کے ترکہ میں پایا گیا تو یہ مال اس کے ورثاء (heirs) کے پاس بطورِ امانت ہوگا اور اسے صاحب مال کو لوٹا دیا جائے گا اور اگر بعینہٖ وہ مال ودیعت اس کے ترکہ میں نہ پایا گیا پس اگر ورثاء نے یہ ثابت کر دیا کہ مستودع نے اپنی زندگی ہی میں مالِ ودیعت کا حال بیان کر دیا تھا بایں طور کہ اس نے کہا تھا میں نے وہ مال صاحب ودیعت کو واپس کر دیا ہے یا بغیر غفلت وکوتاہی کے وہ مال ضائع ہو گیا ہے تو اب اس کے ورثاء پر کوئی ضمان نہیں ہوگا اور اگر اس کے ورثاء نے کہا: ہم مال ودیعت کا حال جانتے ہیں اور اس مال کے اوصاف بیان کر دیئے پھر کہا: وہ مال مستودع کی وفات کے بعد ہلاک ہو گیا یا گم ہو گیا ہے تو ورثاء کا حلفیہ بیان قبول کر لیا جائے گا اور ان پر کوئی ضمان لازم نہیں

ہوگا اور اگر مستودع کا انتقال ہوگیا اور مال ودیعت کا حال اس نے بیان نہیں کیا تھا تو اب وہ مال مجہول ہوگا اور مستودع کے ترکہ میں سے دیگر قرضوں کی طرح وصول کیا جائے گا اور اگر مستودع کے ورثاء نے کہا: ہم مالِ ودیعت کو پہچانتے ہیں لیکن وہ مالِ ودیعت کے اوصاف و کیفیت کو بیان نہیں کر سکے تو اب ایسی صورت میں اگر وہ کہیں کہ وہ مال ضائع ہوگیا تو ان کے اس قول کا اعتبار نہیں ہوگا اور اگر اس مال کا ضائع ہونا ثابت نہ ہوسکے تو اس کے ترکہ میں سے ضمان لازم ہوگا۔

(دفعہ 802) اگر مودع کا انتقال ہوجائے تو مالِ ودیعت اس کے ورثاء کے سپرد کیا جائے گا لیکن اگر مودع کا ترکہ قرض میں ڈوبا ہوا ہو تو اب حاکم سے رجوع کیا جائے گا پس اگر مستودع نے حاکم کی اجازت کے بغیر مالِ ودیعت ورثاء کے سپرد کر دیا اور وہ ضائع ہوگیا تو مستودع اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 803) اگر مالِ ودیعت کا ضمان لازم ہوا اور وہ مال ''مثلیات'' میں سے تھا تو اسی کی مثل بطورِ ضمان دینا ہوگی اور اگر وہ مال ''قیمیات'' میں سے تھا تو ضمان لازم ہونے کے دن جو اس کی قیمت ہو وہی بطورِ ضمان ادا کی جائے گی۔

تیسرا باب

عاریت کے بارے میں

(PROPERTY LENT FOR USE)

اِس باب میں دو فصلیں ہیں

پھلی فصل

عقد عاریت اور اِس کی شرائط سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(THE CONTRACT OF LOAN FOR USE AND CONDITIONS RELATING THERETO)

(دفعہ 804) عاریت (contract of loan for use) کا معاملہ ایجاب وقبول اور باہمی لین دین سے منعقد ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا: میں نے اپنا یہ مال تمہیں عاریت پر دیا، یا کہا: میں نے عاریۃً یہ مال دیا اور دوسرے شخص نے کہا: میں نے قبول کیا، یا اس نے قبضہ کر لیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا، یا کسی شخص نے دوسرے سے کہا: یہ مال مجھے عاریۃً دے دو اور اس شخص نے دے دیا تو عقد عاریت منعقد ہو جائے گا۔

(دفعہ 805) معیر (lender) کی خاموشی قبول میں شمار نہیں ہوگی پس اگر کسی شخص نے کوئی شئ دوسرے سے بطور عاریت طلب کی اور صاحب مال خاموش رہا پھر مستعیر (borrower) نے اس شئ کو لے لیا تو اب وہ غاصب (usurper) ہوگا۔

(دفعہ 806) معیر (lender) کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ جب چاہے عاریت کے معاملہ سے رجوع کرے (یعنی اپنی عاریت پر دی ہوئی شئ واپس لے لے)۔

(دفعہ 807) معیر (lender) یا مستعیر (borrower) کی وفات سے عاریت کا معاملہ فسخ ہو جاتا ہے۔

(دفعہ 808) عقد عاریت کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ عاریت پر دی جانے والی شئ قابل انتفاع ہو۔ اسی لئے بے قابو

بھاگے ہوئے جانور کو عاریت پر دینا یا لینا صحیح نہیں ہے۔

(دفعہ 809) معیر (lender) اور مستعیر (borrower) کا عاقل اور صاحب تمیز ہونا بھی شرط ہے لیکن ان کا بالغ ہونا شرط نہیں۔اسی لئے پاگل یا ایسا بچہ جو کہ صاحب تمیز نہ ہو ان کا کسی شئی کو عاریت پر دینا لینا صحیح نہیں ہے اور اجازت یافتہ بچہ (جو صاحب تمیز بھی ہو) اس کا عاریت پر دینا لینا صحیح ہوتا ہے۔

(دفعہ 810) عاریت میں قبضہ شرط ہے، لہٰذا قبضہ سے قبل کوئی حکم لاگو نہیں ہوتا ہے۔

(دفعہ 811) مالِ مستعار کا معین ہونا بھی شرط ہے۔

اسی لئے اگر کسی شخص نے اپنے دو جانور بغیر تعیین و تمیز کے عاریت پر دے دیئے تو معاملہ عاریت صحیح نہیں ہوگا بلکہ معیر (lender) پر لازم ہے کہ وہ ان جانور میں سے عاریت کے لئے کسی ایک کو معین کر دے لیکن اگر معیر (lender) نے مستعیر (borrower) سے کہا: ان میں سے جسے چاہو لے لو اسے اختیار دے دیا تو اب معاملہ عاریت صحیح ہوگا۔

دوسری فصل

عاریت کے احکام اور اس کے ضمان کے بارے میں

(EFFECT OF A CONTRACT OF LOAN FOR USE AND COMPENSATION FOR LOSS SUSTAINED IN CONNECTION THEREWITH)

(دفعہ 812) مستعیر (borrower) مالِ عاریت کی منفعت کا بغیر کسی عوض کے مالک ہو جاتا ہے۔

اسی لئے معیر (lender) کو اس بات کا اختیار نہیں ہوتا کہ مستعیر (borrower) کے استعمال کر لینے کے بعد اس سے اُجرت کا مطالبہ کرے۔

(دفعہ 813) مال عاریت مستعیر (borrower) کے ہاتھوں میں بطور امانت ہوتا ہے۔ اسی لئے اگر وہ مال بغیر کوتاہی وغفلت کے ضائع ہو گیا، یا گم ہو گیا، یا اس کی قیمت میں کمی واقع ہو گئی تو اِس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا۔

مثلاً عاریت پر لیا ہوا آئینہ مستعیر (borrower) کے ہاتھوں بلا قصد گر کر ٹوٹ گیا، یا مستعیر کا پاؤں پھسلا اور آئینہ گر کر ٹوٹ گیا تو اس پر ضمان لازم نہیں ہوگا، یا زمین پر گرا اور گرنے کی وجہ سے دراڑ پڑ گئی اور اس کی قیمت میں کمی واقع ہوئی تو اس کا ضمان نہیں ہوگا۔

(دفعہ 814) اگر مستعیر (borrower) کی طرف سے کسی قسم کی غفلت وکوتاہی عاریت کے مال میں واقع ہوئی پھر وہ مالِ عاریت ضائع ہو گیا، یا اُس کی قیمت میں کوئی کمی واقع ہوئی تو چاہے جس سبب سے بھی ہلاک ہوا ہو، یا اُس کی قیمت میں کمی واقع ہوئی ہو مستعیر (borrower) پر اُس کا ضمان لازم ہوگا۔

مثلاً مستعیر عاریت پر لئے ہوئے جانور پر سوار ہو کر ایک دن میں ایسی جگہ گیا جہاں عموماً دو دنوں میں پہنچا جاتا ہے اور وہ جانور ہلاک ہو گیا، یا کمزور پڑ گیا اور اس کی قیمت میں کمی ہو گئی تو اس پر ضمان لازم ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے معینہ جگہ تک کے لئے جانور عاریۃً لیا اور اس مقررہ جگہ سے بھی آگے چلا گیا پھر وہ جانور اپنے موت ہی مر گیا تو بھی اس پر ضمان لازم ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے زیورات عاریت پر لئے اور بچی کو پہنا دیئے اور بغیر حفاظت کے بچی کو چھوڑ دیا اور وہ زیورات چوری ہو گئے پس اگر وہ بچی اپنی اشیاء کی حفاظت پر قادر تھی تو کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا اور اگر وہ قادر نہ تھی تو مستعیر پر ضمان لازم ہوگا۔

(دفعہ 815) مالِ مستعار کے اخراجات مستعیر (borrower) کے ذمے پر ہوں گے۔اسی لئے اگر عاریت پر لئے ہوئے جانور کو مستعیر نے بھوکا چھوڑے رکھا اور وہ ہلاک ہو گیا تو اب یہ اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 816) اگر معاملہ عاریت مطلق ہو(absolute contract of loan for use)یعنی معیر (lender) نے وقت، جگہ یا اِنتفاع کی نوعیت کی کوئی بھی قید نہ لگائی ہو تو مستعیر (borrower) کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ جس جگہ پر جتنی مدت تک اور جس طرح پر چاہے اس سے انتفاع کرے لیکن عرف وعادت کی قید بہر حال ہوگی۔

مثلاً کسی شخص نے عاریت مطلقہ کے ذریعہ سے جانور لیا تو مستعیر کو اختیار ہوگا کہ اس پر سوار ہو کر جہاں چاہے جتنے وقت کے لئے چاہے چلا جائے لیکن اسے اس بات کا اختیار نہیں ہوگا کہ ایسی جگہ پر (تیز رفتاری سے دوڑاتے ہوئے) ایک گھنٹہ میں چلا جائے جہاں عموماً لوگ (معتدل رفتار سے) دو گھنٹوں میں جاتے ہیں۔

اسی طرح اگر کسی نے گھر میں ایک کمرہ عاریت پر لیا تو اسے اختیار ہوگا کہ چاہے تو رہے یا اپنا سامان اس میں رکھ دے لیکن بہر حال اس کمرے کا خلافِ عادت استعمال بایں طور کہ اس میں لوہاری کا کام کرے اس کی اجازت نہیں ہوگی۔

(دفعہ 817) اگر معاملہ عاریت کسی وقت وجگہ کے ساتھ مقید(restricted) ہو تو اس قید کا اعتبار کیا جائے گا اور مستعیر (borrower) کو اس کی مخالفت کا اختیار نہیں ہوگا۔

مثلاً اگر کسی نے جانور کو تین گھنٹے تک سواری کرنے کے لئے عاریت پر لیا تو اب اسے چار گھنٹے تک سواری کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر گھوڑے کو معینہ جگہ تک جانے کے لئے عاریت پر لیا تو اسے اس کے علاوہ دوسری جگہ جانے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 818) اگر معاملہ عاریت میں نوعیت انتفاع کو مقید کر دیا گیا تو مستعیر (borrower) کو اس مقررہ نوعیت سے تجاوز کرنے کا اختیار نہیں ہوگا لیکن اسے مقررہ نوعیت کے مساوی یا اس سے کم کسی دوسرے نوعیت کے ذریعہ انتفاع کا اختیار ہوگا۔ مثلاً کسی نے گیہوں لادنے کے لئے جانور عاریت پر لیا اسے اختیار نہیں کہ اس پر لوہا، یا پتھر لادے لیکن اسے گیہوں کے مساوی یا

اس سے کم دوسری شئی لادنے کا اختیار ہوگا اور اسی طرح اگر جانور کو سواری کرنے کے لئے عاریت پر لیا تو اسے اختیار نہیں ہوگا کہ اس پر مال برداری کرے، ہاں مال برداری کے لئے لیے ہوئے جانور پر سواری کرسکتا ہے۔

(دفعہ 819) اگر معیر (lender) نے معاملہ عاریت کو مطلق رکھا بایں طور کہ اس نے منفعت کی تعیین نہیں کی تو مستعیر مالِ عاریت کو مطلقاً استعمال میں لاسکتا ہے، یعنی اگر چاہے تو خود استعمال کرے یا کسی دوسرے شخص کو استعمال کے لئے دے دے چاہے، وہ شئی اُن اشیاء میں سے ہو جس پر استعمال کرنے والوں کی تبدیلی سے کوئی اثر نہیں پڑتا جیسا کہ کمرہ یا اُن اشیاء میں سے ہو جس پر استعمال کرنے والوں کی تبدیلی اثر انداز ہوتی ہے جیسا کہ سواری کا جانور۔

مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا: میں نے تمہیں اپنا کمرہ عاریت پر دیا تو اب **مستعیر** (borrower) کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو خود رہے یا کسی اور کو اس میں رہنے کے لئے دے۔

اور اسی طرح اگر کہا: میں نے یہ گھوڑا تمہیں عاریت پر دیا تو **مستعیر** کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے تو اس پر خود سواری کرے یا کسی دوسرے کو سوار کرائے۔

(دفعہ 820) معاملہ عاریت میں منفعت کی تعیین صرف اُن اشیاء میں قابل اعتبار ہوگی جو کہ استعمال کرنے والوں کی تبدیلی سے مختلف ہو جاتی ہیں، اُن اشیاء میں قابلِ اعتبار نہیں ہوگی جو استعمال کرنے والوں کی تبدیلی سے مختلف نہیں ہوتیں ہیں، ہاں اگر معیر (lender) نے **مستعیر** (borrower) کو صراحۃً منع کر دیا کہ وہ کسی اور کو نہیں دے گا تو اب **مستعیر** مالِ عاریت کسی دوسرے شخص کو استعمال کے لئے نہیں دے سکتا ہے۔

مثلاً اگر معیر (lender) نے **مستعیر** (borrower) سے کہا: میں نے یہ گھوڑا صرف تمہاری سواری کے لئے تمہیں عاریت پر دیا تو اب اسے اختیار نہیں ہوگا کہ اپنے خادم کو اس پر سوار کرے اور اگر گھر کو عاریت پر دیتے ہوئے کہا: تمہاری رہائش کے لئے عاریت پر دیا تو اب **مستعیر** کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو اس میں خود بھی رہے اور کسی دوسرے کو بھی رہنے دے لیکن اگر معیر (lender) نے عاریت پر دیتے ہوئے کہا تھا کہ تمہارے علاوہ کوئی اور نہیں رہے گا تو اب **مستعیر** کو اختیار نہیں ہوگا کہ کسی دوسرے کو اس میں رہنے دے۔

(دفعہ 821) اگر کسی نے گھوڑے کو عاریت پر لیا تا کہ اس پر سوار ہو کر معینہ جگہ تک جائے گا پس اگر اس معینہ جگہ تک جانے کے متعدد راستے ہوں تو **مستعیر** کو اختیار ہوگا کہ جس راستے سے جانا چاہے چلا جائے لیکن وہ راستہ دیگر لوگوں کی بھی گزرگاہ

ہوا اور اگر وہ کسی ایسے راستے سے گیا جو عام لوگوں کی گزرگاہ نہیں ہے اور وہ گھوڑا ہلاک ہو گیا تو اس پر ضمان لازم ہوگا اور اسی طرح اگر معیر (lender) کے معین کردہ راستے کے علاوہ کسی دوسرے راستہ سے گیا اور وہ گھوڑا ہلاک ہو گیا پس اگر وہ راستہ معیر کے متعین کردہ راستے سے طویل تھا یا غیر محفوظ تھا یا عام لوگوں کی گزرگاہ نہ تھا تو اب اس پر ضمان لازم ہوگا۔

(دفعہ 822) اگر کسی شخص نے کسی عورت سے کوئی ایسی شئی طلب کی جو اس کے شوہر کی ملکیت ہے اور اس عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر ہی وہ شی عاریۃً دے دی اور وہ شی ضائع ہو گئی پس اگر وہ شی اندرونِ خانہ اشیاء میں سے تھی جو کہ عموماً بیوی کے ہاتھوں میں ہوتی ہے تو اب مستعیر (borrower) و بیوی میں سے کوئی بھی ضامن نہ ہوگا اور اگر ایسی اشیاء میں سے نہیں تھی جو کہ عموماً بیوی کے ہاتھوں میں ہوتی ہے مثلاً گھوڑا تو اب شوہر کو اختیار ہوگا چاہے تو بیوی سے ضمان لے، یا پھر مستعیر (borrower) سے۔

(دفعہ 823) معیر (lender) کی اجازت کے بغیر مستعیر (borrower) نہ تو مالِ عاریت کو اجارہ پر دے سکتا ہے اور نہ ہی رہن pledge رکھ سکتا ہے اور اگر کسی نے کوئی مال بطور عاریت لیا تا کہ معینہ شہر میں اس پر جو قرض ہے اُس کے بدلے اس مالِ عاریت کو رہن کرے تو اُسے اجازت نہیں ہوگی کہ دوسرے شہر میں اس پر موجود قرض کے بدلے میں اسے رہن کرے پس اگر اس نے دوسرے شہر کے قرض کے بدلے میں اسے رہن کیا اور وہ مال عاریت ہلاک ہو گیا تو اس پر ضمان لازم ہوگا۔

(دفعہ 824) مستعیر (borrower) کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ مالِ عاریت کو بطور ودیعت کسی اور کو دے دے پس اگر ایسی صورت میں مستودع کے ہاتھوں وہ مال بغیر کوتاہی و غفلت کے ضائع ہو گیا تو اس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا۔

مثلاً کسی شخص نے جانور عاریت پر لیا کہ اس پر سوار ہو کر فلاں جگہ جائے گا اور پھر واپس آئے گا پس وہ شخص اس جگہ تک گیا اور وہاں جا کر جانور تھک گیا اور مزید چلنے سے عاجز آ گیا تو اس شخص نے اس جانور کو کسی شخص آخر کے پاس بطورِ ودیعت رکھوا دیا پھر وہ جانور مر گیا تو اب مستودع (custodian) و مستعیر (borrower) پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا۔

(دفعہ 825) معیر (lender) جب بھی مال عاریت کو طلب کرے تو مستعیر (borrower) پر لازم ہے کہ وہ فی الفور اسے مالِ عاریت لوٹا دے اور اگر مستعیر (borrower) نے لوٹانے میں توقف کیا اور بلا عذر تاخیر کی اور وہ مالِ عاریت ضائع ہو گیا یا اس کی قیمت میں کمی واقع ہوئی تو اب وہ اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 826) ایسی عاریت جس میں صراحۃً یا دلالۃً وقت کی تعین کردی گئی ہوتو مقررہ وقت کے مکمل ہوجانے پر مالِ عاریت کی واپسی لازم ہوگی لیکن واپسی میں عادتاًوعموماًہونے والی تاخیر قابل معافی ہوگی۔

مثلاًکسی عورت نے زیور عاریت پرلیا کہ اسے فلاں دن کی عصر تک استعمال کرے گی تو اب اس مقررہ وقت کے مکمل ہوجانے پراسے زیور کی واپسی لازم ہوگی۔

اسی طرح اگر کسی عورت نے زیور عاریت پر لئے کہ اسے فلاں کی شادی میں پہنے گی تو اب اس کی شادی مکمل ہوجانے کے بعد اسے لوٹانا لازم ہوگا لیکن لوٹانے میں اتنی معمولی تاخیر جو کہ عادتہً ہوہی جاتی ہے، اُس کا اعتبار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 827) اگر کسی شخص کو کسی خاص کام میں استعمال کرنے کے لئے عاریت پرلیا گیا تو جب وہ کام مکمل ہوجائے گا تو مالِ عاریت مستعیر (borrower) کے پاس مالِ ودیعت کی طرح بطورِامانت ہوگا لہٰذا ایسی صورت میں اسے استعمال کرنے یا اپنے پاس روکے رکھنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر اس نے ایسی صورت میں اسے استعمال کیا یا روکے رکھا اور وہ ضائع ہوگیا تو اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 828) مستعیر (borrower) مالِ عاریت کو بذاتِ خود یا پھر اپنے امین (reliable person) کے ہاتھوں معیر (lender) کو لوٹائے گا اور اگر اس نے اپنے امین کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھوں مال عاریت کو لوٹایا اور (معیر کے قبضہ سے قبل ہی) وہ ہلاک ہوگیا تو اب وہ اُس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 829) مالِ عاریت اگر نفیس اشیاء میں سے ہو جیسا کہ جواہرات (jewels) تو ایسی صورت میں مستعیر پرلازم ہے کہ بذاتِ خود اسے معیر کے حوالے کرے اور بہرحال اس کے علاوہ دیگر اشیاء میں اس مقام تک پہنچادینا کافی ہوگا جہاں عادتاً واپسی تصور کی جاتی ہے (مثلاً معیر کے گھر وغیرہ میں پہنچادینا) یا معیر کے خادم کو واپس کرکے سپردگی کردینا مثلاً عاریت پر لئے ہوئے جانور کو معیر کے اصطبل میں پہنچادینا یا اس کے نگران کے حوالے کردینا وغیرہ (سپردگی سمجھی جائے گی)۔

(دفعہ 830) مال عاریت کو لوٹانے وغیرہ کے جملہ مصارف مستعیر (borrower) کے ذمہ ہوں گے۔

(دفعہ 831) زمین میں درخت لگانے یا مکان وغیرہ بنانے کے لئے اسے عاریت پر لینا صحیح ہے لیکن معیر (lender) کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے وہ معاملہ عاریت سے رجوع کرلے پس اگر معیر نے رجوع کیا تو مستعیر (borrower) پرلازمی ہوگا کہ درختوں کو کاٹ دے اور عمارت گرادے اور اگر معاملہ عاریت میں وقت مقرر تھا اور معیر نے وقت آنے سے قبل ہی رجوع

کرلیا اور مستعیر کو مجبور کر دیا کہ درخت کاٹ دے اور عمارت گرادے تو اب معیر مدت مقررہ اور مطالبہ کے مابین واقع ہونے والے تفاوت کی قیمت کا ضامن ہوگا۔

مثلاً اگر گرے ہوئے مکان اور کاٹے ہوئے درختوں کی قیمت بارہ دینار تھی جس وقت کہ اس معاملہ عاریت سے رجوع ہوا تھا لیکن اگر انہیں مقررہ مدت تک باقی رکھا جاتا تو اس کی قیمت بیس دینار ہوتی لیکن معیر نے پہلے ہی اسے ختم کرنے کا مطالبہ کر دیا تو اب معیر پر لازم ہوگا کہ وہ مستعیر (borrower) کو آٹھ دینار ادا کرے۔

(دفعہ 832) اگر زمین کو کاشت کے لئے عاریت پر لیا گیا ہو چاہے وہ معاملہ عاریت "مؤقتہ" ہو یا "غیر مؤقتہ" تو معیر (lender) کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ معاملہ عاریت سے رجوع کرے اور فصل کی کاشت سے قبل زمین کی واپسی کا مطالبہ کرے۔

" اس کتاب کو مؤرخہ "24ذی الحجہ1288ھ "میں تحریر کیا گیا "

[محقق مجلّہ ہذا، بسام عبدالوہاب کی تحقیق کے مطابق یہ تاریخ "۴ مارچ ۱۸۷۲ء" کے موافق ہے]

ساتویں کتاب

ہبہ کے بارے میں

(GIFT)

یہ کتاب ایک مقدمہ اور تین اَبواب پر مشتمل ہے

مُقَدِّمَہ

ہبہ سے متعلقہ فقہی اصطلاحات کے بارے میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE RELATING TO GIFT)

(دفعہ 833) ہبہ(gift): کسی دوسرے شخص کو بغیر کسی عوض کے مال کا مالک بنا دینا جو شخص ہبہ کرے اُسے **''واہب''** (gift giver/donor) اور جو مال ہبہ کیا جائے اُسے **''موہوب''**(gift) اور جو اِسے قبول کرے اُسے **''موہوب لہٗ''** (donee / devisee) کہتے ہیں اور **''اتہاب''** کا معنی ہبہ قبول کرنا ہے۔

(دفعہ 834) **ہدیہ**(gift): ایسا مال جو کسی شخص کو بطور اکرام (gratification) دیا جائے۔

(دفعہ 835) **صدقہ**(charity / alms): ایسا مال جسے ثواب کی نیت سے ہبہ کیا جائے۔

(دفعہ 836) **اِباحت** (permission/gratuitous): کسی شخص کو کسی شئی کے کھانے یا لے لینے کی بغیر عوض کے اجازت و رخصت دینا۔

پہلا باب

عقد ہبہ سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(MATTERS RELATING TO THE CONTRACT OF GIFT)

اس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل

ہبہ کے ارکان اور اِس پر قبضہ سے متعلق مسائل کے بارے میں

(FUNDAMENTAL BASIS AND RECEIPT OF A GIFT)

(دفعہ 837) ہبہ (gift) ایجاب وقبول (offer and acceptance) سے منعقد اور قبضہ کر لینے سے مکمل ہوجاتا ہے۔

(دفعہ 838) ہبہ میں ایجاب ایسے الفاظوں سے ہوسکتا ہے جو عموماً بغیر کسی عوض کے مالک بنا دینے کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔ مثلاً: وَهَبْتُ، اَهْدَيْتُ وغیرہ اور ایسے دیگر الفاظ جس سے بغیر کسی عوض کے مالک بنانا سمجھا جاتا ہے نیز ہبہ کے لئے ایجاب اس طرح بھی ہوجاتا ہے، مثلاً شوہر نے اپنی بیوی کو کنگن یا زیور دیا اور اسے کہا: لے لو، یا پہن لو۔

(دفعہ 839) ہبہ تعاطی (conduct) سے بھی منعقد ہوجاتا ہے۔

(دفعہ 840) ہبہ اور صدقہ میں سے کسی کو کچھ بھیجنا اور اس کا قبضہ کر لینا، لفظاً ایجاب وقبول کے قائم مقام ہوتا ہے۔

(دفعہ 841) ہبہ میں قبضہ اُسی طرح ہے جیسا کہ بیع میں قبول کر لینا۔ اسی وجہ سے اگر موہوب لہ (donee) نے بغیر کچھ کہے اسی مجلس ہبہ میں جس میں واہب (donor) نے کہا: میں نے یہ مال ہبہ کیا، مالِ موہوب پر قبضہ کرلیا تو ہبہ مکمل ہوجاتا ہے۔

(دفعہ 842) قبضہ کرنے کے لئے واہب (donor) کی جانب سے صراحۃً یا دلالۃً اجازت ہونا لازمی ہے۔

(دفعہ 843) واہب (donor) کا ایجاب کر لینا اس کی جانب سے دلالۃً قبضہ کی اجازت ہوتا ہے اور اس کی جانب سے

صراحۃً اجازت یہ ہے کہ وہ کہے: اس مال کو لے لو، میں نے یہ مال تمہیں ہبہ کر دیا اور وہ مالِ ہبہ اسی مجلس میں موجود بھی ہو لیکن اگر مال موجود نہ ہو تو یوں کہنا: میں نے اپنا فلاں مال تمہیں ہبہ کر دیا جاؤ جا کر لے لو، یہ اس کی جانب سے صراحۃً اجازت ہے۔

(دفعہ 844) اگر واہب (donor) نے قبضہ کر لینے کی صراحۃً اجازت دے دی تو موہوب لہ (donee) کا مالِ موہوب پر اسی مجلس میں، یا اس کے بعد بھی قبضہ کر لینا صحیح ہوگا لیکن اگر اس کی جانب سے دلالۃً اجازت ہو تو پھر اسی مجلس ہبہ میں قبضہ ضروری ہوگا، مجلس کے بعد اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔

مثلاً اگر کہا: میں نے یہ مال تمہیں ہبہ کیا اور موہوب لہ (donee) نے اسی مجلس میں اس مال پر قبضہ کر لیا تو صحیح ہے لیکن اگر مجلس ہبہ کے بعد قبضہ کیا تو صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح اگر کہا: میرا جو مال فلاں جگہ پر ہے میں نے تمہیں ہبہ کیا اور یہ نہ کہا: جاؤ لے لو، پس اگر ایسی صورت میں موہوب لہ (donee) گیا اور اس پر قبضہ کر لیا تو صحیح نہیں ہوگا۔

(دفعہ 845) مشتری کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ (خریدنے کے بعد لیکن) مبیع پر قبضہ کرنے سے قبل ہی اسے ہبہ (gift) کر دے۔

(دفعہ 846) اگر کسی شخص نے اپنا مال جو کسی دوسرے شخص کے پاس تھا اس شخص کو ہبہ کر دیا تو صرف موہوب لہ (donee) کے قبول کر لینے سے ہی ہبہ مکمل ہو جائے گا دوبارہ لے کر قبضہ و سپردگی کرنے کی حاجت نہیں ہوگی۔

(دفعہ 847) اگر کوئی شخص اپنا قرض اپنے مقروض کو ہبہ کر دے، یا اسے اپنے قرض سے بری الذمہ کر دے اور مقروض اس صورت میں قرض کو واپس نہ لوٹائے تو ہبہ صحیح ہوگا اور اس صورت حال میں اس سے فی الفور قرض ساقط ہو جائے گا۔

(دفعہ 848) اگر ایک شخص کا کسی دوسرے شخص پر قرض ہو اور پھر وہ پہلا شخص کسی تیسرے شخص کو اپنا قرض ہبہ کر دے اور اسے صراحۃً قبضہ کی اجازت دے دے یعنی یوں کہے: جاؤ جا کر لے لو، پس اگر موہوب لہ (donee) نے جا کر اس پر قبضہ کر لیا تو ہبہ مکمل ہو جائے گا۔

(دفعہ 849) اگر مالِ موہوب پر قبضہ سے قبل ہی واہب (donor) یا موہوب لہ (donee) کا انتقال ہو گیا تو ہبہ باطل ہو جائے گا۔

(دفعہ 850) اگر کسی شخص نے اپنے عاقل و بالغ بیٹے کو کوئی شئی ہبہ کی تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے سپردگی بھی دے۔

(دفعہ 851) نابالغ بچہ اپنے وصی یا مربی کی جانب سے کیے گئے ہبہ کے مال کا صرف ایجاب کرنے ہی سے مالک ہوجاتا ہے یعنی واہب (donor) کا صرف یوں کہہ دینا" وَهَبْتُ "ایسے بچہ کو قبضہ کی حاجت نہیں ہوتی۔

(دفعہ 852) اگر کسی شخص نے بچہ کو کوئی شئی ہبہ کی تو اس بچہ کے وصی یا مربی کے قبضہ کر لینے سے ہبہ مکمل ہوجاتا ہے۔

(دفعہ 853) اگر کسی صاحب تمیز بچہ کو کوئی شئی ہبہ کی تو اس بچہ کے قبضہ کر لینے سے ہبہ مکمل ہوجائے گا، چاہے اس بچہ کا وصی بھی ہو۔

(دفعہ 854) ہبہ مضافہ (آنے والے زمانہ پر ہبہ معلق کرنا) صحیح نہیں ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص یوں کہے: میں نے آنے والے مہینہ کی اوّل تاریخ کو اپنی فلاں شئی تمہیں ہبہ کی تو ہبہ صحیح نہیں ہوگا۔

(دفعہ 855) کسی عوض کی شرط کے ساتھ ہبہ کرنا صحیح ہے اور اس شرط کا اعتبار کیا جائے گا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو اِس شرط پر ہبہ کیا کہ وہ اسے ہبہ کے بدلے فلاں شئی دے گا، یا اس واھب (donor) کے معینہ قرض کو ادا کرے گا تو موہوب لہ (donee) کو اس شرط کی پاسداری کرنے کے ساتھ ہبہ لازم ہوجائے گا اور اگر موہوب لہ (donee) نے اُس شرط کی رعایت نہیں کی تو واہب کو اختیار ہوگا کہ وہ ہبہ سے رجوع کرے۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنی جائیداد غیر منقولہ اس شرط پر ہبہ کی کہ موہوب لہ اس کے بدلے زندگی بھر اس واہب (donor) کے نفقہ کا ذمہ دار ہوگا پھر بعد میں واہب پشیمان ہوا اور ہبہ سے رجوع کا ارادہ کیا تاکہ جائیداد واپس لے لے، تو جب تک موہوب لہ شرط کے مطابق اِس پر خرچ کرنے کے لئے راضی ہو اُس وقت تک واہب (donor) ہبہ سے رجوع نہیں کرسکتا۔

دوسری فصل

ہبہ کی شرائط کے بارے میں

(CONDITIONS ATTACHING TO A GIFT)

(دفعہ 856) مالِ موہوب کا ہبہ کے وقت موجود ہونا شرط ہے۔ اسی لئے آنے والے پھل اور پیدا ہونے والے گھوڑے کے بچے کا ہبہ صحیح نہیں ہوگا۔

(دفعہ 857) مالِ موہوب کے لئے لازمی ہے کہ وہ واہب (donor) کی ملکیت میں ہو۔ اسی لئے اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کا مال ہبہ کیا تو صحیح نہیں ہوگا لیکن اگر ہبہ کے بعد صاحب مال نے اس کی اجازت دے دی تو ہبہ صحیح ہو جائے گا۔

(دفعہ 858) یہ لازمی ہے کہ ہبہ کیا جانے والا مال معین و معلوم ہو۔

اسی لئے اگر کسی شخص نے اپنے مال میں سے کوئی شئی یا دو گھوڑوں میں سے ایک کو بغیر معین کئے ہبہ کیا تو ہبہ صحیح نہیں ہوگا اور اگر یوں کہا: ان دونوں گھوڑوں میں سے جسے چاہو لے لو پس اگر موہوب لہ (donee) نے اس مجلس ہبہ میں ہی کسی ایک کو اپنے لئے متعین کر لیا تو ہبہ صحیح ہوگا وگرنہ مجلس ہبہ کے بعد اِس کی تعیین کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

(دفعہ 859) واہب کے لئے عاقل و بالغ ہونا شرط ہے۔ اسی لئے بچے، مجنون اور معطل الحواس (imbecile) کا ہبہ کرنا صحیح نہیں ہے لیکن اُن کے لئے ہبہ کرنا صحیح ہے۔

(دفعہ 860) ہبہ کے لئے واہب (donor) کی رضامندی بھی ضروری ہے، اسی لئے جبر و اکراہ کے ذریعہ کیا گیا ہبہ، صحیح نہیں ہوگا۔

دوسرا باب

ہبہ کے احکام کے بارے میں

(FUNDAMENTAL RULES RELATING TO GIFT)

اِس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل

ہبہ سے رجوع کے حق کے بارے میں

(REVOCATION OF A GIFT)

(دفعہ 861) موہوب لہ (donee) مالِ موہوب پر قبضہ کرنے سے اِس کا مالک ہوجاتا ہے۔

(دفعہ 862) واہب (donor) کو اِس بات کا اختیار ہے کہ موہوب لہ (donee) کے قبضہ کرنے سے قبل ہی بغیر اس کی رضامندی کے ہبہ سے رجوع کرے۔

(دفعہ 863) واہب کے ایجاب کرنے کے بعد موہوب لہ (donee) کو قبضہ کرنے سے منع کرنا ہبہ سے رجوع شمار ہوگا۔

(دفعہ 864) واہب (donor) موہوب لہ (donee) کی رضامندی سے قبضہ کے بعد بھی ہبہ اور ہدیہ سے رجوع کرسکتا ہے اور اگر موہوب لہ (donee) راضی نہ ہوتو واہب حاکم سے رجوع کرے گا اور اگر کوئی مانع موجود نہ ہوتو حاکم ہبہ کو فسخ کردے گا (موانع رجوع کا بیان آگے آرہا ہے)۔

(دفعہ 865) اگر واہب (donor) نے مالِ موہوب کو قبضہ کے بعد حاکم کی اجازت اور موہوب لہ (donee) کی رضامندی کے بغیر لے لیا تو اب وہ غاصب ہوگا اور ایسی صورت میں اگر وہ مالِ موہوب ہلاک یا ضائع ہوگیا تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 866) اگر کسی نے اپنے اُصول (باپ، دادا) اور فروع (بیٹا، پوتا) یا اپنے بھائی یا بہن یا اِن دونوں کی اولاد یا اپنے چچا و پھوپھی وغیرہ کو کوئی شئی ہبہ کی تو اسے اب ہبہ سے رجوع کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 867) اگر شوہر و بیوی میں سے ایک نے دوسرے کو کوئی شئی ہبہ کی تو سپردگی کے بعد جب تک اُن کے مابین رشتہ زوجیت قائم رہے، واہب (donor) کو ہبہ سے رجوع کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 868) اگر ہبہ کے بدلے میں کوئی شئی دی گئی اور واہب (donor) نے اس پر قبضہ بھی کرلیا تو اب یہ ہبہ سے رجوع کے لئے مانع ہے یعنی اگر واہب کو اس کے ہبہ کے بدلے میں کوئی شئی دی گئی اور واہب نے اس شئی پر قبضہ بھی کرلیا تو اب واہب کو اپنے ہبہ سے رجوع کا اختیار نہیں ہوگا، چاہے وہ شئی موہوب لہ نے دی ہو یا کسی اور نے (البتہ ہو "ہبہ" کے بدلے میں)۔

(دفعہ 869) اگر مالِ موہوب میں ایسا اضافہ پایا گیا جو اس ہبہ شدہ مال سے متصل ہو گیا ہو (اور اس کا جدا ہونا مشکل ہو) مثلاً مالِ موہوب زمین تھی اور موہوب لہ (donee) نے اس پر عمارت بنادی یا اس میں درخت لگادیئے، یا کمزور جانور تھا لیکن موہوب لہ (donee) کے پاس فربہ ہوگیا، یا مالِ موہوب میں ایسی تبدیلی ہوئی کہ اس کا نام ہی بدل گیا، مثلاً گیہوں تھا پیس کر آٹا بنادیا تو ایسی صورتوں میں ہبہ سے رجوع نہیں ہوسکتا ہے۔

اگر وہ اضافہ ہبہ شدہ مال سے متصل نہ ہو (یعنی اس کا جدا ہونا آسان ہو) تو وہ رجوع سے مانع نہیں ہوگا۔ مثلاً گھوڑی ہبہ کی تھی وہ حاملہ ہوگئی تو اب رجوع نہیں کرسکتا لیکن جب وہ بچہ پیدا کردے تو پھر رجوع کرسکتا ہے اور ایسی صورت میں پیدا ہونے والا بچہ موہوب لہ (donee) کا ہوگا۔

(دفعہ 870) اگر موہوب لہ (donee) نے مالِ موہوب کو بیچ دیا یا ہبہ کی سپردگی کرکے اسے اپنی ملک سے نکال دیا تو اب واہب کو ہبہ سے رجوع کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 871) اگر مالِ موہوب، موہوب لہ (donee) کے پاس ضائع ہوجائے تو اب ہبہ سے رجوع نہیں ہوسکتا۔

(دفعہ 872) واہب (donor) یا موہوب لہ (donee) میں سے کسی ایک کا انتقال ہبہ کے رجوع سے مانع ہوگا۔ اسی لئے اگر موہوب لہ مرجائے تو واہب کو ہبہ سے رجوع کا اختیار نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر واہب مرجائے تو اس کے ورثاء کو مالِ موہوب واپس لینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 873) اگر قرض خواہ نے اپنا قرض مقروض کو ہبہ کردیا تو اسے رجوع کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 874) صدقہ میں قبضہ ہو جانے کے بعد کئی وجوہات کی بناء پر رجوع نہیں ہو سکتا ہے۔

(دفعہ 875) اگر کسی نے اپنی کھانے کی اشیاء کسی دوسرے شخص کے لئے مباح کر دی تو اسے ان اشیائے طعام میں مالکانہ تصرف، مثلاً بیع و ہبہ کا اختیار نہیں ہو گا لیکن اسے خود کھانے کا اختیار ہو گا اور صاحب مال کو بعد میں مطالبہ کا حق حاصل نہیں ہو گا۔

مثلاً کسی شخص نے دوسرے کو اپنے باغ میں سے انگور کھانے کی اجازت دے دی تو اب کھانے کے بعد صاحب مال کو اس کی قیمت کے مطالبہ کے اختیار نہیں ہو گا۔

(دفعہ 876) ختنہ (circumcision) اور شادی (marriage) میں دیئے جانے والے تحفے اسی کے ہوتے ہیں جس کا ختنہ یا شادی ہے یا اُن کے والدین کے ہوں گے اگر چہ یہ نہ بتایا گیا ہو کہ یہ تحفہ کس کے لئے ہے، نہ اس کا سوال ہو گا اور نہ ہی تحقیق، نیز اس بارے میں عرف و عادت کا اعتبار کیا جائے گا (یہ مسئلہ ہمارے ملک میں نہایت اہمیت کا حامل ہے، بعض حضرات نے خوامخواہ اس معاملے میں سختی روا کر رکھی ہے انہیں اپنے موقف پر نظر ثانی کرنی چاہیے، جزیہ ہذا اِسی کی جانب دعوت فکر دے رہا ہے)۔

دوسری فصل

مریض کے ہبہ کے بارے میں

(GIFTS MADE DURING THE COURSE OF A MORTAL SICKNESS)

(دفعہ 877) اگر کسی ایسے شخص نے جس کا کوئی وارث نہ ہو اس نے اپنے مرضِ وفات میں اپنا سارا مال کسی دوسرے شخص کو ہبہ کر کے سپرد کر دیا تو صحیح ہے اور اس کی وفات کے بعد بیت المال کے امین کو اس کے ترکہ میں مداخلت کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 878) اگر زوجین میں سے کسی ایک نے اپنا سارا مال اپنے مرضِ وفات میں دوسرے کو ہبہ کر کے سپرد کر دیا اور اس موہوب لہ (donee) کے ماسوا اس واہب (donor) کا کوئی دوسرا وارث بھی نہیں ہے تو ہبہ صحیح ہوگا اور اس کی وفات کے بعد بیت المال کے امین کو اس کے ترکہ میں مداخلت کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 879) اگر کسی شخص نے اپنے مرضِ وفات میں اپنے کسی وارث کو کوئی شئی ہبہ کی لیکن اس کی وفات کے بعد دیگر ورثاء نے اسے جائز نہ رکھا تو یہ ہبہ صحیح نہیں ہوگا لیکن ایسی صورت میں اگر اس نے کسی غیر وارث کو ہبہ کیا تھا تو اگر وہ مالِ موہوب ترکہ کے ثلث مال کے برابر ہے تو صحیح ہے اور اگر وہ ترکہ کے تہائی مال سے زائد ہے اور ورثاء اسے جائز قرار نہیں دے رہے ہیں تو ثلث مال تک کی مقدار میں ہبہ صحیح ہو جائے گا اور اس سے زائد کیلئے موہوب لہ کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس کے ورثاء کو واپس کر دے۔

(دفعہ 880) اگر کسی ایسے شخص نے اپنے مرضِ وفات میں اپنے وارث یا غیر وارث کو اپنا مال ہبہ کیا جس کا تمام ترکہ قرض میں غرق ہے اور وہ مر گیا تو جن لوگوں کا قرض ہے، انہیں اس بات کا اختیار ہوگا کہ ہبہ کو لوٹا کر ترکہ میں شامل کر لیں اور تمام قرض خواہ اسے تقسیم کر لیں۔

" اس کتاب کو ''29محرم1289ھ'' میں لکھا گیا "

[محقق مجلّہ ہذا، بسام عبدالوہاب کی تحقیق کے مطابق یہ تاریخ ''۹، اپریل ۱۸۷۲ء'' کے موافق ہے]

آٹھویں کتاب

غصب اور اتلاف کے بارے میں

(USURPATION AND DESTRUCTION)

یہ کتاب ایک مقدمہ اور دو اَبواب پر مشتمل ہے

مُقَدِّمَہ

غصب و اتلاف سے متعلقہ فقہی اصطلاحات کے بارے میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE)

(دفعہ 881) **غصب** (usurpation): کسی کے مال کو بغیر اس کی اجازت کے لے کر قبضہ کر لینا اور اس طرح مال لینے والے کو **"غاصب"** usurper اس قبضہ شدہ مال کو **"مغصوب"** اور جس کا مال تھا اسے **"مغصوب منہ"** کہتے ہیں۔

(دفعہ 882) **قیمت قائمہ** (standing value): یہ درختوں اور تعمیرات کی ایسی قیمت جو اپنی جگہ پر ان کے قائم رہنے کی حالت میں ہو، اس کے لئے ایک بار زمین کی قیمت مع درخت وتعمیرات لگائی جائے اور ایک بار صرف خالی زمین کی قیمت لگائی جائے تو اب ان دونوں قیمتوں کے مابین جو فرق وتفاوت حاصل ہو وہی تعمیر واشجار کی "قیمت قائمہ" ہوگی۔

(دفعہ 883) **قیمت بنا** (building value): کسی تعمیر کی ایسی قیمت جو اس کے قائم رہنے کی حالت میں ہو۔

(دفعہ 884) **قیمت مقلوع** (pull-down value): کسی تعمیر کو گرانے کے بعد اس کی جو قیمت ہو یا کسی درخت کے کاٹنے کے بعد اس کی جو قیمت ہو وہ "قیمت مقلوع" کہلاتی ہے۔

(دفعہ 885) **قیمت باقیہ** (pulling-down value): کسی شئی کی وہ قیمت جو اسے گرادینے کی اجرت کو نکال کر "قیمت مقلوع" میں سے باقی بچ جائے "قیمت باقیہ" کہلاتی ہے۔

(دفعہ 886) **نقصان اَرض** (minus value of land): ایسا فرق وتفاوت جو ان دو صورتوں کے مابین حاصل ہو کہ اگر زمین کو کاشت کاری (cultivation) کرنے سے قبل کرایہ پر دیا جائے یا کاشت کاری کر لینے کے بعد کرایہ پر دیا جائے (تو اُن کے مابین حاصل ہونے والا فرق نقصانِ ارض کہلائے گا)۔

(دفعہ 887) **اِتلافِ مباشر** (direct destruction): کسی شئی کو بذات خود ضائع کر دینا اور جو ایسا فعل کرے اُسے "فاعل مباشر" (actual doer of the act) کہتے ہیں۔

(دفعہ 888) **اِتلافِ تسبّب** (indirect destruction): کوئی ایسا سبب جو شئی کے ضائع ہونے کا باعث بنے یعنی کوئی ایسی بات پیدا کر دینا جس کی وجہ سے عادتاً کوئی شئی ضائع ہو جاتی ہے۔

ایسا کرنے والے کو "مُتَسَبِّب" (person causing the destruction) کہتے ہیں۔

مثلاً کسی لٹکتے ہوئے فانوس کی رسی کاٹ دینا یہ ایسا سبب ہے جس کی وجہ سے فانوس زمین پر گر کر ٹوٹ جائے گا تو اس صورت میں ڈوری کاٹنے والا **"فاعل مباشر"** کہلائے گا اور فانوس کا ٹوٹ جانا **"تسبب"** ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی برتن میں گھی تھا

اُسے کاٹ ڈالا اور وہ گھی ضائع ہو گیا تو برتن کاٹنے والا ''فاعل مباشر'' اور ضائع شدہ گھی ''تسبب'' کہلائے گا۔

(دفعہ 889) **تقدم**(prior warning): خبردار کرنا اور کسی نقصان کے ہونے سے قبل ہی اسے روکنے اور زائل کرنے کی جانب متوجہ کرنا۔

پہلا باب

غصب کے بارے میں

(USURPATION)

اِس باب میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل

غصب کے احکام کے بارے میں

(FUNDAMENTAL RULES RELATING TO USURPATION)

(دفعہ 890) مالِ مغصوب کو بعینہ اس کے مالک کو مقام غصب پر سپرد کرنا لازمی ہے اگر مالک وہاں موجود ہو، لیکن اگر صاحب مال کی غاصب (usurper) سے کسی دوسرے شہر میں ملاقات ہوئی اور مالِ مغصوب بھی غاصب کے پاس ہی ہے تو صاحب مال کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو اسی جگہ اپنے مال کو لے لے، یا پھر اسی مقام غصب پر سپردگی کا مطالبہ کرے اور اس مالِ مغصوب کو مقام غصب تک منتقل کرنے کے جملہ مصارف غاصب (usurper) کے ذمہ ہوں گے۔

(دفعہ 891) جیسا کہ اگر مالِ مغصوب ضائع ہوجائے تو غاصب (usurper) اس کا ضامن ہوتا ہے، اسی طرح چاہے مالِ مغصوب کے ہلاک ہونے میں غاصب کی غفلت وکوتاہی شامل ہو یا نہ ہو، بہرصورت غاصب اس کا ضامن ہوگا پس اگر وہ مالِ مغصوب قیمیات میں سے تھا تو غصب کے وقت وجگہ کے مطابق اس پر بطورِ ضمان قیمت لازم ہوگی اور اگر وہ مالِ مغصوب مثلیات میں سے تھا تو اس پر بطورِ ضمان اس کے مثل کی ادائیگی لازم ہوگی۔

(دفعہ 892) اگر غاصب (usurper) نے بعینہ مالِ مغصوب مقام غصب میں مالک کے سپرد کردیا تو اب وہ ضمان سے بری الذمہ ہوجائے گا۔

(دفعہ 893) اگر غاصب (usurper) نے مال مغصوب کو بعینہ صاحب مال کے سامنے پیش کر دیا اس طرح سے کہ صاحب مال کا اس پر قبضہ ممکن تھا تو اب گویا کہ غاصب نے مالِ مغصوب کو لوٹا دیا ہے اگر چہ حقیقتاً اس پر قبضہ نہ بھی ہوا ہو لیکن اگر مال مغصوب ضائع ہو چکا تھا اور غاصب نے ایسی صورت میں بطور ضمان اس کی قیمت صاحب مال کے سامنے پیش کر دی تو اب جب تک حقیقتاً قبضہ نہ پایا جائے اس وقت تک بری الذمہ نہیں ہوگا۔

(دفعہ 894) اگر غاصب (usurper) نے مال مغصوب، صاحب مال کو کسی ایسی جگہ پیش کیا جو کہ پرامن نہیں تھی تو صاحب مال کو اختیار ہوگا کہ اس کی سپردگی قبول کرنے سے انکار کر دے اور ایسی صورت میں غاصب بری الذمہ نہیں ہوگا۔

(دفعہ 895) اگر غاصب نے ضائع شدہ مال مغصوب کی قیمت بطورِ ضمان صاحب مال کو پیش کی لیکن صاحبِ مال نے اسے قبول نہ کیا تو وہ حاکم سے رجوع کرے گا اور پھر اسے قبول کرنے کا حکم دیگا۔

(دفعہ 896) اگر مغصوب منہ (جس کا مال غصب کیا گیا) بچہ ہے اور غاصب نے مال مغصوب اسے لوٹا دیا ہے پس اگر وہ بچہ صاحب تمیز اور اپنے مال کی حفاظت کا اہل ہے تو یہ لوٹانا صحیح ہوگا وگرنہ نہیں۔

(دفعہ 897) اگر مالِ مغصوب کوئی پھل ہے اور غاصب کے پاس اس میں تبدیلی پیدا ہوگئی، مثلاً سوکھ گیا تو صاحب مال کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو اس مال کو بعینہ واپس لے لے یا پھر اس کی قیمت بطورِ ضمان وصول کرے۔

(دفعہ 898) اگر غاصب نے اپنے مال سے مالِ مغصوب کے اندر کوئی اضافہ پیدا کر دیا تو مغصوب منہ کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو غاصب کے کئے گئے اضافہ کی قیمت دے کر بعینہ اپنا مال واپس حاصل کرے، یا پھر غاصب سے ضمان وصول کرے۔

مثلاً اگر مالِ مغصوب کپڑا تھا اور غاصب نے اسے رنگ دیا تو اب مغصوب منہ کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو بطورِ ضمان کپڑے کی قیمت وصول کرے یا پھر رنگنے کی قیمت غاصب کو ادا کر کے اپنا کپڑا بعینہ واپس لے لے۔

(دفعہ 899) اگر غاصب نے مالِ مغصوب میں ایسی تبدیلی کر دی جس کی وجہ سے مالِ مغصوب کا نام ہی بدل گیا تو اب غاصب اس کا ضامن ہوگا اور مال غاصب کا ہوگا، مثلاً اگر مالِ مغصوب گیہوں تھے اور غاصب نے پیس کر آٹا بنا دیا تو اب غاصب گیہوں کی قیمت کا ضامن ہوگا اور یہ آٹا اَب غاصب ہی کا ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے دوسرے شخص کے گیہوں غصب کئے اور اسے اپنی زمین میں بو دیا تو اب غاصب اس گیہوں کی قیمت کا ضامن ہوگا اور حاصل ہونے والی کھیتی غاصب کی ہوگی۔

(دفعہ 900) اگر غصب (usurpation) کے بعد مالِ مغصوب کی قیمت میں کمی آ جائے تو اب صاحب مال کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ اس مال مغصوب کو قبول نہ کرے اور وہ غصب کے وقت کی قیمت کا غاصب سے مطالبہ کرے لیکن اگر مالِ مغصوب کی قیمت میں کمی غاصب کے استعمال کی وجہ سے آئی ہو تو اب غاصب اس کا ضامن ہوگا۔

مثلاً غصب کیا گیا جانور کمزور ہو گیا اور غاصب نے اسے صاحبِ مال کو واپس لوٹایا تو غاصب پر اس کی قیمت میں ہونے والی کمی کا ضمان ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے غصب شدہ کپڑے کو پھاڑ ڈالا اور اس کی وجہ سے قیمت میں کمی ہو گئی پس اگر وہ نقصان معمولی ہے یعنی اتنا نہیں ہے کہ مال مغصوب کی چوتھائی قیمت تک پہنچ جائے تو غاصب پر اس قیمت کا ضمان ہوگا اور اگر وہ نقصان زیادہ حصے یعنی مالِ مغصوب کی چوتھائی قیمت کے برابر یا اس سے زائد ہے تو مغصوب منہ کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو غاصب سے نقصان قیمت وصول کرے (اور شئی لے لے) یا پھر مالِ مغصوب غاصب کو دے دے اور مکمل ضمان حاصل کرے۔

(دفعہ 901) ایسی صورت حال جس میں مالک کا تصرف زائل کر دیا جائے یہ غصب (usurpation) کے مساوی ہے اور اس کا حکم غصب کی طرح ہے۔

مثلاً مستودع اگر ودیعت کا مال واپس کرنے سے انکار کر دے تو اب اس پر غاصب (usurper) کا حکم لگے گا اور انکار کرنے کے بعد اگر مالِ ودیعت اس کے ہاتھوں بغیر کوتاہی کے ضائع ہو گیا تو بھی وہ ضامن ہوگا۔

(دفعہ 902) اگر کسی کی ملکیت والی کوئی شئی اس کے ہاتھوں سے بلا ارادہ نکل جائے، مثلاً اگر کسی پہاڑی پر اُوپر نیچے دو باغ ہیں اور اوپر کی پہاڑی نیچے گر جائے تو کم قیمت والا زیادہ قیمت والے کی اتباع کرے گا یعنی وہ باغ جس کی قیمت زیادہ ہے اس کا مالک کم قیمت والے باغ کے مالک کو بطور ضمان قیمت دے کر باغ کا مالک ہو جائے گا۔

مثلاً اگر باغ گرنے سے پہلے اوپر والے باغ کی قیمت پانچ سو روپے تھی اور نیچے والے باغ کی قیمت ایک ہزار روپے تھی (پھر اوپر والا باغ حادثاتی طور پر نیچے والے باغ میں آ گرا) تو دوسرے باغ والا (جسکی قیمت ہزار روپے تھی) وہ پہلے والے کو بطور ضمان قیمت ادا کر کے دونوں باغوں کا مالک ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے ہاتھوں سے موتی گر گیا جسکی قیمت پچاس روپے تھی اور مرغی اسے نگل گئی اور اس مرغی کی قیمت پانچ روپے تھی تو اب موتی کا مالک پانچ روپے دے کر مرغی لے لے گا۔

(دفعہ 903) مال مغصوب میں ہونے والے اضافے صاحبِ مال کے ہوں گے، اگر غاصب (usurper) نے انہیں ضائع کر دیا تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔

مثلاً اگر غاصب نے غصب شدہ جانور کے دودھ کو ضائع کر دیا، یا اسی دوران جانور کے پیدا ہونے والے بچہ کو ضائع کر دیا، یا حالت غصب میں غصب شدہ باغ کے پھلوں کو ضائع کر دیا تو ان کا ضامن ہوگا۔اس لئے کہ یہ بھی مغصوب منہ کا مال تھا اسی طرح اگر کسی نے شہد کی مکھی کا چھتہ (beehive) غصب کیا اور شہد کی مکھی بھی اس میں موجود تھی تو صاحب مال کو واپسی کی صورت میں وہ شہد بھی لوٹایا جائے گا جو حالت غصب کے دوران اس میں پیدا ہوا ہے۔

(دفعہ 904) شہد کا چھتہ (beehive) جس باغ میں ہوگا باغ کا مالک ہی اس چھتہ کا بھی مالک ہوگا۔لہٰذا اگر کسی دوسرے شخص نے اسے لیا اور ضائع ہو گیا تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔

دوسری فصل

جائیداد غیر منقولہ کے غصب سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(USURPATION OF REAL PROPERTY)

(دفعہ 905) مال مغصوب (property wrongfully appropriated) اگر جائیداد غیر منقولہ ہے تو غاصب (usurper) پر لازم ہے کہ وہ صاحب مال کو بغیر کسی تبدیلی ونقصان کے اس کا مال واپس کردے اور اگر غاصب کے کسی عمل سے اس کی قیمت میں کمی ہوگئی تو غاصب اس کی قیمت کا ضامن ہوگا۔

مثلاً غصب شدہ مکان کا کوئی حصہ گرادیا گیا یا اس میں رہنے کی وجہ سے گر گیا اور اس کی قیمت میں کمی آگئی تو نقصان بقدرِ قیمت کا ضامن ہوگا۔اسی طرح اگر غاصب کی جلائی ہوئی آگ سے مکان جل گیا تو غاصب مکمل مکان کی قیمت کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 906) اگر مالِ مغصوب کوئی زمین ہے اور غاصب نے اس پر کوئی عمارت بنادی، یا اس میں درخت لگادیئے تو غاصب کو ان کے اکھیڑنے کا حکم دیا جائے گا لیکن اگر اکھیڑنا زمین کے لئے نقصان دہ ہو تو مغصوب منہ غاصب کو اس عمارت یا درختوں کی قیمت مقلوع (pull down value) ادا کرکے اس زمین کا مالک ہوجائے گا اور اسے اپنے قبضہ میں لے لے گا لیکن اگر عمارت یا درختوں کی قیمت زمین کی قیمت سے زیادہ ہے اور غاصب نے اس زمین میں جو عمارت بنائی تھی یا کھیتی کی تھی وہ کسی سببِ شرعی کی وجہ سے تھی (مثلاً اِس کا گمان تھا کہ وہ اس زمین کا شرعی طور پر مالک ہو چکا ہے وغیرہ) تو اب غاصب زمین کی قیمت مغصوب منہ کو ادا کرکے اس کا مالک ہوجائے گا۔مثلاً کسی شخص نے اپنے باپ سے وراثت کی زمین پائی اور اس میں کچھ تعمیر کردی اور اس عمارت کی قیمت زمین سے زیادہ ہے پھر بعد کو مستحق ظاہر ہوگیا تو اب صاحبِ عمارت کو یہ حق ہوگا کہ زمین کی قیمت ادا کرکے اس پر قبضہ کرلے۔

(دفعہ 907) اگر کسی نے دوسرے شخص کی زمین غصب (usurpation) کی اور اس میں کھیتی لگادی پھر بعد میں صاحب زمین نے اپنی زمین کی واپسی کا مطالبہ کیا تو اب اس کھیتی کی وجہ سے اس زمین کا جتنا نقصان ہوا ہے غاصب اس کا ضامن

ہوگا۔اسی طرح اگر کسی نے ایسی زمین جو اس کے اور دوسرے شخص کے مابین مشترک تھی اس میں اپنے شریک کی اجازت کے بغیر کھیتی کی تو اسے شریک کے حصہ زمین میں کھیتی کی وجہ سے ہونے والے نقصان کا ضمان ادا کرنا پڑے گا۔

(دفعہ 908) اگر کسی نے غصب شدہ زمین میں ہل چلا دیا پھر اس کے مالک نے زمین کی واپسی کا مطالبہ کیا تو اب غاصب صاحب زمین سے ہل چلانے کی اجرت طلب نہیں کرسکتا ہے۔

(دفعہ 909) اگر کسی نے دوسرے کی زمین میں اپنا سامان وغیرہ رکھ کر زمین گھیر لی تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنا سامان وغیرہ اُٹھائے اور زمین خالی کرے۔

تیسری فصل

غاصب کے غاصب کا حکم

(WRONGFUL APPROPRIATION FROM A PERSON WHO HAS ALREADY WRONGFULLY APPROPRIATED PROPERTY)

(دفعہ 910) غاصب (usurper) کے غاصب کا حکم بھی غاصب ہی کی طرح ہے۔

پس اگر کسی غاصب سے کوئی دوسرا غاصب مالِ مغصوب غصب کرے اور اُس کے پاس سے وہ مالِ مغصوب ضائع ہو جائے تو مغصوب منہ کو اختیار ہوگا چاہے تو غاصب اوّل (first usurper) سے ضمان وصول کرے یا پھر غاصب ثانی (second usurper) سے، یا پھر ان دونوں سے تھوڑا تھوڑا وصول کرے پس اگر مغصوب منہ نے غاصب اول سے ضمان وصول کر لیا تو اب غاصب اول (first usurper) کو غاصب ثانی (second usurper) سے ادا کردہ ضمان حاصل کرنے کا اختیار ہوگا لیکن اگر غاصب ثانی نے ضمان ادا کیا تو اسے غاصب (اوّل) سے ادا کردہ ضمان حاصل کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 911) اگر غاصب ثانی (second usurper) نے غاصب اوّل (first usurper) کو مالِ مغصوب واپس کر دیا تو غاصب ثانی بری الذمہ ہو جائے گا اور اگر غاصب اوّل (first usurper) نے مالِ مغصوب کو مغصوب منہ کے سپرد کر دیا تو وہ بھی بری الذمہ ہو جائے گا۔

دوسرا باب

اتلاف کے بارے میں

(HETEROLYSIS / DESTRUCTION OF PROPERTY)

اِس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل

کسی شئی کے تلف کرنے کے بارے میں

(DIRECT DESTRUCTION OF PROPERTY)

(دفعہ 912) اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کا ایسا مال جو اس کے یا اس کے امین کے ہاتھوں میں تھا، قصداً یا بلاقصد ضائع کر دیا تو اس مال کا ضامن ہوگا اور اگر کسی نے غاصب (usurper) کے ہاتھوں میں موجود مالِ مغصوب ضائع کر دیا تو مغصوب منہ کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو غاصب سے ضمان لے اور وہ غاصب ادائیگی کے بعد ضائع کرنے والے سے ادا شدہ رقم کا مطالبہ کرے، یا پھر براہ راست ضائع کرنے والے سے ضمان وصول کرے اور اس صورت میں ضائع کرنے والے کو ادا شدہ رقم کا غاصب (usurper) سے مطالبہ کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 913) اگر کوئی شخص پھسلا اور کسی کے مال پر گر پڑا جس کی وجہ سے وہ مال ضائع ہو گیا تو یہ اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 914) اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کے مال کو اپنا مال گمان کرتے ہوئے ضائع کر دیا تو اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 915) اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کا کپڑا کھینچا اور وہ پھٹ گیا تو اس کے کپڑے کی پوری قیمت کا ضامن ہوگا لیکن اگر کپڑے کے مالک نے دوسرے شخص کے ہاتھوں میں موجود اپنے کپڑے کو کھینچا اور وہ پھٹ گیا تو اب وہ شخص آدھی قیمت کا ضامن ہوگا۔ اسی طرح کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کپڑے پر بیٹھ گیا اور اس شخص کی لاعلمی کی بناء پر اُٹھ جانے کی وجہ سے وہ کپڑا پھٹ گیا تو اس صورت میں وہ شخص آدھی قیمت کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 916) اگر کسی بچہ نے کسی شخص کا مال ضائع کر دیا تو اس کے مال سے ضمان کی ادائیگی لازم ہوگی اور اگر اس بچہ کا مال نہ ہو تو اس بچہ کے مال آنے تک انتظار کیا جائے گا (جب مال آجائے تو اس میں سے ضمان کی ادائیگی ہوگی) لیکن اس بچہ کے ولی پر ضمان نہیں ہوگا۔

(دفعہ 917) اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کے مال کی قیمت کو نقصان پہنچایا تو اب یہ شخص قیمت کے نقصان کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 918) اگر کسی شخص نے دوسرے کی جائیداد غیر منقولہ (real property) گرادی مثلاً گھر، دوکان تو ایسی صورت میں صاحب مال کو اختیار ہوگا کہ گرا ہوا ملبہ (debris) گرانے والے شخص کے لئے چھوڑ دے اور اس سے مکمل قیمت تعمیر بطور ضمان وصول کرے اور اگر چاہے تو تعمیر کی قیمت میں سے ملبہ کی قیمت کم کر کے بقیہ جو قیمت باقی بچے اسے وصول کرے اور ملبہ بھی خود ہی رکھ لے لیکن اگر غاصب نے اس گری ہوئی عمارت کو دوبارہ پہلے کی طرح بنا دیا تو اب وہ ضمان سے بری ہوگا۔

(دفعہ 919) اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کے مکان کو بلا اس کی اجازت کے گرا دیا اس لئے کہ اس گھر میں آگ لگ گئی تھی اور گرانے سے بجھ گئی پس اگر یہ گرانا کسی حاکم کی اجازت سے تھا تو پھر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا اور اگر بلا اجازت حاکم خود ہی گرا دیا تو اب ضمان ہوگا۔

(دفعہ 920) اگر کسی شخص نے دوسرے کے باغ سے بلا اجازت کچھ درخت کاٹ لئے تو مالک باغ کو اختیار ہوگا چاہے تو کھڑے ہوئے درختوں کی قیمت قائمہ (standing value) وصول کرے اور کٹے ہوئے درخت کاٹنے والے کو دے دے، یا پھر قیمت قائمہ میں سے قیمت مقلوع (pull down value) کم کر کے جو باقی بچے وہ وصول کرے اور ساتھ ہی کٹے ہوئے درخت بھی خود ہی رکھ لے۔

مثلاً باغ میں کھڑے درختوں کے ساتھ اس کی قیمت دس ہزار تھی اور بغیر درختوں کے پانچ ہزار تھی اور درختوں کی قیمت دو ہزار تھی تو اب مالک باغ کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو کٹے ہوئے درخت کاٹنے والے کے لئے چھوڑ دے اور اس سے پانچ ہزار وصول کرے یا پھر تین ہزار وصول کرے اور کٹے ہوئے درخت بھی لے لے۔

(دفعہ 921) کسی مظلوم کو اس بات کا اختیار نہیں ہوتا کہ خود پر ہوئے ظلم وستم کے بدلے میں کسی دوسرے پر بھی ظلم کرے۔

مثلاً زید نے عمرو کا مال اس لئے ضائع کر دیا کیونکہ عمرو نے بھی اس کا مال ضائع کیا تھا تو اِس صورت میں دونوں ہی ضامن ہوں گے اور اسی طرح اگر زید نے عمرو جو کہ ''قبیلہ طی'' سے تعلق رکھتا تھا کا مال اس لئے ضائع کر دیا کہ ''قبیلہ طی'' ہی کے ایک شخص بکر نے زید کا مال ضائع کیا تھا تو اِن دونوں ہی کو ضائع کئے گئے مال کا ضمان ادا کرنا ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے دھوکے میں آ کر دوسرے شخص سے کھوٹے درہم لے لئے تو اب اسے اختیار نہیں ہوگا کہ وہ یہ کھوٹے درہم کسی اور کو آگے دے۔

دوسری فصل

اِتلافِ تسبّب کے بارے میں

(INDIRECT DESTRUCTION OF PROPERTY)

(دفعہ 922) اگر کسی شخص نے دوسرے کے مال ضائع ہوجانے یا اس کی قیمت کم ہوجانے کے اسباب پیدا کئے یعنی کوئی ایسا کام کیا جس کی وجہ سے مال ضائع ہوجائے یا اس کی قیمت میں کمی آجائے تو وہ ضامن ہوگا۔

مثلاً کسی شخص نے دوسرے کے کپڑے پکڑ لئے اور اس پکڑنے کے دوران اس شخص کے ہاتھوں سے کوئی شئی گر کر ضائع ہوگئی یا عیب دار ہوگئی تو اب پکڑنے والا اس کا ضامن ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے دوسرے کی زمین کو جانے والا پانی روک دیا اور اس کی وجہ سے کھیتی وغیرہ ضائع ہوگئی یا اتنا زیادہ پانی چھوڑ دیا کہ کھیتی ڈوب گئی تو ضامن ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کے اصطبل کا دروازہ کھول دیا اور اس کے جانور بھاگ گئے یا پرندوں کے پنجرے (cage) کا دروازہ کھول دیا اور اس میں موجود پرندے اُڑ گئے تو یہ شخص ضامن ہوگا۔

(دفعہ 923) اگر کوئی جانور کسی دوسرے شخص کو دیکھ کر بے قابو ہوجائے (بدک جائے) اور بھاگ جائے تو اس شخص پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا لیکن اگر اس نے قصداً بدکا دیا (اور وہ بھاگ گیا) تو اب یہ ضامن ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے شکار کرنے کے لئے بندوق چلائی اور اس کی آواز سے جانور بدک گیا بھاگا اور ضائع ہوگیا، یا بھاگتے ہوئے گرنے سے کوئی عضو ضائع ہوگیا تو اس بندوق چلانے والے پر کوئی ضمان نہیں ہوگا لیکن اگر اس شکاری نے بندوق صرف جانور بدکانے کے لئے چلائی تھی تو اب اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 924) ایسا تسبب جو موجب ضمان ہو، اُس میں یہ بھی شرط ہے کہ "مُتَسَبِّب" کا کوئی ایسا فعل ہو جو اسے بغیر حق کے نقصان تک لے جاتا ہو۔

مثلاً اگر کسی شخص نے عام راستے میں حاکم کی اجازت کے بغیر کنواں کھود دیا اور اس میں کسی کا جانور گر کر ضائع ہو گیا تو اب یہ ضامن ہوگا لیکن اگر وہ جانور کسی ایسے کنویں میں گرا جو اس شخص کی ملکیت تھا اور ضائع ہو گیا تو اب ضامن نہیں ہوگا۔

(دفعہ 925) اگر کسی نے کوئی ایسا کام کیا جو کسی شئی کے ضائع ہوجانے کا سبب بنتا ہو لیکن اسی دوران کوئی فعل اختیاری واقع ہوا یعنی کسی نے بذاتِ خود اس شئی کو ضائع کر دیا تو یہ فعل اختیاری والا ''فاعل مباشر'' (actual doer of the act) اِس کا ضامن ہوگا (اور جس شخص نے سبب پیدا کیا تھا وہ ضامن نہیں ہوگا)۔

تیسری فصل

شارعِ عام کے حقوقِ استعمال کے بارے میں

(MATTERS OCCURRING IN THE PUBLIC HIGHWAY)

(دفعہ 926) ہر ایک کو سلامتی کی شرط کے ساتھ شارع عام (public highway) سے گزرنے کا حق حاصل ہے یعنی یہ حق اس شرط کے ساتھ مقید ہے کہ جب ایسے حالات ہوں کہ احتراز ممکن ہے تو کسی دوسرے شخص کو کوئی نقصان نہ پہنچے (اس طور پر گزرے لیکن حادثاتی حالات یا قدرتی آفات کا معاملہ اس سے جدا ہے)۔

پس اگر بوجھ اُٹھانے والے یعنی حمال (porter) کی پشت سے وزن گرا اور کسی دوسرے کا مال ضائع ہو گیا تو اب یہ حمال ضامن ہوگا۔

اسی طرح اگر لوہار (blacksmith) نے اپنی دوکان میں گرم لوہے پر ضرب لگائی اور چنگاری (sparks) اُڑ کر راستے میں جانے والے کسی شخص کے کپڑوں پر گری اور وہ کپڑا جل گیا تو لوہار اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 927) کسی بھی شخص کو حاکم کی اجازت کے بغیر شارعِ عام (public highway) میں خرید وفروخت کے لئے بیٹھنے یا اس میں کوئی شئی رکھنے یا کوئی نیا کام کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر کسی نے ایسا کام کیا تو اسی کام کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے نقصان وخسارہ کا یہ شخص ضامن ہوگا۔

اسی وجہ سے اگر کسی شخص نے شارع عام پر پتھر اور عمارت کی تعمیر کی دیگر اشیاء رکھیں اور کوئی جانور ان سے ٹکڑا کر ضائع ہو گیا تو یہ ضامن ہوگا اسی طرح اگر کسی شخص نے شارع عام پر کوئی ایسی شی ڈالی جو پھسلنے والی تھی، مثلاً تیل اور اس سے پھسل کر کوئی جانور ضائع ہو گیا تو اب یہ ضامن ہوگا۔

(دفعہ 928) اگر کسی شخص کی دیوار گر جائے اور اس کی وجہ سے کسی کو نقصان پہنچے تو اس پر ضمان لازم نہیں ہوگا لیکن اگر دیوار پہلے سے ہی گرنے والی تھی اور لوگوں نے مالک کو اس پر تنبیہ بھی کی تھی اور یوں کہا تھا: اپنی دیوار گرا دو اور اس تنبیہ کرنے کے بعد اتنا وقت بھی گزر چکا تھا جس میں گرائی جا سکتی تھی تو اب (نقصان کی صورت میں) ضمان ہوگا لیکن اس میں یہ بھی شرط ہے کہ تنبیہ

کرنے والا ایسا شخص ہو جسے تنبیہ کرنے کا حق بھی حاصل ہو یعنی اگر دیوار پڑوسی کے گھر پر گری تو تنبیہ کرنے والا بھی اس گھر کا رہنے والا ہونا چاہیے اس کے علاوہ کسی دوسرے باہر کے شخص کا تنبیہ کرنا مفید نہیں ہوگا اور اگر وہ دیوار کسی شارع خاص پر گری تو تنبیہ کرنے والا بھی ایسا شخص ہونا چاہیے جسے اس راستے پر گزرنے کا حق حاصل ہو اور اگر شارع عام پر گری تو ہر ایک کو تنبیہ کرنے کا اختیار ہوگا۔

چوتھی فصل

حیوان کی جنایت کے بارے میں

(INJURY CAUSED BY ANIMALS)

(دفعہ 929) ایسے نقصانات جو کسی جانور نے خود پیدا کئے ہوں تو اُس کا ضمان اِس کے مالک پر نہیں ہوگا لیکن اگر جانور نے کسی دوسرے کا مال ضائع کر دیا اور جانور کے مالک نے دیکھنے کے باوجود بھی اسے نہیں روکا تو اب وہ ضامن ہوگا اور سینگ مارنے والے بیل اور کاٹنے والے کتے کے کئے گئے نقصان کا ضامن اس کا مالک ہوگا اگر اس محلے یا گاؤں کے لوگوں کے اسے پہلے ہی کیا تھا کہ اپنے جانور کی حفاظت کرو اور اُس نے حفاظت نہیں کی تھی۔

(دفعہ 930) سواری کا جانور اگر اپنے ہاتھ، دُم یا پاؤں سے کوئی نقصان کر دے تو اس جانور کا مالک اس کا ضامن نہیں ہوگا چاہے مالک اس پر سوار ہو یا نہ ہو۔

(دفعہ 931) اگر کسی شخص نے اپنے جانور کو کسی دوسرے کی جگہ میں اس کی اجازت سے داخل کیا تو ایسی صورت میں ہونے والے نقصان کا مالک ضامن نہیں ہوگا اور اگر بغیر اجازت کے داخل کیا تو بہر صورت اس جانور کے پیدا کردہ نقصانات کا وہ شخص ضامن ہوگا، چاہے وہ شخص اس پر سوار ہو، یا اسے ہانک رہا ہو، یا اس کے قریب موجود ہو، یا موجود نہ ہو، لیکن اگر جانور خود ہی کسی کی زمین میں چلا گیا اور اسے نقصان پہنچایا تو اب ضمان نہیں ہوگا۔

(دفعہ 932) شارع عام (public highway) پر سے ہر ایک کو اپنے جانور لے جانے کا حق حاصل ہے۔

اسی وجہ سے اگر کوئی شخص سوار ہو کر شارع عام پر سے گزر رہا ہو تو جانور کے کئے گئے نقصان کا ضامن نہیں ہوگا، ایسا نقصان جس سے حفاظت ممکن نہ ہو، مثلاً جانور کے پاؤں سے مٹی اُڑی اور کسی دوسرے شخص کے کپڑے خراب ہو گئے، یا پچھلے پاؤں سے لات ماردی، یا دُم سے مارا اور نقصان ہو گیا تو اس پر ضمان نہیں ہوگا لیکن سوار ہونے والا ان نقصانات اور خساروں کا ضامن ہوگا جو جانور کے ٹکرانے یا اگلے پیروں کے مارنے یا سر کی ٹکر وغیرہ سے ہوں گے کیونکہ اِن سے حفاظت ممکن ہے۔

(دفعہ 933) جانور کو ہانکنے والا یا پکڑ کر لے جانے والا شارع عام میں سوار کی مثل ہوگا، یعنی جن نقصانات کا سوار ضامن

ہوتا ہے یہ بھی انہیں نقصانات کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 934) کسی شخص کو شارع عام میں جانور کے روکے رکھنے یا باندھنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

اسی لئے اگر کسی شخص نے شارع عام پر اپنی سواری روکے رکھی یا باندھ لی تو اس سے پیدا ہونے والے جملہ نقصانات کا ضمان اس شخص پر ہوگا، چاہے وہ نقصانات اس جانور کے ہاتھ، پاؤں یا دُم وغیرہ یا کسی بھی طرح سے واقع ہو لیکن جو مقامات جانوروں کے ٹھہرانے کے لئے بنائے گئے ہیں، جیسا کہ جانوروں کا بازار یا کرایہ کے جانوروں کی جگہ تو ایسے مقامات اس صورت حال سے مستثنیٰ ہیں۔

(دفعہ 935) اگر کسی نے اپنے جانور کو شارع عام پر کھلا چھوڑ دیا تو اس صورت حال سے پیدا ہونے والے جملہ نقصانات کا وہ ضامن ہوگا۔

(دفعہ 936) اگر جانور پر کوئی شخص سوار تھا اور جانور نے کسی شئی کو اپنے ہاتھ یا پاؤں سے کچل کر ضائع کر دیا تو چاہے جانور اس سوار کی ملکیت ہو یا نہ ہو اس سوار کو اس شے کا ضائع کرنے والا ''مباشر''(directly destroyed) شمار کیا جائے گا اور بہر صورت پر اس ضمان ہوگا۔

(دفعہ 937) اگر جانور بے قابو تھا اور سوار اِسے (کوشش کے باوجود بھی) قابو نہ کر سکا تو اس پر کوئی ضمان نہیں ہوگا۔

(دفعہ 938) اگر کسی شخص نے اپنے جانور کو اپنی ملکیت کی جگہ میں باندھا پھر میں بعد کسی دوسرے شخص نے اس کی اجازت کے بغیر ہی اسی جگہ اپنا جانور باندھ دیا (اور اس دوسرے شخص کے جانور کو نقصان پہنچا) تو جگہ کا مالک اس کا ضامن نہیں ہوگا لیکن اگر دوسرے جانور نے مالکِ جگہ کے جانور کو نقصان پہنچایا تو اب دوسرا شخص ضامن ہوگا۔

(دفعہ 939) اگر دو افراد نے اپنے اپنے جانوروں کو کسی ایسی جگہ باندھا جہاں دونوں کا حق تھا پھر ایک جانور کے مارنے وغیرہ سے دوسرا جانور ضائع ہو گیا تو ضمان نہیں ہوگا۔ مثلاً دو افراد نے اپنی مشترکہ جگہ میں جانور باندھے اور پھر ایک ضائع ہو گیا تو ضمان نہیں ہوگا۔

(دفعہ 940) اگر دو افراد نے کسی ایسی جگہ اپنے اپنے جانور باندھے جہاں انہیں جانور باندھنے کا اختیار نہیں تھا اور پہلے باندھنے والے کے جانور نے دوسرے باندھنے والے کے جانور کو نقصان پہنچایا تو کوئی ضمان نہیں ہوگا لیکن اگر دوسرے کے جانور نے پہلے والے کے جانور کو نقصان پہنچایا تو اب یہ دوسرا شخص ضامن ہوگا۔

" اس کتاب کو مؤرخه "23 ربیع الآخر 1289ھ "میں لکھا گیا "

[محقق مجلّہ ہذا، بسام عبدالوہاب کی تحقیق کے مطابق یہ تاریخ "۲۹ جون ۱۸۷۲ء" کے موافق ہے]

نویں کتاب

حَجْر ،اِکْرَاہ، شُفْعَہ کے بارے میں

(INTERDICTION,CONSTRAINT AND PRE-EMPTION)

یہ کتاب ایک مقدمہ اور تین اَبواب پر مشتمل ہے

مُقَدِّمَۃ

حجر ،اکراہ ،شفعہ سے متعلق فقہی اصطلاحات کے بارے میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE RELATING TO

INTERDICTION, CONSTRAINT AND PRE-EMPTION)

(دفعہ 941) **حَـــجْـــرٌ**(interdiction): کسی مخصوص شخص کو قولی تصرف سے منع کر دینا اور جسے منع کیا جائے وہ "**مَحْجُوْرٌ**"(interdicted person) کہلاتا ہے۔

(دفعہ 942) **اِذن**(permission): کسی شخص سے ممانعت کی پابندی ختم کر دینا اور جس شخص کو اجازت دی جائے اسے "**مَأْذُوْنٌ** "(permitted person) کہتے ہیں۔

(دفعہ 943) **صغیر/صبی غیر ممیّز**(minor of imperfect understanding): ایسا بچہ جو خرید وفروخت کا مفہوم نہیں جانتا ہو یعنی اسے معلوم نہیں کہ بیع کرنے سے ملکیت ختم ہو جاتی ہے اور خریدنے سے ملکیت حاصل ہو جاتی ہے اور اسے ظاہری غبن فاحش کی بھی تمیز نہ ہو مثلاً دس میں پانچ کے ذریعے سے دھوکا کھا جائے اور جو بچہ ان مذکورہ باتوں میں تمیز رکھتا ہوا سے "**صبی ممیّز**"(minor of perfect understanding) کہتے ہیں۔

(دفعہ 944) **مجنون**(mad/lunatic): پاگل اور اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مَجْنُوْنِ مُطْبِق (continuously mad): ایسا مجنون جو ہر وقت پاگل رہے۔

(۲) مَجْنُوْنِ غَیْرِ مُطْبِق (intermittent mad): ایسا مجنون جو کبھی پاگل ہو اور کبھی صحیح ہو۔

(دفعہ 945) **مَـعْتُوْہ**(حواس باختہ,imbecile): ایسا شخص جس کا شعور متاثر ہو، اِس طرح سے کہ اُسے کم سمجھ میں آتا ہو اور اُلٹی سیدھی باتیں کرتا ہو نیز اُس کے کام فاسد تدبیر والے ہوں۔

(دفعہ 946) **سَـفِیْہ** (imprudent/prodigal): ایسا شخص جو اپنے مال کو بے محل خرچ کرے اور فضول خرچ کر کے اپنے اموال کو ضائع کر دے اور جو لوگ لین دین میں ہمیشہ غفلت کرتے ہوں اور اپنی بیوقوفی کی وجہ سے تجارت و منافع کے راستے کی پہچان نہ کر سکیں تو ایسے لوگ بھی "بیوقوف" کہلاتے ہیں۔

(دفعہ 947) **رشید** (mature mind): ایسا شخص جو اپنے مال کی حفاظت کرے اور بیوقوفی و اسراف سے بچا رہے۔

(دفعہ 948) **اِکراہ** (constraint): کسی شخص کو خوف دلا کر اس کی مرضی کے خلاف کسی کام کے کرنے پر مجبور کرنا اور جس شخص کو مجبور کیا جائے اُسے "مُکْرَہ" اور جو مجبور کرے اُسے "مُجْبِرٌ" اور ایسے کام کو "مُکْرَہ عَلَیْہِ" اور جس شئی سے خوف زدہ کیا جائے اسے "مُکْرَہ بِہٖ" کہتے ہیں۔

(دفعہ 949) اِکراہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **اِکرَاہِ مُلْجِی**(major constraint): جس میں ضرب شدید سے جان ضائع ہونے یا عضو کاٹنے کا خوف ہو۔

(۲) **اِکرَاہِ غَیْرِ مُلْجِی**(minor constraint): جس میں دکھ، تکلیف کا خوف ہو مثلاً تکلیف دِہ مار، یا طویل قید وغیرہ

(دفعہ 950) **شُفْعَة** (pre-emption): کسی شئی کو مشتری سے اسی قیمت میں خرید کر مالک بن جانا جتنے میں مشتری نے خریدی تھی۔

(دفعہ 951) **شفیع**(pre-emptor): جس شخص کو حق شفعہ حاصل ہو۔

(دفعہ 952) **مَشْفُوْعٌ** (subject of pre-emption): ایسی جائیداد غیر منقولہ جس سے حق شفعہ متعلق ہو۔

(دفعہ 953) **مشفوع بہ**(pre-empted property): شفیع کی ایسی ملکیت جس کی وجہ سے اسے حق شفعہ حاصل ہو۔

(دفعہ 954) **خَلِیْط**(joint owner of a servitude): ایسی وجہ جو کسی شئی کی ملکیت میں شرکت کا باعث بنتی ہے، مثلاً پانی میں حصہ داری یا راستہ میں حصہ داری۔

(دفعہ 955) **شرب خاص**(private right of taking water): کسی جاری پانی میں چند مخصوص افراد کا حق مگر جو نہریں عام ہوں کہ جو چاہے پانی لے لے اس میں شرب خاص کا معاملہ نہیں ہوتا ہے۔

(دفعہ 956) **طریق خاص**(private road): ایسی گزرگاہ جو کھلی ہوئی نہ ہو (یعنی عمومی نہ ہو بلکہ گیٹ وغیرہ لگا یا ہوا ہو)

پہلا باب

حَجْر سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(MATTERS RELATING TO INTERDICTION)

اِس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل

مَحْجُوْرِیْن کی اقسام اوران کے احکام کے بارے میں

(CLASSES OF INTERDICTED PERSONS AND MATTERS RELATING THERETO)

(دفعہ 957) بچہ، مجنون (lunatics)، معتوہ (imbeciles) اصلاً ہی مجور (interdicted) ہیں۔

(دفعہ 958) حاکم کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ سفیہ (prodigal) کو مجور قرار دے۔

(دفعہ 959) حاکم کو اس بات کا اختیار ہے کہ قرض خواہ (creditor) کے مطالبہ پر مقروض کو مجور قرار دے۔

(دفعہ 960) ماقبل مذکورہ مجورین (interdicted persons) اگرچہ اُن کے قولی تصرف کا اعتبار نہیں ہوگا لیکن اُن کے فعلی تصرف سے ہونے والے نقصان وخسارہ کا ضمان اُن پر لازم ہوگا۔ مثلاً اگر کسی بچہ نے دوسرے شخص کے مال کو ضائع کر دیا تو اس بچہ پر ضمان لازم ہوگا اگرچہ وہ بچہ صاحب تمیز نہ ہو۔

(دفعہ 961) اگر کسی سفیہ (prodigal) یا مقروض (debtor) کو حاکم کی طرف سے مجور قرار دیا جائے تو لوگوں میں اس کا سبب بیان کر کے اعلان کیا جائے گا۔

(دفعہ 962) جس شخص کو حاکم کی طرف سے مجور قرار دیا جائے اس کا حاضر ہونا ضروری نہیں ہے، ایسے شخص کے غائب ہونے کی صورت میں بھی اسے مجور قرار دینا صحیح ہے لیکن یہ شرط ہے کہ مجور قرار دیئے جانے کی اطلاع اس مجور شخص کو مل گئی ہو اور

جب تک اسے اطلاع نہ ملے وہ مجور نہیں ہوگا اور اطلاع موصول ہونے سے قبل کئے گئے تمام عقود و معاملات معتبر ہوں گے۔

(دفعہ 963) کسی فاسق (sinner) شخص کو اس کے فسق کی وجہ سے (تجارتی معاملات میں) مجور نہیں دیا سکتا ہے جب تک کہ وہ اپنے مال میں اسراف و بے اعتدالی نہ کرے۔

(دفعہ 964) ایسے بعض افراد جن کی مضرت (ضرر رسانی) عمومی ہوانہیں مجور قرار دیا جا سکتا ہے جیسا کہ جاہل طبیب (ignorant physician) لیکن یہاں حجر سے مراد اس پیشہ و کام سے ممانعت ہوگی تمام تصرفاتِ قولیہ سے ممانعت مراد نہیں ہوگی۔

(دفعہ 965) اگر کوئی شخص بازار میں کوئی صنعتی کام یا تجارت کرے تو اس صنعت و تجارت کے افراد کو یہ حق نہیں ہوگا کہ اسے یہ کہہ کر مجور قرار دلوائیں کہ اس شخص کی وجہ سے ان کے منافع یا تجارت میں کمی آ گئی ہے۔

دوسری فصل

بچے، مجنون، معتوہ سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(MATTERS RELATING TO MINOR, LUNATICS AND IMBECILES)

(دفعہ 966) کسی غیر ممیّز بچہ (minor of imperfect understanding) کا تصرفِ قولی صحیح نہیں ہوگا اگرچہ اس کے ولی نے اسے اجازت بھی دے دی ہو۔

(دفعہ 967) کسی صاحب تمیز بچہ (minor of perfect understanding) کے ایسا تصرف کا اعتبار کیا جائے گا جو اس کے حق میں نفع محض کا حامل ہو تو اگرچہ اس کے ولی نے اس کی اجازت نہ بھی دی (تب بھی صحیح ہوگا) مثلاً ہدیہ، ہبہ وغیرہ قبول کرنا۔

البتہ ایسا تصرف ہو جو صرف ضرر محض (نقصان ہی نقصان) کا حامل ہو تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا اگرچہ اس کی ولی نے اجازت دے بھی دی ہو، مثلاً کسی دوسرے شخص کو کوئی شئی ہبہ کرنا وغیرہ۔

لیکن ایسے عقود جو نفع ونقصان دونوں کے متحمل ہوں تو ایسے عقود منعقد ہو جائیں گے مگر اس کے ولی کی اجازت پر موقوف ہوں گے اور ولی کو اختیار ہوگا چاہے تو اجازت دے یا نہ دے پس اگر وہ اسے بچہ کے حق میں مفید دیکھے تو اجازت دے دے ورنہ منع کر دے۔

مثلاً کسی صاحب تمیز بچہ نے بلا اجازت کوئی مال فروخت کیا تو اب یہ بیع ولی کی اجازت پر موقوف ہوگی اگرچہ اس نے مال کو زیادہ قیمت پر فروخت کیا ہو اس لئے کہ خرید وفروخت کے معاملات نفع ونقصان دونوں کے متحمل ہوتے ہیں۔

(دفعہ 968) ولی کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ صاحب تمیز بچہ کو کچھ مال تجربۃً فروخت کرنے کے لئے دے دے، پس اگر اس بچہ کا رشید (mature mind) ہونا ثابت ہو جائے تو بقیہ مال بھی اس کے سپرد کر دے۔

(دفعہ 969) پے در پے ایسے عقود جو اس بات پر دلالت کریں کہ اُن سے حصولِ نفع مقصود ہے تو یہ ولی کی جانب سے بچہ کے لئے لین دین کی اجازت کے مترادف ہوگا۔

مثلاً ولی نے بچہ سے کہا: بیچو، خریدو، یا کہا کہ بیچو اور فلاں مال خریدو تو ایسا کہنا ولی کی طرف سے اس کے لیے خرید و فروخت کی اجازت مانا جائے گا لیکن اگر ولی نے صرف ایک ہی عقد کرنے کی اجازت دی، مثلاً یوں کہا: بازار جاؤ اور فلاں شئی خریدلو یا فلاں شئی فروخت کردو تو ایسے معاملے کو ولی کی طرف سے اجازت نہیں سمجھا جائے گا بلکہ عرف وعادت کے مطابق ایسا عمل بچہ سے وکالۃً خدمت لینے کے مترادف ہوگا۔

(دفعہ 970) ولی کی جانب سے دی گئی اجازت کسی زمان و مکان یا کسی خاص نوعیت کی خرید وفروخت کے ساتھ مقید و مخصوص نہیں ہوگی۔

مثلاً اگر کسی ولی نے صاحبِ تمیز بچہ کو ایک دن یا ایک مہینہ تک کے لئے اجازت دے دی تو اب یہ بچہ مطلقاً اجازت یافتہ ہوگا اور یہ اجازت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک ولی اس بچہ کو مجور قرار نہ دے۔

اسی طرح اگر کسی ولی نے بچہ سے کہا: فلاں بازار میں خرید وفروخت کرو تو اب وہ بچہ ہر جگہ خرید وفروخت کرنے کا مجاز ہوگا۔ اسی طرح اگر ولی نے کہا: فروخت کرو اور فلاں مال خریدو تو اب اسے اختیار ہوگا کہ وہ بیچے اور کسی بھی جنس کے مال کو خریدے۔

(دفعہ 971) جس طرح سے صراحۃً اجازت ہوتی ہے اُسی طرح سے دلالۃً بھی اجازت ہوتی ہے۔

مثلاً اگر ولی نے صاحب تمیز بچہ کو خرید وفروخت کرتے ہوئے دیکھا اور اسے منع نہ کیا تو اب یہ منع نہ کرنا ولی کی جانب سے دلالۃً اجازت ہوگی۔

(دفعہ 972) اگر ولی نے بچہ کو اجازت دے دی تو اب وہ بچہ اجازت ملنے کی صورت میں بالغ کے حکم میں ہوتا ہے اور اس کے خرید وفروخت کے معاملات معتبر ہوتے ہیں۔

(دفعہ 973) ولی کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ بچہ کو اجازت دینے کے بعد مجور قرار دے دے اور اپنی دی ہوئی اجازت کو باطل کردے لیکن اس میں یہ بھی شرط ہے کہ جس طریقہ پر اجازت دی تھی اسی طریقہ پر منع کرے۔

مثلاً اگر ولی نے بچہ کو عام اجازت دی تھی اور بازار والے بھی اسے جانتے تھے پھر اگر ولی اسے مجور قرار دینا چاہے تو اب یہ حجر (ممانعت) بھی عام ہو اور اسی طرح بازار والوں کی اکثریت اس بات سے باخبر ہو جائے، صرف اپنے گھر میں دو تین افراد کے سامنے اسے مجور قرار دینا صحیح نہیں ہوگا۔

(دفعہ 974) اس باب میں بچہ کے ولی اِس ترتیب سے ہوں گے۔

(۱) باپ(father)

(۲) ایسا وصی(executor) جسے اِس کے باپ مرنے سے قبل اپنی زندگی میں مقرر کیا تھا۔

(۳) ایسا وصی(executor) جسے وصی مختار نے مرنے سے قبل اپنی زندگی میں مقرر کر دیا تھا۔

(۴) دادا(true ancestor) یعنی باپ کا باپ، یا باپ کا دادا۔

(۵) ایسا وصی جسے دادا نے مرنے سے قبل اپنی زندگی ہی میں مقرر کیا تھا۔

(۶) ایسا وصی جسے دادا کے مقرر کئے ہوئے وصی نے مقرر کیا ہو۔

(۷) قاضی(judge) یا قاضی کی طرف سے مقرر کیا گیا وصی(executor)۔

اگر بچہ کو اس کا بھائی یا چچا یا دیگر اقارب ورشتہ داروں نے اجازت دے دی تو اگر یہ اجازت دینے والے اس بچہ کے وصی نہ ہوئے تو اُن کی اجازت جائز نہیں ہوگی (یعنی یہ رشتہ دار براہ راست اجازت دینے کے اہل نہیں ہوتے لیکن اگر ان میں سے کسی کو وصی بنا دیا جائے تو پھر ان کی اجازت معتبر ہوگی ورنہ نہیں)۔

(دفعہ 975) حاکم کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ اگر صاحب تمیز کے تصرفات میں اسے نفع نظر آتا ہے تو اسے خرید و فروخت کی اجازت دے دے، لیکن اسی وقت ہوگا جبکہ اس بچہ کے ولی نے جو کہ اجازت دینے میں حاکم سے زیادہ حق دار ہے بچہ کو اذن دینے سے انکار کر دیا ہو اور حاکم کی اجازت ملنے کے بعد ولی کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ اسے مجور قرار دے دے۔

(دفعہ 976) اگر ایسا ولی مرجائے جس نے بچہ کو اجازت دے دی تھی تو اس کے مرنے سے اس کی دی ہوئی اجازت بھی باطل ہو جائے گی لیکن اگر ایسا حاکم مرجائے یا معزول ہو جائے جس نے بچہ کو اجازت دی تھی تو اس کی اجازت باطل نہیں ہوگی۔

(دفعہ 977) ایسا بچہ جسے حاکم نے اجازت دی تھی تو حاکم یا اس کے خلیفہ کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ اسے مجور قرار دے لیکن حاکم کے مرجانے یا معزول ہو جانے کی صورت میں اس بچہ کے باپ یا دیگر اولیاء کو اختیار نہیں ہوتا کہ وہ اسے مجور قرار دے،

(دفعہ 978) معتوہ(imbecile)، صبی ممیّز(minor of perfect understanding) کے حکم ہوتا ہے۔

(دفعہ 979) مجنونِ مطبق(continuously mad) غیر ممیّز بچہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

(دفعہ 980) مجنونِ غیر مطبق(intermittent mad) کے وہ تصرفات جو اس نے افاقہ کی حالت میں کئے ہوں،

عاقل کے تصرفات کی مثل ہوتے ہیں۔

(دفعہ 981) اگر بچہ بالغ ہوجائے تو اِس کے اَموال اِسے سپرد کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اطمینان سے اسے پرکھنا چاہیے اور جب اِس کا رشید (mature mind) ہونا ثابت ہوجائے تو پھر اِس کے اَموال اِسے سپرد کردینے چاہیے۔

(دفعہ 982) اگر کوئی بچہ بالغ تو ہوجائے مگر رشید نہ ہو تو جب تک اس کا رشید ہونا ثابت نہ ہو اس کے اموال اِسے سپرد نہ کئے جائیں اور اسے حسب سابق تصرفات سے منع کیا جائے گا۔

(دفعہ 983) اگر بچہ کے وصی نے بچہ کے رشید (mature mind) ثابت ہونے سے قبل ہی اِس کا مال اس کے حوالے کردیا اور وہ مال بچہ کے ہاتھوں ضائع ہوگیا، یا اِس بچہ نے ضائع کردیا تو اب وصی ضامن ہوگا۔

(دفعہ 984) اگر بچہ کے بالغ ہونے کے بعد اس کا مال اسے دے دیا گیا پھر بعد میں ثابت ہوا کہ وہ سفیہ (prodigal) ہے تو حاکم اسے مجور قرار دے سکتا ہے۔

(دفعہ 985) لڑکوں میں احتلام یا لڑکے کا کسی کو حاملہ کردینا اور لڑکیوں میں حیض، حمل سے بالغ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(دفعہ 986) لڑکوں میں بلوغت کی ابتداء بارہ سال اور لڑکیوں میں نو سال سے ہوتی ہے اور اِن دونوں کیلئے بلوغت کی انتہائی عمر پندرہ سال ہے اگر لڑکے کی عمر بارہ سال ہوجائے اور وہ بالغ نہ ہوا ہو تو اسے ''مراہق'' (adolescence or teenage) کہتے ہیں اور اگر لڑکی عمر نو سال ہوجائے اور وہ بالغ نہ ہوئی ہو تو اسے ''مراہقہ'' کہتے ہیں اور یہ اُس وقت تک ہے جب تک یہ دونوں بالغ نہ ہوجائیں (سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر جلیل القدر ائمہ کرام کے مطابق سن بلوغ کی انتہائی عمر ۱۸ سال ہے جبکہ بعض فقہائے کرام نے ۲۵ سال اور ۲۸ سال بھی بیان کی ہے، سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ نے لڑکوں کے لیے ۱۸ سال اور لڑکیوں کے لیے ۱۷ سال کی عمر بیان فرمائی ہے، ہمارے ملک میں عائلی قوانین کی پژمردگی اور صحیح نفاذ نہ ہونے کے سبب فی زمانہ یہی قول بہتر واحسن ہے، اس سے کم عمر کو اختیار کرنے کی بنا پر بہت سے عائلی فسادات رونما ہوتے نظر آتے ہیں)۔

(دفعہ 987) جو بلوغت کی (انتہائی عمر باختلاف ۱۵/ ۱۸ سال کو) پہنچ جائے لیکن اس میں بلوغت کے آثار ظاہر نہ ہو تو اسے حکماً بالغ ہی شمار کیا جائے گا۔

(دفعہ 988) ایسا بچہ جو ابھی بلوغت کی ابتدائی عمر کو بھی نہ پہنچا ہو اگر وہ بلوغت کا دعویٰ کرے تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 989) اگر مراہق یا مراہقہ حاکم کے سامنے اپنی بلوغت کا اقرار کریں پس اگر ان کی جسمانی کیفیت ان کے دعویٰ

بلوغت کی تکذیب کرتی ہو تو ان کے دعویٰ کا اعتبار نہیں ہوگا لیکن اگر ان کی جسمانی کیفیت ان کے دعویٰ بلوغت کو نہ جھٹلاتی ہو تو ان کا اقرار قابل قبول ہوگا اور ان کے کئے گئے معاملات وعقود نافذ ومعتبر ہوں گے لیکن اگر بعد میں اُنہوں نے اپنے قولی تصرفات کو یوں کہہ کر فسخ کر دینا چاہا کہ جب میں نے بلوغت کا اقرار کیا تھا اس وقت میں بالغ ہی نہیں تھا تو اب ان کے اس قول کی جانب نہیں کی جائے گی (اور جو معاملات کئے ہوں گے اُن کی تکمیل ضروری ہوگی)۔

تیسری فصل

سفیہ مجور کے بارے میں

(INTERDICTED PRODIGALS)

(دفعہ 990) سفیہ مجور(interdicted prodigal) کا حکم معاملات میں صاحب تمیز بچہ کی طرح ہوتا ہے لیکن ایسے سفیہ کا ولی صرف حاکم ہی ہوتا ہے اور اس کے باپ، دادا یا دیگر رشتہ داروں کو اس پر حق ولایت حاصل نہیں ہوتا۔

(دفعہ 991) سفیہ (prodigal) کے معاملاتِ قولیہ مجور قرار دیئے جانے کے بعد صحیح نہیں ہوتے، ہاں مگر جو معاملات مجور قرار دیئے جانے سے قبل کئے تھے وہ دیگر لوگوں کے تصرفات کی طرح ہیں۔

(دفعہ 992) سفیہ مجور(interdicted prodigal) کا نفقہ اور وہ لوگوں جن کا نفقہ سفیہ مجور پر لازم ہے وہ تمام سفیہ مجور کے مال سے ادا ہوں گے۔

(دفعہ 993) اگر سفیہ مجور نے اپنے مال میں سے کوئی شئی فروخت کی تو یہ بیع نافذ نہیں ہوگی لیکن اگر حاکم اس بیع میں سفیہ کے لئے نفع دیکھے تو اسے جائز کر سکتا ہے۔

(دفعہ 994) اگر سفیہ مجور کسی شخص کے قرض مطلق کا اقرار کرے تو اس کا اقرار صحیح نہیں ہوگا یعنی مجور قرار دیئے جانے کے بعد اور اقرار کرنے تک جو مال اس کا مال ہوگا اس میں قرض کے اقرار کا کوئی عمل دخل نہیں ہوگا (یعنی وہ قرض اب اس مال سے ادا نہیں کیا جائے گا)۔

(دفعہ 995) لوگوں کے جو حقوق اس سفیہ مجور پر ہوں گے وہ اس کے مال سے ادا کئے جائیں گے۔

(دفعہ 996) اگر سفیہ مجور نے درہم قرض پر لئے اور اپنے نفقات میں خرچ کر دیئے پس اگر اس نے معروف طریقہ پر خرچ کیا ہو تو حاکم اس کے مال سے اس قرض کی ادائیگی کر دے گا اور اگر زائد از ضرورت خرچ کیا تھا تو حاکم بقدر ضرورت خرچ کے مطابق ادائیگی کر دے گا اور مزید کو اس سے باطل قرار دے دے گا۔

(دفعہ 997) جب سفیہ مجور میں قابلیت پیدا ہو جائے تو حاکم اس پر سے ''مجور'' قرار دیئے جانے کی پابندی اُٹھا لے گا۔

چوتھی فصل

مقروض مجور کے بارے میں

(INTERDICTION OF DEBTORS)

(دفعہ 998) اگر حاکم کے سامنے یہ بات ظاہر ہو جائے کہ مقروض ادائیگی قرض پر قدرت کے باوجود تاخیر کر رہا ہے اور اس کے قرض خواہ اس بات کا تقاضہ کریں کہ اس کا مال فروخت کر کے ان کا قرض ادا کیا جائے تو حاکم ایسے مقروض شخص کو ''مجور'' قرار دے کر اس کا مال لے لے گا اور اگر وہ مقروض شخص اپنے مال کو فروخت کر کے دَین ادا کرنے سے انکار کرے تو حاکم اس کے مال کو فروخت کر کے قرض ادا کرے گا پس اس فروخت کے سلسلے میں اولاً وہ مال بیچا جائے گا جو مقروض کے حق میں آسان ہو، مثلاً نقود (cash assets) سونا، چاندی وغیرہ پس اگر اسے فروخت کر کے بھی ادائیگی قرض مکمل نہ ہو تو پھر دیگر ساز و سامان (merchandise) اور پھر اس کے بعد جائیداد غیر منقولہ (real property)۔

(دفعہ 999) ایسا مفلس (bankrupt) مقروض جس کا قرض اس کے مال کے برابر یا اس سے زیادہ ہوا گر اس کے قرض خواہوں کو یہ خوف لاحق ہو کہ وہ شخص اپنے مال کو تجارت میں ضائع کر دے گا یا کسی دوسرے کو دے دے گا تو وہ حاکم سے رجوع کریں گے کہ حاکم اس کے تصرفات یا کسی دوسرے کے قرض کے اقرار کرنے پر پابندی لگا دے تو حاکم ایسی صورت میں اسے ''مجور'' قرار دے کر اس کے مال کو فروخت کرے گا اور اس کے قرض خواہوں کے مابین تقسیم کرے گا البتہ اس کے لئے ضرورت کے کپڑے چھوڑ دیئے جائیں گے لیکن اگر اس شخص کے پاس دیگر قیمتی کپڑے بھی موجود ہیں تو انہیں فروخت کر کے اس کے لئے مناسب استعمال کپڑے لئے جائیں گے اور اس سے جو روپے باقی بچے گے وہ بھی قرض خواہوں میں تقسیم ہوں گے اسی طرح اگر اس کے پاس ضرورت سے بڑا گھر ہے تو اسے فروخت کر کے حسب ضرورت گھر اسے دیا جائے گا اور بقیہ بچنے والے روپے قرض خواہوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

(دفعہ 1000) مجور مفلس کا نفقہ اور دیگر ایسے لوگوں کے نفقات جو اس مجور مفلس پر لازم ہوتے ہیں وہ مدتِ مجوری (ممانعت کی مدت) کے دوران اسی کے مال سے ادا کئے جائیں گے۔

(دفعہ 1001) قرض کی وجہ سے عائد کی جانی والی مجوری مقروض کے اسی مال کی حد تک ہوگی جو کہ مجوری کے وقت اس مقروض کی ملکیت میں موجود تھا اور جو مال مجوری کے بعد اس کی ملکیت میں آیا وہ اس ''حکم مجوری'' میں شامل نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1002) حکم مجوری کا اثر ان تمام معاملات میں ہوگا جن کی وجہ سے قرض خواہوں کا حق باطل ہوتا ہو مثلاً ہبہ، صدقہ، مال کو حقیقی قیمت سے کم پر فروخت کرنا۔

اس لئے ایسے مقروض مفلس کے تمام تصرفات وتبرعات (صدقہ، خیرات) اور ایسے معاملات جو قرض خواہوں کے لئے نقصان دہ ہوں مجوری کے وقت موجود مقروض مفلس کے تمام اموال میں غیر معتبر ہوں گے لیکن جو اموال اس نے مجوری کے بعد کمائے ہوں ان میں اس کے تصرفات ومعاملات کا اعتبار کیا جائے گا اور اگر اس نے کسی شخص کے قرض کا اقرار کیا تو مجوری کے وقت موجود جملہ اموال میں اس کا یہ اقرار قابل قبول نہیں ہوگا لیکن مجوری ختم ہوجانے کے بعد یہ اقرار بھی قابل اعتبار ہوگا اور اسے اب بعد میں اس قرض کی ادائیگی کرنا ہوگی اور اسی طرح اس کا یہ اقرار قابل اعتبار ہوگا کہ وہ مجوری کے بعد کما کر اس قرض کو ادا کرے گا۔

دوسرا باب

اِکراہ سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(CONSTRAINT)

(دفعہ1003) اکراہ (constraint) میں یہ بھی شرط ہے کہ مُجبر جس بات سے ڈرا رہا ہے اُسے کرنے پر قادر بھی ہو۔ اسی لئے ایسے شخص کے اکراہ کا اعتبار نہیں ہوگا جو اُسے پورا کر دکھانے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔

(دفعہ1004) یہ بھی شرط ہے کہ مکرہ کو مکرہ بہ (جس سے ڈرایا جائے) کے وقوع کا خوف ہو یعنی مکرہ کو اس بات کا ظن غالب ہو کہ اگر اس نے مکرہ علیہ (جس کام پر مجبور کیا جائے) کی تعمیل نہ کی تو مجبر وہ کر گزرے گا جو وہ کہہ رہا ہے۔

(دفعہ1005) اگر مکرہ (جس پر اکراہ کیا جائے) نے مکرہ علیہ (جس کام پر مجبور کیا جائے) کو مجبر یا اس سے متعلقہ شخص کی موجودگی میں کر دیا تو اب یہ اکراہ معتبر ہوگا لیکن اگر اس نے مجبر یا اس سے متعلقہ شخص کی غیر موجودگی میں مکرہ علیہ کام کو سرانجام دیا تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا، اس لئے کہ اب اس نے اکراہ کے ختم ہونے کے بعد اپنی مرضی سے یہ کام کیا ہے۔

مثلاً اگر کسی نے دوسرے شخص کو مجبور کیا کہ وہ اپنا مال فروخت کر دے پھر اس کے وہ شخص چلا گیا اور اس دوسرے شخص نے مجبر یا اس کے متعلقہ شخص کی غیر موجودگی میں وہ مال فروخت کر دیا تو اب اس اکراہ کا اعتبار نہیں ہوگا اور یہ بیع صحیح و معتبر ہوگی۔

(دفعہ1006) اِکراہ چاہے ملجی (major constraint) ہو یا غیر ملجی (minor constraint) ہو اِکراہ معتبر تو ایسی صورت میں خرید و فروخت اجارہ، ہبہ، فراغ، صلح، اقرار، ابراء مالی، ادائیگی قرض کی تاخیر، حق شفعہ کا اسقاط قابل اعتبار نہیں ہوگا لیکن اگر اکراہ ختم ہو جانے کے بعد ان مذکورہ باتوں کو وہ جائز قرار دے دے تو اب اس کا اعتبار ہوگا۔

(دفعہ1007) اکراہ ملجی (major constraint) جس طرح سے تصرفاتِ قولیہ میں معتبر ہوتا ہے جیسا کہ ماقبل مذکور ہوا اسی طرح تصرفاتِ فعلیہ میں بھی معتبر ہوتا ہے لیکن اکراہ غیر ملجی (minor constraint) صرف تصرفات قولیہ میں ہی معتبر ہوتا ہے اس کا تصرفات فعلیہ میں کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے۔

اسی لئے اگر کسی نے دوسرے سے کہا: فلاں شخص کا مال ضائع کردے ورنہ میں تجھے قتل کردوں گا، یا تیرا کوئی عضو کاٹ دوں گا اور اس شخص نے وہ مال ضائع کردیا تو اب یہ اکراہ معتبر ہوگا اور مجبر پر ضمان لازم ہوگا اور اگر کہا: فلاں شخص کا مال ضائع کردے ورنہ میں تجھے ماروں گا یا تجھے قید کردوں گا اور اس شخص نے وہ مال ضائع کردیا تو اب یہ اکراہ معتبر نہیں ہوگا اور ضائع کرنے والے شخص پر ضمان لازم ہوگا۔

تیسرا باب

شفعہ کے بارے میں

(PRE-EMPTION)

اِس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل

مراتب شفعہ کے بارے میں

(DEGREES OF PRE-EMPTION)

(دفعہ 1008) شفعہ (pre-emption) کے تین اسباب ہیں:

(۱) نفس مبیع میں اس کی شراکت ہو۔ مثلاً دو افراد کی مشترکہ جائیداد غیر منقولہ۔

(۲) مبیع کے حق میں وہ خَلِیط (joint owner of a servitude) ہو۔

مثلاً مبیع کے شربِ خاص یا طریق خاص کے حق میں شراکت ہو جیسا کہ اگر ایک ایسا باغ بیچا گیا جس کے شربِ خاص کے حق میں شراکت تھی تو اب اس شربِ خاص کے ذریعہ سیراب ہونے والے باغوں کے مالک شفعاء ہوں گے، چاہے ان کے باغات ملے ہوں یا نہ ہوں۔

اسی طرح اگر ایسا گھر فروخت کیا گیا جس کا دروازہ طریق خاص کی جانب ہے تو اب اس طریق خاص کو استعمال کرنے والے وہ افراد جن کے گھروں کے دروازے اس طریق پر ہیں وہ تمام شفعاء کہلائے گے، چاہے اُن کے گھر اس شخص کے گھر سے متصل ہو یا نہ ہو، لیکن اگر کسی نے ایک ایسا باغ بیچا جس کو نہر عام کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے یا ایک ایسا گھر فروخت کیا جس کا راستہ طریق عام میں ہے تو ان دونوں صورتوں میں اسی نہر سے سیراب کئے جانے والے دیگر باغات کے مالکوں کو یا اسی راستہ میں موجود دیگر گھروں کے مالکین کو حق شفعہ (right of pre-emption) حاصل نہیں ہوگا۔

(۳) وہ جارِ مُلاصِق (adjoining neighbour) ہو (یعنی مبیع سے متصل ہمسائیگی ہو)۔

(دفعہ1009) شفعہ (pre-emption) میں پہلا حق نفس مبیع میں شریک کا ہوتا ہے، دوسرا جو مبیع کے حق میں خلیط ہو اور تیسرا جارِ ملاصق کا، جب تک اوّل مطالبہ کرے تو بقیہ دنوں کو حق شفعہ (right of pre-emption) کے مطالبہ کا اختیار نہیں ہوتا ہے اور اگر دوسرا طالب ہو تو تیسرے کو حق شفعہ کے مطالبہ کا اختیار نہیں ہوتا ہے۔

(دفعہ1010) اگر نفس مبیع میں شراکت نہ ہو یا شراکت تو تھی لیکن اس نے اپنا حق شفعہ چھوڑ دیا تو اب حق شفعہ، خلیط (joint owner of a servitude) کا ہوگا اور اگر خلیط کو بھی حق نہ تھا، یا اس نے اپنے حق شفعہ کو چھوڑ دیا تھا تو اب حق شفعہ، جارِ ملاصق (adjoining neighbour) کا ہوگا۔

مثلاً کسی شخص نے اپنی زمین فروخت کی یا ایسی ہی کوئی جائیداد میں سے اپنا حصہ مشترکہ فروخت کیا اور اس نے اپنے حق شفعہ کو چھوڑ دیا تو اب حق شفعہ اس خلیط (joint owner of a servitude) کا ہوگا جو کہ طریق خاص یا شربِ خاص میں شریک ہے لیکن اگر وہاں کوئی خلیط ہی نہیں ہے، یا ہے تو سہی مگر اس خلیط نے اپنے حق شفعہ کو ساقط کر دیا ہے تو ان دونوں صورتوں میں حق شفعہ، جارِ ملاصق (adjoining neighbour) کو حاصل ہوگا۔

(دفعہ1011) اگر کسی مکان کی پہلی منزل کسی شخص کی ملکیت ہو اور دوسری منزل کسی دوسرے شخص کی تو ایسی صورت میں یہ دونوں افراد جار ملاصق (adjoining neighbour) کہلائے گے۔

(دفعہ1012) مکان کی دیواروں میں شراکت دار، نفس مکان میں شریک دار کی طرح ہے لیکن اگر دیواروں میں شریک دار نہ ہو مگر اس کے چھت کی لکڑیاں پڑوسی کی دیواروں تک ہو تو اب وہ جار ملاصق کہلائے گا اور صرف لکڑیوں کے اس کی دیوار تک پہنچے کی وجہ سے شریک یا خلیط (joint owner of a servitude) نہیں کہلائے گا۔

(دفعہ1013) اگر متعدد شفیع (pre-emptors) ہوں تو اُن کی تعداد کا اعتبار ہوگا، اُن کے حصوں کا اعتبار نہیں ہوگا یعنی اُن کے حصوں کے مطابق اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

مثلاً ایک مکان کے تین حصہ دار ہیں، آدھا حصہ ایک شخص کا ہے 1/2، ایک تہائی 1/3 دوسرے کا اور چھٹا 1/6 تیسرے کا ہے تو آدھے حصے کے مالک نے اپنا حصہ ان کے علاوہ کسی اور شخص کو فروخت کر دیا تو اب بقیہ دونوں حصہ داروں نے اپنے حق شفعہ کا مطالبہ کر دیا تو نصف حصہ کو اُن کے مابین آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے گا اور ایک تھائی 1/3 حصے والے کو یہ کہہ کر زائد لینے کا اختیار نہیں ہوگا کہ اس کا حصہ 1/6 والے سے زیادہ ہے (لہٰذا فروخت شدہ آدھے حصہ میں سے اسے زیادہ حصہ دیا جائے)۔

(دفعہ 1014) اگر دو خلیط جمع ہو جائیں تو جو زیادہ خاص ہوگا اسے عام خلیط پر تقدم حاصل ہوگا۔

مثلاً اگر ایسا باغ فروخت کیا گیا جس کا حق شرب ایک ایسی نالی سے ہے جسے چھوٹی نہر سے نکالا گیا ہے تو اب ان لوگوں کو تقدم حاصل ہوگا جن کا حق شرب اسی نکالی گئی نالی سے متعلق ہوگا اور اگر ایسا باغ فروخت کیا گیا جس کا حق شرب براہ راست اس چھوٹی نہر سے ہے تو اب حق شفعہ عام ہوگا، چاہے نہر سے سیراب ہونے والے باغات کے مالکین ہوں یا اس نہر سے نکالی گئی نالی کے ذریعہ سیراب ہونے والے باغات کے مالکان وغیرہ۔

اسی طرح اگر ایسا مکان فروخت کیا جس کا دروازہ کسی بند گلی میں ہے اور وہ بند گلی کسی دوسرے بند گلی سے ہو کر نکلتی ہے تو اب حق شفعہ میں تقدم ان گھروں کا ہوگا جن کے دروازے اس بند گلی کی جانب ہوں گے اور اگر ایسا مکان فروخت کیا جس کا دروازہ کھلی ہوئی گلی میں ہے تو اب حق شفعہ ان تمام گزرنے والوں کو حاصل ہوگا جن کا گھر اسی گلی سے گزر کر اندر دوسری گلی میں ہے۔

(دفعہ 1015) اگر کسی نے شربِ خاص کے حق والے باغ کو فروخت کیا اور اس کا حق شرب فروخت نہیں کیا تو اب اس حق شرب میں دیگر خلیط (joint owners of a servitude) حق شفعہ کا مطالبہ نہیں کر سکتے اور طریق خاص کو بھی اسی پر قیاس کر لیا جائے۔

(دفعہ 1016) حق شرب، حق طریق پر مقدم ہوتا ہے۔

اسی لئے اگر کسی نے ایسا باغ فروخت کیا جس کے حق شفعہ کے دو خلیط ہیں، ایک کو حق شرب خاص حاصل ہے اور دوسرے کو طریق خاص کا حق، تو حق شرب والے خلیط کو حق طریق والے خلیط پر تقدم حاصل ہوگا۔

دوسری فصل

شرائط شفعہ کے بارے میں

(CONDITIONS ATTACHING TO THE RIGHT OF PRE-EMPTION)

(دفعہ 1017) یہ بھی شرط ہے کہ ''مشفوع بہ'' جائیداد غیر منقولہ ہو۔

اسی لئے کشتی اور تمام منقولات (یعنی جائیداد منقولہ) اور وقف کی جائیداد غیر منقولہ اور سلطانی اراضی پر حق شفعہ (right of pre-emption) نہیں ہوتا۔

(دفعہ 1018) یہ بھی شرط ہے کہ مشفوع بہ کسی کی ملکیت بھی ہو۔

اسی لئے اگر جائیداد غیر منقولہ فروخت کی گئی تو اس سے متصل وقف کی جائیداد کے متولی یا متصرف کو اس میں حق شفعہ (right of pre-emption) حاصل نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1019) درخت اور بنائے گئے مکان جو کسی کی ملکیت میں ہوں لیکن یہ وقف کی زمین یا سلطانی زمین پر موجود ہوں تو یہ منقول کے حکم میں ہیں لہٰذا ان میں شفعہ کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1020) اگر کوئی ملکیت والی زمین بمع تعمیرات واشجار فروخت کردی گئی تو اب زمین کے تابع ہو کر ان تعمیرات واشجار میں بھی حق شفعہ جاری ہوگا لیکن اگر صرف تعمیرات واشجار کو فروخت کیا گیا تو ان میں حق شفعہ جاری نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1021) حق شفعہ (right of pre-emption) عقد بیع (contract of sale) کے ذریعہ ہی ثابت ہوتا ہے (مثلاً اگر جائیداد غیر منقولہ کو کسی نے فروخت نہیں کیا بلکہ کسی کو ہبہ کردیا تو حق شفعہ ثابت نہیں ہوگا)۔

(دفعہ 1022) کسی شرط کے عوض ہبہ کرنا البتہ بیع کے حکم میں ہوگا۔

اسی لئے اگر شخص نے دوسرے کو اپنا مملوکہ مکان بشرط عوض ہبہ کیا تو اب جارِ ملاصق کو حق شفعہ حاصل ہوگا (حاصل کلام یہ کہ اگر بلا شرطِ عوض ہبہ کیا تو حق شفعہ ثابت نہیں ہوگا لیکن اگر کسی شرط کے عوض ہبہ کیا تو اب چونکہ یہ بیع کے حکم میں ہوگا ایسی صورت میں حق شفعہ بھی ثابت ہوگا)۔

(دفعہ 1023) شفعہ کے احکام کسی ایسی جائیداد غیر منقولہ میں جاری نہیں ہوتے جو کسی شخص کی ملکیت میں بغیر کسی عوض کے آئی ہو جیسا کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو بلا عوض ہبہ کر کے جائیداد کا مالک بنادے یا میراث یا وصیت کے ذریعہ سے مالک بنادے۔

(دفعہ 1024) حق شفعہ کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ شفیع نے عقد بیع سے صراحۃً یا دلالۃً رضامندی کا اظہار نہ کیا ہو۔

مثلاً اگر اس نے عقد بیع کے بارے میں سنا اور کہا: بہتر ہوا تو اب اس شفیع (pre-emptor) کا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا، اب ایسا کرنے کے بعد وہ حق شفعہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

اسی طرح اگر اس شفیع نے عقد بیع ہو جانے کے بعد مشتری سے جائیداد کو خریدنے یا اجارہ پر لینے کا ارادہ کیا تو اب اس کا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر شفیع (pre-emptor) بائع کا وکیل تھا تو بائع کے وکیل ہونے کی صورت میں جو جائیداد اُس نے فروخت کی ہو اس کے بارے میں حق شفعہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(دفعہ 1025) یہ بھی شرط ہے کہ بدل ایسا مال ہو جس کی مقدار بھی معین و معلوم ہو۔

اسی لئے کسی ایسی جائیداد کے بارے میں شفعہ کے احکام جاری نہیں ہوتے جس کے بدل میں غیر مال دے کر ملکیت حاصل کی گئی ہو، مثلاً کسی شخص نے اپنا گھر حمام کی اجرت کے بدلے میں فروخت کر دیا تو اس جگہ گھر کا بدل مال نہیں ہے بلکہ اجرت ہے جو کہ منافع سے تعلق رکھتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے مہر کے بدلے میں جائیداد حاصل کی تھی تو اس میں بھی احکام شفعہ جاری نہیں ہوں گے۔

(دفعہ 1026) یہ بھی شرط ہے کہ مبیع سے بائع کی ملکیت بھی زائل ہو چکی ہو۔

اسی لئے بیع فاسد میں حق شفعہ جاری نہیں ہوگا جب تک کہ بائع کا **حَقِّ اِسْتِرْدَاد** (right of return) ختم نہ جائے اور خیارِ شرط کے ساتھ بیع میں اگر تو خیار مشتری کا ہے تو احکام شفعہ جاری ہوں گے لیکن اگر خیار بائع کا ہے تو جب تک خیار ختم نہ ہو احکام شفعہ جاری نہیں ہوں گے، ہاں البتہ خیار عیب اور خیار رؤیت، ثبوتِ شفعہ کے لئے مانع نہیں ہیں۔

(دفعہ 1027) جائیداد غیر منقولہ کی تقسیم میں حق شفعہ جاری نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً اگر دو شراکت والوں نے اپنے مشترکہ مکان کو تقسیم کر لیا تو اب جارِ ملاصق (adjoining neighbour) کو حق شفعہ حاصل نہیں ہوگا۔

تیسری فصل

حق شفعہ کے مطالبہ کے بارے میں

(THE CLAIM OF PRE-EMPTION)

(دفعہ 1028) شفعہ میں تین طرح کے مطالبات لازمی ہیں:

(۱) "طَلَبُ الْمُوَاثَبَةِ"

(immediate demand of pre-emption)

(۲) "طَلَبُ التَّقْرِيْرِ وَالاشْهَادِ"

(making witnesses for demand of pre-emtion)

(۳) "طَلَبُ الخُصُوْمَةِ وَالتَمَلُّكِ"

(claim to bring an action and to be granted absolute ownership of the property)

(دفعہ 1029) شفیع(pre-emptor) کے لئے لازمی ہے کہ جس مجلس میں وہ جائیداد کی بیع کے بارے میں سنے، اُسی مجلس میں فی الفور ایسا کلام کرے جو کہ مطالبہ شفعہ پر دلالت کرتا ہو، مثلاً کہے: میں اس مبیع کا شفیع ہوں اور بطور شفعہ اسے طلب کرتا ہوں تو ایسے مطالبہ کو " طَلَبُ الْمُوَاثَبَة " کہتے ہیں۔

(دفعہ 1030) شفیع(pre-emptor) پر "طَلَبُ الْمُوَاثَبَة" کے بعد لازم ہے کہ "طَلَبُ التقْرِيْرِ وَالاشْهَاد" کرے، اس طرح سے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی مبیع کے پاس موجودگی کی صورت میں کہے: فلاں شخص نے یہ جائیداد خریدی ہے، یا مشتری کی موجودگی میں اسے کہے: تم نے یہ جائیداد خریدی ہے، یا اگر ابھی جائیداد بائع ہی کے پاس ہو تو اسے کہے: تم نے یہ جائیداد فروخت کی ہے اور اِس جہت میں سے میں اس جائیداد کا شفیع(pre-emptor) ہوں اور تم سے اس جائیداد کو بحق شفعہ طلب کرتا ہوں تم گواہ ہو جاؤ اور اگر شفیع کسی دور جگہ پر ہو اور اس کے لئے مذکورہ صورت یعنی طلبُ التقریر والاشہاد ممکن نہ ہو تو کسی دوسرے کو اپنا وکیل بنا دے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو مکتوب روانہ کرے۔

(دفعہ 1031) طلبُ التقریر والاشہاد کرنے کے بعد شفیع (pre-emptor) پر لازم ہے کہ اب حاکم کے حضور جائیداد کے مطالبہ کا دعویٰ کرے اور ایسا کرنے کو "**طَلَبُ الخُصُوْمَةِ وَالتَمَلُّک**" کہتے ہیں۔

(دفعہ 1032) اگر شفیع نے طلبُ المواثبہ میں تاخیر کی، مثلاً اسے جائیداد کے فروخت کی خبر ملی لیکن سننے کے بعد اس نے اعراض والے افعال کئے اور اسی مجلس میں مطالبہ شفعہ نہیں کیا مثلاً کسی دوسرے کام میں لگ گیا اور دوسری باتیں کرنے لگا اور مطالبہ شفعہ کئے بغیر ہی اس مجلس سے کھڑا ہو گیا تو اب حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

(دفعہ 1033) اگر شفیع نے طلبُ التقریر والاشہاد میں اتنی تاخیر کی جس میں کم از کم مکتوب ارسال کر کے مطلع کیا جا سکتا تھا تو اب اس کا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

(دفعہ 1034) اگر شفیع نے طلبُ التقریر والاشہاد کے بعد ایک مہینے تک بغیر عذر شرعی کے طلبُ الخصومۃ والتملک میں تاخیر کی مثلاً وہ کسی دوسرے شہر میں تھا وغیرہ تو اب ایسی صورت میں حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

(دفعہ 1035) مجورین کی جانب سے حق شفعہ کا مطالبہ اُن کا ولی کرے گا، اگر کسی بچہ کے ولی نے حق شفعہ کا مطالبہ نہیں کیا تو اب بالغ ہونے کے بعد اس بچہ کو حق شفعہ کے مطالبہ کا کوئی اختیار نہیں ہو گا۔

چوتھی فصل

شفعہ کے احکام کے بارے میں

(THE EFFECT OF PRE-EMPTION)

(دفعہ 1036) شفیع (pre-emptor) مشتری کی رضامندی سے کی گئی سپردگی یا حاکم کے حکم سے مشفوع (جائیداد) کا مالک ہو جائے گا۔

(دفعہ 1037) جائیداد کا بذریعہ حق شفعہ مالک بننا ایسا ہی ہے جیسا کہ اسے ابتداً ہی خریدا گیا ہے۔ اسی لئے جو احکام خرید و فروخت کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں مثلاً خیار رویت یا خیار عیب کی وجہ سے لوٹانا تو وہ احکام شفعہ کے ذریعہ سے لی گئی جائیداد میں بھی حاصل ہوں گے۔

(دفعہ 1038) اگر شفیع (pre-emptor) مشتری کے رضامندی سے کی جانے والی سپردگی یا حاکم کے حکم سے مشفوع بہ (جائیداد) کا مالک بننے سے قبل ہی انتقال کر جائے تو اب حق شفعہ اس کے ورثاء میں منتقل ہو جائے گا۔

(دفعہ 1039) اگر شفیع (pre-emptor) کے مذکورہ طریقے پر مطالبہ کرنے کے بعد اور اس کے قبضہ کرنے سے قبل ہی جائیداد کو فروخت کر دیا جائے تو حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

(دفعہ 1040) اگر کسی ایسی زمین کو فروخت کیا جائے جو کہ کسی شفعہ والی زمین کے ساتھ متصل ہو لیکن شفیع نے بطور حق شفعہ اسکی ملکیت ابھی حاصل نہ کی ہو تو ایسا شفیع اس دوسری فروخت کی جانے والی زمین کے بارے میں مطالبہ شفعہ نہیں کر سکتا ہے۔

(دفعہ 1041) شفعہ تقسیم کو قبول نہیں کرتا ہے، اس لئے شفیع (pre-emptor) کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ جائیداد کا ایک حصہ خرید لے اور بقیہ کو چھوڑ دے۔

(دفعہ 1042) بعض شفعاء (pre-emptors) کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنا حق شفعہ کسی دوسرے شفیع کو ہبہ کریں اور اگر ان میں سے کسی نے ایسا کیا تو اس نے اپنا حق شفعہ ساقط کر دیا (یعنی دوسرا شخص تو اس کے ہبہ کرنے سے اس کے حق شفعہ کا مالک نہیں ہوگا البتہ اس ہبہ کرنے والے کا حق شفعہ ضرور ساقط ہو جائے گا)۔

(دفعہ 1043) اگر کسی ایک شفیع نے حاکم کے حکم سے پہلے ہی اپنے حق شفعہ کو ساقط کر دیا تو اب دوسرے شفیع کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ تمام جائیداد مشفوعہ کو حاصل کرے لیکن اگر اس شفیع نے حاکم کے حکم کے بعد اپنے حق شفعہ کو ساقط کیا تو اب دوسرے کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ تمام جائیداد مشفوعہ کو حاصل کرے۔

(دفعہ 1044) اگر مشتری نے شفعہ والی جائیداد پر اپنے مال سے اضافہ کر دیا، مثلاً رنگ کرا دیا تو اب اس جائیداد کے شفیع کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو چھوڑ دے اور اگر چاہے تو مکان کی قیمت بمع اضافہ شدہ شئی کی قیمت دے کر اسے خرید لے اور اگر مشتری نے جائیداد مشفوعہ میں عمارت بنالی، یا درخت لگا دیئے تو شفیع کو اختیار ہوگا، چاہے تو چھوڑ دے، یا پھر درخت عمارت اور جائیداد کی قیمت دے کر خرید لے، لیکن اسے یہ اختیار نہیں ہوگا کہ مشتری کو عمارت گرانے اور درخت کاٹنے پر مجبور کرے۔

دسویں کتاب

شراکت اور اس کی اقسام کے بارے میں

(PARTNERSHIP/JOINT OWNERSHIP)

یہ کتاب ایک مقدمہ اور آٹھ ابواب پر مشتمل ہے

مُقَدِّمَۃ

بعض فقہی اصطلاحات کے بارے میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE)

(دفعہ 1045) **شرکت**: دراصل ایک سے زائد اشخاص کے کسی شی کے ساتھ اختصاص و امتیاز کو کہتے ہیں لیکن عرفاً اور اصطلاحاً یہ عقد شرکت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ اختصاص پیدا ہوا ہے تو اس بناء پر ''شرکت مطلقہ'' کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **شرکت ملک**(absolute ownership): یہ شرکت مالک بنانے والے اَسباب کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے، مثلاً خریدنا، ہبہ وغیرہ۔

(۲) **شرکت عقد**(contractual partnership): یہ شرکت شرکاء عقد کے مابین ہونے والے ایجاب وقبول سے حاصل ہوتی ہے۔ اِن دونوں قسموں کی شرکت کی تفصیلات ان سے متعلقہ اَبواب میں بیان کی جائیگی اور ان دونوں کے علاوہ ایک اور قسم **''شرکت اباحت''**(partnership in free) بھی ہے، یہ شرکت عمومی ہوتی ہے اور یہ ایسے افراد کے مابین مشترک ہوتی ہے جن میں اشیائے مباحہ کے مالک بننے، اُن پر قبضہ کرنے اور اُن کی حفاظت کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، ایسی اشیائے مباحہ جو کسی دوسرے کی ملکیت نہ ہوں مثلاً پانی وغیرہ۔

(دفعہ 1046) **تقسیم**: اس کی تعریف وتفصیل اِس سے مختص شدہ باب میں آئے گی۔

(دفعہ 1047) **دیوار**(احاطہ) : اِس کی جمع ''حیطان'' آتی ہے، اِس سے مراد چار دیواری، لکڑی سے بنی باڑھ وغیرہ (مجلّہ میں لفظ ''اَلطَّبْلَةُ'' مذکور ہے جس کا معنی ہے، لکڑیوں سے بنی ایسی اُوٹ جو صرف رؤیت سے مانع ہو، آواز سے نہیں)۔

(دفعہ 1048) **مارّۃ**(passers): اس سے مراد شارع عام سے گزرنے والے لوگ ہیں۔

(دفعہ 1049) **قَنَـاۃ**(water channels): زیرِ زمین پانی کی نالی، چاہے قدرتی ہو یا مصنوعی اور اس کی جمع ''قنوات'' آتی ہے۔ (مجلّہ میں قَسْطَلاً، سِیَاقاً کے الفاظ مذکور ہیں جن کا بالترتیب معنی چھوٹی نہر/ چشمہ سے نکلنے والی چھوٹی چھوٹی نالیاں اور گندے پانی کی نالی آتا ہے لیکن ہم نے سیاق وسباق اور آنے والی دفعات کے تناظر میں قدرتی اور مصنوعی کا ترجمہ کیا ہے تو لفظی اعتبار سے اگرچہ فرق ہے لیکن معنوی لحاظ سے مفہوم یکساں ہے، بایں ہمہ اہل علم کے لیے یہاں وضاحت بھی کردی ہے)۔

(دفعہ 1050) **مُسَنَّاۃ**(dam): پانی کے روکنے، سنبھالنے کیلئے بنائے جانے والے بند وغیرہ اور اس کی جمع ''مُسَنَّیَات'' آتی ہے۔

(دفعہ 1051) **احیاء** : یہ تعمیر سے عبارت ہے یعنی کسی خالی زمین کو کاشت کاری(cultivation) کے قابل بنانا۔

(دفعہ 1052) **تَحْجِیْرٌ** (putting stones): زمین کے اطراف میں نشانی کے لئے پتھر رکھنا تا کہ کوئی دوسرا دخل اندازی نہ کرے۔

(دفعہ 1053) **اِنفاق**(expenditure): یہ مال کو صرف وخرچ کرنے سے عبارت ہے۔

(دفعہ 1054) **نفقہ**(alimony): دراہم،اشیائے ذخیرہ وغیرہ جسے ضروریاتِ زندگی میں صرف کیا جائے۔

(دفعہ 1055) **تَقَبُّلٌ** (accepting responsibility): کسی عمل کا معاہدہ والتزام۔

(دفعہ 1056) **مُفَاوِضَان** : شرکت مفاوضہ کرنے والے عاقدین۔

(دفعہ 1057) **رأس المال** (capital): اس سے مراد "سرمایہ" ہے۔

(دفعہ 1058) **رِبح**(profit): اس سے مراد کمائی (منافع) ہے۔

(دفعہ 1059) **اِبضاع**(offering whole profit): کسی شخص کو اس شرط پر مال دینا کہ سارا نفع سرمایہ دار ہی کا ہوگا پس ایسی صورت میں رأس المال "بِضَاعَة"(invested capital)،جبکہ دینے والا "مُبْضِعٌ "(investor) اور لینے والا "مُسْتَبْضِعٌ"(person employing capital) کہلائے گا۔

پہلا باب

شرکت ملک کے بارے میں

(JOINT OWNERSHIP OF PROPERTY OWNED IN ABSOLUTE OWNERSHIP)

یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے

پہلی فصل

شرکت ملک کی تعریف اوراس کی اقسام کے بارے میں

(DESCRIPTION AND CLASSIFICATION OF JOINT OWNERSHIP OF PROPERTY OWNED IN ABSOLUTE OWNERSHIP)

(دفعہ 1060) شرکت ملک (absolute ownership) کسی شی کا دو یا دو سے زائد افراد کے مابین مشترک ہونا یعنی ان کے ساتھ اسباب ملکیت میں سے کسی سبب کی وجہ سے مخصوص ہونا جیسا کہ خریداری، قبولِ ہبہ وصیت اور وراثت، یا ان افراد کے اموال کا باہم اس طرح مل جانا کہ اُن اموال کی تمیز وتفریق ممکن نہ ہو، مثلاً دو افراد نے مل کے کوئی مال خریدا، یا کسی شخص نے اُن دونوں کو ہبہ کردیا، یا ان دونوں کے لئے وصیت کردی اور اُن دونوں نے اس وصیت کو قبول بھی کرلیا، یا اُن دونوں کو بطورِ وراثت ملا، تو اب وہ مال اُن دونوں افراد کے مابین مشترک ہوگا اور یہ دونوں اس مال میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔

اسی طرح اگر دونوں کا مالِ ذخیرہ مل گیا، یا ان کے کسی دشمن نے مالِ ذخیرہ کے تھیلے پھاڑ دیئے اور مال مل گیا تو اب یہ مخلوط ذخیرہ اُن دونوں کا ''مال مشترک'' ہوگا۔

(دفعہ 1061) اگر کسی کے پاس ایک دینار تھا اور اسی جنس کے دو دینار کسی دوسرے شخص کے پاس تھے پس وہ دینار آپس میں مل گئے بایں طور کہ ان کی پہچان باقی نہیں رہی پھر ان میں سے دو دینار گم ہوگئے اور ایک دینار باقی بچا تو اب یہ باقی بچنے والا دینار

ان کے مابین مشترک ہوگا اور جس شخص کے دو دینار تھے اس کے لئے اس دیناروں میں سے دوثلث اور جس کا ایک دینار تھا اس کے لئے ایک ثلث ہوگا۔

(دفعہ 1062) شرکت ملک (absolute ownership) کی دو اقسام ہیں:

(ا) اختیاری (voluntary)

(۲) جبری (obligatory)

(دفعہ 1063) **شرکت اختیاری** (voluntary joint ownership):

ایسی شرکت جو کہ شراکت داروں کے فعل سے حاصل ہو، مثلاً خریداری، قبول ہبہ و وصیت وغیرہ میں شراکت یا دونوں شراکت داروں کا اپنے علیحدہ علیحدہ مال کو ملا دینا وغیرہ۔

(دفعہ 1064) **شرکت جبریہ** (obligatory joint ownership):

ایسی شرکت جو کہ شرکت داروں کے فعل سے حاصل نہ ہوئی ہو مثلاً بذریعہ وراثت حاصل ہونے والی شرکت یا ان کے اموال کے باہمی مل جانے سے حاصل ہونے والی شرکت۔

(دفعہ 1065) اگر متعدد افراد نے مالِ ودیعت کی حفاظت قبول کی تو اب اس مالِ ودیعت کے تحفظ میں ان تمام افراد کی شرکت ''شرکت اختیاریہ'' ہوگی اور اگر ہوا چلی اور اس سے کسی کا جبہ اُڑ کر مشترکہ مکان میں چلا گیا تو اب اس جبہ کی حفاظت میں مکان والوں کی شرکت ''شرکت جبریہ'' ہوگی۔

(دفعہ 1066) شرکت ملک (absolute ownership) کی دو مزید قسمیں ہیں:

(ا) شرکت عین (joint ownership of specific property)

(۲) شرکت دین (joint ownership of debt)

(دفعہ 1067) **شرکت عین** (joint ownership of specific property) سے مراد مالِ معین و موجود میں شرکت، مثلاً دو افراد کا ایک بکری یا بکریوں کے ریوڑ میں شریک ہونا۔

(دفعہ 1068) **شرکت دین** (joint ownership of debt) سے مراد قرض کی رقم میں شرکت، مثلاً دو افراد کی کسی ایک شخص کے ذمہ قرض کی رقم میں شراکت۔

دوسری فصل

مشترکہ اشیاء میں تصرف کی کیفیت کے بارے میں

(THE MANNER OF DEALING WITH SPECIFIC PROPERTY JOINTLY OWNED)

(دفعہ 1069) جیسا کہ صاحب ملک اپنی مستقل ملکیت والی اشیاء میں تصرف کرسکتا ہے، اُسی طرح شرکاء کے باہمی اتفاق سے مالِ مشترک میں بھی تصرف ہوسکتا ہے۔

(دفعہ 1070) مشترکہ مکان میں تمام شرکاء رہائش کر سکتے ہیں لیکن اگر کسی شریک نے اجنبی شخص کو اس گھر میں داخل کیا تو دیگر شرکاء اسے منع کر سکتے ہیں۔

(دفعہ 1071) کسی مشترکہ شئی میں دیگر شرکاء کی اجازت سے کسی ایک شریک کو مستقل تصرف کرنا جائز ہے لیکن یہ جائز نہیں کہ وہ ایسا تصرف کرے جو دیگر شرکاء کے لئے نقصان دہ ہو۔

(دفعہ 1072) شریکین میں سے کسی ایک کو یہ اختیار حاصل نہیں ہوتا کہ وہ دوسرے شریک کو مجبور کرے۔

مثلاً اسے کہے: میرا حصہ خریدلو، یا اپنا حصہ مجھے فروخت کردو لیکن اگر وہ مشترکہ شے قابل تقسیم ہو اور شریک غائب بھی نہ ہو، تو اس شے کو تقسیم کردیا جائے گا اور اگر وہ شئی قابل تقسیم نہ ہو تو شریکوں میں تقسیم منافع کیا جائے گا (اسے مہایاۃ partition کہتے ہیں اس کی) تفصیل باب ثانی (نویں فصل) میں آرہی ہے۔

(دفعہ 1073) شرکت ملک میں اموالِ مشترکہ سے حاصل ہونے والی پیداوار (منافع یا دیگر) کو ان کے شراکت داروں کے حصص کے مطابق تقسیم کیا جائے گا پس اگر کسی شریک نے مشترکہ جانور میں اپنے حصے سے زائد کی شرط کردی مثلاً جانور کے دودھ یا بچہ میں اپنے حصے سے زائد کی شرط کی تو ایسی شرط صحیح نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1074) ملکیت میں بچے ماں کے تابع ہوتے ہیں۔مثلاً اگر کسی شخص کا گھوڑا دوسرے شخص کی گھوڑی سے ملاپ کرے تو اس سے پیدا ہونے والا بچہ گھوڑی کے مالک کا ہوگا اور اسی طرح اگر کسی شخص کے کبوتر نے دوسرے شخص کی کبوتری سے

ملاپ کیا تو حاصل ہونے والے انڈے کبوتری کے مالک کی ملکیت ہوں گے۔

(دفعہ 1075) شرکت ملک میں ہر ایک شریک کا حصہ دوسرے شریک کے لئے اجنبی کی حیثیت رکھتا ہے ان میں سے کوئی شریک دوسرے کا وکیل نہیں ہوتا۔ اسی لئے کسی بھی شریک کو بلا اجازت دوسرے شریک کے حصہ میں تصرف کی اجازت نہیں ہوتی ہے لیکن مشترکہ مکان کے تمام شرکاء کو مکان میں رہنے اور اس سے متعلقہ اُمور مثلاً مکان میں داخل ہونے اور نکلنے کا مکمل حق حاصل ہوتا ہے۔

مثلاً شریکین کی ملکیت میں ایک خچر ہے تو ان میں سے ایک شریک دوسرے کی اجازت کے بغیر اسے عاریت پر یا کرایہ پر دے دے اور وہ خچر مستعیر یا مستاجر کے پاس ضائع ہو جائے تو اب اس دینے والے شریک کو دوسرے شریک کے حصہ کا ضمان ادا کرنا ہوگا۔

اسی طرح اگر مشترکہ ملکیت والے خچر پر ایک شریک سوار ہو جائے یا بلا اجازت اس پر سامان لادے (اور کوئی نقصان ہو جائے) تو اب یہ شریک دوسرے شریک کے حصہ کا ضامن ہوگا۔

اسی طرح اگر اس خچر کو زیادہ استعمال کیا اور وہ کمزور پڑ گیا اور اس کی قیمت میں کمی آ گئی تو دوسرے شریک کے حصہ کی حد تک قیمت میں ہونے والی کمی کا یہ شریک ضامن ہوگا۔

لیکن مشترکہ ملکیت والے مکان کا ایک شریک اگر دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر مکان میں کافی عرصہ تک رہائش اختیار کر لے تو اس شریک کی رہائش اپنی ملکیت میں ہوگی تو اس وجہ سے اس شریک کو نہ تو کرایہ دینا پڑے گا اور نہ ہی اس پر کوئی ضمان لازم ہوگا اگرچہ بغیر اس کی غفلت وکوتاہی سے مکان جل جائے (تو بھی کوئی ضمان نہیں ہوگا)۔

(دفعہ 1076) مشترکہ ملکیت والی زمین پر اگر کسی شریک نے کاشت کی تو دوسرے شریک کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ شہر کے عرف کے مطابق اس شریک سے تہائی یا چوتھائی کا مطالبہ کرے لیکن اگر اس کاشت کاری کی وجہ سے زمین کی قیمت میں کمی آ گئی تو اب یہ شریک دوسرے شریک کے حصہ تک ہونے والی قیمت کی کمی کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 1077) مال مشترکہ کو اگر کوئی شرک کرایہ پر دے اور اس کی اُجرت حاصل کرے تو اس پر لازم ہے کہ دوسرے شریک کو اس اُجرت میں سے اس کا حصہ دے دے۔

(دفعہ 1078) مشترکہ ملکیت والی شے سے شریک حاضر کو اپنے حصہ کی حد تک انتفاع کی اجازت ہے اگرچہ شریک ثانی موجود نہ ہو لیکن اس شریک ثانی کی دلالۃً اجازت پائی جائے۔

(دفعہ 1079) حاضر شریک کا مال مشترکہ سے اس طرح انتفاع کرنا کہ شریک غائب کے حصہ کو کوئی نقصان نہ ہو اسے شریک غائب کی رضامندی شمار کیا جائے گا۔

(دفعہ 1080) اگر مال مشترکہ ایسا ہو جو کہ استعمال کرنے والوں کی تبدیلی سے مختلف ہوتا ہے تو اب شریک غائب کی جانب سے دلالۃً اجازت نہیں ہوگی، لہٰذا لباس مشترکہ کو شریک حاضر ''شریک غائب'' کی غیر موجودگی میں استعمال نہیں کرسکتا۔

اسی طرح شریک حاضر مشترکہ ملکیت والے خچر کو شریک ثانی کی غیر موجودگی میں سواری کے لئے استعمال نہیں کرسکتا ہے لیکن ایسی اشیاء جو استعمال کرنے والوں کی تبدیلی سے مختلف نہیں ہوتیں ہیں مال برداری، کاشت کاری وغیرہ تو ان اشیاء میں اپنے حصہ تک استعمال کرسکتا ہے جیسا کہ شریکین کا مشترکہ خادم، لہٰذا اگر دوسرا شریک موجود نہ بھی ہو تو یہ شریک حاضر اسے استعمال کرسکتا ہے۔

(دفعہ 1081) مکان میں رہائش کرنے والوں کی تبدیلی سے مکان میں اختلاف نہیں ہوتا ہے۔

اسی لئے اگر مشترکہ مکان کا ایک شریک غائب ہو تو دوسرے شریک اس مکان میں چھ مہینے رہے اور چھ مہینے چھوڑ دے تو اس طرح سے انتفاع کرنا جائز ہے لیکن اگر اس شریک حاضر کے اہل وعیال کثیر ہوں جو کہ استعمال کرنے والوں کی تبدیلی سے شئی کے مختلف ہونے کے قبیل سے ہیں تو اب شریک غائب کی دلالۃً رضامندی نہیں ہوگی (لہٰذا اب بلا اجازت صریح اس مکان سے انتفاع نہیں کرسکتا)۔

(دفعہ 1082) اگر مشترکہ مکان کے حصے علیحدہ علیحدہ تقسیم ہو گئے ہیں تو اب شریک حاضر کو اختیار نہیں کہ وہ شریک غائب کے حصے میں رہائش اختیار کرے اور اگر رہائش نہ ہونے کی وجہ سے اس حصے کے خراب ہونے کا خوف ہو تو حاکم اس حصے کو کرایہ پر دے دے گا اور اس کے کرایہ کو شریک غائب کے لئے محفوظ رکھے گا۔

(دفعہ 1083) مہایاۃ (partition) کا معاملہ خصومت (تنازع) کے بعد ہی معتبر و جاری ہوتا ہے۔

پس اگر مشترکہ مکان کہ ایک شریک نے پورے مکان میں رہائش اختیار کرلی اور دوسرے شریک کو اس حصہ مکان کا کرایہ نہ دیا تو اب دوسرے شریک کو یہ حق نہیں ہوگا کہ اس سے کہے: جتنے دن تم میرے حصہ مکان میں رہے اس کا کرایہ مجھے دو یا

جتنے دن تم میرے حصے میں رہے اب اتنے دن میں تمہارے حصے میں رہوں گا بلکہ اگر مکان قابل تقسیم ہو تو اس کی تقسیم کرالے یا پھر مہایاۃ (partition) کرنا چاہے تو اس کا اعتبار اس تنازع کے بعد سے ہوگا اور اگر ایک شریک مکان غائب تھا اس دوران دوسرے شریک مکان نے پورے مکان میں رہائش اختیار کی تو شریک غائب کو آنے کے بعد یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ بھی اتنی ہی مدت مکان میں سکونت رکھے (جتنی شریک حاضر نے کی تھی)۔

(دفعہ 1084) مشترکہ مکان کے شریکین میں سے شریک حاضر نے مکان کو کرایہ پر دے دیا اور کرایہ وصول کر کے شریک غائب کے حصہ کو محفوظ رکھا تو ایسا کرنا جائز ہے اور شریک غائب جب کبھی آئے گا تو شریک حاضر سے اپنا حصہ وصول کرے گا۔

(دفعہ 1085) مشترکہ زمین کے شریکین میں سے اگر ایک شریک دوسرے شریک کی موجودگی میں پوری زمین پر کاشت کرنا چاہے اور اسے معلوم ہے کہ اس کاشت سے زمین کو نفع ہی ہوگا کوئی نقصان نہیں ہوگا تو اسے ایسا کرنا جائز ہے اور شریک غائب جب آئے گا تو بھی اتنی ہی مدت کاشت کرے گا جتنی کے شریک حاضر نے کی تھی اور اگر شریک حاضر کو اس بات کا علم ہے کہ زمین پر کھیتی نہ کرنا زمین کے لئے نفع بخش اور اس کی طاقت وقوت کا موجب ہے اور زمین پر کاشت کرنا اس کے نقصان کا موجب ہے تو اب ایسی صورت میں شریک غائب کی دلالۃً اجازت متصور نہیں ہوگی، اس لئے شریک حاضر کو صرف اپنی حصہ زمین پر ہی کاشت کرنے کا حق ہوگا۔

مثلاً اگر زمین دونوں کے مابین برابر مشترک ہے تو آدھی زمین پر کاشت کرے گا اور اگر آئندہ سال بھی کاشت کا ارادہ ہے تو دوبارہ اسی حصہ پر کاشت کرے گا اسے اختیار نہیں ہوگا کہ ایک سال زمین کے آدھے حصے پر کاشت کرے اور دوسرے سال زمین کے دوسرے آدھے حصے پر کاشت کرے پس اگر اس شریک حاضر نے پوری زمین پر کاشت کی تو شریک غائب جب آئے گا اسے اپنے حصہ زمین کے نقصان کے مطالبہ کا حق حاصل ہوگا اور ماقبل کی صورتیں اس تقدیر پر مبنی ہیں کہ شریک حاضر نے حاکم سے اس بارے میں رجوع نہ کیا ہو لیکن اگر شریک حاضر نے ایسی صورت میں حاکم سے رجوع کیا اور عشر (zakat on crops/tithe)، یا خراج (land tax) ضائع نہ ہو جائے، اس لئے حاکم نے شریک حاضر کو پوری زمین پر کاشت کی اجازت دے دی تو اب شریک غائب حاضر ہونے کے بعد اپنے حصہ زمین کے نقصان کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔

(دفعہ 1086) اگر مشترکہ باغ کے شریکین میں سے ایک شریک غائب ہو جائے تو اب دوسرا موجود شریک اس کی جگہ ہوگا اور جب باغ کے پھل تیار ہو جائیں گے تو یہ شریک حاضر اپنے حصہ کے پھل لے لے گا اور اس شریک کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ

شریک غائب کے حصہ کے پھل فروخت کردے اور ان کی قیمت کو محفوظ رکھے لیکن شریک غائب جب آئے تو اسے اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو بیع کو جائز قرار دے کر ثمن محفوظ لے لے یا پھر اپنے حصہ کا ضمان طلب کرے۔

(دفعہ 1087) شریکین میں سے ایک شریک کا حصہ دوسرے شریک کے ہاتھوں میں ودیعت کے حکم میں ہوتا ہے۔ پس اگر ان میں سے ایک شریک نے مال مشترک کو دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر کسی کو ودیعت دیا اور وہ مال مشترک ضائع ہو گیا تو اب یہ دینے والا شریک دوسرے شریک کے حصہ کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 1088) شریکین میں سے ہر ایک کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ اگر چاہے تو اپنا حصہ دوسرے شریک کو فروخت کردے یا پھر بلا اجازت شریک کسی دوسرے اجنبی شخص کو فروخت کردے لیکن اگر اموال باہم مل گئے یا ملا دیئے گئے جیسا کہ فصل اوّل میں مذکور ہے تو اب شریکین میں سے کسی ایک کو اجازت نہیں ہوگی کہ ان اموالِ مخلوط میں سے اپنے حصہ کو بلا اجازت شریک کسی دوسرے شخص کو فروخت کرے۔

(دفعہ 1089) اگر چند ورثاء نے مشترکہ بیجوں کو بقیہ ورثاء کی اجازت سے یا ان ورثاء کے وصی کی اجازت سے موروثی زمین میں بودیا تو اب حاصل ہونے والی تمام فصل سارے ورثاء کے درمیان مشترک ہوگی لیکن اگر کسی نے صرف اپنے حصہ کے بیجوں کو بویا تو حاصل ہونے والی فصل بھی صرف اس کی ہوگی لیکن اس زراعت سے زمین کا جو نقصان ہوا ہے اس نقصان کا بقیہ ورثاء کے لیے یہ شخص ضامن ہوگا۔

(دفعہ 1090) اگر کسی وارث نے ترکہ کی تقسیم سے قبل ہی کچھ درہم بغیر دیگر ورثاء کی اجازت کے لے لئے اور اسے استعمال کیا اور اس میں خسارہ ہو گیا تو اب یہ خسارہ صرف اسی کی جانب عائد ہوگا بالکل اسی طرح جب کہ اگر اسے فائدہ ہوتا تو بقیہ ورثاء کو اس سے اپنا حصہ طلب کرنے کا اختیار نہیں تھا۔

تیسری فصل

مشترکہ قرض کے بارے میں

(JOINTLY OWNED DEBTS)

(دفعہ 1091) اگر دو یا دو سے زیادہ افراد کا کسی ایک ہی شخص پر قرض ہو پس اگر وہ قرض ایک ہی سبب سے ہو تو وہ قرض مشترک ان دونوں کے لئے شرکت ملک ہوگا اور اگر وہ قرض ایک ہی سبب سے نہ ہو تو اب وہ قرض مشترک نہ ہوگا۔

(دفعہ 1092) جس طرح سے مرنے والے شخص کا تمام مال اس کے ورثاء کے مابین ان کے حصص کے مطابق مشترک ہوتا ہے اسی طرح اگر مرنے والے شخص پر کوئی قرض ہو تو وہ بھی تمام ورثاء پر ان کے حصوں کے مطابق مشترک ہوتا ہے۔

(دفعہ 1093) اگر کسی نے چند افراد کے مشترکہ مال کو ضائع کر دیا تو ضمان میں ملنے والی رقم بھی ان افراد کے مابین مشترک ہوگی۔

(دفعہ 1094) اگر دو افراد نے کسی شخص کو اپنی مشترکہ رقم قرض دی تو یہ قرض ان دونوں افراد کے مابین مشترک ہوگا لیکن اگر ان دونوں نے الگ الگ قرض دیا تو اب مقروض دونوں افراد کا مشترکہ مقروض نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ مقروض ہوگا۔

(دفعہ 1095) اگر مال مشترک کو ایک ہی سودے میں فروخت کیا گیا اور بوقت بیع شرکاء کے حصوں کو الگ الگ بیان نہیں کیا گیا تو اب مشتری کے ذمہ لازم ہونے والا ثمن ''قرض مشترک'' ہوگا لیکن اگر بوقت بیع ان میں سے ہر ایک کے حصہ کو الگ الگ بیان کر دیا، یا اس کی نوعیت کو متعین کر دیا، مثلاً یوں کہہ دیا کہ ان میں سے ایک کا اتنا ہے اور دوسرے کا اتنا وغیرہ یعنی ان کے حصوں کو ممتاز کر دیا تو ہر ایک اپنے حصے کا قرض خواہ ہوگا اور مبیع کا ثمن ان کے مابین مشترک نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر ایک شریک نے اپنے مشترکہ حصے کو فروخت کیا پھر دوسرے شریک نے بھی اسی شخص کو اپنا حصہ فروخت کر دیا تو دونوں ہی قرض خواہ ہوں گے لیکن مبیع کی قیمت میں ان کا کوئی اشتراک نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1096) اگر دو افراد نے اپنا مال کسی شخص کو ایک ہی سودے میں فروخت کیا، مثلاً ایک شخص کا گھوڑا تھا اور دوسرے شخص کی گھوڑی اور دونوں نے مقررہ قیمت کے بدلے میں ایک ساتھ ہی انہیں فروخت کر دیا تو اب مقررہ قیمت دونوں کے مابین قرض

مشترک ہوگی لیکن اگر ان میں سے ہر ایک کی علیحدہ قیمت بیان کر دی گئی تو اب ہر ایک علیحدہ قرض خواہ ہوگا، لہٰذا اب دونوں جانوروں کا ثمن ان کے مابین مشترک نہیں ہوگا اسی طرح اگر دو افراد نے اپنے اپنے مال کو الگ الگ فروخت کیا تو مبیع کا ثمن ان کے مابین قرض مشترک نہیں ہوگا بلکہ ان میں سے ہر ایک علیحدہ قرض خواہ ہوگا۔

(دفعہ 1097) اگر دو افراد نے کسی شخص کی کفالت کی وجہ سے اس کا قرض ادا کیا پس اگر ان دونوں نے اپنے مال مشترک سے قرض ادا کیا تھا تو مکفول سے حاصل ہونے والا قرض ان دونوں کے مابین مشترک ہوگا۔

(دفعہ 1098) اگر کسی شخص نے دو افراد سے کہا: میرا اتنے قرش قرض ہے اسے ادا کر دو پس ان دونوں افراد نے ادا کر دیا تو اگر ان دونوں نے اپنے مال مشترک سے قرض کی ادائیگی کی تھی تو اب وہ قرض ان دونوں نے مابین مشترک ہوگا اور اگر انہوں نے ایسی رقم سے ادائیگی کی تھی جو ان کے مابین مشترک نہیں تھی لیکن ادائیگی کے وقت ملا کر دیا تھا تو فقط اس ملانے سے ان دونوں افراد کا قرض مشترک نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1099) اگر قرض غیر مشترک ہوتو ہر ایک اپنا قرض (debt) مقروض (debtor) سے الگ الگ وصول کرے گا پس اگر ان میں سے کسی ایک نے اپنا قرض وصول کر لیا تو دوسرے کو اس میں سے لینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1100) اگر قرض مشترک ہوتو قرض خواہوں میں سے ہر ایک کو مقروض سے مطالبہ کا حق حاصل ہوتا ہے اور اگر قرض خواہوں میں سے کوئی غیر موجود ہوتو حاضر قرض خواہ حاکم سے رجوع کریں گے اور حاکم مقروض کو حکم دے گا کہ اس کے حصہ کا قرض ادا کر دیا جائے۔

(دفعہ 1101) اگر قرض مشترک ہوتو قرض خواہوں میں سے جس نے بھی مقروض سے کچھ لیا وہ ان کے مابین مشترک ہوگا اور دیگر شرکاء اس میں سے اپنا حصہ لیں گے اور قبضہ کرنے والے شخص کو اس بات کا اختیار نہیں ہوگا کہ وہ حاصل شدہ رقم کو اپنے لئے رکھ لے۔

(دفعہ 1102) اگر قرض مشترک ہونے کی صورت میں ایک شریک نے مقروض سے اپنا حصہ لے کر اسے صرف کر دیا تو اب دوسرے شریک کے اس میں حصہ کے مطابق اس شریک پر ضمان ہوگا۔

مثلاً ایک ہزار قرش ایک ہی شخص پر دو افراد کا قرض مشترک تھا جو کہ ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا تھا پس ان میں سے ایک نے مقروض سے پانچ سو قرش لئے اور صرف کر دیئے، تو اب دوسرے شریکِ قرض کو اسے دو سو پچاس قرش بطور ضمان ادا

کرنے ہوں گے اور مقروض پر باقی بچے ہوئے پانچ سو قرش دونوں کے درمیان قرض مشترک ہوں گے۔

(دفعہ 1103) قرض مشترک میں اگر ایک شریک نے مقروض (debtor) سے اپنے قرض کے عوض کوئی شئی خرید لی اور مقروض سے رقم نہیں لی تو اب دوسرے شریک قرض کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ اس شے میں شریک ہو جائے لیکن اسے یہ اختیار نہیں ہوگا کہ اسے شے کی قیمت میں سے اپنے حصہ کی رقم دوسرے شریک سے حاصل کرے اور اگر وہ دونوں اس شے پر متفق ہو جائیں تو اب وہ شئی ان دونوں کے مابین مشترک ہوگی۔

(دفعہ 1104) اگر قرض مشترک کا ایک شریک مقروض سے کپڑے لے کر صلح کرلے تو اب اسے اختیار ہوگا کہ چاہے اپنے شریک کو اس کے حصہ کے مطابق کپڑا ادے دے یا پھر اس نے مقروض کو جو اپنا حق چھوڑا ہے اس کے بدلے شریک کو اس کا حصہ دے دے۔

(دفعہ 1105) قرض مشترک میں اگر کسی ایک شریک نے پورے قرض مشترک پر قبضہ کرلیا، یا اس قرض مشترک کے بعض کو مقروض سے وصول کرلیا، یا اپنے حصہ کے بدلے میں مقروض سے کوئی مال خرید لیا، یا مقروض سے اپنے حصہ کے مطابق کسی مال پر مصالحت کرلی تو ان تمام صورتوں میں دوسرے شریک قرض کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو اپنے شریک کے معاملہ کو برقرار رکھے اور اس شریک سے اپنا حصہ لے لے جیسا کہ ابھی گزرا، یا پھر اسے جائز قرار نہ دے اور مقروض سے اپنے حصے کا مطالبہ کرے اور اگر قرض مقروض کے پاس ہلاک ہو گیا تو اب یہ شریک قرض خواہ دوسرے قابض شریک سے رجوع کرے گا اور پہلے اس کا معاملہ کی اجازت نہ دینا اس شریک سے اپنا حصہ کے مطالبہ میں مانع نہ ہوگا۔

(دفعہ 1106) اگر قرض مشترک کے ایک شریک نے مقروض سے اپنا حصہ وصول کر کے قبضہ کرلیا اور وہ اس کے ہاتھوں بغیر غفلت وکوتاہی کے ضائع ہو گیا تو اب یہ شریک قرض کے حصہ کا ضامن نہیں ہوگا لیکن اب اس قابض شریک کا قرض مکمل ادا شدہ قرار پائے گا اور مقروض کے پاس باقی جو قرض بچا ہوگا وہ شریک ثانی کا ہوگا۔

(دفعہ 1107) اگر قرض مشترک ہونے کی صورت میں کسی ایک شریک قرض نے اپنے حصہ کے مقابلے میں مقروض (debtor) سے مزدوری کرالی تو اب دوسرے شریک قرض کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اپنے حصہ کی اُجرت شریک سے بطور ضمان حاصل کرے۔

(دفعہ 1108) اگر قرض مشترک کا کوئی ایک شریک اپنے حصہ کے عوض مقروض سے کوئی شئی رہن (pledge) لے لے اور

وہ مالِ مرہون اس شریک کے پاس سے ضائع ہو جائے تو دوسرے شریک قرض کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اپنے حصہ کے مطابق اس شریک سے ضمان وصول کرے۔

مثلاً قرض مشترک ایک ہزار تھا جو کہ شریکین کے مابین آدھا آدھا تھا پس ایک شریک قرض نے اپنے حصہ قرض یعنی پانچ سو کے بدلے میں کوئی شئی رہن لی اور وہ اس کے ہاتھوں ہلاک ہوگئی تو آدھا قرض ساقط ہو گیا، لہٰذا اب دوسرے شریک قرض کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ اس شریک سے اپنا حصہ دو سو پچاس روپے وصول کرے۔

(دفعہ 1109) قرض مشترک کے کسی ایک شریک نے مقروض سے اپنے حصہ قرض کا کفیل (guarantor) طلب کیا یا کسی کا حوالہ (transfer of debts) طلب کیا تو کفیل (guarantor) یا محال علیہ (transferee) سے جو کچھ حاصل ہوگا دوسرا شریک قرض بھی اس میں شامل ہوگا۔

(دفعہ 1110) قرض مشترک کے کسی ایک شریک نے مقروض کو اپنا حصہ ہبہ کر دیا، یا اسے اپنے حصہ سے بری الذمہ کر دیا تو اس کے شریک کا مقروض کو ہبہ کرنا، یا بری الذمہ کرنا صحیح ہوگا اور اس معاملہ میں وہ شریک ثانی کے کسی ضمان کا موجب نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1111) قرض مشترک کے کسی ایک شریک نے مقروض کا کوئی مال ضائع کر دیا اور اس زمرے میں اس شریک کا حصہ قرض آ گیا تو دوسرے شریک قرض کو اپنے حصہ کی حد تک اس سے مطالبہ کا اختیار ہوگا لیکن اگر مقروض کے ذمہ اس شریک کا کوئی خاص قرض اس قرض مشترکہ سے قبل تھا اور اب اس زمرے میں دین مشترک میں سے اس کا حصہ بھی آ گیا تو اب شریک ثانی کو اپنا حصہ اس سے وصول کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1112) قرض مشترک میں کسی ایک شریک قرض کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر ہی قرض مشترک کو مؤجل قرار دے دے (یعنی مقروض کو مزید مہلت دے دے)۔

لاحقہ

(SUPPLEMENT)

(دفعہ 1113) اگر کسی شخص نے اپنے مال کو دو افراد کو فروخت کیا تو اب یہ ہر ایک سے اس کے حصہ کی حد تک مطالبہ کرے گا جب تک کہ ان میں سے ایک مشتری دوسرے مشتری کا کفیل نہ ہو اُن سے دوسرے کے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا (لیکن اگر اُن میں سے ایک مشتری دوسرے کا کفیل ہو تو اب اس سے مطالبہ کر سکتا ہے کہ وہ دوسرے کا قرض ادا کرے)۔

دوسرا باب

تقسیم کے بارے میں

(DISTRIBUTION/PARTITION/DIVISION)

اس باب میں نو فصلیں ہیں

پہلی فصل

تقسیم کی تعریف اور اس کی اقسام کے بارے میں

(NATURE AND CATEGORIES OF PARTITION)

(دفعہ 1114) تقسیم (partition) سے مراد یہ ہے کہ مشترکہ حصہ کی تعین کر دی جائے یعنی ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ناپ کر، تول کر یا پیائش کر کے علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔

(دفعہ 1115) تقسیم (partition) دو طرح کی ہوتی ہے:

(۱) تمام حصص شائعہ، اعیان مشترکہ کے ہر ہر فرد میں پائے جائیں، مثلاً تیس بکریاں تیرہ افراد کی مشترکہ ملکیت میں ہوں ایسی تقسیم کو **''تقسیم جمع''** کہا جاتا ہے۔

(۲) عین مشترکہ ایک ہی ہو مگر حصص متعدد ہوں تو ایسی صورت میں حصوں کو متعین کرنا، مثلاً ایک ہی زمین دو افراد کے مابین مشترک ہے اور ایسی تقسیم کو **''تقسیم تفریق''** اور **''تقسیم فرد''** کہا جاتا ہے۔

(دفعہ 1116) تقسیم ایک جہت کے اعتبار سے حصص کی علیحدگی ہے اور دوسری جہت کے اعتبار سے باہمی تبادلہ کرنا ہے۔

مثلاً ایک مَن گیہوں میں دو افراد برابر شریک تھے یعنی ہر دانہ گیہوں اِن دونوں کے درمیان آدھا آدھا تھا، اب دونوں شریکین کے مابین تقسیم ہوئی، تو دو طرح کی تقسیم ہوئی، ایک تو **''تقسیم جمع''** ہوئی کہ دونوں شریکین کے حصے علیحدہ کئے گئے پھر ایک ایک حصہ دونوں کو دیا گیا اور دونوں شریکین نے اپنے اپنے اُس نصف حصہ کا باہمی تبادلہ کیا جو حصہ ہر ہر دانہ میں شریکین کا تھا۔ اسی

طرح اگر ایک زمین میں دو شریکوں کا برابر کا حصہ تھا تو گویا کہ ہر شریک کا زمین کے اَجزاء میں حصہ تھا تو اب اُن دونوں کے مابین تقسیم دو طرح کی ہوگی ایک **''تقسیم تفریق''** ہوگی یعنی اُن میں ہر ایک کو الگ الگ کر کے ان کا حصہ دیا جائے گا اور پھر دونوں شریک باہمی اپنے اپنے نصف حصے کا تبادلہ کریں گے۔

(دفعہ 1117) مثلیات (common article) کی تقسیم میں حصص کی علیحدگی راجح ہوتی ہے۔

اسی لئے مثلیات میں مشترکہ شریک کو دوسرے شریک کی غیر موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر ہی اپنے حصہ پر قبضہ کر لینے کی اجازت ہوتی ہے لیکن تقسیم مکمل اُس وقت ہوگی جب شریک غائب کو اس کا حصہ سپرد کر دیا جائے اور اگر سپردگی سے قبل شریک غائب کا حصہ ضائع ہو جائے تو جو حصہ اس کے شریک حاضر نے قبضہ کر لیا تھا اب وہ ان دونوں کے مابین مشترک ہوگا۔

(دفعہ 1118) قیمیات (rare article) میں باہمی تبادلہ کی جہت راجح ہوتی ہے اور تبادلہ باہمی رضامندی یا قاضی کے حکم سے جائز ہوتا ہے نیز مثلیات کے علاوہ دیگر مشترک اشیاء میں ایک شریک کو دوسرے شریک کی غیر موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر اپنے حصہ کو لینے کا اختیار نہیں ہوتا ہے۔

(دفعہ 1119) مکیلی، موزونی، عددیاتِ متقاربہ، مثلاً اخروٹ، انڈے وغیرہ سب مثلیات اشیاء ہوں گی لیکن ایسے برتن جو اپنے صنعت کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں اور وہ موزونی اشیاء جن کی قیمتوں کے مابین تفاوت ہوتا ہے قیمیات (rare article) میں شمار ہوں گے۔

اسی طرح جَو ملا ہوا گیہوں یا کوئی ایسی جنس کی شے جس میں کوئی دوسری جنس کی شئی اس طرح سے مل گئی کہ ان میں تفریق وتمیز ممکن نہ رہی، وہ قیمیات (rare article) میں شمار ہوں گی۔

اسی طرح مذروعی اشیاء بھی قیمیات میں شمار ہوگی لیکن اُونی یا اُستر کا کپڑا جو فی گز مخصوص قرش پر فروخت ہوتا ہے اور اُن کے گزوں کے مابین کوئی تفاوت قیمت نہیں ہوتا وہ مثلیات میں سے ہوگا اور جانور اور عددیاتِ متفاوتہ یعنی جن کے افراد کے مابین تفاوت ہوتا ہے مثلاً تربوز، خربوزہ وغیرہ یہ اشیاء قیمیات میں سے ہوں گی اور کتابیں اگر قلمی ہیں تو قیمیات سے اور اگر مطبوعہ ہیں تو مثلیات میں شمار ہوں گی۔

(دفعہ 1120) تقسیم جمع اور تقسیم تفریق میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں:

(۱) تقسیم رضا (partition by consent)

(۲) تقسیم قضا (partition by order of the court)

(دفعہ 1121) "تقسیم رضا" بایں طور کہ شرکاء نے باہمی رضامندی کر لی، یا قاضی کے سامنے رضامندی ظاہر کر دی۔

(دفعہ 1122) "تقسیم قضاء" بایں طور کہ قاضی نے کسی شریک کے طلب کرنے پر جبراً وحکماً تقسیم کر دی۔

دوسری فصل

تقسیم کی شرائط کے بارے میں

(CONDITIONS ATTACHING TO PARTITION)

(دفعہ 1123) جس شئی کی تقسیم کی جائے اس کا حقیقۃً موجود ہونا بھی شرط ہے۔اسی لئے قبضہ سے قبل قرضِ مشترک کی تقسیم صحیح نہیں ہوتی۔مثلاً اگر مرنے والے کے متعدد افراد پر قرض ہوں اور اس مرنے والے کے ورثاء اُن قرضوں کو اس طرح تقسیم کریں کہ فلاں کے ذمہ جو قرض ہے وہ فلاں وارث کا ہے اور فلاں کے ذمہ جو قرض ہے وہ فلاں وارث کا ہے تو ایسا کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ ایسی صورت حال میں اگر کسی ایک وارث نے کسی مقروض سے کچھ رقم لی تو سارے وارث اس میں مشترک ہوں گے۔

(دفعہ 1124) جب تک حصص کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر کے ممتاز نہ کر دیا جائے اس وقت تک تقسیم صحیح نہیں ہوتی ہے۔

مثلاً اگر گیہوں کے مشترکہ ڈھیر کے مالکان یوں کہیں کہ تم اِس طرف والا حصہ لے لو اور میں اُس طرف والا لے لیتا ہوں تو یہ تقسیم درست نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1125) جس شے کی تقسیم کی جائے بوقت تقسیم اس شے کا شرکاء کی ملکیت میں ہونا بھی شرط ہے اور اگر بعد تقسیم اس شے کو کوئی حق دار نکل آیا تو تقسیم باطل ہو جائے گی۔اسی طرح اگر جزء شائع ہونے کی صورت میں اس کے نصف 1/2، یا ثلث 1/3، کا کوئی حق دار نکل آیا تو بھی تقسیم باطل ہو جائے گی اور دوبارہ سے تقسیم کرنا لازمی ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی مجموعی حصہ کا مستحق نکل آیا تو بھی تقسیم باطل ہو جائے گی اور باقی دیگر شرکاء کے مابین اُن کے حصص کے مطابق تقسیم ہوگی اور اگر مقدارِ معینہ کا حق دار نکل آیا، یا اس کے کسی جزء کا حق دار نکل آیا تو اب اس حصہ دار کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو تقسیم کو فسخ کر دے یا پھر فسخ نہ کرے بلکہ دوسرے حصہ دار سے اپنے حصہ کے نقصان کے مطابق وصول کرے۔

مثلاً ایک زمین ایک سو ساٹھ گز تھی اور اسے دو شرکاء کے مابین برابر برابر تقسیم کر دیا گیا پھر اس کے نصف حصے کا مستحق نکل آیا تو اب اس صاحب حصے کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو اس تقسیم کو فسخ کر دے اور یا پھر چوتھائی حصے کو اپنے شریک سے لے لے یعنی اس کے حصے (۸۰ گز) میں سے بیس گز لے لے اور اگر دونوں شرکاء کے حصوں میں معینہ مقدار کا مستحق نکل آیا پس اگر دونوں

میں اس شخص کا حصہ مساوی ہے تو تقسیم فسخ نہیں ہوگی اور اگر ایک میں دوسرے حصہ کی نسبت زیادہ ہے تو اعتبار زیادتی کی مقدار کا ہوگا یعنی گویا کہ مقدار معین کا مستحق اس ایک ہی حصہ میں نکلا ہے، تو اب جس کے حصہ میں زیادہ استحقاق نکلے وہ صاحب اختیار ہوگا چاہے تو تقسیم فسخ کردے جیسا کہ گزرا، یا پھر اپنے نقصان کے مطابق اپنے شریک سے رجوع کرے۔

(دفعہ 1126) تقسیم فضولی (partition by an unauthorised person) قولاً یا فعلاً اجازت پر موقوف ہوتی ہے لہٰذا ایک شخص نے مال مشترک کو خود ہی تقسیم کردیا تو یہ تقسیم جائز نہیں ہوگی لیکن اگر دیگر شرکاء نے اسے جائز قرار دے دیا، بایں طور کہ کہا تو نے اچھا کیا، یا اُن علیحدہ کئے ہوئے حصوں میں مالکانہ حیثیت سے تصرف کیا جیسا کہ اُن کی بیع کردی، یا اجارہ کردیا تو اب وہ تقسیم صحیح و نافذ ہوگی۔

(دفعہ 1127) تقسیم میں عدل وانصاف ضروری ہے یعنی ہر حصہ دار کو حسب استحقاق اس کا حصہ ملنا اور کسی شریک کا اس تقسیم میں نقصانِ فاحش نہ ہونا ضروری ولازمی ہے۔ اسی لئے تقسیم کے معاملے میں غبن فاحش کا دعوی قابل سماعت ہوگا لیکن اس اقرار کے بعد اسے تقسیم میں اس کا پورا حق مل گیا، اب اگر کوئی غبن کا دعویٰ کرے تو اس کے دعوی کو نہیں سنا جائے گا۔

(دفعہ 1128) تقسیم اگر تمام شرکاء کی باہمی رضامندی سے ہو تو اس میں ہر ہر شریک کی رضامندی ضروری ہے، اسی لئے اگر ان میں سے ایک بھی شریک غائب ہو تو ''تقسیم رضا'' (partition by consent) درست نہیں ہوگی اور اگر ان شرکاء میں سے کوئی بچہ ہے، تو اس بچے کا ولی یا وصی اس کے قائم مقام ہوگا اور اس بچے کا کوئی ولی یا وصی بھی نہ ہو تو اس کا معاملہ حاکم کی اجازت پر موقوف ہوگا لہٰذا حاکم کی جانب سے اس کا وصی مقرر کیا جائے گا اور اس کی معرفت سے تقسیم ہوگی (یعنی اب اس کی اجازت بچہ کی جانب سے اجازت ہوگی)۔

(دفعہ 1129) تقسیم قضاء (partition by order of the court) میں مطالبہ شرط ہے، لہٰذا حاکم کی جانب سے (اَزخود) کی گئی جبری تقسیم صحیح نہیں ہوگی لیکن اگر کسی حصہ دار نے تقسیم کا مطالبہ کیا (تو اب حاکم کی جبری تقسیم بھی درست ہوگی)۔

(دفعہ 1130) اگر شرکاء میں سے کسی ایک نے تقسیم کا مطالبہ کیا اور دوسرے نے منع کردیا پس اگر مال مشترک قابل تقسیم ہے تو حاکم اسے جبراً تقسیم کردے گا وگرنہ نہیں (اس کی تفصیل فصل ثالث اور فصل رابع میں آرہی ہے)۔

(دفعہ 1131) وہ تمام مال مشترک قابل تقسیم ہوتے ہیں جن کو تقسیم کردینے سے اُن کی وہ منفعت ضائع نہیں ہوتی جو کہ اُس مال سے مقصود ہے۔

تیسری فصل

تقسیم جمع کے بارے میں

(PARTITION BY UNITS)

(دفعہ 1132) تقسیم قضاء ایسے تمام اموال مشترکہ میں جاری ہوتی ہے جو متحد الجنس (one type) ہوں یعنی حاکم شرکاء میں سے کسی ایک کی طلب پر اسے تقسیم کر دے گا، چاہے وہ مثلیات میں سے ہو یا قیمیات میں سے۔

(دفعہ 1133) متحد الجنس (one type) افرادِ مثلیات میں چونکہ فرق وتفاوت نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کی تقسیم کسی شریک کے لئے نقصان دہ نہیں ہوتی، ہر شریک اپنے حصے کو پا لینے کے بعد اس کا مکمل مالک ہو جائے گا۔

مثلاً گیہوں کی ایک مقدار دو افراد کے مابین مشترک تھی تو اسے اُن کے حصوں کے مطابق تقسیم کر دیا گیا اب بعد تقسیم ہر ایک اپنے پائے ہوئے حصے کا مکمل و مستقل مالک ہو جائے گا۔ اسی طرح سونے کی اینٹوں، چاندی کے ٹکڑوں، پیتل یا لوہے کے ٹکڑوں جن کی مقدار مقرر ہو۔ اِسی طرح اُونی کپڑوں میں جو کہ متحد الجنس ہوں یا ریشمی کپڑوں یا انڈوں کی تعداد میں بھی اسی طرح تقسیم جاری ہوگی۔

(دفعہ 1134) ایسی قیمیات والی اشیاء جو متحد الجنس (one type) ہوں اگر چہ اُن کے افراد کے مابین فرق وتفاوت پایا جائے لیکن چونکہ ایسا فرق جزئی ہوتا ہے، اس لئے اس فرق کا اعتبار نہیں اور ایسی اشیاء کو بھی قابل تقسیم شمار کیا جائے گا جیسا کہ ماقبل گزرا، مثلاً پانچ سو بکریاں دو افراد کی ملکیت میں مشترک ہیں پس انہیں دونوں کے مابین آدھا آدھا تقسیم کرایا جائے گا اب گویا کہ ہر ایک نے اپنا مکمل حق پا لیا نیز اسی طرح کا معاملہ سو اونٹوں اور سو گائیں (وغیرہ) میں بھی جاری ہوگا۔

(دفعہ 1135) مختلف اجناس (different types) میں تقسیم قضاء جاری نہیں ہوتی ہے یعنی ایسا مشترکہ مال جس کی جنس مختلف ہو، چاہے وہ مثلیات میں سے ہو یا قیمیات میں سے، یعنی حاکم کو کسی ایک شریک کی طلب پر جبراً ایسے مال کو تقسیم کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔

مثلاً ایک شریک کو گیہوں کی مقدار دے دے اور اس کے مقابلے میں دوسرے شریک کو جَو دے، یا ایک کو بکریاں دے

دے اور اس کے مقابلے میں دوسرے شریک کو اونٹ دے دے، یا گائے دے دے، یا ایک شریک کو تلوار دے دے اور اس کے دوسرے شریک کو زِین دے دے، یا ایک کو مکان دے دے اور دوسرے شریک کو دوکان دے دے، یا کوئی زمین کا ٹکڑا دے دے تو حاکم کو ایسی تقسیم قضاء کرنا جائز نہیں، ہاں اگر دونوں شریکین باہم ایسی تقسیم پر رضامند ہوں تو اب حاکم ایسی تقسیم کر سکتا ہے۔

(دفعہ 1136) ایسے برتن جن کی بناوٹی ساخت مختلف ہو اگرچہ انہیں ایک ہی جنس کی دھات سے تیار کیا گیا ہو انہیں ''مختلف الجنس''(different types) میں شمار کیا جائے گا۔

(دفعہ 1137) زیور، بڑے موتی اور جواہرات بھی ''مختلف الجنس''(different types) شمار ہوں گے لیکن چھوٹے جواہرات مثلاً چھوٹے موتی جن کی قیمتوں میں اُن کے افراد کے مابین تفاوت نہیں ہوتا، اسی طرح ہیرے کے چھوٹے ٹکڑے تو انہیں ''متحدالجنس''(one type) شمار کیا جائے گا۔

(دفعہ 1138) متعدد گھر، دوکانیں اور زمینیں مختلف الجنس (different types) شمار ہوں گی، لہٰذا ان میں ''تقسیم جمع'' جاری نہیں ہوگی۔

مثلاً حاکم کے حکم سے بطریق تقسیم قضاء متعدد دوکانوں میں سے ایک شریک کو ایک مکان اور دوسرے کو دوسرا مکان دے دیا جائے، ایسا جائز نہیں ہوگا بلکہ ان کے مابین ''تقسیم تفریق'' ہوگی۔

چوتھی فصل

تقسیم تفریق کے بارے میں

(PARTITION BY ALLOTMENT OR INDIVIDUAL PARTITION)

(دفعہ 1139) اگر کسی مال مشترک کی تفریق اور ٹکڑے کرنا کسی شریک کے لئے نقصان دہ نہ ہو تو وہ شئی قابل تقسیم شمار ہوگی۔

مثلاً اگر ایک زمین تقسیم ہوئی بایں طور کہ اس زمین کے ہر حصہ تقسیم میں عمارت بن سکتی ہے، درخت لگ سکتے ہیں اور کنواں کھودا جا سکتا ہے تو اس صورتِ حال میں چونکہ زمین کی منفعت مقصودہ باقی ہے (لہٰذا ایسی تقسیم درست ہوگی)۔

اسی طرح ایک مکان کی دو منزلیں ہیں ایک مردوں کے لئے اور دوسری عورتوں کے لئے تو ایسے مکان کو تفریق کر کے دو مکان کر دینا اور انہیں شرکاء کے مابین تقسیم کر دینے سے اس منزل کی منفعت مقصودہ یعنی رہائش برقرار رہتی ہے اور شرکاء میں سے ہر ایک شریک اپنے حصے کا مستقل مالک بن جاتا ہے، اس لئے زمین اور مکان میں تقسیم قضاء جاری ہوتی ہے یعنی اگر ایک شریک تقسیم کا مطالبہ کرے اور دوسرا منع کرے تو حاکم ان میں جبراً تقسیم کر دے گا۔

(دفعہ 1140) اگر مالِ مشترک کے ٹکڑے کر کے اس کی تقسیم کرنا بعض شرکاء کے لئے نفع مند ہے اور بعض شرکاء کے لئے نقصان دہ یعنی اس کے ٹکڑے کرنے سے منفعت مقصودہ ختم ہو جائے گی پس اگر تو مطالبہ کرنے والا وہ شریک ہے جسے نفع ہوگا تو حاکم حکماً اسے تقسیم کر دے گا۔

مثلاً ایک مشترکہ مکان جس میں ایک شریک کا معمولی حصہ ہے یعنی اگر مکان کی تقسیم ہو جائے تو وہ اس حصے میں رہائش نہیں کر سکتا جبکہ دوسرا شریک زیادہ حصہ کا مالک ہے، لہٰذا حاکم اس میں تقسیم قضاء کر دے گا۔

(دفعہ 1141) تقسیم قضاء ایسے مال مشترکہ میں جاری نہیں ہوتی جس کے ٹکڑے کر دینے اور تقسیم کرنے سے ہر ایک شریک کو نقصان ہو۔ مثلاً اگر ایک چکی اگر اسے شریک مابین تقسیم کر دیا جائے تو کوئی بھی اسے استعمال نہیں کر سکے گا تو ایسی صورت میں منفعت مقصودہ ختم ہو جائے گی، لہٰذا حاکم کسی ایک شریک کے مطالبہ پر اسے تقسیم نہیں کر سکتا لیکن اگر شرکاء باہمی رضامند ہوں تو تقسیم کر دی جائے گی۔

اسی طرح حمام، کنواں، پانی کی چھوٹی نالی، چھوٹا گھر اور دو گھروں کے درمیان موجود دیوار اور ہر وہ سامان جسے تقسیم کے لئے توڑنے اور کاٹنے کی ضرورت پڑے وہ بھی اسی حکم میں ہیں مثلاً جانور، زین، گاڑی، جبہ، نگینہ ان اشیاء میں سے کسی میں بھی تقسیم قضاء جاری نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1142) جس طرح سے مشترکہ کتاب کے اَوراق کی تقسیم نہیں ہوسکتی، اسی طرح متعدد جلدوں والی (ایک ہی) کتاب کی علیحدہ علیحدہ جلدیں بھی تقسیم نہیں ہوں گی۔

(دفعہ 1143) ایسا راستہ جو دو یا دو سے زیادہ افراد کے مابین مشترک ہو اور ان کے علاوہ کسی دوسرے کا اس میں حق نہ ہو تو ان میں سے جب ایک شریک اس راستے کی تقسیم کا مطالبہ کرے اور دوسرا شریک منع کرے پس دیکھا جائے گا اگر تو تقسیم کے بعد بھی ہر ایک کے لئے راستہ باقی بچے گا تو اسے تقسیم کر دیا جائے گا وگرنہ جبراً تقسیم نہیں کیا جائے گا لیکن اگر ان میں سے ہر ایک کے لئے کوئی دوسرا راستہ بھی موجود ہو تو بھی تقسیم جبری کر دی جائے گی (یا پھر دوسرا راستہ تو موجود نہ ہو لیکن تقسیم کے بعد ہر ایک کے لئے مستقل راستہ بن جائے گا تو بھی جبری تقسیم کر دی جائے گی)۔

(دفعہ 1144) سیلانِ آب کی نالی جو مشترکہ ہو وہ مشترکہ راستے کی طرح ہے یعنی اگر ایک شریک نے اس کی تقسیم کا مطالبہ کیا اور دوسرے نے منع کیا پس اگر تو تقسیم کے بعد بھی ہر ایک شریک کے لئے سیلانِ آب کی صورت برقرار رہتی ہے تو اسے تقسیم کر دیا جائے گا وگرنہ نہیں۔

(دفعہ 1145) جس طرح سے یہ جائز ہے کہ ایک شخص راستے میں موجود اپنی ملکیت کو اس شرط پر فروخت کرے کہ اسے بعد فروخت بھی گزرنے کا حق حاصل رہے گا اسی طرح سے مشترکہ زمین کے دو افراد کے مابین اس طرح سے تقسیم کرنا بھی جائز ہوگا کہ رقبہ زمین کی ملکیت ایک شریک کی اور دوسرے شریک کو اس رقبہ میں سے گزرنے کا حق دیا جائے۔

(دفعہ 1146) جس طرح سے مشترکہ مکان کی تقسیم میں یہ جائز ہے کہ دونوں کے مابین مشترکہ دیوار کو تقسیم میں شمار نہ کیا جائے اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ تقسیم کے وقت اس دیوار متصلہ کو کسی ایک شریک کی ملکیت بنا دیا جائے۔

پانچویں فصل

تقسیم کی کیفیت کے بارے میں

(METHOD OF PARTITION)

(دفعہ 1147) مالِ مشترک اگر مکیلی ہے تو ناپ کر، موزونی ہے تو تول کر، عددی ہے تو گن کر اور مذروعی ہے تو گز سے پیمائش کر کے تقسیم کیا جائے گا۔

(دفعہ 1148) اگر میدان یا زمین ہو تو اس کی پیمائش گز کے حساب سے ہوگی اور پھر تقسیم کی جائے گی لیکن اس میدان یا زمین میں درخت یا عمارت وغیرہ کو قیمت لگا کر تقسیم کیا جائے گا۔

(دفعہ 1149) اگر مشترکہ مکان کا ایک حصہ دوسرے حصے سے زیادہ قیمت والا ہو پس اگر مکان کی خالی زمین ملا کر تقسیم ممکن ہو تو ٹھیک (یعنی کم قیمت والے حصہ کے شریک کو مکان کا صحن وغیرہ دے کر برابر کر دیا جائے) وگرنہ نقد سے برابری کی جائے گی۔

(دفعہ 1150) اگر کسی مشترکہ مکان کو اس طرح سے تقسیم کیا جائے کہ بالائی منزل شریک اول کی اور نچلی منزل شریک ثانی کی ہوگی تو اِن دونوں منزلوں کی تقسیم باعتبارِ قیمت ہوگی (یعنی دونوں منزلوں کی قیمت لگائی جائے گی اور پھر ان دونوں شریکین کے مابین اسے تقسیم کیا جائے گا یعنی اعتبار قیمت کی تقسیم کا ہوگا محض حصوں کا نہیں)۔

(دفعہ 1151) اگر کسی مکان کو شرکاء کے مابین تقسیم کرنا پڑے تو تقسیم کرنے والے کو چاہیے کہ سب سے پہلے کاغذ پر اس مکان کا خاکہ بنا لے اور اس مکان کے صحن وغیرہ کی پیمائش کر لے اور عمارت کی قیمت لگا لے اور پھر تمام حصوں کو عدل و انصاف سے برابر تقسیم کرے اور اس طرح سے کہ ایک حصے والے کو دوسرے حصے والے سے کوئی تعلق باقی نہ بچے اور ممکن حد تک ان کے آبی راستے، پینے کے پانی اور راستے کو جدا کر دے اور ہر حصے کا ایک نمبر لکھ دے، مثلاً ایک، دو، تین اور پھر قرعہ اندازی کرے، لہٰذا جس کا پہلے نام نکلے، اسے پہلا، اور جس کا دوسرا نام نکلے، اسے دوسرا، اور جس کا تیسرا نام نکلے، اسے تیسرا دے، اور اگر اس سے زیادہ حصص ہوں تو بھی اسی آسان ترتیب سے سب کو دے دے۔

(دفعہ 1152) سلطانی مطالبات (state taxes) اگر جان کی حفاظت کے لئے ہوں تو انہیں افراد پر تقسیم کیا جائے گا لیکن اس تقسیم کے شمار میں عورتیں اور بچے شامل نہیں ہوں گے اور اگر وہ مطالبات اَملاک کی حفاظت کے لئے ہوں تو انہیں ملکیت کی مقدار کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ اس لئے کہ (قاعدہ ہے) نفع کے ساتھ ساتھ نقصان بھی ہوتا ہے۔

چھٹی فصل

خیارات کے بارے میں

(OPTIONS)

(دفعہ 1153) جس طرح سے بیع میں خیار شرط (optional condition)، خیار رویت (option to inspect) اور خیار عیب (option of defect) ہوتا ہے، اسی طرح سے مختلف اجناس کی تقسیم میں بھی یہ خیارات ہوتے ہیں۔

مثلاً تمام شرکاء نے باہمی رضا مندی سے مال مشترک بایں طور تقسیم کر لیا کہ ایک شریک کا اتنی مقدار میں گیہوں، اور دوسرے شریک کا اتنی مقدار میں جَو ہوگا، یا ایک شریک کی اتنی بکریاں، اور دوسرے شریک کی اتنی گائیں ہوں گی پس اگر اُن میں سے ایک شریک نے مقررہ ایام تک کے لئے خیار لے لیا تو اسے مقررہ دنوں کے اندر اندر اس بات کا اختیار ہوگا اگر چاہے تو تقسیم کو قبول کرے اور اگر چاہے تو اسے فسخ کر دے اور اگر ان میں سے کسی نے تقسیم شدہ مال کو نہیں دیکھا تو اسے اختیار ہوگا، پس اگر اس مال کا کوئی حصہ عیب دار ہو تو اسے اختیار ہوگا اگر چاہے تو قبول کرے، یا پھر اسے لوٹا دے۔

(دفعہ 1154) خیار شرط، خیار رؤیت اور خیار عیب اُن اشیاء کی تقسیم میں بھی ہوتے ہیں جو قیمیات میں سے ہوں اور ''متحد الجنس'' (one type) ہوں۔

مثلاً سو بکریاں جو کہ مشترک ملکیت تھیں انہیں شرکاء کے مابین ان کے حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے پس ان میں سے کسی ایک نے خیار کی شرط مقرر کر لی تو اسے مقررہ مدت کے اندر اندر قبول کرنے، یا انکار کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر اس نے بکریوں کو نہیں دیکھا تھا تو جب انہیں دیکھے گا تو اسے اختیار ہوگا اور اسی طرح اگر کسی شریک کو ملنے والی بکریوں میں کوئی عیب قدیم ظاہر ہوا تو بھی اسے اختیار ہوگا اگر چاہے تو قبول کرے یا پھر رد کر دے۔

(دفعہ 1155) خیار شرط اور خیار رؤیت ایسی اشیاء کی تقسیم میں جاری نہیں ہوتا جو کہ مثلیات میں سے ہوں اور ''متحد الجنس'' ہوں لیکن ایسی اشیاء میں خیار عیب ہوتا ہے۔

مثلاً دو افراد کے مابین مشترکہ گیہوں کا ڈھیر ہے، جسے تقسیم کر دیا گیا اس شرط پر کہ ان میں سے ایک شریک کو مقررہ مدت تک خیار حاصل ہوگا تو ایسی شرط کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، اسی طرح اگر ایک شریک نے گیہوں کو نہیں دیکھا تھا، لہٰذا جب وہ دیکھے گا تو اسے کوئی خیارِ رؤیت نہیں حاصل ہوگا لیکن اگر تقسیم اس طرح ہوئی کہ ایک شریک کو گیہوں کے اُوپری حصے سے دیا گیا اور دوسرے شریک کو نیچے حصے سے، پھر بعد میں نیچے والا حصہ عیب دار نکلا تو اس حصہ کو لینے والا صاحب خیار ہوگا، اگر چاہے تو قبول کرے وگرنہ رد کردے۔

ساتویں فصل

تقسیم کو فسخ و ختم کر دینے کے بارے میں

(CANCELLATION AND RESCISSION OF PARTITION)

(دفعہ 1156) حصص کی ادائیگی کے لئے قرعہ اندازی مکمل ہوتے ہی تقسیم مکمل ہو جاتی ہے۔

(دفعہ 1157) تقسیم مکمل ہو جانے کے بعد اس سے رجوع نہیں ہوسکتا ہے۔

(دفعہ 1158) اگر تقسیم کے دوران اکثر شرکاء کا قرعہ نکل گیا صرف ایک شریک کا باقی بچا تھا تو ان میں سے ایک شریک نے رجوع کا ارادہ کیا پس اگر وہ ''تقسیم رضاء'' ہوئی تو رجوع ہوسکتا ہے لیکن اگر وہ ''تقسیم قضاء'' ہوئی تو رجوع نہیں ہو سکے گا۔

(دفعہ 1159) اگر تقسیم مکمل ہو جانے کے بعد سارے شرکاء نے باہمی رضامندی سے اسے ختم کر دیا اور فسخ کر دیا تو اب انہیں مال کو حسب سابق مشترک طور پر تقسیم کرنا ہوگا۔

(دفعہ 1160) اگر تقسیم میں کوئی غبن فاحش (major misrepresentation) ظاہر ہو تو اس تقسیم کو فسخ کر دیا جائے گا اور دوبارہ سے عدل وانصاف کے ساتھ تقسیم کی جائے گی۔

(دفعہ 1161) اگر شرکاء کی تقسیم کے بعد میت کا قرض معلوم ہوا تو تقسیم فسخ ہو جائے گی لیکن اگر ورثاء نے قرض ادا کر دیا، یا صاحب قرض نے اپنا قرض معاف کر دیا، یا میت نے تقسیم شدہ مال کے علاوہ کوئی دوسرا مال بھی چھوڑا تھا جس سے قرض ادا ہوسکتا ہے تو ایسی صورت میں تقسیم فسخ نہیں ہوگی (ورنہ ادائیگی قرض کے بعد بچ جانے والے مال میں از سرِ نو تقسیم ہوگی)۔

آٹھویں فصل

تقسیم کے احکام کے بارے میں

(EFFECT OF PARTITION)

(دفعہ 1162) تقسیم کے بعد ہر ایک حصہ دار کو اپنے حصے کی مستقل ملکیت حاصل ہو جاتی ہے اور کسی حصہ دار کو دوسرے حصہ دار کے حصے سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا ہے نیز ہر ایک کو اپنے حصے میں اپنی مرضی سے تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔

مثلاً ایک مکان تقسیم کیا گیا ایک شریک کے حصے میں مکان کی عمارت آئی اور دوسرے شریک کے حصہ میں مکان کی خالی زمین (صحن وغیرہ) آئی تو اب شریک ثانی جس کے حصے میں خالی زمین آئی ہے، اسے اختیار ہے کہ اپنے حصہ زمین میں جو چاہے کرے، مثلاً کنواں کھودے، سیلانِ آب کی نالیاں بنائے، عمارت بنائے اور اس عمارت کو جتنا چاہے، بلند کرے، اب اگرچہ اس کے بلند کرنے سے دوسرے حصہ دار کے لئے ہوا و دھوپ بند بھی ہو جائے پھر بھی یہ اسے منع نہیں کر سکتا (اگر بقدر ضرورت دھوپ اور ہوا اِس کی وجہ سے رُک جائے تو البتہ اس کے لیے اسے منع کیا جائے گا جیسا کہ کتب فقہ میں ہے)۔

(دفعہ 1163) زمین کی تقسیم میں اس پر موجود درخت بلا ذکر ہی تقسیم میں شامل ہوں گے اور اس طرح کسی خط زمین کی تقسیم میں اس پر موجود درخت مع تعمیرات بھی تقسیم میں شامل ہوں گے یعنی جس حصہ میں وہ درخت و تعمیرات پائی جائیں گی وہ تمام اسی حصہ دار کی ہوں گی ان اشیاء کی تقسیم میں علیحدہ سے صراحت کی ضرورت و حاجت نہیں ہوتی، مثلاً تقسیم میں یوں کہنے کی حاجت نہیں کہ جمیع لوازمات کے ساتھ، جمیع حقوق کے ساتھ یا بصراحت اُن اشیاء کا ذکر کرنے کی حاجت نہیں ہے۔

(دفعہ 1164) کھیتی اور پھل زمین و جائیداد کی تقسیم میں بلا صراحت شامل نہیں ہوں گے پس اگر ان کی صراحت نہیں کی گئی تو یہ مشترکہ ملکیت ہی رہے گے، چاہے تقسیم کے وقت عمومی صورت کر دی گئی ہو یعنی جمیع حقوق کے ساتھ یا نہیں (بہر صورت جب تک اُن کی تصریح نہ کی جائے صرف جمیع حقوق لکھ دینے یا کہہ دینے سے یہ اشیاء تقسیم میں شامل نہ ہوں گے)۔

(دفعہ 1165) راستے (right of way) اور سیلانِ آب (right of flow) کا حق جو تقسیم ہونے والی زمین کے قرب و جوار کی زمینوں میں حاصل ہے، یہ بھی تقسیم میں شامل ہوگا یعنی جس کے حصے میں یہ حق واقع ہوگا اسی کو یہ حق ہوگا چاہے بوقت

تقسیم جمیع حقوق کہا ہو یا نہ ہو۔

(دفعہ 1166) اگر بوقت تقسیم یہ شرط مقرر کر دی جائے کہ ایک حصہ میں راستہ اور دوسرے حصے میں سیلانِ آب کا معاملہ ہوگا تو ایسی شرط معتبر ہوگی۔

(دفعہ 1167) اگر ایک حصہ کا راستہ دوسرے حصے میں واقع ہو اور بوقت تقسیم اس کی بقاء کے بارے میں کوئی شرط بھی نہ رکھی گئی ہو تو اگر وہ راستہ کسی اور سمت سے بھی ہو سکتا ہے تو اسے دوسری سمت پھیر دیا جائے گا، چاہے بوقت تقسیم جمیع حقوق کہا ہو یا نہ ہو، لیکن اگر وہ راستہ کسی دوسری سمت نہیں ہو سکتا تو اب دیکھا جائے گا کہ بوقت تقسیم جمیع حقوق کہا تھا یا نہیں، اگر کہا تھا تو راستہ اپنی اسی حالت پر برقرار رہے گا اور اگر نہیں کہا تھا تو تقسیم فسخ ہو جائے گی اور سیلانِ آب کا معاملہ بھی اسی طرح سے ہوگا۔

(دفعہ 1168) ایک مکان دو افراد کے مابین مشترک ہے اور اس گھر میں سے کسی دوسرے گھر کا راستہ بھی ہے، اب دونوں شرکاء نے اپنے مکان کو تقسیم کرنے کا ارادہ کیا تو تیسرے گھر والے شخص کو جس کا راستہ اس مشترکہ مکان میں سے ہے، انہیں تقسیم سے روکنے کا اختیار نہیں ہوگا لیکن وہ دونوں شرکاء تقسیم کے دوران اس راستے کو اسی حالت پر چھوڑ دیں گے۔

اور اگر اسی مشترکہ مکان کو تینوں افراد کے باہمی اتفاق سے فروخت کیا جائے پس اگر وہ راستہ ان تینوں کے مابین مشترکہ ہے تو اس کی قیمت بھی تینوں کے درمیان برابر تقسیم ہوگی لیکن اگر راستہ کے حصہ زمین کی ملکیت مشترکہ مکان والوں کی ہے اور اس تیسرے شخص کو صرف گزرنے کا حق حاصل ہے تو اُن میں سے ہر ایک اپنے حق کو پائے گا اسی طرح کسی خالی میدان میں سے کسی شخص کو گزرنے کا حق حاصل ہے تو اس میدان کی قیمت اس حق سے خالی کر کے لگائی جائے گی (پھر اصل قیمت اور اس لگائی گئی قیمت) کے درمیان جو اضافہ ہوگا وہ اس شخص کو دیا جائے گا، جسے گزرنے کا حق حاصل ہے اور بقیہ شرکاء مکان کو ملیں گے ،سیلانِ آب کا حکم بھی اسی طرح راستے کے مطابق ہوگا یعنی اگر کسی شخص کو مشترکہ مکان میں سیلانِ آب کا حق حاصل ہے تو اسے بوقت تقسیم اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے گا۔

(دفعہ 1169) اگر کسی مکان کے صحن میں کسی دوسرے شخص کا گھر ہے اور یہ گھر والا شخص اس صحن سے گزرتا ہے پس اگر اس مکان کے شرکاء اپنے مکان کی تقسیم کرنا چاہیں تو اس تیسرے شخص کو انہیں تقسیم سے منع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا لیکن شرکاء بوقت تقسیم اس شخص کے گھر کے دروازے کے بقدر راستے کو چھوڑ دیں گے۔

(دفعہ 1170) ایک مکان کو دو افراد کے مابین تقسیم کیا گیا اور ان دونوں کے درمیان ایک مشترکہ دیوار ہے اس دیوار پر ایک شریک کی چھت کے شہتیر ہیں اور اس شہتیر کے دوسرے سرے دوسری دیوار پر ہیں پس اگر تو بوقت تقسیم انہیں اُٹھانے کی بات ہوئی تھی تو انہیں اُٹھالیا جائے گا وگرنہ نہیں، اور اسی طرح اگر تقسیم کے بعد ایک شریک کی دیوار پر دوسرے حصہ دار کے چھت کی شہتیر یں ہوں اور بوقت تقسیم یہ بات مقرر ہوئی تھی کہ شہتیر یں دوسرے حصہ دار کی ہیں، تو ایسی صورت میں بھی وہی حکم ہوگا کہ بوقت تقسیم اُٹھا لینے کی شرط ہوئی تھی تو اُٹھالی جائیں گی اور اسے دوسرے کی ملکیت پر رکھے رہنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1171) درخت کی ایسی شاخیں جو دوسرے کے حصے میں لٹک رہی ہوں، پس اگر بوقت تقسیم اسے کاٹنے کی شرط نہیں کی گئی ہو تو انہیں کاٹا نہیں جائے گا۔

(دفعہ 1172) اگر ایک مشترکہ مکان کو تقسیم کیا گیا اور اس مکان (والے) کو خاص راستے میں سے گزرنے کا حق حاصل تھا تو اب ہر حصہ دار کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ وہ اس راستہ خاص کی جانب دروازہ یا کھڑکی وغیرہ کھول لیں اور اس راستہ خاص کے دیگر افراد کو انہیں منع کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1173) اگر کسی ایک شریک نے ملکیت مشترکہ میں دیگر شرکاء کی اجازت کے بغیر ہی عمارت بنالی پھر بعد میں دیگر شرکاء نے اس کی تقسیم کا مطالبہ کر دیا تو اس کی تسلیم کر دی جائے گی پس اگر وہ عمارت تقسیم کے دوران اس کے حصہ میں آ گئی تو اچھا ہے، اور اگر کسی دوسرے کے حصے میں آئی تو اس شریک کو مجبور کیا جائے گا کہ اس عمارت کو گرا کر جگہ صاف کر دے۔

نویں فصل

مہایاۃ کے بارے میں

(ALTERNATIVE UTILIZATION/PARTITION OF USUFRUCT)

(دفعہ 1174) مہایاۃ(partition of usufruct) منافع کے تقسیم کو کہتے ہیں۔

(دفعہ 1175) ''مہایاۃ''مثلیات میں جاری نہیں ہوتی، بلکہ قیمیات میں جاری ہوتی ہے تاکہ عین شئی کی بقاء کے ساتھ ساتھ اس سے اِنتفاع ممکن ہو۔

(دفعہ 1176) مہایاۃ(partition of usufruct) کی دو قسمیں ہیں:

(ا) **مہایاۃ زمانی**(partition of usufruct by time):

مثلاً ایک مشترکہ زمین کی کاشت کاری دو افراد کے مابین تقسیم ہوئی بایں طور کہ ایک فریق ایک سال کاشت کرے گا اور دوسرا فریق دوسرے سال، یا اسی طرح ایک گھر کے منافع کی تقسیم ہوئی کہ ایک فریق ایک سال رہے گا اور دوسرا فریق دوسرے سال۔

(۲) **مہایاۃ مکانی**(partition of usufruct by place):

مثلاً ایک مشترکہ زمین کو دو افراد میں کاشت کاری کے لئے بایں طور تقسیم کیا گیا کہ ایک فریق آدھی زمین پر کاشت کرے اور دوسرا فریق اس کے علاوہ دوسرے آدھے حصے پر کاشت کرے، یا ایک گھر کے لئے مہایاۃ ہوئی کہ ایک شخص گھر کے آدھے حصے میں رہائش کرے اور دوسرے فریق دوسرے آدھے حصے میں، یا ایک اوپری حصے میں رہے اور دوسرا نچلے حصے میں، یا دو مشترکہ مکان میں مھایاۃ ہوئی کہ ایک شخص ایک مکان میں رہے اور دوسرا شخص دوسرے مکان میں رہے۔

(دفعہ 1177) جس طرح سے ایک مشترکہ جانور کے سلسلے میں مہایاۃ جائز ہے یعنی بایں طور کہ باری باری ہر ایک شریک استعمال کرے اسی طرح دو مشترکہ جانوروں میں بھی مہایاۃ جائز ہے بایں طور کہ ایک شریک ایک جانور استعمال کرے اور دوسرا فریق دوسرے جانور کو استعمال کرے۔

(دفعہ 1178) مہایاۃ زمانی تبادلہ کی ایک قسم ہے، پس کسی ایک حصے دار کا اپنی باری میں انتفاع دوسری باری میں اپنے حق انتفاع سے تبادلہ کی سی حیثیت رکھتا ہے اور اس جہت سے مہایاۃ زمانی اِجارہ کے حکم میں ہے، اسی لئے اس میں وقت کی تعیین لازم ہوگی، مثلاً اتنے دن، اتنے مہینے، وغیرہ۔

(دفعہ 1179) مہایاۃ مکانی (partition of usufruct by place) علیحدگی کی ایک قسم ہے۔

مثلاً ایک مکان دو افراد کا مشترکہ ہے اور اس مکان کی منفعت اس کے تمام اجزاء میں پھیلی ہوئی ہے، لہٰذا مہایاۃ ہر ایک کے حصے میں اس کی منفعت کو یکجا کر دیتی ہے، اس لئے مہایاۃ مکانی میں تعیین وقت ضروری و لازمی نہیں ہوتا۔

(دفعہ 1180) مہایاۃ زمانی (partition of usufruct by time) میں ابتداء کی تعیین کیلئے قرعہ اندازی ہوتی ہے۔ یعنی کون سا شریک پہلے انتفاع کرے گا، اسی طرح مہایاۃ مکانی میں بھی قرعہ اندازی ہوسکتی ہے یعنی کون سا حصہ کس شریک کے استعمال میں ہوگا۔

(دفعہ 1181) اگر مالِ مشترک متعدد ہوں اور اُن کا کوئی ایک شریک مہایاۃ کا مطالبہ کرے لیکن دوسرا شریک منع کر دے پس اگر تو ان اشیاءِ مشترکہ سے منفعت کی نوعیت یکساں ہے تو جبراً مہایاۃ کر دی جائے گی اور اگر ان کی منفعت کی نوعیت مختلف ہے تو جبراً مہایاۃ نہیں ہوگی۔

مثلاً مشترکہ مکان ایک شریک نے رہائش کیلئے مہایاۃ کا مطالبہ کر دیا لیکن دوسرے نے منع کر دیا، یا دو مشترکہ جانور ایک شریک نے ایک جانور کے استعمال کیلئے مہایاۃ کا مطالبہ کر دیا لیکن دوسرے نے منع کر دیا تو اب اِن دونوں صورتوں میں جبراً مہایاۃ کی جائے گی۔

لیکن اگر ایک شریک نے مکان میں رہائش کے لئے اور دوسرے نے حمام کو کرایہ دینے کیلئے مہایاۃ کا مطالبہ کیا، یا ایک نے رہنے کیلئے اور دوسرے نے زمین میں زراعت کیلئے مہایاۃ کا مطالبہ کیا تو اب ایسی صورت میں اُن کی باہمی رضامندی سے بھی مہایاۃ ہوسکتی ہے، لیکن اگر ایسی صورت میں دوسرے شریک نے منع کر دیا تو جبراً مہایاۃ نہیں ہوسکتی ہے۔

(دفعہ 1182) اگر مالِ مشترکہ قابل تقسیم ہو اور اس کا کوئی شریک اس کی تقسیم کا مطالبہ کر دے اور دوسرا شریک اس مال کی مہایاۃ کا مطالبہ کر دے تو تقسیم کے دعوے کو قبول کر لیا جائے گا لیکن اگر کسی ایک نے بھی تقسیم کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ ان میں سے ایک شریک نے مہایاۃ طلب کر لی اور دوسرے شریک نے اس سے منع کر دیا تو ان کے لئے جبراً مہایاۃ کر دی جائے گی۔

(دفعہ 1183) اگر مالِ مشترک قابل تقسیم نہ ہو اور کوئی ایک شریک اس کی مہایاۃ کا مطالبہ کردے لیکن دوسرا شریک منع کرے تو بھی جبراً مہایاۃ کردی جائے گی۔

(دفعہ 1184) ایسی تمام جائیدادیں جن سے عوام الناس اُجرت دے کر استفادہ حاصل کرتے ہیں، مثلاً کشتی، چکی، وضو خانہ، حمام وغیرہ انہیں کرایہ پر دیا جائے گا اور حاصل ہونے والی رقم کو حصہ داروں کے مابین حسب حصہ تقسیم کردیا جائے گا اور اگر کوئی شریک انہیں کرایہ پر دینے سے منع کرے تب بھی انہیں جبراً کرایہ پر دے دیا جائے گا لیکن اگر کسی ایک کی باری میں اس کی اُجرت زیادہ آئی تو اس زیادتی کو حصہ داروں کے درمیان تقسیم کردیا جائے گا۔

(دفعہ 1185) جس طرح سے مہایاۃ زمانی اور مہایاۃ مکانی میں ہر ایک شریک کو اپنے حصہ کو اپنی باری استعمال کرنے کا مستقلاً حق حاصل ہوتا ہے، اسی طرح اسے یہ بھی اختیار حاصل ہوتا ہے کہ اپنے اس حصہ کو کرایہ پر دے دے اور اس کی اُجرت خود لے لے۔

(دفعہ 1186) جب ایک بار مہایاۃ کے سلسلے کی ابتداء ہوگئی پھر اگر کسی شریک نے اپنی باری میں اپنے حصے کو کرایہ پر دے دیا اور اس کی اُجرت دیگر شرکاء کی باریوں سے زیادہ ہوئی تو اب بقیہ شرکاء کو اس زیادتی میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا لیکن اگر مہایاۃ کی بنیاد ابتداء ہی سے آمدنی مقرر ہوئی تھی۔

مثلاً مہایاۃ یوں ہوئی کہ ایک شریک مشترکہ مکان کے ایک مہینے کا کرایہ لے گا اور دوسرا شریک دوسرے مہینہ کا تو اب ایسی صورت میں حاصل ہونے والی زیادتی بھی ان کے درمیان مشترک ہوگی لیکن اگر مہایاۃ اس طرح سے ہوئی کہ ایک شریک ایک مکان کا کرایہ لے گا اور دوسرا شریک دوسرے مکان کا پس اب اگر کسی مکان کا کرایہ زیادہ وصول ہوا تو دوسرا اس میں سے کچھ نہیں پائے گا۔

(دفعہ 1187) عین شئی میں مہایاۃ جائز نہیں ہوتی۔

اسی لئے مشترکہ درختوں کے پھلوں میں مہایاۃ صحیح نہیں ہوگی اور نہ ہی جانوروں کے دودھ میں اور نہ ہی اُون میں، یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ درخت کے پھلوں میں سے ایک مقدار ایک شریک کی ہو اور دوسری مقررہ مقدار دوسرے شریک کی ہو یا مشترکہ بکریوں میں سے بعض کا دودھ اور اُون ایک شریک کا ہو اور بقیہ بکریوں کا دودھ اور اُون دوسرے شریک کا، ایسا جائز نہیں۔

(دفعہ 1188) اگر چہ باہمی رضامندی سے مہایاۃ کا فسخ کرنا جائز ہے لیکن اگر کسی ایک شریک نے اپنی باری میں اپنے حصے کو کرایہ پر دے رکھا ہے تو مدت اجارہ ختم ہونے تک اس مہایاۃ کا فسخ کرنا جائز نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1189) کسی ایک شریک کے لئے جائز نہیں کہ وہ حاکم کی جانب سے کی گئی مہایاۃ کو فسخ کردے لیکن تمام شرکاء کی باہمی رضامندی سے حاکم کی گئی مہایاۃ کو بھی فسخ کیا جاسکتا ہے۔

(دفعہ 1190) اگر کوئی شریک اپنے حصہ کو فروخت کرنا چاہے، یا تقسیم کرنا چاہے تو اسے مہایاۃ فسخ کردینے کا اختیار حاصل ہوتا ہے لیکن اگر وہ صرف اس لئے مہایاۃ فسخ کرنا چاہتا ہے کہ مال مشترک کو بغیر کسی وجہ کے پرانی حالت پر لے جائے تو اب حاکم اس کی کوئی مدد نہیں کرے گا۔

(دفعہ 1191) کسی ایک شریک یا تمام شرکاء کے مرجانے سے بھی مہایاۃ باطل نہیں ہوتی ہے۔

تیسرا باب

دیواروں اور ہمسایوں سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(WALLS AND NEIGHBOURS)

اِس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل

احکام املاک سے متعلقہ بعض قواعد کے بارے میں

(RULES OF LAW RELATING TO PROPERTY OWNED IN ABSOLUTE OWNERSHIP)

(دفعہ 1192) ہر ایک جیسے چاہے اپنی ملکیت میں تصرف کر سکتا ہے، لیکن اگر اس کی ملکیت میں کسی غیر کا تعلق بھی ہو تو اب مالک کو اس میں مستقلاً تصرف سے روکا جائے گا۔

مثلاً ایک شخص کی ملکیت میں مکان کا نچلا حصہ ہے اور دوسرے شخص کی ملکیت میں اُوپری حصہ تو اب اُوپری حصہ والے کا حق قرار (right of support) نچلے والے حصے متعلق ہے، اسی طرح سے نچلے والے حصے کا سقف اُوپری حصے سے متعلق ہے اور حق سقف سے مراد دھوپ، بارش وغیرہ سے حفاظت (right to be protected from sun and rain) تو اب ان دونوں میں سے کسی ایک شخص کو بھی دوسرے کی اجازت کے بغیر کوئی ایسا کام کرنے کا اختیار نہیں ہوگا جو کام دوسرے فریق کے لئے نقصان دہ ہو، اور ان میں سے کسی کو بھی اپنی ملکیت کو گرا دینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1193) اگر اُوپری حصے والے اور نچلے حصے والے افراد کے مکان کا دروازہ ایک ہی ہو، تو دونوں حصے دار اس دروازے کو مشترکہ طور پر استعمال کریں گے اور ان میں کسی کو بھی اس بات کا اختیار نہیں ہوگا کہ دوسرے کو اس دروازے سے داخل ہونے یا نکلنے سے روک دے۔

(دفعہ 1194) جو شخص کسی جگہ کا مالک ہو جاتا ہے تو اس کی ملکیت میں اس جگہ کی اُوپری اور نچلی دونوں سمتیں آجاتی ہیں یعنی اسے اختیار ہوتا ہے کہ اپنی ملکیت والی جگہ میں جس طرح کی بلند و بالا عمارت چاہے بنالے اور اسی طرح اس زمین میں کنواں کھودنے، حفاظت گاہ بنانے، گڑھا کرنے وغیرہ کے تمام تر تصرفات وغیرہ حاصل ہوتے ہیں۔

(دفعہ 1195) اگر کسی ایک مکان میں کمرہ بنایا تو اسے اس بات کا اختیار نہیں ہوگا کہ اپنے ہوائی پنکھے کو ہمسایہ کے گھر تک پھیلادے پس اگر اس نے ہمسایہ کے گھر تک پھیلایا تو جتنا حصہ اس کی جانب ہو، اُسے کاٹ دیا جائے گا۔

(دفعہ 1196) اگر کسی شخص کے باغ میں موجود درختوں کی شاخیں ہمسائیوں کے گھروں میں لٹک رہی ہوں یا برابر والوں کے باغ میں لٹک رہی ہوں جس کی وجہ سے ہوا میں رکاوٹ ہو تو ہمسائے کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ اس کے مالک کو اُن شاخوں کے باندھنے یا کاٹنے پر مجبور کرے تاکہ ہوا کی آمد و رفت جاری رہے لیکن اگر ہمسایہ اس بات کا دعوی کرے کہ یہ لٹکی ہوئی شاخیں اس کی کھیتی کے لئے مضر ہیں تو اب ایسی صورت میں شاخوں کو نہیں کاٹا جائے گا۔

(دفعہ 1197) کسی بھی شخص کو اس کی ملکیت میں تصرف کرنے سے اس وقت تک نہیں روکا جائے گا جب تک اس کی ملکیت سے کسی دوسرے شخص کو نقصان فاحش نہ پہنچ رہا ہو (اس کی تفصیل فصل ثانی میں آرہی ہے)۔

دوسری فصل

معاملاتِ ہمسایہ کے حقوق کے بارے میں

(RELATIONS OF ONE NEIGHBOUR TO ANOTHER)

(دفعہ 1198) ہر ایک کو اس بات کا اختیار حاصل ہوتا ہے کہ اپنی ملکیت کی دیوار پر جو چاہے رکھے اور بنائے اس بارے میں اس کے ہمسائے کو اسے منع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا جب تک کہ نقصانِ فاحش نہ ہو۔

(دفعہ 1199) نقصانِ فاحش (great injury) سے مراد وہ تمام باتیں جن سے حوائج اصلیہ رُوک جائیں یعنی مکان کی منفعت اصلیہ مقصودہ، مثلاً رہائش رُک جائے یا عمارت کو نقصان پہنچتا ہو، یا اس کی کمزوری کا باعث ہو جس سے کے مکان کے منہدم ہونے کا خدشہ ہو، وغیرہ۔

(دفعہ 1200) نقصانِ فاحش کو جیسے بھی ہو دُور کیا جائے گا۔

مثلاً کسی مکان سے متصل کسی لوہار نے دوکان بنالی، یا مکان سے متصل چکی بنالی گئی اور لوہے کو کاٹنے سے یا چکی کی گردش سے مکان کی عمارت میں کمزوری کا خدشہ ہے، یا کسی نے تنور لگایا، یا کولہو لگایا تو صاحب مکان کے لئے تنور کے دھوئیں اور کولھو کی بدبو سے رہائش دشوار ہو جائے گی تو یہ تمام نقصانِ فاحش ہیں، لہٰذا انہیں جیسے بھی ہو دور کیا جائے گا۔

اسی طرح کسی شخص کی خالی زمین کسی دوسرے شخص کی زمین سے متصل ہے اور اس زمین والے شخص نے زمین میں سے ایک نہر نکالی جس سے پانی چکی کی طرف جاتا ہے اور اس کی وجہ سے دوسرے شخص کی عمارت میں کمزوری آگئی ہے یا کسی شخص نے پڑوسی کی دیوار سے متصل کچرا ڈالنے کی جگہ بنادی اور اس میں کچرا ڈالا جس سے دوسرے شخص کی دیوار متاثر ہو رہی ہے تو اس شخص کو اختیار ہوگا کہ اپنے نقصان سے بچنے کے لئے دوسرے شخص کو اس شے کے ازالہ کے لئے مجبور کرے۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے پڑوسی کے گھر کے متصل کھلیان (threshing floor) (غلہ چھاننے کی جگہ) بنادیا جس سے غبار اُڑ کر صاحب مکان کے گھر میں آتا ہے اور اس قدر آتا ہے کہ اس کی وجہ سے رہائش دشوار ہو جاتی ہے تو صاحب مکان کو اختیار ہوگا کہ اس تکلیف کے ازالہ کے لئے دوسرے شخص کو مجبور کرے۔

اسی طرح اگر کسی نے کھلیان (غلہ چھاننے کی جگہ) کے سامنے بلند دیوار بنا دی جس کی وجہ سے ہوا کی آمد و رفت روک گئی ہے تو اب صاحب کھلیان اس دوسرے شخص کو اس تکلیف سے ازالہ کے لئے مجبور کر سکتا ہے اور اسی طرح اگر کسی شخص نے کپڑے کے بازار میں باورچی خانہ بنالیا اور اس کے دھوئیں سے دیگر پڑوسی کپڑے والوں کے اموال کو نقصان پہنچ رہا ہے تو وہ اسے اس تکلیف کے ازالہ کے لئے مجبور کر سکتے ہیں اور اسی طرح کسی شخص کے گھر میں موجود پانی کی نالی تھی جو پھٹ گئی اور اس سے بہنے والے پانی سے ہمسایہ کو شدید نقصان ہو رہا ہے تو اب پڑوسی کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ اسے نالی کی تعمیر و مرمت کے لئے مجبور کرے۔

(دفعہ 1201) ایسے منافع میں رکاوٹ جو کہ منافع اصلیہ میں سے نہ ہو، جیسا کہ ہوا میں رکاوٹ، مکان کی زیبائش کے نظارے میں رکاوٹ یا دھوپ کا نہ آنا، نقصان فاحش نہیں ہے لیکن روشنی کا بالکل ہی رُک جانا یہ نقصان شدید میں سے ہے۔

پس اگر کسی شخص نے عمارت بنائی اور اس کی عمارت کی وجہ سے پڑوسی کے گھر کی کھڑکی بند گئی اور حال یہ ہو گیا کہ اسے اتنی روشنی میسر نہیں جس کے ذریعے وہ پڑھ سکے تو اسے اختیار ہوگا کہ صاحب عمارت کو اس تکلیف کے ازالہ کے لئے مجبور کرے، اب صاحب عمارت یہ کہہ کر جان نہیں چھڑا سکتا کہ دروازے سے آنے والی روشنی کافی ہے، اس لئے کہ دروازے کو سردی میں ضرورتاً بند رکھا جاتا ہے، یا اس کے علاوہ دیگر ضرورتوں کے موقع پر بھی دروازہ بند کرنا پڑتا ہے (مثلاً بارش، آندھی، کیڑے مکوڑوں سے حفاظت وغیرہ) لیکن اگر اس گھر کی اور بھی کھڑکیاں ہوں اور ان میں سے اس عمارت کی وجہ سے صرف ایک ہی بند ہوئی ہو تو اب اسے نقصان شدید شمار نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 1202) ایسی جگہیں جو عورتوں کے لئے ہوتی ہیں اُن کا دکھائی دینا مثلاً گھر کا صحن، باورچی خانہ، کنواں یہ نقصان شدید میں شمار ہوگا پس اگر کسی شخص نے اپنے گھر میں کوئی کھڑکی کھولی، یا نئی تعمیر کی اور اس میں ایسی جانب کھڑکی بنائی جو پڑوسی کے گھر کے اس جانب نکلتی ہے جو عورتوں کے لئے مخصوص جگہ ہے، یا قدرے دُور کھڑکی بنائی مگر وہ مقامات پھر بھی دکھائی دیتے ہیں تو اسے اس تکلیف کے ازالہ کے لئے مجبور کیا جائے گا، بایں طور کہ ہمسایہ کے گھر میں نظر نہ پڑے، چاہے وہ دیوار بنادے یا کوئی آڑ رکھ لے (جس کی وجہ سے نظر نہ پڑے) لیکن اسے کھڑکی کو بالکل ہی بند کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر اس نے عورتوں کے دکھائی دینے والے مقامات کے مابین شاخوں سے کوئی اوٹ قائم کر دی (لیکن پھر بھی نظر پڑتی ہے) تو اسے بے پردگی کے ازالہ کے لئے منع کیا جائے گا لیکن اسے ان شاخوں کو اکھیڑ کر دیوار بنانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 1203) اگر کسی گھر کی کھڑکی انسانی قد وقامت سے بلند ہو (مثلاً روشن دان وغیرہ ہو) تو پڑوسی کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ اسے اس احتمال کی بنیاد پر بند کرائے کہ وہ شخص سیڑھی پر کھڑا ہو کر اس کے گھر میں تانک جھانک کرسکتا ہے۔

(دفعہ 1204) باغیچہ (garden) کو مکان کا زنانہ حصہ شمار نہیں کیا جاتا پس اگر کسی شخص کا مکان ہے اس مکان میں سے ہمسایہ کے گھر میں موجود کوئی بھی زنانہ حصہ نظر نہیں آتا، البتہ باغیچہ نظر آتا ہے تو اب اس کا ہمسایہ یہ کہہ کر اسے دیکھنے سے منع نہیں کرسکتا کہ باغیچہ میں کبھی کبھی اس کے گھر کی عورتیں آجایا کرتی ہیں۔

(دفعہ 1205) اگر کسی شخص کے باغیچہ (garden) میں کوئی پھل دار درخت موجود ہے اور اس درخت پر چڑھنے کی صورت میں ہمسائے کے گھر کا زنانہ حصہ نظر آتا ہے تو اس شخص پر لازم ہے کہ چڑھنے کی صورت میں اُن عورتوں کو آگاہ کردے تاکہ پردے کا اہتمام کرلیں، پس اگر وہ خبر نہ دیا کرے تو حاکم اسے بلا آگاہی درخت پر چڑھنے سے روک سکتا ہے۔

(دفعہ 1206) اگر دو افراد کے مابین ایک مشترکہ مکان تقسیم ہو (اور مشترکہ ہونے کی وجہ سے) ایک حصے دار کو دوسرے حصے دار کا زنانہ حصہ دکھائی دیتا ہے تو انہیں حکم دیا جائے گا کہ دونوں مل کر باہمی اوٹ بنالیں۔

(دفعہ 1207) ایک شخص اپنی ملکیت میں مشروع طور پر تصرف کرتا ہے پس دوسرے شخص نے آکر اس کے قرب میں عمارت بنالی، لہٰذا اگر یہ نئی عمارت والا شخص نقصان کا سبب بن رہا ہے تو اس پر لازم ہوگا کہ اس نقصان کو دور کرے۔

مثلاً پرانے گھر میں ایک کھڑکی ہے جو کہ اس نئے بننے والے مکان کے اس حصہ کی جانب ہے جس سے زنانہ حصہ نظر آتا ہے تو اب اس نئے گھر والے شخص کو خود ہی اس نقصان سے بچنے کی صورت کرنا ہوگی اور اس نئے مکان والے شخص کو کوئی اختیار نہیں ہوگا کہ وہ پرانے مکان والے شخص پر اس معاملے کا دعویٰ کرے۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے لوہار کی دوکان سے متصل خالی زمین پر مکان بنالیا تو اسے اختیار نہیں ہوگا کہ لوہار کو یہ کہہ کر لوہے کو کاٹنے سے منع کردے کہ اس کے لوہے کو کوٹنے سے مکان کو شدید نقصان ہوتا ہے اور اسی طرح اگر کسی شخص نے کھلیان (threshing floor) کے قریب خالی زمین میں مکان بنالیا تو اب صاحب مکان کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ صاحب کھلیان کو یہ کہہ کر غلہ چھاننے سے منع کردے کہ اس کے غلہ چھاننے سے غبار اُڑ کر میرے گھر میں آتا ہے۔

(دفعہ 1208) اگر کسی پرانے مکان کی کھڑکیاں خالی زمین کی جانب کھلتی تھیں، پھر وہ مکان جل گیا اور اس کے بعد خالی زمین کے مالک نے اس خالی زمین میں گھر بنالیا، پھر بعد میں جلنے والے گھر کے مالک نے اپنے گھر کو پرانے طرز پر تعمیر کیا، پس

اب کھڑکیاں اس جانب کھلتی تھیں جس جانب نئے مکان والے کے گھر کا زنانہ حصہ ہے، تو اب اس بے پردگی سے نئے مکان والے کو خود ہی بچنا ہوگا، اسے اس بات کا ہرگز اختیار نہیں ہوگا کہ پرانے مکان والے کو منع کرے کہ وہ ادھر نہ دیکھے۔

(دفعہ 1209) ایک شخص نے اپنے مکان میں کھڑکیاں بنائیں اور اس کھڑکیوں کے مقابل میں ہمسایہ کی ایسی بلند دیوار موجود تھی جو کہ اس کے گھر کے زنانہ حصہ میں دیکھنے سے مانع تھی پھر اس پڑوسی نے بلند دیوار کو گرادیا اور اب ان کھڑکیوں کے محاذات میں پڑوسی کے گھر کا زنانہ حصہ دکھائی دینے لگا، لہٰذا اب اس شخص کو اختیار نہیں ہوگا کہ کھڑکیوں والے شخص کو کہے چونکہ تم نے نئی کھڑکیاں بنائی ہیں، لہٰذا تم بند کرو بلکہ اب اس شخص پر خود بھی لازم ہوگا کہ اس نقصان سے بچنے کا انتظام کرے۔

(دفعہ 1210) مشترکہ دیوار کے شرکاء میں سے کسی ایک کو بھی دوسرے کی اجازت کے بغیر اس پر کچھ رکھنے یا چڑھنے یا کسی اور کو چڑھانے کا اختیار نہیں ہوگا، چاہے وہ فعل دوسرے شریک کے لئے نقصان دہ ہو یا نہ ہو، لیکن اگر ان میں سے کوئی شخص اپنی خالی زمین میں مکان بنانا چاہے تو وہ اس مکان کی چھت کے شہتیر اس پر رکھ سکتا ہے، ہاں البتہ اگر اس شخص نے دس عدد شہتیر رکھے تو اب اس کے شریک کو بھی اتنے ہی شہتیر رکھنے کا اختیار حاصل ہوگا لیکن اگر دیوار مقررہ شہتیر رکھنے کی متحمل ہو (مثلاً دس) تو اب یہ شریک اس مقدار کا نصف استعمال کرے گا (یعنی پانچ) اور اسے اس مقررہ مقدار سے زیادہ شہتیر رکھنے کی اجازت نہیں ہوگی پس اگر مساوی رکھنے کی اجازت تھی اور ایک شریک نے زیادہ شہتیر رکھے تو دوسرے شریک کو اسے منع کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

(دفعہ 1211) شرکاء میں سے کسی ایک کو بھی مشترکہ دیوار پر رکھی گئی شہتیروں کو دائیں بائیں کرنے کا اختیار نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اُوپر نیچے کرنے کا لیکن اگر شہتیریں بہت بلند ہوں اور یہ انہیں قدرے نیچے کرنا چاہے تو اسے اس بات کا اختیار حاصل ہوگا۔

(دفعہ 1212) اگر کسی شخص کا میٹھے پانی کا کنواں ہے اور اس کا ہمسایہ اس کے قرب وجوار میں کھارے پانی کا حوض، یا نالی بنانا چاہے اور اس کی وجہ سے کنواں کے پانی کے متاثر ہونے کا خدشہ ہو تو اس نقصان کو دور کیا جائے گا اور اگر وہ نقصان کسی صورت بھی ختم نہ ہوتا دکھائی دے تو اس حوض یا نالی کو بند کر دیا جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی نے میٹھے پانی کی نالی کے قرب وجوار میں کھارے پانی کی نالی نکالی اور اس سے میٹھے پانی کو نقصان شدید ہوا اور اس نقصان سے بچنے کی کوئی صورت نہیں سوائے نالی کو بند کر دینے کے، تو کھارے پانی کی نالی کو بند کر دیا جائے گا۔

تیسری فصل

راستے کے بارے میں

(STREET)

(دفعہ 1213) اگر ایک ہی شخص کے راستے کے دونوں جانب مکان ہیں اور وہ شخص چاہتا ہے کہ ان دونوں مکان کے مابین پل بنادے تو اسے منع کیا جائے گا لیکن اگر بنا ڈالے تو اسے توڑا نہیں جائے گا بایں صورت کہ اس پل کے پاس سے گزرنے والے کو کوئی تکلیف نہ ہو لیکن اس پر سے جھانکنے اور کھڑے رہنے کا کسی کو بھی اختیار نہیں ہوگا لیکن اگر مذکورہ صورتِ حال میں بنایا گیا پل گر جائے اور اس کا مالک دوبارہ بنانا چاہے تو اسے منع کیا جائے گا۔

(دفعہ 1214) ایسی اشیاء جو گزرنے والوں (passers) کے لئے نقصان شدید کا باعث ہوں، انہیں ختم کردیا جائے گا اگرچہ وہ اشیاء قدیم ہی کیوں نہ ہوں مثلاً کمرہ۔

(دفعہ 1215) اگر کوئی شخص اپنے گھر کی تعمیر کے لئے راستے میں مٹی ڈالنا چاہے تو اسے اس بات کا اختیار ہوگا کہ راستے کے ایک جانب مٹی ڈالے اور گزرنے والوں (passers) کو تکلیف دیئے بغیر جلد از جلد اسے تعمیر میں استعمال کرے۔

(دفعہ 1216) بوقت ضرورت کسی کی ملکیت کو قیمت ادا کرکے سلطان کے حکم سے لے کر راستے میں شامل کیا جاسکتا ہے لیکن جس کی ملکیت ہو اسے بغیر قیمت دیئے، لینا جائز نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1217) راستے کے کنارے میں موجود خالی سرکاری زمین اگر کوئی شخص لے کر اپنے گھر میں شامل کرنا چاہے تو وہ اس کی قیمت مثل ادا کرکے ایسا کرسکتا ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ ایسا کرنے سے گزرنے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

(دفعہ 1218) ہر شخص کو عمومی راستے کی جانب نیا دروازہ کھولنے کی اجازت حاصل ہوتی ہے۔

(دفعہ 1219) جس شخص کو مخصوص راستے (private road) سے گزرنے کا حق حاصل نہ ہو اسے مخصوص راستے کی جانب دروازہ کھولنے کی اجازت بھی نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1220) مخصوص راستے کی حیثیت اس پر سے گزرنے والوں کے درمیان ملک مشترکہ کی سی ہوتی ہے، لہٰذا ان میں

سے کسی ایک کو دیگر کی اجازت کے بغیر اس میں کچھ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا ہے، چاہے وہ کام دیگر شرکاء کے لئے نقصان دہ ہو یا نہ ہو (ہاں البتہ دیگر شرکاء کی اجازت سے ہوسکتا ہے)۔

(دفعہ 1221) مخصوص راستے کے شرکاء میں سے کسی ایک کو بھی اس بات کا اختیار نہیں ہوتا کہ دیگر شرکاء کی اجازت کے بغیر وہ اپنے نئے مکان کا پرنالہ اس راستے کی جانب بنائے۔

(دفعہ 1222) اگر کسی نے مخصوص راستے کی جانب موجود اپنے مکان کے دروازے کو بند کر دیا تو صرف اس دروازے کو بند کرنے کی وجہ سے اس کا ''حق مرور'' (گزرنے کا حق) ساقط نہیں ہوگا، لہٰذا اسے یا جو بھی اس مکان کو خرید لے، اسے دوبارہ اس جانب دروازہ کھولنے کی اجازت ہوگی۔

(دفعہ 1223) عام راستے کے گزرنے والوں کو رش کے وقت خاص راستے سے گزرنے کا اختیار ہوتا ہے پس خاص راستے کے شرکاء اگر باہم متفق بھی ہو جائیں اور چاہیں کہ اس راستے کو فروخت کر دیں، یا آپس میں تقسیم کر لیں، یا اسے بند کر دیں تو انہیں ایسا کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

چوتھی فصل

حق مرور، حق گزرگاہِ آب، حق سیلانِ آب کے بارے میں

(RIGHT OF WAY, RIGHT OF AQUEDUCT, RIGHT OF FLOW)

(دفعہ 1224) حق مرور (راستے سے گزرنے کا حق) حق گزرگاہِ آب (پانی کی آمد ورفت کا حق) اور حق سیلانِ آب (گندے پانی کی نکاسی کا حق) میں قدامت کا اعتبار ہوگا یعنی اِن اشیاء کو جیسے قدیم سے چلی آرہی ہیں اُسی حالت پر برقرار رکھا جائے گا۔ (اس قاعدے کی وجہ سے) کہ شئی قدیم اپنی حالت پر باقی رہے گی اور جب تک اس کے خلاف پر کوئی دلیل قائم نہ ہو، اُس میں کوئی تغیر نہیں کیا جائے گا لیکن جو قدیم خلاف شرع ہو، تو اُس میں قدامت کا اعتبار و لحاظ نہیں کیا جائے گا یعنی اگر کوئی شئی خلاف شرع ہو تو اگر چہ وہ قدیم ہی کیوں نہ ہو اس میں قدامت کا لحاظ نہیں کیا جائے گا اور اگر (وہ قدیم شئی) شدید نقصان دہ ہو تو اسے دُور کیا جائے گا۔

مثلاً کسی گھر کے نکاسی آب کا راستہ شارع عام پر ہے اور اس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے تو اگر چہ قدیم سے ہی ایسا کیوں نہ ہو، اس کے نقصان کو ختم کیا جائے گا اور اس سلسلے میں قدامت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

(دفعہ 1225) اگر کسی شخص کو کسی دوسرے کی خالی زمین میں سے ''حق مرور'' (right of way) حاصل ہے تو اب زمین کے مالک کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ اسے زمین میں گزرنے سے منع کردے۔

(دفعہ 1226) اباحت کی اجازت دینے والے کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنی دی ہوئی اباحت سے رجوع کرلے اور اجازت و رضامندی کے ساتھ نقصان کا ہونا لازمی نہیں ہے، پس اگر کسی شخص کو اولاً ایک خالی زمین سے گزرنے کا حق حاصل نہ تھا پھر بعد میں صاحب زمین نے اجازت دے دی اور وہ شخص ایک مدت تک اس زمین سے گزرتا رہا، پھر اگر اب صاحب زمین چاہے، تو اس گزرنے والے شخص کو اس زمین میں گزرنے سے منع کرسکتا ہے۔

(دفعہ 1227) اگر کسی شخص کو کسی زمین کے خاص حصے سے گزرنے کا حق حاصل تھا پھر بعد میں صاحب زمین نے گزرنے والے شخص کی اجازت سے اس حصہ زمین میں کوئی عمارت بنادی تو اب اس گزرنے والے شخص کا ''حق مرور'' ساقط ہوجائے گا

اور اسے اس معاملے میں صاحب زمین سے جھگڑنے کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1228) اگر کسی شخص کی خالی زمین میں سے کسی شخص آخر کی پانی کی نالی (اندرونی نالی یا بیرونی نالی) قدیم سے جاری ہے تو مالک زمین کو یہ کہہ کر اسے منع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا کہ آج کے بعد اس میں پانی نہیں بہے گا اور ان دونوں نالیوں میں سے اگر کسی نالی کی تعمیر و مرمت کی ضرورت درپیش ہو تو اس کا مالک ان کی تعمیر و مرمت کے لئے اپنی نالی میں اتر سکتا ہے، لیکن اگر ان کی تعمیر و مرمت اس خالی زمین میں جائے بغیر ممکن نہیں تو زمین کے مالک کو اسے اجازت دینی پڑے گی اور اگر مالک زمین اجازت نہ دے تو حاکم کی جانب سے اسے اس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ یا تو اس شخص کو اجازت دے دو، یا پھر خود ہی اس کی مرمت کردو۔

(دفعہ 1229) اگر کسی گھر سے بارش کے پانی نکلنے کا راستہ قدیم سے دوسرے کے گھر سے ہے تو اب اس گھر کا مالک یہ کہہ کر منع نہیں کرسکتا کہ آج کے بعد یہاں سے پانی نہیں گزرنا چاہیے۔

(دفعہ 1230) اگر قدیم سے ہی چند گھروں کے پرنالے ایک راستے کی جانب ہیں اور پانی وہاں سے بہتا ہوا قریب کی خالی زمین میں پہنچ جاتا ہے تو اب اس صاحب زمین کو اختیار نہیں ہوگا کہ اس پانی کے راستے کو بند کردے پس اگر اس شخص نے راستے میں کوئی روک بنائی تو حاکم اسے اُٹھادے گا اور اُسے پرانی رَوِش پر لوٹادے گا۔

(دفعہ 1231) کسی بھی شخص کو اس بات کا اختیار نہیں کہ وہ اپنے نئے بنائے گئے مکان کے سیلانِ آب کا راستہ کسی دوسرے کے گھر سے بنائے۔

(دفعہ 1232) کھارے پانی کی وہ نالی جو کسی گھر سے ہوکر گزرتی ہے وہ نہ تو صاحب مکان کی ہوتی ہے اور نہ ہی مکان کو خریدنے والے کی بلکہ وہ اپنی حالت پر برقرار رہتی ہے (یعنی حق سیلانِ آب ہونے کی صورت میں پانی کی نالی کو نہ تو صاحب مکان بند کرسکتا ہے اور نہ ہی اس مکان کا خریدنے والا)۔

(دفعہ 1233) اگر پانی کی نالی بھر جائے یا پھٹ جائے اور اس سے صاحب مکان کو نقصان شدید ہو تو اب صاحب مکان اس نالی کے مالک کو اس نقصان کے ازالہ کے لئے مجبور کرسکتا ہے۔

چوتھا باب

شرکت اباحت کے بارے میں

(JOINTLY OWNED PROPERTY WHICH IS FREE)

اِس باب میں سات فصول ہیں

پہلی فصل

اشیائے مباحہ اور غیر مباحہ کے بارے میں

(THINGS WHICH ARE FREE AND THINGS WHICH ARE NOT FREE)

(دفعہ 1234) پانی، گھاس اور آگ مباح اشیاء میں سے ہیں، اِن تین اشیاء میں تمام ہی لوگ شرکاء کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(دفعہ 1235) زیرِ زمین جاری پانی کسی کی ملکیت نہیں ہوتا۔

(دفعہ 1236) ایسے کنویں (wells) جنہیں کسی مخصوص افراد نے نہیں بنایا بلکہ یہ قدیم ہی سے ہر استعمال کرنے والے کے لئے ہیں تو ایسے کنویں اشیائے مباحہ میں سے ہیں اور تمام لوگوں کے مابین مشترک ہیں۔

(دفعہ 1237) سمندر (seas) اور بڑے تالاب (large lakes) اشیائے مباحہ میں سے ہیں۔

(دفعہ 1238) ایسی عمومی نہریں جو کسی ملکیت والی نہروں میں شامل نہ ہوں "مباح" ہیں۔ مثلاً دریائے نیل، نہر فرات، نہر طُوْنَہ (یعنی نہر دَانوب)، نہر طُوْنِجَہ (tundzha، اسے موجودہ زمانے میں اُور بہ والے moritsa کہتے ہیں، یہ نہر بلغاریہ سے نکل کر بلقان اور پھر اَدرنہ، ترکی کے حصوں سے گزرتی ہے، کل رقبہ ۴۸۰ کلومیٹر ہے) وغیرہ۔

(دفعہ 1239) مملوکہ نہریں یعنی وہ نہریں جو کہ بطریق مشروع نظام آب کے زمرے میں آئیں، اُن کی دو قسمیں ہیں:

(ا) ایسی نہریں جن کا پانی مختلف شرکاء کے مابین تقسیم ہوتا ہے اور اس نہر کے سارے پانی کو اُن شرکاء کی زمین جذب نہیں کرتی بلکہ ان زمینوں کی سیرابی کے بعد بھی پانی بچ جاتا ہے، پس ایسی نہریں بعض وجوہ سے عمومی ہوتی ہیں، اس لئے انہیں "نہر عام" کہتے ہیں اور ان میں حق شفعہ (right of pre-emption) بھی جاری نہیں ہوتا ہے۔

(۲) ایسی نہریں جو خاص ہوتی ہیں اور ان نہروں کا پانی مقررہ افراد کی اَراضی کو سیراب کرتا ہے اور آخری فرد کی زمین پر جا کر ختم ہو جاتا ہے، آگے نہیں چلتا، اس میں حق شفعہ (right of pre-emption) جاری ہوتا ہے۔

(دفعہ 1240) اگر نہر کا پانی کسی کی زمین میں مٹی چھوڑ جائے تو وہ مٹی صاحب زمین کی ملکیت ہوگی کسی دوسرے شخص کو اس سے تعرض کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1241) جس طرح سے ایسی زمین جس کا کوئی مالک نہ ہو اُس میں اُگی ہوئی گھاس مباح ہوتی ہے، اُسی طرح کسی شخص کی ملکیت والی زمین میں اُگی ہوئی ایسی گھاس جسے اُس شخص نے اُگایا نہ ہو (یعنی خود ہی اگ پڑی ہو) وہ بھی مباح ہوتی ہے لیکن اگر کسی نے گھاس اُگانے کے اَسباب کئے ہوں، مثلاً وہاں پانی ہو، یا پانی کے لئے بندش بنائی ہو، یا کوئی ایسے کام کئے ہوں جنہیں پیداوار وغیرہ اُگانے کے لئے کیا جاتا ہے تو اب اس زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار وغیرہ، اس شخص کی ملکیت ہوگی اور کسی دوسرے کو اس سے کچھ لینے کا اختیار نہیں ہوگا پس اگر کسی نے اس سے کچھ لیا اور وہ ہلاک وضائع ہو گیا تو وہ شخص ضامن ہوگا۔

(دفعہ 1242) خشک وتر گھاس (grasses) ایسی نباتات میں سے ہیں جن میں تنا (stem) نہیں ہوتا، لہٰذا درخت اِن میں شامل نہیں ہوگا اور کونپلیں گھاس کے حکم میں شامل ہیں۔

(دفعہ 1243) ایسے درخت جو عام پہاڑوں پر بلا اُگائے پیدا ہو جائیں یعنی ایسے پہاڑوں پر جو کسی کی ملکیت نہ ہوں تو وہ درخت بھی مباح ہیں۔

(دفعہ 1244) ایسے درخت جو کسی کی ملکیت والی زمین میں بلا اُگائے پیدا ہوں تو وہ مالک زمین کی ملکیت ہوں گے پس کسی دوسرے کو بغیر اسکی اجازت اس درخت میں سے لکڑی لینے کا اختیار نہیں ہوگا اگر کسی نے بلا اجازت لی تو اس کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 1245) اگر کسی شخص نے درخت کی سیرابی کی تو یہ گویا اس درخت کو لگانے کے مترادف ہے، اس لئے وہ درخت اور اس کے پھل اس کی ملکیت ہوں گے۔

(دفعہ 1246) اگر کسی شخص نے اپنے لئے بیج بویا تو اس بیج سے حاصل ہونے والی جملہ پیداوار اس کی ملکیت ہوگی دوسرے کو اس سے تعرض کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1247) شکار (game/hunting) مباح (اشیاء میں سے) ہے۔

دوسری فصل

اشیائے مباحہ کو اپنی ملک بنا لینے کی کیفیت کے بارے میں

(ACQUISITION OF OWNERSHIP OF THINGS WHICH ARE FREE)

(دفعہ 1248) ملکیت (ownership) حاصل ہونے کے تین اسباب ہیں:

(۱) ایک مالک سے دوسرے مالک کی جانب منتقلی، مثلاً بیع، ہبہ وغیرہ۔

(۲) ایک کا دوسرے کے بعد خلیفہ (جانشین) ہونا، مثلاً وراثت۔

(۳) ایسی مباح شئے جس کا کوئی مالک نہ ہو اُسے جمع کر کے محفوظ کر لینا اور یہ یا تو حقیقتاً ہوگا یعنی اس شے کو فی الحقیقت اپنے ہاتھوں میں لے لیا جائے، یا پھر حکماً ہوگا یعنی اسے اَسباب مہیا کرنا جو اسے جمع کر دیں جیسا کہ بارش کے پانی کے لئے برتن رکھ دینا، یا شکار کے لئے جال لگا دینا۔

(دفعہ 1249) جس شخص نے بھی مباح شئی کو جمع کر کے محفوظ کر لیا وہ اُس کا مستقل مالک ہو جائے گا۔

مثلاً کسی شخص نے دریا کے پانی سے چلو بھر لیا، یا کسی برتن میں ڈال لیا تو اسے جمع کر کے برتن میں محفوظ کرنے سے وہ اُس کا مالک ہو جائے گا اور کسی دوسرے کو اس سے انتفاع کی اجازت نہیں ہوگی اور اگر کسی دوسرے شخص نے اسے بلا اجازت لیا اور وہ پانی ضائع ہو گیا تو اب وہ ضامن ہوگا۔

(دفعہ 1250) جمع کرنے میں قصد و اِرادہ بھی لازمی ہے۔

پس اگر کسی شخص نے اپنے برتن کو اس لئے رکھا تا کہ اس میں بارش کا پانی جمع ہو جائے تو اب اس برتن میں جمع ہونے والا بارش کا پانی اس کی ملکیت ہوگا۔

اسی طرح حوض میں جمع ہونے والا پانی اور ایسے تالاب جنہیں پانی جمع کرنے کے لئے بنایا گیا ہو، اُن میں جمع ہونے والا پانی، اُن کے مالک کی ملکیت ہوگا لیکن اگر کسی شخص نے بلا ارادہ برتن کو ایک جگہ رکھ دیا اور بارش کا پانی اس میں جمع ہو گیا تو اب وہ شخص اس کا مالک نہیں ہوگا اور کوئی دوسرا شخص اسے لے کر خود اس کا مالک بن سکتا ہے۔

(دفعہ 1251) پانی کے جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کا بہنا روک دیا جائے، لہٰذا کنویں سے اُبل کر باہر بہنے والا پانی محفوظ نہیں کہلائے گا پس اگر کسی شخص نے ایسے بہنے والے پانی کو بلا اجازت لے لیا اور وہ پانی ضائع ہو گیا تو بھی اس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوگا۔

اسی طرح پے در پے نکلنے والا پانی، یعنی ایک حوض ہے کہ اس میں ایک سمت سے پانی کی ایک مقدار آتی ہے اور دوسری سمت سے باہر نکل جاتی ہے تو وہ پانی بھی محفوظ نہیں ہوگا (یعنی ایسی صورت میں مباح ہوگا)۔

(دفعہ 1252) گھاس کو کاٹ کر جمع کر لینے سے وہ مالِ محفوظ ہو جاتی ہے (یعنی ملکیت میں آجاتی ہے)۔

(دفعہ 1253) عام پہاڑوں پر موجود درختوں سے لکڑیاں حاصل کرنا ہر شخص کے لئے مباح ہے اور صرف لکڑیاں جمع کر لینے سے ہی وہ مالک بن جاتا ہے اِس میں باندھنے کی ضرورت نہیں ہوتی (یعنی باندھنا ملکیت کے لیے شرط نہیں)۔

تیسری فصل

عمومی مباح اشیاء کے احکام کے بارے میں

(GENERAL CONDITIONS ATTACHING TO THINGS THAT ARE FREE)

(دفعہ 1254) مباح اشیاء سے اِنتفاع کی ہر ایک کو اجازت ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کے اس انتفاع سے لوگوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

(دفعہ 1255) مباح شے کو لے کر محفوظ کرنے سے قبل کسی کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو اُس سے منع کرے۔

(دفعہ 1256) ہر ایک کو اس بات کی اجازت ہے کہ جس زمین کا کوئی مالک نہ ہو اس میں اُگنے والی گھاس سے اپنے جانور چرائے اور جس قدر چاہے کاٹ لے، جمع کرے۔

(دفعہ 1257) کسی شخص کی ملکیت والی زمین پر بلا اُس شخص کے اُگائے پیدا ہونے والی گھاس اگرچہ مباح ہوتی ہے لیکن اس زمین کے مالک کو اختیار ہوتا ہے کہ غیر کو اپنی زمین میں داخل نہ ہونے دے۔

(دفعہ 1258) اگر کسی شخص نے مباح پہاڑوں سے لکڑیاں جمع کیں اور پھر وہیں چھوڑ دیں، بعد میں کوئی دوسرا شخص آیا اور اس نے لکڑیاں لے لیں تو اب جمع کرنے والے شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اسے اُس شخص سے واپس لے لے۔

(دفعہ 1259) مباح پہاڑوں، وادیوں اور ایسے مقامات جن کا کوئی مالک نہیں ہوتا اُن میں موجود درختوں کے پھل جو چاہے توڑ سکتا ہے۔

(دفعہ 1260) اگر کسی نے توڑی ہوئی لکڑیوں کو جمع کرنے کے لئے یا شکار پکڑنے کے لئے کوئی شخص اُجرت پر مقرر کیا تو اب وہ اجیر (employee) جو لکڑیاں جمع کرے گا، یا جو بھی شکار پکڑے گا وہ مستأجر (employer) کا ہوگا۔

(دفعہ 1261) اگر کسی نے اپنی ملکیت میں آگ جلائی تو اسے اختیار ہے کہ غیر کو اپنی ملکیت میں داخل ہو کر آگ سے انتفاع کرنے کی ممانعت کر دے لیکن اگر کسی نے صحرا میں آگ جلائی ہو جو اُس کی ملکیت میں نہیں ہے تو لوگوں کو اس سے انتفاع کرنے کا اختیار ہوگا کہ وہ اس سے گرمائش حاصل کریں، یا اسکی روشنی میں کپڑا اسلائی کریں، یا اس آگ سے اپنی قندیل روشن کریں اور آگ جلانے والے کو منع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا البتہ آگ جلانے والے کی اجازت کے بغیر اس میں سے انگارہ نہیں لے سکتا۔

چوتھی فصل

حق سیرابی اور حق آب نوشی کے بارے میں

(RIGHTS OF TAKING WATER AND RIGHT OF DRINKING WATER)

(دفعہ 1262) شِرْبٌ (**سیرابی**): جانور کو پانی پلانے یا فصل کے لئے پانی کی باری سے انتفاع کو کہتے ہیں۔

(دفعہ 1263) **حَقّ شَفَه**(right of drinking) سے مراد پانی پینے کا حق ہے۔

(دفعہ 1264) جس طرح سے ہر ایک ہوا اور روشنی سے انتفاع حاصل کر سکتا ہے، اسی طرح سمندروں اور ایسے تالابوں سے بھی نفع حاصل کر سکتا ہے جو کسی کی ملکیت نہ ہوں۔

(دفعہ 1265) ہر ایک کو اپنی زمین کی سیرابی کے لئے اُن نہروں کے استعمال کرنے کی اجازت ہے جو کسی کی ملکیت نہ ہو اور انہیں اس بات کا بھی اختیار ہے کہ اپنی اراضی کی سیرابی کے لئے اس نہر میں سے چھوٹی نہریں، نالیاں بنالیں یا اس نہر کے پانی سے پَن چکی چلائیں لیکن اُن میں یہ شرط لازماً ہوگی کہ عام لوگوں کو کوئی نقصان نہ ہو، پس اگر پانی بہنے لگے (یعنی اس کی بنائی ہوئی نالی سے باہر نکل کر بہنے لگے) اور لوگوں کے لئے نقصان کا باعث بنے، یا (اس نالیوں کی وجہ سے اصل نہر میں) پانی بالکل ختم ہو جائے، یا کشتیاں چلانے میں دشواری پیش آئے تو اُسے اِن صورتوں میں منع کیا جائے گا۔

(دفعہ 1266) ایسا پانی جسے جمع نہ کیا گیا ہو اُس میں سے تمام انسانوں اور جانوروں کو پینے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

(دفعہ 1267) مملوکہ نہریں، یعنی ایسی نہریں جو کسی کی ملکیت میں جاری ہوں ان نہروں سے پینے کا حق سب کو حاصل ہوگا لیکن ''حق شرب'' (right of taking water، سیرابی زمین کے لئے پانی کا حق) صرف اِن کے مالکوں کو حاصل ہوگا۔

لہٰذا اگر کسی مخصوص افراد کی ملکیت میں نہر ہو یا نالیاں یا کنواں ہو تو کسی کو بھی ان کے مالکوں کی اجازت کے بغیر ان کے پانی سے اپنی زمین کو سیراب کرنے کا حق حاصل نہیں ہوگا لیکن دیگر لوگوں کو ان سے پانی پینے کا حق بہر طور حاصل ہوگا اور اگر جانوروں کی کثرت کی وجہ سے نہر یا نالی یا کنویں کو نقصان نہ پہنچے تو انہیں جانوروں کو پانی پلانے کا بھی حق حاصل ہوگا اور انہیں پانی مشکوں یا برتنوں میں بھر کر اپنے باغیچہ اور گھر لے جانے کا بھی اختیار ہوگا۔

(دفعہ 1268) اگر کسی کی ملکیت کے اندر پانی جاری ہو، چاہے حوض ہو یا کنواں یا نہر، تو اسے اختیار ہے کہ پانی طلب کرنے والے کو اپنی ملکیت داخل ہونے سے منع کر دے لیکن اگر اس کے قرب و جوار میں کوئی دوسرا پانی پینے کے لئے نہ ہو تو اب صاحب ملکیت کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ پانی طلب کرنے والوں کو پانی لا کر دے یا پھر انہیں داخلہ کی اجازت دے تا کہ وہ خود جا کر پانی لے لیں لیکن اس میں بھی یہ شرط ہے کہ حوض یا کنویں یا نہر کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

(دفعہ 1269) کسی شریک کو بھی دیگر شرکاء کی اجازت کے بغیر نہر مشترک سے نالی نکالنے کا اختیار نہیں ہوگا اور نہ ہی اپنی پرانی مقررہ باری کو تبدیل کرنے کا اختیار ہوگا اور نہ ہی اسے اس بات کا اختیار ہوگا کہ اپنی باری میں مقررہ کردہ زمین کے علاوہ اپنی کسی دوسری زمین کو سیراب کرے لیکن اگر دیگر شرکاء اجازت دے دیں (تو سیراب کر سکتا ہے) مگر ان شرکاء اور شرکاء کے ورثاء کو اس سے رجوع کا اختیار رہے گا۔

پانچویں فصل

بنجر زمین کی آبادکاری کے بارے میں

(THE VIVIFICATION OF DEAD LAND /CULTIVATION OF VIRGIN LAND)

(دفعہ 1270) اراضی مَوات(dead land، بنجر، بیکار زمین) سے مراد ایسی زمین ہے جو نہ تو کسی کی ملکیت ہوں اور نہ ہی گاؤں یا قصبہ والوں کے لئے چراگاہ یا ایندھن (لکڑیاں وغیرہ لینے کے لئے) کی جگہ ہو اور یہ آبادی سے اتنی دُوری پر واقع ہو کہ اگر اس گاؤں یا قصبہ والوں میں سے کوئی بلند آواز والا آبادی کے کنارے پر کھڑے ہو کر پکارے تو وہاں اِس کی آواز سنائی نہ دے۔

(دفعہ 1271) ایسی زمین جو آبادی کے قریب تر ہو تو اسے گاؤں والوں کی چراگاہ(meadow)، ایندھن(firewood) اور کھلیان(threshing floor) کیلئے چھوڑ دیا جاتا ہے اور ایسی زمین کو ***"اراضی متروکہ"*** (land left to the public) کہتے ہیں۔

(دفعہ 1272) اگر کسی شخص نے سلطانی اجازت سے کسی اراضی موات(dead land) کو آباد کیا تو وہ اس زمین کا مالک ہوگا لیکن اگر سلطان یا اس کے وکیل کی جانب سے اس شخص کو زمین کی آبادکاری کر کے صرف انتفاع کرنے کی اجازت دی گئی تو یہ شخص اجازت کے مطابق اس زمین میں تصرف کر سکے گا لیکن اس زمین کا مالک نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1273) اگر کسی شخص نے زمین کے بعض حصہ کی آبادکاری کی اور بقیہ کو چھوڑ دیا تو جو اِس بقیہ زمین کو آباد کرے گا، وہ اس کا مالک ہوگا اور جو بقیہ حصہ بچا ہوا تھا، اب شخص اول اُس کا مالک نہیں ہوگا لیکن اگر آبادکاری کی ہوئی زمین کے درمیان میں کوئی حصہ غیر آباد تھا تو وہ جگہ اس شخص کی ہوگی جس نے بقیہ اردگرد کی زمین کو آباد کیا تھا۔

(دفعہ 1274) اگر کسی شخص نے مردہ زمین کا کچھ حصہ آباد کیا پھر اس کے بعد دیگر افراد آئے اور اُنہوں نے آباد شدہ زمین کے چاروں جانب موجود مردہ زمین کو آباد کر دیا تو اب اس شخص اول کو دیگر افراد کی زمینوں کے درمیان سے راستہ دیا جائے گا۔

(دفعہ 1275) جس طرح سے بیج یا درخت لگانے سے زمین کی آبادکاری ہوجاتی ہے اسی طرح کھیتی کے لئے ہل چلانے، پانی دینے، یا پانی دینے کے لئے نالیاں بنادینے سے بھی زمین کی آبادکاری ہوجاتی ہے۔

(دفعہ 1276) اگر کسی شخص نے اراضی موات (dead land) کے اردگرد دیوار بنادی، یا پانی سے حفاظت کے لئے اس کے گرد بند لگادیا جس سے اس زمین کی حفاظت ہوسکے تو اس نے زمین کی آبادکاری کردی۔

(دفعہ 1277) پتھر یا کانٹے یا زمین کے چاروں اطراف میں خشک لکڑیاں رکھ دینا، یا زمین سے سوکھی ہوئی گھاس کو صاف کردینا، یا اس زمین میں اُگی ہوئی جھاڑیوں کو جلا کر صاف کردینا، یا اس زمین میں کنواں کھود دینا، آبادکاری (vivification) نہیں ہوتی ہے، ہاں یہ حد بندی (enclosing land) شمار ہوگی۔

(دفعہ 1278) اگر کسی شخص نے اراضی موات (dead land) میں سے گھاس، یا کانٹے کاٹ کر زمین کے اطراف میں رکھ دیئے اور اُن پر اس طرح سے مٹی ڈال دی جو کہ پانی کے لئے روک بن جائے لیکن باقاعدہ بند نہیں باندھا تو اب ایسا کرنا زمین کی آبادکاری میں شمار نہیں ہوگا لیکن اسے حد بندی میں شمار کیا جائے گا۔

(دفعہ 1279) اگر کسی شخص نے اراضی موات (dead land) میں سے کسی حصے کی حد بندی کردی پس وہ دیگر لوگوں سے تین سال تک اس زمین کا زیادہ حق دار ہوگا لیکن اگر اس نے تین سال تک اسے آباد نہیں کیا تو پھر اس کا حق باقی نہیں رہے گا اور تین سال کے بعد وہ زمین کسی دوسرے شخص کو آبادکاری کے لئے دی جاسکتی ہے۔

(دفعہ 1280) جس شخص نے سلطانی اجازت سے اراضی موات (dead land) میں کنواں کھود لیا تو وہ اس کی ملک ہوگا۔

چھٹی فصل

اراضی موات میں سلطانی اجازت سے کھودے ہوئے کنویں، جاری شدہ پانی اور لگائے گئے درختوں کی حدود کے بارے میں

(OWNERSHIP OF LAND SURROUNDING WELLS SUNK, WATER BROUGHT, AND TREES PLANTED WITH IMPERIAL PERMISSION IN DEAD LAND)

(دفعہ 1281) کنویں کی حدود یعنی چاروں جانب سے اِس کے حقوق، چالیس ہاتھ ہوں گے۔

(دفعہ 1282) زمینی چشمے کی حدود یعنی وہ چشمہ جسے زمین کھود کر پانی جاری کیا گیا اس کی چاروں جانب سے حدود پانچ سو ہاتھ ہوگی۔

(دفعہ 1283) بڑی نہر کی حدود یعنی ایسی نہر جو ہر وقت صفائی (مٹی وغیرہ نکالنے) کی محتاج نہ ہو تو اس نہر کی چوڑائی کا نصف ایک جانب سے اور نصف دوسری جانب سے اس نہر کی حدود شمار ہوں گے۔

(دفعہ 1284) چھوٹی نہر کی حدود یعنی ایسی نہر جو صفائی (مٹی وغیرہ نکالنے) کی محتاج ہو، مثلاً چھوٹی نالیاں اور زمین میں موجود پانی کے چھوٹے نالے، اِن کی حدود صرف اتنی ہی زمین ہوگی جو اِن کے گرد پتھر مٹی وغیرہ لوازمات کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

(دفعہ 1285) ایسے نالے جن کا پانی سطح زمین پر جاری ہو تو اس کی حدود بھی چشمے کی مثل چاروں جانب سے پانچ سو ہاتھ ہوگی۔

(دفعہ 1286) کنویں کی حدود والی زمین، کنویں کے مالک کی ہوتی ہے، لہٰذا کسی غیر کو اُن میں کسی قسم کے تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہوتا ہے اور اگر کسی نے غیر کی حدود میں کنواں بنالیا تو اسے بھر دیا جائے گا اور ایسا ہی حکم چشموں، نہروں اور نالیوں کی حدود کا ہے۔

(دفعہ 1287) اگر کسی شخص نے سلطانی حکم سے کسی کنوئیں کی حدود سے قریب کنواں کھودا تو اس کنوئیں کی حدود بھی چاروں جانب سے چالیس ہاتھ ہی ہوگی لیکن جس جانب پہلا کنواں موجود ہو، اُس کی حدود میں تجاوز نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 1288) اگر کسی شخص نے پہلے کنویں کی حدود سے باہر دوسرا کنواں کھودا اور پہلے کنویں کا پانی دوسرے کنویں میں سرایت کر گیا تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا، بالکل ویسے ہی کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کی دوکان کے قریب اپنی دوکان کھولی اور اس پہلی دوکان کے تجارت میں کمی ہوگئی تو اب اس کی وجہ سے دوسری دوکان کو بند نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 1289) سلطانی اجازت سے اراضی موات (dead land) میں لگائے گئے درختوں کی حدود چاروں جانب سے پانچ ہاتھ ہے اور اس حدود میں کسی غیر کو درخت لگانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1290) اگر کسی شخص کی سیرابی پانی کی نالی دوسرے کی زمین میں سے جاری ہو تو دونوں اطراف سے اس قدر حصہ جو پانی کو روکے ہوئے ہے، وہ نالی والے شخص کی ملکیت ہوگا (یعنی اس نالی کی حدود میں شمار ہوگا) اور اگر اس نالی کے دونوں اطراف بلند ہیں، تو جتنی بلند ہوگی، وہ بھی اس کی ملکیت ہوگی لیکن اگر اس کے اطراف بلند نہ ہوں اور نہ ہی اس بات کی کوئی علامت موجود ہو کہ ان میں سے ایک بلند تھا بایں طور کہ اس پر درخت وغیرہ لگائے ہوئے تھے تو اب ایسی صورت میں دونوں اطراف صاحب زمین کی ملکیت ہوں گے (یعنی جس شخص کی نالی ہے اس کی ملکیت نہیں ہوں گے) لیکن نالی کے مالک کو بوقت ضرورت اس کے اطراف میں مٹی وغیرہ ڈالنے کی اجازت ہوگی۔

(دفعہ 1291) کسی شخص کے اپنے ملکیت والی زمین میں بنائے گئے کنویں کے حدود نہیں ہوتے۔ اس لئے اس کے پڑوسی کو اس بات کا حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی ملک میں اس کنویں کے قریب ہی کوئی کنواں کھود لے اور اس پہلے والے شخص کو یہ کہہ کر منع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا کہ تمہارا کنواں میرے کنویں کے پانی کو کھینچ لے گا (جیسا کہ دفعہ 1288 میں گذرا)۔

ساتویں فصل

شکار کے مسائل واحکام کے بارے میں

(FUNDAMENTAL CONDITIONS AFFECTING HUNTING)

(دفعہ 1292) شکار کرنا جائز ہے، چاہے وہ آلاتِ جارحہ مثلاً نیزہ اور بندوق وغیرہ سے ہو، یا اُن کے علاوہ کسی اور طرح سے، مثلاً جال کے ذریعے، یا سکھائے گئے درندہ کے ذریعہ، مثلاً کتا، یا سکھائے گئے شکاری پرندہ کے ذریعہ، مثلاً شِکرا وغیرہ۔

(دفعہ 1293) شکار سے مراد ایسا جانور جو انسان سے غیر مانوس ہو۔

(دفعہ 1294) جس طرح سے گھریلو جانوروں کا شکار نہیں کیا جاتا، اُسی طرح اُن جنگلی جانوروں کا شکار بھی نہیں کیا جاتا جو انسانوں سے مانوس ہوتے ہیں۔

اسی لئے ایسے کبوتر جن کے بارے میں معلوم ہو کہ اس قسم کے کبوتر جنگلی نہیں ہوتے، یا ایسا شکرا جس کے پاؤں میں گھنٹی (یعنی چھلے وغیرہ) ہو یا ایسا ہرن جس کے گلے میں زنجیر ہو، پس اگر کسی نے اُن کو پکڑ لیا تو یہ "لُقْطَةٌ" (founded article) کے حکم میں ہوں گے اور اس پکڑنے والے پر لازم ہوگا کہ اس کا اعلان کرے اور مالک کو دے دے۔

(دفعہ 1295) شکار کرنے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ جانور اپنے پاؤں، یا پروں کی مدد سے انسان سے دور بھاگ جانے پر قادر بھی ہو پس اگر جانور اس حال میں ہو کہ وہ بھاگنے اور نکلنے کی قدرت نہیں رکھتا، مثلاً ہرن کسی کنویں میں گر پڑے تو اب وہ شکار ہونے کی حالت سے نکل گیا (یعنی اب اس کا شکار نہیں کیا جائے گا بلکہ پکڑ کر ذبح کیا جائے گا اور اگر پکڑ ناممکن نہ ہو تو ذبح اضطراری کیا جائے گا جس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے)۔

(دفعہ 1296) جس شخص نے شکار کو شکار ہونے کی حالت سے نکال لیا تو گویا کہ اس نے شکار پکڑ لیا۔

(دفعہ 1297) شکار اُسی کا ہوگا جس نے شکار کو پکڑ لیا۔

مثلاً اگر کسی نے شکار کو نشانہ لگایا اور شکار زخمی حالت میں بھاگ نکلا لیکن وہ شکار شکاری سے بچ نہیں سکتا تو ایسی صورت میں شکاری اُس کا مالک ہو جائے گا لیکن اگر اس کے زخمی ہونے کی حالت معمولی ہے جس کی وجہ سے وہ فرار ہو سکتا ہے تو اب

شکاری اُس کا مالک نہیں ہوگا پس اگر اس شکار کو کسی دوسرے شخص نے نشانہ بنایا، یا کسی طرح سے پکڑ لیا تو اب یہ دوسرا شخص اُس شکار کا مالک ہوجائے گا۔اسی طرح اگر کسی شخص نے شکار کا نشانہ لگایا اور شکار گرنے کے بعد اُٹھ کر بھاگ پڑا، اسی دوران دوسرے شخص نے اسے پکڑ لیا تو وہ اس کا مالک ہوجائے گا۔

(دفعہ 1298) اگر دو شکاریوں نے بیک وقت ایک ہی شکار پر گولی چلائی اور دونوں ہی شکاریوں کی گولیاں اسے لگ گئیں تو اب یہ شکار اِن دونوں کے مابین مشترک ہوگا۔

(دفعہ 1299) اگر دو شکاریوں نے اپنے سکھائے ہوئے کتے شکار پر چھوڑے اور اُنہوں نے شکار کو پکڑ لیا تو اب یہ شکار اُن دونوں کے درمیان مشترک ہوگا اور اگر ان میں سے ہر ایک نے الگ الگ شکار پکڑا تو جس شکار کو جس کے کتے نے پکڑا ہوگا، وہ اسی کے مالک کا ہوگا اسی طرح اگر دوالگ الگ شکاریوں کے کتے شکار پر چھوڑے گئے پس ان میں سے ایک نے شکار کو گرادیا اور دوسرے نے اسے ماردیا، لہٰذا اگر پہلے کتے نے شکار کو اس حالت تک پہنچادیا تھا کہ وہ بھاگنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا تو وہ شکار اسی کا ہوگا وگرنہ جس کتے نے مارا اُس کے مالک کا ہوگا۔

(دفعہ 1300) اگر کسی شخص کی ملکیت والی نہر میں مچھلی ہے اور اسے بغیر شکار کئے پکڑا نہیں جاسکتا تو کوئی بھی دوسرا شخص شکار کرکے اس مچھلی کا مالک بن سکتا ہے۔

(دفعہ 1301) اگر کسی شخص نے پانی کے قریب شکار پکڑنے کے لئے گڑھا بنادیا اور اس گڑھے میں بہت ساری مچھلیاں آگئیں اور ساتھ ہی تھوڑا پانی بھی آگیا پس اگر ان مچھلیوں کو بغیر شکار کئے ہی پکڑا جاسکتا ہے تو یہ اسی شخص کی ملکیت ہوں گی لیکن اگر پانی کی فراوانی و کثرت کی وجہ سے اس جگہ انہیں بغیر شکار کئے نہیں پکڑا جاسکتا تو اب یہ مچھلیاں صرف اسی کی ملکیت نہیں ہوگی، لہٰذا اگر کوئی دوسرا شخص چاہے تو شکار کرکے اُن کا مالک بن سکتا ہے۔

(دفعہ 1302) اگر کوئی شکار کسی شخص کے گھر میں گھس جائے اور وہ شخص اسے پکڑنے کی خاطر دروازہ بند کرلے تو وہ اس کا مالک ہوجائے گا لیکن بغیر قابو کئے صرف دروازہ بند کرنے ہی سے مالک نہیں ہوگا، لہٰذا اگر اسی دوران کسی دوسرے شخص نے اسے آکر پکڑ لیا تو وہ اس کا مالک ہوجائے گا۔

(دفعہ 1303) اگر کسی شخص نے کسی جگہ شکار کو پکڑنے کے لئے ڈوری یا جال لگایا اور اس میں کوئی شکار پھنس گیا تو وہ اسی شخص کا ہوگا لیکن اگر کسی شخص نے جال کو سوکھنے کے لئے بچھایا تھا اور اس میں شکار پھنس گیا تو وہ اس کا مالک نہیں ہوگا۔

بالکل ایسے ہی اگر کوئی شکار کسی کی زمین میں موجود گڑھے میں گر گیا تو دوسرے شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ اسے پکڑ کر اس کا مالک بن جائے لیکن اگر صاحب زمین نے گڑھا شکار ہی کے لئے بنایا تھا تو اب صاحب زمین دیگر تمام لوگوں سے اس شکار کا زیادہ حق دار ہوگا۔

(دفعہ 1304) اگر کسی وحشی پرندے نے کسی شخص کے باغ میں گھونسلا بنالیا اور اس میں انڈے دے دیئے تو صاحب باغ ان کا مالک نہیں ہوگا، لہٰذا اگر کسی دوسرے شخص نے اگر اس کے انڈوں اور بچوں کو لے لیا تو صاحب باغ کو اس سے واپس لینے کا اختیار نہیں ہوگا لیکن اگر صاحب باغ نے اس چیز کا انتظام کیا تھا کہ پرندے آکر اس جگہ انڈے اور بچے دیں اور پرندوں نے انڈے دے دیئے اور بچے نکل گئے تو اب یہ انڈے اور بچے صاحب باغ کی ملکیت ہوئے۔

(دفعہ 1305) اگر کسی شخص نے باغ میں شہد کے چھتے کے لئے جگہ بنائی تو اس سے حاصل ہونے والا شہد بھی اُسی کا ہوگا اس لئے کہ یہ باغ کے منافع میں شمار ہوتا ہے، لہٰذا کسی کو بھی اس سے تعرض کا اختیار نہیں ہوگا لیکن اس پر بیت المال کے عشر کی ادائیگی لازم ہوگی۔

(دفعہ 1306) ایسا شہد جو کسی کے بنائے گئے چھتے میں ہو، وہ جمع کردہ مال شمار ہوگا اور اس میں موجود شہد اس شخص کی ملکیت ہوگا۔

(دفعہ 1307) اگر کوئی شخص شہد کی مکھیوں کو ایک چھتے سے اُڑا کر دوسرے چھتے میں لے گیا تو پہلے چھتے کے مالک کو انہیں واپس لینے کا اختیار ہوگا۔

پانچواں باب

نفقات مشترکہ کے بارے میں

(JOINT EXPENSES)

اِس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل

اموالِ مشترکہ کی تعمیر اور اس کے مصارف کے بارے میں

(REPAIRS TO JOINTLY OWNED PROPERTY AND EXPENSES CONNECTED THERE WITH)

(دفعہ 1308) ملکیت مشترکہ کو جب تعمیر و مرمت کی ضرورت ہو تو اس کے شرکاء اپنے حصوں کے مطابق اس کی تعمیر میں شرکت کریں گے۔

(دفعہ 1309) اگر کسی شریک نے شریک ثانی کی اجازت سے مشترکہ جائیداد کی تعمیر کی اور اس پر بقدر معروف اپنا مال صرف کیا تو اسے شریک ثانی کے حصے کے مطابق اس خرچے کی رقم لینے کا اختیار ہوگا۔

(دفعہ 1310) اگر مشترکہ جائیداد کو تعمیر و مرمت کی ضرورت ہے لیکن اس جائیداد کا ایک شریک غائب ہے اور دوسرا شریک مرمت کرنا چاہتا ہے تو وہ حاکم سے اس کام کی اجازت لے گا اور حاکم کی جانب سے دی گئی اجازت غائب شریک کے قائم مقام ہوگی یعنی شریک حاضر جائیداد کی تعمیر و مرمت کرے گا بعد میں شریک غائب سے اسکے حصے کے مطابق اخراجات وصول کرے گا۔

(دفعہ 1311) اگر کسی شخص نے جائیداد مشترکہ کی تعمیر و مرمت بغیر شریک یا حاکم سے اجازت لئے کر دی تو اسے احسان شمار کیا جائے گا یعنی اخراجات میں شریک کے حصے کا مطالبہ نہیں کر سکتا، چاہے وہ جائیداد مشترکہ قابل تقسیم ہو یا نہ ہو۔

(دفعہ 1312) اگر کسی شخص نے جائیداد مشترکہ قابل تقسیم کو تعمیر و مرمت کرنے کا مطالبہ کیا لیکن شریک ثانی نے منع کر دیا اور

پھر اس شریک نے بلا اجازت ہی اس کی تعمیر و مرمت کر دی تو اسے احسان شمار کیا جائے گا یعنی اسے شریک سے اس کے حصے کے مطابق اخراجات کے وصول کرنے کا حق نہیں ہوگا لیکن اگر اس شخص نے شریک کے منع کرنے پر حاکم سے رجوع کیا تو حاکم دوسرے شریک کو تعمیر پر مجبور نہیں کرے گا، البتہ تقسیم پر مجبور کرے گا اور بعد تقسیم یہ شریک جو چاہے، اپنے حصے میں کرے۔

(دفعہ 1313) اگر ایسی ملک مشترک جو قابل تقسیم نہ ہو، مثلاً چکی، حمام وغیرہ اور اسے تعمیر و مرمت کی ضرورت ہو اور شرکاء میں سے ایک اس کی مرمت کا مطالبہ کرے اور دوسرا شریک منع کر دے تو اب ایسی صورتِ حال میں حاکم کی اجازت سے اس پر ایک معروف مقدار صرف کی جائے گی اور اس کی تعمیر و مرمت کر دی جائے گی اور دوسرے شریک کے حصے کے مطابق ہونے والے اخراجات کی رقم اس شریک پر قرض ہوگی اور جس شریک نے قرض وصول کرنا ہو، اسے اختیار ہوگا کہ چاہے تو اس ملک مشترک کو کرایہ پر دے کر اپنا قرض وصول کرے لیکن اگر اس نے حاکم کی اجازت کے بغیر ہی اس پر صرف کر دیا تو اب خرچ شدہ رقم کو نہیں دیکھا جائے گا، البتہ اسے اختیار ہوگا کہ اپنے شریک کے حصے کے مطابق رقم کی مقدار کو تعمیر کے وقت "قیمت بنا" (value of the building) سے وضع کر لے۔

(دفعہ 1314) اگر کوئی ملکیت مشترکہ جو کہ قابل تقسیم نہ ہو بالکل ہی گر جائے، مثلاً چکی، حمام اور خالی زمین رہ جائے، پھر شرکاء میں سے ایک دوبارہ بنانے کا مطالبہ کرے لیکن دوسرا شریک منع کر دے تو خالی زمین کو اِن کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا لیکن اسے تعمیر پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 1315) اگر ایسی جائیداد جس کی اُوپری منزل ایک شریک کی تھی اور نچلی منزل دوسرے شریک کی اور وہ جائیداد گر گئی، یا جل گئی تو حسبِ سابق ہر ایک اپنے حصے کو تعمیر کرے گا اور کسی کو منع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر اُوپری منزل والے نے نچلی منزل والے کو کہا کہ تم اپنی نچلی منزل تعمیر کرو تا کہ میں اس پر اپنی منزل تعمیر کر لوں، پس نچلی منزل والے شخص نے منع کر دیا پھر اُوپری منزل والے شخص نے حاکم کی اجازت سے اُوپری اور نچلی دونوں منزلیں بنا لیں تو نچلی منزل والا جب تک تعمیر کی قیمت ادا نہ کرے اُسے تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1316) اگر دو ہمسایوں کی ایسی مشترکہ دیوار گر جائے جس پر اُن کے شہتیر و کڑیاں وغیرہ کا بوجھ تھا اور ایک پڑوسی نے دوسرے کے منع کرنے کے باوجود بھی اسے دوبارہ بنا دیا تو اس پڑوسی کو اختیار ہوگا کہ دوسرے منع کرنے والے پڑوسی کو اس دیوار پر بوجھ وغیرہ رکھنے سے منع کر دے اور جب تک وہ تعمیر کا نصف نہ دے (بوجھ نہ رکھنے دے)۔

(دفعہ 1317) اگر دو ہمسایوں کے درمیان مشترکہ دیوار گرگئی اور اُن میں سے ایک کے گھر کا زنانہ حصہ دکھائی دینے لگا پس ان میں سے ایک نے مشترکہ دیوار کو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا لیکن دوسرے نے منع کردیا تو اب دوسرے منع کرنے والے کو تعمیر پر مجبور نہیں کیا جائے گا، البتہ حاکم کی جانب سے اس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ دونوں مشترکہ طور پر کسی شئی سے اوٹ قائم کرلیں۔

(دفعہ 1318) اگر دو ہمسایوں کے درمیان دیوار مشترکہ میں کمزوری آگئی جس سے اس دیوار کے گرنے کا اندیشہ ہے تو ایک شریک نے ارادہ کیا کہ اسے گرادے لیکن دوسرے شریک نے منع کردیا تو دونوں کو بالاشتراک اس دیوار کے گرانے پر مجبور کیا جائے گا۔

(دفعہ 1319) اگر دو بچوں کے درمیان مشترکہ جائیداد، یا دو وقف شدہ مشترکہ جائیداد تعمیر طلب ہے اور اِسے اُس حالت پر باقی رکھنے سے نقصان کا اندیشہ ہے نیز وصی یا متولیوں میں سے کوئی ایک یہ چاہتا ہے کہ اس کی تعمیر ہوجائے لیکن ان میں سے دوسرا فریق منع کرتا ہے، مثلاً دو بچوں کے درمیان ایک دیوار مشترک ہے جس کے گرجانے کا خطرہ ہے اور ان بچوں میں سے ایک کا وصی اسے بنانا چاہتا ہے اور دوسرے کا وصی انکار کررہا ہے تو حاکم کی جانب سے ''امین'' بھیجا جائے گا جو دیکھے گا کہ اس دیوار کو اسی حالت میں چھوڑنے سے بچوں کے نقصان کا اندیشہ ہے تو انکار کرنے والے وصی کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ دونوں مل کر بچوں کے مال سے مشترکہ طور پر دیوار کو تعمیر کردیں اور اسی طرح اگر ایک مکان دو اوقاف (وقف شدہ) کے درمیان مشترکہ ہے اور اسے تعمیر و مرمت کی ضرورت ہے، اُن (وقف شدہ مکان) میں سے ایک (کے) متولی نے تعمیر کا مطالبہ کیا اور دوسرے نے منع کردیا تو اسے حاکم کی طرف سے مجبور کیا جائے گا کہ مالِ وقف سے اس کی تعمیر کردے۔

(دفعہ 1320) اگر ایک جانور دو افراد کے درمیان مشترکہ ہے اور ان میں سے ایک جانور کی تربیت کرنے سے انکاری ہے، پس دوسرے شریک نے حاکم سے رجوع کرلیا تو حاکم کی جانب سے انکار کرنے والے کو حکم دیا جائے گا کہ یا تو اپنے حصے کو بیچ دو، یا پھر مشترکہ طور سے اس جانور کی تربیت کرو۔

دوسری فصل

نہروں اور آبی گزرگاہوں کی صفائی ومرمت کے بارے میں

(THE CLEANING AND IMPROVEMENT OF RIVERS AND WATER COURSES)

(دفعہ 1321) ایسی نہریں جو کسی کی ملکیت نہ ہوں، اُن کی اصلاح ومرمت بیت المال کے ذمے ہے اور اگر بیت المال میں گنجائش نہ ہو تو لوگوں کو اس کی اصلاح ومرمت پر مجبور کیا جائے گا۔

(دفعہ 1322) مشترکہ نہروں کی مرمت واصلاح اس کے شرکاء پر لازم ہوگی یعنی جنہیں اس نہر سے حق شرب (سیرابی زمین کا حق) ہے، اُن پر لازمی ہے اور جنہیں صرف حق شفہ (پانی پینے کا حق) حاصل ہے، وہ اس کی تعمیر ومرمت میں شریک نہیں ہوں گے۔

(دفعہ 1323) اگر نہر مشترک کے بعض ایسے شرکاء جنہیں حق شرب حاصل ہے اُنہوں نے نہر کی صفائی کا مطالبہ کیا اور دیگر بعض شرکاء نے انکار کر دیا پس دیکھا جائے گا اگر تو وہ نہر عام ہے تو انکار کرنے والوں کو بقیہ افراد کے ساتھ مل کر صفائی کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر وہ نہر خاص ہے تو مطالبہ کرنے والے حاکم کی اجازت سے اس کی صفائی وغیرہ کریں گے اور منع کرنے والے افراد کو اس وقت تک نہر کے انتفاع سے روک دیا جائے گا، جب تک وہ اپنے حصے کے مطابق ہونے والے اخراجات اَدا نہ کر دیں۔

(دفعہ 1324) اگر نہر مشترک کہ تمام ایسے شرکاء جنہیں حق شرب حاصل ہے، وہ نہر کی صفائی وغیرہ سے منع کر دیں پس اگر وہ نہر عام ہو تو سب کو صفائی وغیرہ پر مجبور کیا جائے گا اور اگر وہ نہر خاص ہو تو انہیں مجبور نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 1325) نہر عام چاہے کسی کی مملوکہ ہو یا غیر مملوکہ اگر وہ کسی کی زمین میں سے گزرتی ہو اور اس تک جانے کے لئے کوئی دوسرا راستہ بھی نہ ہو تو لوگوں کو اپنی ضروریات، مثلاً پانی پینے یا نہر کی اصلاح وغیرہ کرنے کے لئے اس زمین میں سے گزرنے کا اختیار ہوگا اور صاحب زمین کو منع کرنے کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1326) نہر مشترکہ کی صفائی واصلاح کا کام اُوپری حصے سے شروع کی جائے گا اور تمام شرکاء اس میں شریک ہوں گے اور جب ایک شریک کے حصے سے صفائی وغیرہ کا کام تجاوز کر جائے تو وہ بری الذمہ ہو جائے گا اور اسی طرح یہ سلسلہ آخر تک چلے گا۔ اس لئے کہ (قاعدہ ہے) منافع کے ساتھ ہی نقصان ہوتا ہے (یعنی جو جتنا نفع اُٹھائے گا وہ اتنا ہی نقصان بھی برداشت کرے گا)۔

مثلاً ایک نہر دس افراد کے درمیان مشترک ہے، اُسے صفائی واصلاح کی ضرورت ہے تو اس نہر کے اول سے آخر تک کے اخراجات سب پر برابر تقسیم ہوں گے (پھر جب پہلا حصہ مکمل ہو جائے گا) تو بقیہ مصارف بعد والے نو شرکاء پر تقسیم ہوں گے پھر جب دوسرے شریک کے حصے سے صفائی مکمل ہوگئی تو بقیہ اخراجات آٹھ شرکاء پر تقسیم ہوں گے پھر اسی ترتیب سے آخر تک تقسیم ہوں گے، پس سب سے نچلے حصے والا شریک تمام شرکاء کے مصارف وغیرہ میں شریک رہے گا اور آخر میں اکیلا ہی مصارف اُٹھائے گا، لہٰذا اس اعتبار سے سب سے اُوپر والے شریک کا حصہ سب سے کم ہوگا اور سب سے نیچے والے شریک کا حصہ سب سے زیادہ ہوگا، اس لئے کہ پانی اول سے آخر کی طرف جاتا ہے۔

(دفعہ 1327) کھارے پانی کی نالی میں موجود جھاگ، نمک وغیرہ کی صفائی سب سے نچلے حصے سے شروع کی جائے گی اور تمام افراد اسکے مصارف میں شریک ہوں گے اور سب سے نیچے حصے والے کے ساتھ شراکت کریں گے پھر جب اس شریک کے حصے سے تجاوز ہو جائے گا تو وہ شریک بری الذمہ ہو جائے گا اور اسی طرح ایک کے بعد ایک بری الذمہ ہوتے چلے جائیں گے، اور سب سے اُوپری حصے والا اخیر میں اکیلا رہ جائے گا اور اس اعتبار سے سب سے نچلے حصے والے کا حصہ خرچ تمام سے کم ہوگا اور سب سے اُوپری حصے والے کا حصہ خرچ بقیہ تمام سے زیادہ ہوگا، اس لئے کہ گندگی اول سے آخر کی طرف جاتی ہے۔

(دفعہ 1328) کسی خاص راستے کی تعمیر بھی کھارے پانی کی نالی کی طرح نچلے حصے سے شروع کی جائے گی اور اس کے داخلے والے حصے کا دَہانہ اسفل اور اس راستے کی انتہاء اعلیٰ حصہ قرار پائے گی اور جس شخص کا حصہ دَہانے پر ہے، وہ اپنے حصے کے مطابق تعمیری اخراجات میں شریک ہوگا اور سب سے آخری والا تمام کے ساتھ شریک ہوگا اور اخیر میں اکیلا مصارف برداشت کرے گا، اس لئے کہ اوّل حصے سے آخری حصے تک جایا جاتا ہے، اس کے برخلاف نہر کی صفائی میں کہ اِس میں اُوپری زمین والے شخص کا پانی اُس کے حصے سے تجاوز نہیں کرتا۔

چھٹا باب

شرکت عقد کے بارے میں

(CONTRACTUAL PARTNERSHIP)

اِس میں چھ فصول ہیں

پہلی فصل

شرکت عقد کے بیان اور اِس کی تقسیم کے بارے میں

(DEFINITION AND CLASSIFICATION OF PARTNERSHIP)

(دفعہ 1329) شرکت عقد (contractual partnership) سے مراد دو یا دو سے زیادہ افراد کا ایسا عقد ہے جس میں دونوں کا سرمایہ (capital، رأس المال) اور منافع مشترک ہو۔

(دفعہ 1330) ایجاب وقبول کا ''لفظاً ومعناً'' ہونا شرکت عقد کا رکن ہے۔

مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے کہا: میں نے اتنے قرض سرمایہ کے ساتھ شرکت کی اور تم لین دین کا معاملہ کرو، دوسرے نے کہا: مجھے قبول ہے تو اب شرکت لفظاً منعقد ہو جائے گی اور اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو ایک ہزار قرش یہ کہتے ہوئے دیئے: تم بھی ایک ہزار قرش ملاؤ اور مال خریدو، دوسرے نے ایسا ہی کیا تو یہ معناً شرکت منعقد ہو گی۔

(دفعہ 1331) شرکت عقد (contractual partnership) کی دو قسمیں ہیں:

(ا) اگر دو یا دو سے زیادہ افراد نے مکمل برابری پر عقد شرکت کیا اور ان کا مال جسے اُنہوں نے عقد شرکت کے لئے پیش کیا وہ شرکت میں رأس المال (سرمایہ) بننے کے قابل بھی تھا اور سرمایہ و منافع میں اُن کا حصہ برابر برابر تھا تو یہ ''شرکت مفاوضہ'' (partnership with equal shares) ہو گی۔

مثلاً اگر کسی شخص کا انتقال ہو گیا اور اس کی اولاد نے وراثت سے ملنے والے مال کو باہمی معاہدہ کر کے خرید وفروخت

میں لگا دیا اور اس کے منافع کو باہم برابر برابر تقسیم کر لیا تو ایسا عقد **''شرکت مفاوضہ''** کہلاتا ہے لیکن اس طرح کی ''شرکت تامہ'' بہت کم ہوتی ہے۔

(۲) اگر چند افراد نے عقد شرکت کیا لیکن اس میں برابری کی شرط نہیں رکھی تو یہ **''شرکت عنان''** **(**partnership with unequal shares) کہلائے گی۔

(دفعہ 1332) شرکت چاہے، شرکت مفاوضہ ہو، یا شرکت عنان ہو، یا شرکت اموال ہو، یا شرکت اعمال ہو، یا شرکت وجوہ ہو (ان کی تفصیل حسب ذیل ہے)۔

(۱) اگر چند شرکاء نے مل کر ایک مقررہ سرمایہ پر عقد شرکت کیا جس میں شریک کا معینہ سرمایہ موجود ہے کہ اس سرمایہ سے سب مل کر کام کریں گے، یا ہر ایک اپنی جگہ علیحدہ یا مطلقاً کام کرے گا اور جو منافع بھی حاصل ہوگا وہ تمام شرکاء کے مابین تقسیم کیا جائے گا تو ایسی شرکت **''شرکت اموال''**(partnership in property**)** کہلائے گی۔

(۲) اگر چند شرکاء نے عقد شرکت کیا اور سرمایہ کی جگہ عمل (کام) کو سرمایہ قرار دیا یعنی ہر ایک نے اپنے کام کی ذمہ داری قبول کر لی تو اب اس شرکت کے ذریعہ حاصل ہونے والی آمدنی ان شرکاء کے مابین تقسیم ہوگی اور ایسی شرکت **''شرکت اعمال''** (partnership in work**)** کہلائے گی اور اسے **''شرکت اَبدان''**(personal partnership**)** اور **''شرکت صنائع''** (artisans partnership**)** اور **''شرکت تقبل''**(partnership of wage-earners**)** بھی کہتے ہیں، مثلاً دو درزیوں یا ایک درزی اور ایک رنگریز کی شرکت وغیرہ۔

(۳) اگر چند افراد کے پاس سرمایہ نہیں تھا لیکن اُنھوں نے اُدھار بیع وشراء کرنے پر شرکت کر لی اور یہ طے کیا کہ حاصل ہونے والا منافع باہم تقسیم ہوگا تو ایسی شرکت **''شرکت وجوہ''**(partnership on credit / by goodwill partnership) کہلائے گی۔

دوسری فصل

شرکت عقد کی عمومی شرائط کے بارے میں

(GENERAL CONDITIONS AFFECTING A CONTRACTUAL PARTNERSHIP)

(دفعہ 1333) شرکت عقد (contractual partnership) کی تمام اقسام میں ضمناً وکالت شامل ہوتی ہے لہٰذا شرکاء میں سے ہر ایک تصرف میں یعنی بیع وشراء میں اور کسی دوسرے شخص سے اُجرت پر کام قبول کرنے میں دوسرے شرکاء کا وکیل ہوتا ہے پس جس طرح وکالت میں عقل وتمیز شرط ہے اُسی طرح اس شرکت میں بھی شرکاء کا صاحب عقل وتمیز ہونا شرط عمومی ہے۔

(دفعہ 1334) شرکت مفاوضہ (partnership with equal shares) میں ضمناً کفالت بھی شامل ہوتی ہے، اس لئے شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں شرائط کفالت کا پایا جانا بھی شرط ہے۔

(دفعہ 1335) شرکت عنان (partnership with unequal shares) میں ضمناً وکالت خاصہ موجود ہوتی ہے لیکن کفالت ضمناً نہیں ہوتی ہے، لہٰذا اگر بوقت عقد کفالت کا ذکر نہیں کیا تو شرکاء میں سے ایک دوسرے کا کفیل نہیں ہوگا۔ اسی لئے ایک اجازت یافتہ بچے کا شرکت عنان کا عقد کرنا جائز ہوگا لیکن شرکاء بالغ تھے اور اُنہوں نے بوقت عقد شرکت عنان، کفالت کا بھی ذکر کر دیا تھا تو اب شرکاء میں سے ہر ایک شریک دوسرے کا کفیل بھی ہوگا۔

(دفعہ 1336) شرکاء کے مابین منافع کی تقسیم کا بیان کرنا بھی شرط ہے، لہٰذا اگر منافع کی تقسیم مبہم یا مجہول رہ جائے تو شرکت فاسد ہو جائے گی۔

(دفعہ 1337) شرکاء کے مابین تقسیم منافع کے حصے نصف ۲/۱، ثلث ۳/۱، یا ربع ۴/۱ کا جزء شائع (یعنی ہر شریک کا حصہ پورے منافع کے اجزا میں شامل) ہونا بھی شرط ہے، لہٰذا اگر شرکاء نے مقرر کر لیا کہ مثلاً ایک شریک کو اتنے قرش ملے گے تو ایسی شرکت باطل ہوگی۔

تیسری فصل

شرکت اموال کے لئے خصوصی شرائط کے بارے میں

(CONDITIONS AFFECTING A PARTNERSHIP IN PROPERTY)

(دفعہ 1338) سرمایہ (capital) کا نقود ہونا بھی شرط ہے۔

(دفعہ 1339) تانبے کے رائج سکے (copper coins) عرفاً نقود میں شمار ہوں گے۔

(دفعہ 1340) سونا، چاندی جو بشکل سکہ نہ ہوں لیکن عرف عادت میں بطور سکہ جاری ہوں تو وہ نقود میں شمار ہوں گے وگرنہ عروض (یعنی سامان) میں (شمار ہوں گے)۔

(دفعہ 1341) سرمایہ (capital) کا حقیقۃً موجود ہونا بھی شرط ہے۔

لہٰذا کسی شخص کے ذمہ موجود قرض کو شرکت مال میں سرمایہ قرار دینا جائز نہیں ہوگا، مثلاً دو افراد کا کسی ایک شخص پر قرض ہے تو ان افراد کے لئے جائز نہیں ہوگا کہ وہ اس قرض کو سرمایہ قرار دیتے ہوئے اس پر عقد شرکت کرلیں، اسی طرح اگر ایک فرد کا سرمایہ حقیقۃً موجود ہے جبکہ دوسرے کا سرمایہ قرض کی شکل میں ہے تو ایسی شرکت صحیح نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1342) عقد شرکت ایسے اموال پر نہیں ہوسکتا جو کہ نقود میں شمار نہ ہوتے ہوں، مثلاً ساز وسامان، جائیداد یعنی شرکت میں ایسے اموال کو سرمایہ قرار نہیں دیا جاسکتا لیکن اگر دو افراد اپنے ایسے اموال جو کہ نقد نہیں ہیں انہیں سرمایہ بنانا چاہتے ہیں (تاکہ عقد شرکت میں یہ رأس المال بن سکے) تو اُن میں سے ہر ایک اپنے نصف مال کو دوسرے شخص کے پاس فروخت کردے اور اشتراکیت حاصل ہو جانے کے بعد ان کے لئے مالِ مشترک پر عقد شرکت کرنا جائز ہے جیسا کہ دو افراد کے پاس مثلیات والے اموال تھے، مثلاً ان میں سے ہر ایک کے پاس گیہوں کی مقدار موجود تھی پس ان میں سے ایک نے اپنی گیہوں کی مقدار کو دوسرے کے گیہوں میں ملا دیا تو انہیں شرکتِ ملک حاصل ہوجانے کے بعد یہ جائز ہوگا کہ اس مالِ مخلوط کو رأس المال بنالیں اور اس پر عقد شرکت کرلیں۔

(دفعہ 1343) ایک شخص کے پاس ترکی گھوڑا ہے اور دوسرے کے پاس زین ہے اور ان دونوں نے شرکت کی کہ انہیں کرایہ

پر دیتے ہیں اور جو کرایہ ملے گا وہ آپس میں تقسیم کرلیں گے تو ایسی شرکت فاسد ہوگی اور حاصل ہونے والی اُجرت گھوڑے کے مالک کی ہوگی اور زِین چونکہ گھوڑے کے تابع ہوتی ہے، اس لئے اس زِین کا مالک اُجرت میں سے حصہ نہیں پائے گا لیکن اسے زِین کو کرایہ پر دینے کی اُجرت مثل دی جائے گی۔

(دفعہ 1344) اگر ایک شخص کے پاس جانور ہے اور دوسرے کے پاس سامان تجارت ہے اور ان دونوں نے شرکت کرلی کہ سامان کو جانور پر لاد کر بیچتے ہیں جو بھی منافع ملے گا وہ دونوں کا مشترکہ ہوگا تو ایسی شرکت فاسد ہوگی اور حاصل ہونے والا منافع سامان کے مالک کا ہوگا اور جانور کے مالک کو اُجرتِ مثل لینے کا حق حاصل ہوگا اور دوکان کا حکم بھی ایسی صورت میں جانور کی مثل ہوگا، مثلاً ایک شخص کی دوکان ہے اور دوسرے کا سامان اور دونوں نے شرکت کرلی کہ سامان کو دوکان میں رکھ کر فروخت کیا جائے گا اور جو منافع ملے گا وہ دونوں کا مشترکہ ہوگا تو ایسی شرکت فاسد ہوگی اور سامان کا منافع اس کے مالک کا ہوگا اور دوکان کے مالک کو اُجرتِ مثل ملے گی۔

چوتھی فصل

شرکت عقد سے متعلقہ بعض ضوابط کے بارے میں

(RULES RELATING TO A CONTRACTUAL PARTNERSHIP)

(دفعہ 1345) عمل اُن اشیاء میں سے ہے جن کی قیمت مقرر کی جاتی ہے یعنی تعیین کر کے عمل کی قیمت مقرر ہوسکتی ہے۔

اسی لئے یہ بات بالکل جائز ہے کہ ایک شخص کا عمل دوسرے شخص کی نسبت زیادہ قیمتی قرار پائے، مثلاً شرکت عنان (partnership of unequal shares) کرنے والے دو شریک جن کا رأس المال (سرمایہ) برابر تھا اور شرکت میں دونوں کے کام کرنے کی بھی شرط تھی اور یہ بھی شرط مقرر تھی کہ منافع میں سے ایک شریک کو زیادہ حصہ ملے گا تو ایسی شرط جائز ہوگی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس شریک کا لین دین اور کام کرنے کا معاملہ دوسرے شریک سے زیادہ ماہرانہ اور نفع مند ہو۔

(دفعہ 1346) کسی عمل کا ضمان عمل ہی کی قسم ہوتا ہے۔

مثلاً دو افراد نے شرکت صنائع (artisans partnership) کی بایں طور کہ اہل پیشہ وصنعت میں سے ایک شخص کو دوکان پر رکھ لیا اور کہا: یہ جو کام کرنے والے کے لئے قبول کرے گا یا کسی کام کا معاہدہ کرے گا تو یہ شخص اسے کر دیا کرے گا اور اس سے جو بھی کمائی حاصل ہوگی وہ دونوں کے درمیان آدھی آدھی تقسیم ہوگی تو ایسا کرنا جائز ہے اور صاحب دوکان جو نصف حصہ کا مستحق کا قرار پاتا ہے، وہ اس لئے کہ وہی کام وغیرہ لیتا ہے اور اس کا معاہدہ کرتا ہے اور اسی حصے کے ضمن میں اس دوکان کی منفعت بھی داخل ہوتی ہے۔

(دفعہ 1347) منافع میں اِستحقاق کبھی مال کے ذریعہ ہوتا ہے اور کبھی عمل کے ذریعہ سے، اسی طرح کبھی ضمان کی وجہ سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ مضاربت میں سرمایہ دار اپنے سرمایہ کی وجہ سے اور مضارب اپنے عمل کی وجہ سے منافع کا مستحق ہوتا ہے۔

مثلاً اگر ایک اہل پیشہ اپنے پاس کسی شاگرد کو رکھ لیتا ہے اور اپنے لئے ہوئے کام و معاہدے کو اس شاگرد سے نصف اُجرت پر کرواتا ہے تو ایسا کرنا جائز ہے تو جو اُجرت ملے گی اس میں سے نصف اس شاگرد کی ہوگی کیونکہ اس نے عمل کیا ہے اور نصف اُستاد کی ہوگی کیونکہ اس نے کام کا معاہدہ کیا ہے اور اس عمل کا ضامن بنا ہے۔

(دفعہ 1348) اگر اُمور مذکورہ یعنی مال، عمل، ضمان میں سے کوئی بھی نہ پایا جائے تو منافع میں کسی کا اِستحقاق نہیں ہوگا۔

مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے کہا: تم اپنے مال کو استعمال میں لاؤ اور جو منافع ملے گا وہ ہم دونوں کے مابین مشترک ہوگا تو ایسا کہنے سے کوئی شرکت نہیں ہوگی اور ایسی صورت میں اسے منافع میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا۔

(دفعہ 1349) منافع میں استحقاق، عقدِ شرکت میں مقررہ شرط کی بنیاد پر ہوتا ہے کئے جانے والے عمل کی بنیاد پر نہیں ہوتا، پس ایسا شریک جس کے عمل کی شرط کی گئی تھی تو اگر چہ اس نے کام نہ کیا ہے پھر بھی وہ عمل کرنے والا شمار ہوگا۔

مثلاً دو افراد نے شرکت صحیحہ قائم کی اور اس میں یہ شرط تھی کہ دونوں ہی کام کریں گے پھر اُن میں ایک شریک نے کام کیا لیکن شریک ثانی نے عذر کی وجہ سے یا بلا عذر ہی کام نہیں کیا تو منافع کو شرط کے مطابق اُن دونوں کے مابین تقسیم کیا جائے گا اس لئے کے ان میں سے ہر ایک شریک دوسرے کا وکیل بھی ہے، لہٰذا ایک شریک کا عمل کرنا دوسرے کا عمل کرنا شمار ہوگا۔

(دفعہ 1350) شرکاء میں سے ہر ایک دوسرے کا امین ہوتا ہے۔

اس لئے ہر شریک کے ہاتھوں میں مالِ شرکت ودیعت کی حیثیت رکھتا ہے، لہٰذا اگر اُن میں سے کسی کے ہاتھوں میں مالِ شرکت بغیر غفلت وکوتاہی کے ضائع ہو جائے تو وہ دوسرے شرکاء کے حصوں کا ضامن نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1351) شرکت اموال میں رأس المال (سرمایہ) شرکاء کے مابین مشترک ہوتا ہے، چاہے اُن کے حصص برابر ہو یا زیادہ، لیکن اگر ایک کا رأس المال (سرمایہ) ہے اور دوسرے کا عمل اور یہ طے پایا کہ جو بھی منافع ہوگا وہ دونوں کے مابین مشترک ہوگا تو یہ مضاربت (sleeping partnership/ mudarabah) ہوگی اور اس کے مسائل واحکام آگے اس سے متعلقہ باب میں آئیں گے اور اگر سارا منافع کام کرنے والے کا ہو تو اب سرمایہ کام کرنے والے پر قرض ہوگا اور اگر سارا منافع صاحب رأس المال (سرمایہ دار) کا ہو تو سرمایہ عامل کے پاس "بِضَاعَہ" ہوگا اور عامل "مُسْتَبْضِعٌ" کہلائے گا اور "مُسْتَبْضِعٌ" مفت کام کرنے والے وکیل کے حکم میں ہوتا ہے اور تمام تر نفع ونقصان سرمایہ دار کا ہوگا۔

(دفعہ 1352) اگر شرکاء میں سے کوئی ایک شریک مر گیا، یا اسے جنونِ مطبق (دائمی پاگل پن) لاحق ہو گیا تو شرکت فسخ ہو جائے گی لیکن اگر شرکاء تین یا اس سے زیادہ ہوئے تو صرف مرنے والے یا پاگل ہونے والے شخص کے حق میں شرکت فسخ ہوگی بقیہ کے حق میں باقی رہے گی۔

(دفعہ 1353) کسی ایک شریک کے فسخ کر دینے سے بھی شرکت فسخ ہو جاتی ہے لیکن دوسرے شریک کو اس فسخ کا علم ہونا

بھی شرط ہے، لہٰذا جب تک دوسرے شریک کو فسخ شرکت کا علم نہ ہو، شرکت فسخ نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1354) اگر دو شریکین نے شرکت کو فسخ کر دیا اور بایں طور تقسیم کی کہ موجودہ نقود وغیرہ، ایک شریک کے ہوں گے اور دیگر لوگوں سے حاصل ہونے والا قرض دوسرے شریک کا ہوگا تو ایسی تقسیم درست نہیں ہوگی اور ایسی صورت میں جو بھی نقود کسی شریک کے قبضے میں ہوں گے وہ مشترک ہوں گے اور بقیہ جو قرض ہوگا وہ بھی دونوں کے مابین مشترک ہوگا۔

(دفعہ 1355) اگر شریکین میں سے کسی ایک شریک نے مال تجارت میں سے کچھ مقدار لے لی اور پھر کام کے دوران ہی لا پتہ حالت میں اس کا انتقال ہو گیا تو دوسرے شریک کا حصہ اس کے ترکہ میں سے پورا کیا جائے گا۔

پانچویں فصل

شرکت مفاوضہ کے بارے میں

(PARTNERSHIP WITH EQUAL SHARES)

(دفعہ 1356) شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ہر ایک دوسرے کا کفیل(guarantor) ہوتا ہے جیسا کہ دوسری فصل میں بیان کیا گیا ہے، لہٰذا ایک شخص کا کسی معاملہ کا اقرار جس طرح سے اس کے اپنے حق میں نافذ ہوتا ہے، اسی طرح اس کے شریک کے حق میں بھی نافذ ہوتا ہے پس اگر ان میں سے کسی ایک نے کسی قرض کا اقرار کر لیا مقرلہ(admitted) کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ ان میں سے جس سے چاہے مطالبہ قرض کر لے اور شرکت مفاوضہ کے شرکاء میں سے کسی ایک پر معاملاتِ جاریہ مثلاً بیع وشراء اور اِجارہ وغیرہ کے سلسلے میں جو بھی آئے گا وہ دوسرے شریک پر بھی لازم ہوگا، اسی طرح اگر شریک نے کچھ مال بیچا تو بعد میں خیار عیب ظاہر ہونے کی صورت میں وہ مال دوسرے شریک کو واپس کرنا جائز ہے، اسی طرح اگر ایک شریک نے کچھ خریدا تو دوسرا شریک خیار عیب کی وجہ سے اسے واپس کر سکتا ہے۔

(دفعہ 1357) ماکولات (کھانے پینے کی اشیاء) لباس اور دیگر ضرورت کی اشیاء، اگر ایک شریک اپنے لئے یا اپنے اہل و عیال کے لئے خریدے تو اس میں دوسرے شریک کو کوئی حق نہیں ہوگا لیکن بائع دوسرے شریک سے کفالت کے سبب ان اشیاء کی قیمت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

(دفعہ 1358) اگر مفاوضہ کی صورت شرکت اموال(partnership in property) میں ہو تو جیسا کہ اس میں رأس المال (سرمایہ) اور منافع کے حصے کا برابر ہونا ضروری ہے، اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ شرکاء میں سے کسی کے پاس بھی کوئی ایسا زائد رأس المال نہ ہو جو اس عقد شرکت میں رأس المال بننے کی صلاحیت رکھتا ہو، مثلاً نقود یا ایسے اموال جو نقود کے حکم میں ہوتے ہیں لیکن اگر شرکاء میں سے کسی کے پاس کوئی ایسا زائد مال ہے جو کہ اس شرکت میں رأس المال بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے، مثلاً سامان، جائیداد یا کسی دوسرے کے پاس موجود قرض تو اس سے شرکت مفاوضہ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا یعنی وہ شرکت عنان نہیں بنے گی۔

(دفعہ 1359) شرکت اعمال (partnership for work) کے دو شرکاء نے بایں طور عقد شرکت کیا کہ دونوں میں سے ہر ایک جو کام چاہے گا قبول کرے گا اور عمل کی ذمہ داری دونوں کی برابر ہوگی اور ان کا معاہدہ و نفع و نقصان سب برابر برابر ہوگا، اس شرکت کی وجہ سے جو شئی ایک شریک پر لازم ہوگی تو دوسرا بھی اس کا کفیل ہوگا تو ایسی شرکت ''شرکت مفاوضہ'' کہلائے گی اور ایسی صورت حال میں اجیر (employee) کی اُجرت اور دوکان کا کرایہ وغیرہ کے لئے دوسرے شریک سے مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور کسی شخص نے کسی سامان کا مطالبہ کیا اور اُن شرکاء میں سے ایک نے اقرار بھی کرلیا تو اس کا اقرار دونوں کے حق میں نافذ ہوگا، چاہے دوسرا شریک انکار کرتا رہے۔

(دفعہ 1360) اگر دو افراد نے بایں طور شرکت کی کہ اُدھار سامان لے کر اسے فروخت کریں گے اور خریدے ہوئے مال، ثمن اور منافع میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے اور اُن میں سے ہر ایک دوسرے کا کفیل ہوگا تو ایسی شرکت مفاوضہ **''شرکت وجوہ''** کہلائے گی۔

(دفعہ 1361) شرکت مفاوضہ کے عقد میں لفظ مفاوضہ کا ذکر کرنا، یا پھر مفاوضہ کی تمام شرائط کا بیان کرنا شرط وضروری ہے اور اگر مطلقاً عقد شرکت ہوا تو وہ **''شرکت عنان''**(partnership with unequal shares) ہوگی۔

(دفعہ 1362) اگر اس فعل میں مذکورہ شرائط میں سے کوئی ایک بھی شرط نہ پائی گئی تو شرکت مفاوضہ ''شرکت عنان'' میں بدل جائے گی۔

مثلاً اگر شرکاء مفاوضہ میں سے کسی کے پاس شرکت اموال میں کوئی ایسا مال بطریق وراثت یا ہبہ آجائے جو مال اس شرکت میں رأس المال (سرمایہ) بننے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو تو اب شرکت مفاوضہ ''شرکت عنان'' میں بدل جائے گی لیکن اگر وہ زائد مال ایسا ہو جو شرکت میں رأس المال بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا، مثلاً سامان، جائیداد وغیرہ، تو وہ شرکت مفاوضہ کے لئے نقصان دہ نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1363) ہر وہ شئی جو شرکت عنان کی صحت کے لئے شرط ہے، وہ شرکت مفاوضہ کی صحت کے لئے بھی ضروری و شرط ہے لیکن اس کے برعکس نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1364) شرکت عنان کے شرکاء کے لئے جس طرح کا تصرف کرنا جائز ہے، اسی طرح شرکت مفاوضہ کے شرکاء کے لئے بھی جائز ہے لیکن اس کا عکس نہیں ہوگا۔

چھٹی فصل

شرکت عنان کے بارے میں

(PARTNERSHIP WITH UNEQUAL SHARES)

یہ تین مباحث پر مشتمل ہے

پہلی بحث

شرکت اموال سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(PARTNERSHIP IN PROPERTY)

(دفعہ 1365) شرکت عنان (partnership with unequal shares) میں ہر شریک کے رأس المال (سرمایہ) کا برابر ہونا شرط نہیں ہے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ ایک شریک کا سرمایہ دوسرے سے زیادہ ہو اور اُن میں سے ہر شریک کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اپنا تمام نقد مال سرمایہ میں شامل کرے بلکہ جائز ہے کہ مجموعی مال یا اس کے بعض حصے پر عقد شرکت کیا جائے، اس اعتبار سے شرکاء کیلئے جائز ہے کہ انکے پاس کوئی ایسا مال موجود ہو جو اس مالِ شرکت کے علاوہ ہو اور شرکت میں رأس المال بننے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو مثلاً نقود وغیرہ (یعنی اب اس زائد مال کی وجہ سے ان کی شرکت کو کوئی نقصان نہیں ہوگا)۔

(دفعہ 1366) جس طرح سے عقد شرکت عمومی تجارت کے لئے بھی ہوسکتا ہے، اُسی طرح کسی مخصوص تجارت کے لئے بھی عقد شرکت کیا جاسکتا ہے، مثلاً ذخیرہ کی تجارت، گیہوں کی تجارت وغیرہ۔

(دفعہ 1367) شرکت صحیحہ (valid partnership) میں تقسیم منافع کے لئے جو شرائط مقرر کی گئی ہیں، اُن کی رعایت لازماً کی جائے گی۔

(دفعہ 1368) شرکت فاسدہ (voidable partnership) میں منافع کو رأس المال کے مطابق تقسیم کیا جائے گا پس اگر کسی نے زیادتی کی شرط مقرر کی تھی تو اب ایسی صورت میں اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1369) ایسا خسارہ ونقصان جو بغیر کوتاہی کے واقع ہو جائے تو اسے رأس المال کی مقدار کے مطابق تقسیم کیا جائے گا اور اگر کسی اور طرح سے تقسیم کی شرط ہوئی تھی تو اب اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1370) اگر دو شرکاء نے یہ شرط کر لی کہ منافع اُن کے مابین رأس المال کی مقدار کے مطابق تقسیم ہوگا، چاہے رأس المال برابر ہو یا زیادہ تو ایسی شرط صحیح ہوگی اور شرط کے مطابق منافع رأس المال کی مقدار کے حساب سے تقسیم ہوگا، چاہے دونوں شرکاء کے کام کرنے کی شرط کی گئی ہو یا صرف ایک شریک کی، لیکن اگر صرف ایک شریک کے کام کرنے کی شرط کی گئی تھی تو اب شریک ثانی کے ہاتھوں میں رأس المال کا حکم "**بضاعۃ**" والا ہوگا۔

(دفعہ 1371) اگر دو شرکاء رأس المال میں برابر ہوں اور پھر یہ شرط مقرر کر لی جائے کہ منافع میں سے ایک شریک کو دوسرے سے زیادہ حصہ ملے گا، مثلاً تہائی اور اس کے ساتھ ہی دونوں شرکاء کے کام کرنے کی شرط بھی ہو تو ایسی شرکت صحیح ہوگی اور مقررہ شرط قابل اعتبار ہوگی لیکن اگر صرف ایک شریک کے کام کرنے کی شرط مقرر ہو تو دیکھا جائے گا کہ کون سا شریک ہے؟ اگر تو وہ شریک ہے جس کے لئے زیادہ منافع کا حصہ مقرر ہے تو پھر شرکت صحیح ہوگی اور اس شرط کا کیا جائے گا اور یہ شریک منافع میں سے اپنے رأس المال کے عوض حصہ پائے گا اور عمل کی وجہ سے زیادتی کا بھی حق دار ہوگا لیکن ایسی صورت میں دوسرے شریک کا رأس المال اس کے ہاتھوں میں "مالِ مضاربت" کے حکم میں ہوگا اور یہ شرکت "مضاربت" کے مشابہ ہوگی اور اگر وہ شریک ہے جس کے لئے منافع میں سے کم حصہ کی شرط کی گئی ہے تو اب یہ صورت ناجائز ہوگی اور منافع کو ان کے رأس المال کے مطابق تقسیم کیا جائے گا کیونکہ اگر منافع کی تقسیم اُن کی مقررہ شرط کے مطابق کی جائے تو جو شریک کام نہیں کرے گا اور پھر بھی زائد حصہ منافع میں سے لے گا تو وہ زائد حصہ نہ تو مال کے مقابل ہوگا نہ عمل کے اور نہ ہی ضمان کے، جبکہ منافع میں استحقاق اِن تین باتوں کی وجہ ہی سے ہوتا ہے۔

(دفعہ 1372) اگر دو ایسے شرکاء کے مابین مساوی حصۂ منافع کی تقسیم کی شرط کی گئی جن کے رأس المال کم و بیش ہیں، مثلاً ایک شریک کا رأس الماس ایک لاکھ قرش ہے اور دوسرے شریک کا ایک لاکھ پچاس ہزار قرش ہے اور شرط مقرر ہوئی کہ قلیل سرمایہ والے کے مقابلے میں دوسرا شریک منافع میں سے زیادہ حصہ لے گا تو یہ شرط بالکل ایسی ہے کہ جیسا کہ دو مساوی سرمایہ والوں میں سے ایک شریک زیادہ منافع کی شرط مقرر کرے، پس اگر دونوں کے کام کرنے کی شرط تھی یا صرف اس شریک کے کام کرنے کی شرط تھی جس کا منافع میں زائد حصہ ہے یعنی کم سرمایہ والا تو ایسی شرکت صحیح ہوگی اور شرط بھی قابل اعتبار ہوگی اور اگر اس شریک

کے کام کرنے کی شرط تھی جس کا منافع میں حصہ کم ہے یعنی زیادہ سرمایہ والا شریک تو ایسی صورت میں یہ شرکت ناجائز ہوگی اور منافع کو اُن کے مابین رأس المال کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

(دفعہ 1373) دونوں شرکاء کے لئے جائز ہے کہ وہ مالِ شرکت کو جس طرح چاہیں فروخت کریں، چاہے نقد ہو یا اُدھار، قلیل ہو یا کثیر (انہیں ہر طرح سے فروخت کی اجازت ہوتی ہے)۔

(دفعہ 1374) شریکین میں سے ہر ایک کو جب رأس المال اِس کے ہاتھ میں ہو تو اُس سے نقد و اُدھار دونوں طرح سے خریدنا جائز ہے لیکن اگر اس نے کسی مال کو غبن فاحش (flagrant misrepresentation) کے ساتھ خریدا تو اب یہ مال ''مال شرکت'' نہیں ہوگا بلکہ اس کا اپنا مال ہوگا۔

(دفعہ 1375) شریکین میں سے ہر ایک کو جب رأس المال اس کے ہاتھ میں نہ ہو تو صرف شرکت کی بنیاد پر اسے مال خریدنے کی اجازت نہیں ہوگی لیکن اگر اس نے پھر بھی خریدا تو یہ اس کا اپنا مال ہوگا۔

(دفعہ 1376) اگر شرکاء میں سے کسی ایک نے اپنے ذاتی دراہم سے کوئی شی خریدی جو کہ ان شرکاء کی تجارتی اشیاء میں سے نہیں ہے تو یہ شئی خاص اسی شریک کی ہوگی دیگر شرکاء کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہوگا لیکن اگر شرکت کا رأس المال شریک کے ہاتھوں میں تھا اور اس نے ایسی شے خریدی جو شرکاء کی تجارتی اشیاء میں سے ہے تو اگرچہ اس نے اپنے لئے خریدی ہو، وہ شرکت کا مال کہلائے گی۔

مثلاً دو افراد نے شرکت کی کہ ریشمی کپڑے کا کاروبار کریں گے پس اُن میں سے ایک شریک نے اپنے مال سے گھوڑا خرید لیا تو یہ خاص اسی شریک کا ہوگا، دیگر شرکاء اس میں حصے دار نہیں ہوں گے لیکن اگر اس نے ریشمی کپڑا خریدا تو وہ شرکت کا مال ہوگا اگرچہ اس نے خریدتے وقت یہ کہہ دیا تھا کہ اس کپڑے کو میں اپنے لئے خرید رہا ہوں اور اس میں میرے شرکاء کا کوئی حصہ نہیں ہوگا، پھر بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور یہ کپڑا اس کے شرکاء کے مابین مشترک ہوگا۔

(دفعہ 1377) عقد کے جملہ حقوق (contractual rights) عاقد (contractor) ہی کے ہوتے ہیں پس اگر ایک شریک نے مال خریدا اور قیمت ادا کر کے اس پر قبضہ کر لیا تو معاملۂ عقد صرف اسی پر لازم ہوگا، لہٰذا اس اعتبار سے خریدے ہوئے مال کی قیمت کا مطالبہ صرف اسی سے کیا جا سکتا ہے جس نے مال خریدا، دیگر شرکاء سے اس معاملے کا مطالبہ نہیں ہوسکتا ہے۔

اسی طرح اگر کسی ایک شریک نے مال فروخت کیا اور اس کے ثمن پر قبضہ کر لیا تو یہ صرف اسی کا حق ہوگا اور اس اعتبار

سے اگر مشتری نے مال کی قیمت کسی ایک شریک کو ادا کر دی اور اس نے ثمن پر قبضہ بھی کر لیا تو مشتری صرف اس شریک کے حصے تک بری ہوگا لیکن جس شریک نے عقد کیا تھا اس کا حق باقی رہے گا، اس طرح اگر معاملہ کرنے والے شریک نے کسی شخص کو فروخت کئے ہوئے مال کے ثمن پر قبضہ کرنے کیلئے وکیل بنایا تو دوسرے شریک کو اسے معزول کرنے کا اختیار نہیں ہوگا لیکن اگر ایک شریک نے کسی شخص کو خرید و فروخت یا اجارہ وغیرہ کے لئے وکیل بنایا تو دوسرے شریک کو اسے معزول کرنے کا اختیار ہوگا۔

(دفعہ 1378) عیب کی وجہ سے مال کا لوٹایا جانا بھی عقد کے حقوق میں سے ہے پس شریکین میں سے کسی ایک نے کوئی شئے خریدی تو دوسرے شریک کو عیب سے وجہ سے لوٹانے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر کسی ایک شریک نے مال فروخت کیا تو عیب ظاہر ہونے پر وہ مال دوسرے شریک کو واپس نہیں کیا جا سکتا۔

(دفعہ 1379) شریکین میں سے ہر ایک کو مال شرکت کو ودیعت رکھوانے (safe keeping)، ابضاع کے طور پر دینے، بطور مضاربت دینے اور اِجارہ (contracts of hire) پر دینے کا اختیار ہوتا ہے۔

مثلاً اسے اختیار ہوتا ہے کہ دوکان کرایہ پر لے اور مالِ شرکت کی حفاظت کے لئے اجیر کو رکھے لیکن اسے یہ اختیار نہیں ہوتا کہ مالِ شرکت کو اپنے مال کے ساتھ ملا دے اور نہ ہی اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ اپنے شریک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے سے شرکت کرے، پس اگر اس نے ایسا کیا اور مالِ شرکت ضائع ہو گیا تو یہ اپنے شریک کے حصے کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 1380) شریکین میں سے کسی کو بھی اس بات کا اختیار نہیں ہوتا کہ اپنے شریک کی اجازت کے بغیر مالِ شرکت میں سے کسی کو قرض دے لیکن شرکت کی وجہ سے اسے قرض لینے کا اختیار ہوتا ہے اور اگر ان میں سے کسی ایک نے قرض لیا تو یہ قرضہ دونوں کے مابین مشترکہ ہوگا۔

(دفعہ 1381) اگر شرکاء میں سے کوئی شراکتی کاموں کیلئے شہر سے باہر جائے تو اسکے مصارف مالِ شرکت سے لے سکتا ہے۔

(دفعہ 1382) اگر شریکین میں سے کسی ایک نے کاروبار شرکت کے معاملات دوسرے کے سپرد کر دیئے، یہ کہتے ہوئے کہ تم اپنی مرضی کے مطابق کام کرو، یا جو چاہو کرو تو اسے تمام تجارتی معاملات کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے گا، لہٰذا اس کے لئے جائز ہوگا کہ مالِ شرکت کو رہن کرے یا رہن لے یا شرکت کا مال لے کر سفر کرے یا مالِ شرکت کو اپنے مال سے ملا دے یا کسی دوسرے کے ساتھ عقد شرکت کرے، لیکن اسے مال ضائع کرنے کی اجازت نہیں ہوگی اور نہ ہی اپنے شریک کی صراحۃً اجازت کے بغیر مالِ شرکت کسی کو بلاعوض دینے کا اختیار ہوگا، مثلاً اپنے شریک کی صریح اجازت کے بغیر مالِ شرکت میں سے کسی کو قرض دینے اور

کسی کو ہبہ کر دینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1383) اگر ایک شریک نے دوسرے کو یہ کہہ کر منع کیا کہ مالِ شرکت لے کر فلاں جگہ مت جانا یا اس مال کو اُدھار فروخت نہیں کرنا لیکن دوسرے شریک نے اس کی اجازت نہیں مانی اور اس جگہ چلا گیا یا مال کو اُدھار فروخت کر دیا تو ایسی صورت میں ہونے والے نقصان میں سے اپنے شریک کے حصہ کا ضامن ہوگا۔

(دفعہ 1384) اگر شریک عنان نے معاملاتِ شرکت کے بارے میں کسی دَین (قرض) کا اقرار کیا تو وہ دَین دوسرے شریک پر لاگو نہیں ہوگا پس اگر اس نے بایں طور اقرار کیا کہ یہ دَین خاص اسی کے عقد و معاملات کی وجہ سے ہوا ہے تو اس پر اقرار کی تکمیل (یعنی ادائیگی قرض) لازم ہے لیکن اگر اس نے بایں طور اقرار کیا کہ یہ دَین دونوں شرکاء کے معاملات کی وجہ سے لازم ہوا ہے تو اب اس دین میں سے نصف کی ادائیگی اس پر لازم ہوگی اور اگر اس نے بایں طور اقرار کیا کہ یہ دین خاص اس کے شریک کے معاملات کی وجہ سے ہے تو اب اس پر کوئی شئی لازم نہیں ہوگی۔

دوسری بحث

شرکت اعمال سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(PARTNERSHIP FOR WORK)

(دفعہ 1385) شرکت اعمال (partnership for work) سے مراد ایسا عقدِ شرکت جو کسی کام کی قبولیت پر کیا گیا ہو، لہٰذا دو اَجیر مشترک اس بات پر شرکت کا عقد کرتے ہیں کہ مستأجروں کی جانب سے دیئے گئے کام کی تکمیل والتزام میں دونوں کوشش کریں گے اور معاہدے کی پاسداری کریں گے، چاہے ضمانِ عمل میں وہ دونوں برابر ہوں یا کم و بیش، یعنی اُنہوں نے آپس میں برابر کام کرنے کا عہد کیا ہو، یا ایک نے ایک ثلث ۱/۳، اور دوسرے نے دو ثلث ۲/۳، کام کرنے کی شرط و ذمہ داری لی ہو۔

(دفعہ 1386) شریکین میں سے ہر ایک کو کام کے قبول کرنے اور معاہدہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک شریک قبول کرے اور دوسرا کام کرے اور شرکت صنائع کرنے والے دو درزیوں کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ ایک کام قبول کرے اور کپڑا کاٹ دے اور دوسرے اسے سلائی کردے۔

(دفعہ 1387) شریکین میں سے ہر ایک کام کی قبولیت کے سلسلے میں دوسرے کا وکیل ہوتا ہے، لہٰذا اگر ایک شریک نے کام قبول کیا تو دوسرے شریک پر بھی اس کی تکمیل لازمی ہوگی، شرکت عنان میں جو شرکت اعمال ہو، اُس کا حکم ''مفاوضہ'' کا ہوتا ہے اور ضمانِ عمل یعنی ایک شریک نے کام کرنے کو قبول کیا تو مستأجر دونوں میں سے جس سے چاہے، معاہدے کی تکمیل کا مطالبہ کرسکتا ہے اور ان میں سے ہر شریک کام کی تکمیل کرنے پر مجبور ہوگا اور کسی کو بھی یہ اختیار نہیں ہوگا کہ یہ کہہ کر کام نہ کرے کہ اس کام کو میرے شریک نے قبول کیا تھا، میں یہ کام نہیں کرونگا۔

(دفعہ 1388) وصولِ معاوضہ کے اعتبار سے شرکت اعمال میں عنان ''مفاوضہ'' کے حکم ہوتی ہے۔

اسی لئے دونوں شرکاء میں سے ہر ایک کو مستأجر سے پوری اُجرت طلب کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور اگر مستأجر نے اُجرت ادا کردی تو وہ بری الذمہ ہوجائے گا۔

(دفعہ 1389) کسی شریک کو اس بات پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ جو کام اس نے قبول کیا ہے، اسے خود ہی اپنے ہاتھوں سے

کرے بلکہ اسے اختیار ہوتا ہے کہ اپنے شریک یا کسی دوسرے سے اس کام کو کرادے، لیکن اگر مستأجر نے ابتداًءہی شرط کی تھی کہ وہ شریک بذاتِ خود یہ کام کرے گا تو اب اس پر لازم ہوگا کہ خود ہی کام کرے۔

(دفعہ 1390) منافع کی تقسیم اُن کے مابین مقررہ شرط کے مطابق ہوگی۔ یعنی اگر اُنہوں نے شرط رکھی تھی کہ منافع مساوی تقسیم ہوگا تو اب مساوی ہی تقسیم کیا جائے گا اور اگر شرط تھی کہ کم وبیش تقسیم ہوگا، مثلاً ایک ثلث ۳/۱، دو ثلث ۳/۲، تو اسی طرح تقسیم کیا جائے گا۔

(دفعہ 1391) اگر شرط کر لی جائے کہ کام میں مساوات ہوگی لیکن اُجرت میں حصوں کی کمی بیشی ہوگی تو ایسا کرنا بھی جائز ہے، مثلاً دو شرکاء نے شرط کی کہ کام دونوں برابر کریں گے لیکن اُجرت میں ایک کو دو حصے اور ایک کو ایک حصہ ملے گا تو یہ جائز ہے، اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ اُن میں سے ایک کام کرنے میں زیادہ ماہر واچھا ہو۔

(دفعہ 1392) شریکین ضمان عمل کی وجہ سے اُجرت کے مستحق ہوتے ہیں۔

لہٰذا اگر ایک شریک نے کام کیا اور دوسرے نے نہیں کیا، مثلاً بیمار ہوگیا یا کسی جگہ چلا گیا یا تھک کر بیٹھ گیا پھر بھی منافع کو مقررہ شرط کے مطابق ہی تقسیم کیا جائے گا۔

(دفعہ 1393) اگر مستأجر فیہ (مال مستأجر) ضائع ہوگیا یا کسی ایک شریک کے کام کی وجہ سے عیب دار ہوگیا تو دونوں شریک مشترکہ ضامن ہوں گے اور مستأجر جس سے چاہے، اپنے مال کا ضمان وصول کرے اور اس نقصان کو دونوں شریکین کے درمیان بمقدار ضمان تقسیم کیا جائے گا۔

مثلاً کسی کام کو برابر کرنے کے لئے عقد شرکت کیا اور اس کا معاہدہ کیا تو اب ہونے والا نقصان دونوں میں آدھا آدھا تقسیم ہوگا لیکن اگر کام کرنے کا معاہدہ بایں طور ہوا تھا کہ دو ثلث ایک شریک کے اور ایک ثلث دوسرے کا تو اب نقصان بھی اسی طرح تقسیم ہوگا (یعنی دو ثلث نقصان ایک شریک کہ ایک ثلث نقصان ایک شریک کا)۔

(دفعہ 1394) حمال (porters) اگر شرکت اعمال قائم کریں تو ان کی مشترکہ کام کرنے کی شرکت صحیح ہوگی۔

(دفعہ 1395) اگر دو افراد بایں طور شرکت اعمال کریں کہ دوکان ایک شریک کی ہوگی اور آلات واَوزار دوسرے شریک کے تو بھی صحیح ہے۔

(دفعہ 1396) اگر دو افراد نے بایں طور شرکت صنائع کی کہ دوکان ایک شریک کی اور کام دوسرے شریک کا تو بھی صحیح ہے۔

(دفعہ 1397) اگر دو افراد نے بایں طور شرکت اعمال کی کہ ایک کے پاس خچر ہے اور دوسرے کے پاس اونٹ اور دونوں افراد مال کی مشترکہ نقل وحمل کا معاہدہ قبول کریں گے تو ایسی شرکت صحیح ہے اور اُجرت اُن کے مابین برابر تقسیم کردی جائے گی اور یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اونٹ زیادہ سامان اُٹھاتا ہے، اس لئے کہ شرکت اعمال میں منافع کا استحقاق، ضمانِ عمل کی بنیاد پر ہوتا ہے (کام کرنے کی بنیاد پر نہیں ہوتا) لیکن اگر شرکت کام کے قبول کرنے پر نہیں ہوئی بلکہ اونٹ اور خچر کے کرایہ پر دے کر اس سے حاصل ہونے والی کو باہم تقسیم پر ہوئی ہے تو ایسی شرکت فاسد (voidable partnership) ہوگی اور اونٹ یا خچر میں سے جسے کرایہ پر دیا جائے گا اس کی اُجرت کا حق اس جانور کا مالک ہی ہوگا، البتہ اگر دوسرے نے نقل وحمل میں اس کی مدد کی تو وہ اُجرت مثل کا حق دار ہوگا۔

(دفعہ 1398) اگر کسی نے کوئی صنعتی کام کیا اور اس کا بیٹا (جو ابھی باپ کی ذمہ داری میں ہے) بھی ساتھ میں کام کرتا رہا تو حاصل ہونے والی ساری کمائی باپ کی ہوگی اور بیٹے کو معاون شمار کیا جائے گا، اسی طرح اگر کسی شخص کے درخت لگانے میں اس کے ایسے بیٹے نے معاونت کی جو ابھی اس کی کفالت میں ہے تو وہ درخت اس کے باپ کا ہوگا اور بیٹا اس میں شریک نہیں ہوگا۔

تیسری بحث

شرکت وجوہ سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(PARTNERSHIP BY GOODWILL/PARTNERSHIP ON CREDIT)

(دفعہ 1399) شرکت وجوہ (partnership on credit) میں خریدے ہوئے مال میں دونوں شریکوں کا مساوی حصہ شرط نہیں ہے ،مثلاً جو مال اُنہوں نے لیا ہے اس میں دونوں کی برابر حصہ داری بھی ہوسکتی ہے اور دو ثلث ۲/۳ ،اور ایک ثلث ۱/۳، کی بھی۔

(دفعہ 1400) شرکت وجوہ میں منافع کا استحقاق ،ضمان (ذمہ داری) ہی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

(دفعہ 1401) خریدشدہ مال کے ثمن کا ضمان شریکین کے حصوں کے مطابق ہوگا۔

(دفعہ 1402) شریکین میں سے ہرایک کا منافع میں حصہ خریدشدہ مال میں حصے کے مطابق ہوتا ہے،اگر ان میں سے ایک شریک نے زائد حصہ کی شرط کرلی تو وہ شرط لغو ہوگی اور منافع کو اِن کے مابین خریدشدہ مال میں اُن کے حصص کے مطابق ہی تقسیم کیا جائے گا۔

مثلاً خریدشدہ اشیاء میں برابر کی شرط تھی (یعنی مال میں دونوں کا حصہ برابر تھا) تو اب اس کا منافع بھی برابر ہوگا اور اگر دوثلث اور ایک ثلث کا حصہ تھا تو اب منافع میں بھی دوثلث اور ایک ثلث ہی حصہ ہوگا لیکن اگر خریدی گئی اشیاء میں حصہ برابر تھا پھر شرط کرلی گئی کہ منافع دوثلث اور ایک ثلث کے حساب سے تقسیم ہوگا تو ایسی شرط قابل اعتبار نہیں ہوگی اور منافع کو اِن کے مابین برابر تقسیم کردیا جائے گا۔

(دفعہ 1403) بہرحال نقصان وخسارہ خریدشدہ مال میں شرکاء کے حصص کے مطابق تقسیم ہوگا، چاہے اُنہوں نے باہم مل کر خریداری کی ہو یا صرف ایک نے کی ہو،مثلاً شرکت وجوہ کے دوشرکاء نے خریدشدہ مال میں برابر کا حصہ رکھا پھر لین دین میں خسارہ ہوا تو یہ خسارہ دونوں پر برابر تقسیم کیا جائے گا اور اگر خریدشدہ مال میں حصہ دوثلث اور ایک ثلث کا تھا تو خسارہ کو بھی اسی حساب سے دوثلث اور ایک ثلث تقسیم کیا جائے گا، چاہے اس مال کو دونوں نے باہم مل کر خریدا ہو یا صرف ایک نے ہی خریدا ہو۔

ساتواں باب

حق مضاربت کے بارے میں

(PARTNERSHIP OF CAPITAL AND LABOUR /SLEEPING PARTNERSHIP)

اِس باب میں تین فصول ہیں

پہلی فصل

مضاربت کی تعریف اور اِس کی اقسام کے بارے میں

(DEFINITION AND CLASSIFICATION OF PARTNERSHIP OF CAPITAL AND LABOUR)

(دفعہ 1404) مضاربت شرکت ہی کی ایک صورت ہے جس میں رأس المال capital ایک شریک کی جانب سے ہوتا ہے اور سعی وعمل دوسرے شریک کا ہوتا ہے اور جس کا رأس المال ہوا سے **''رَبُّ المال''**(owner of the capital) اور کام والے کو ''مُضَارِبٌ ''(fund manager/workman) کہتے ہیں۔

(دفعہ 1405) مضاربت کا رکن، ایجاب وقبول ہے۔

مثلاً رب المال(owner of the capital) نے مضارِب(workman) کو کہا: یہ سرمایہ مضاربت پر لے لو اور کام کرو جو منافع ہوگا وہ ہمارے درمیان برابر برابر ہوگا یا دو ثلث اور ایک ثلث ہوگا، یا کوئی ایسی بات کہی جس سے مضاربت کا معنی سمجھا جاتا ہو، مثلاً یہ دراہم لے لو اور اسے رأس المال بنالو، حاصل ہونے والا منافع ہمارے مابین اس نسبت سے مشترک ہوگا اور مضارب نے اسے قبول کر لیا تو مضاربت کا عقد منعقد ہو جائے گا۔

(دفعہ 1406) مضاربت کی دو اقسام ہیں:

(۱) مضاربت مطلقہ (absolute partnerships of capital and labour)

(۲) مضاربت مقیدہ (limited partnership of capital and labour)

(دفعہ 1407)

(۱) **مضاربت مطلقہ:** ایسی مضاربت جس میں زمان و مکان، نوع تجارت یا تعیین بائع و مشتری میں سے کوئی قید نہ ہو۔

(۲) **مضاربت مقیدہ:** ایسی مضاربت جس میں ماقبل قیودات میں کوئی ایک قید بھی مذکور ہو، مثلاً اگر کہہ دیا گیا کہ فلاں وقت یا فلاں مکان میں یا فلاں شخص کے مال کو خریدو، یا فلاں فلاں شخص سے کام لو یا فلاں جگہ کے رہنے والوں سے کام لو تو یہ مضاربت مقیدہ ہوگی۔

دوسری فصل

شروطِ مضاربت کے بارے میں

(CONDITIONS AFFECTING A PARTNERSHIP OF CAPITAL AND LABOUR)

(دفعہ 1408) مضاربت میں رب المال (owner of the capital) کی اہلیت وکیل مقرر کرنے کی اور مضارب (workman) کی اہلیت وکیل بننے کی، شرط ہے۔

(دفعہ 1409) مضاربت میں رأس المال کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اس قابل ہو کہ اُسے شرکت میں رأس المال بنایا جا سکے (تفصیل کے لئے باب الشرکۃ العقد کی فصل ثالث ملاحظہ کریں)۔

اسی لئے سامان، جائیداد غیر منقولہ اور لوگوں کے ذمہ موجود قرض کو مضاربت میں رأس المال بنانا جائز نہیں ہوگا، البتہ اگر رب المال نے مضارب کو کوئی سامان دیا اور کہا: اِسے فروخت کر دو اور حاصل ہونے والے پیسوں سے مضاربت کرو، مضارب نے قبول کرلیا اور قبضہ کر کے مال فروخت کر دیا اور ملنے والی قیمت کو لین دین کے لئے رأس المال بنالیا تو ایسی مضاربت صحیح ہوگی اور اگر کہا: فلاں شخص کے ذمہ اتنا قرض ہے اسے لے لو اور بطریق مضاربت استعمال کرو، اس نے قبول کرلیا، تو مضاربت صحیح ہوگی۔

(دفعہ 1410) مضارب (workman) کو رأس المال (capital) کی سپردگی بھی شرط ہے۔

(دفعہ 1411) شرکت عقد کی طرح مضاربت میں بھی شرط ہے کہ رأس المال معلوم ہو، شرکاء کے حصص متعین ہوں اور معین شدہ حصص سارے منافع میں پھیلے ہوئے ہوں، مثلاً نصف، ثلث، لیکن اگر اسے مطلقاً شرکت سے تعبیر کیا گیا، مثلاً یوں کہا گیا: منافع ہمارے درمیان مشترک ہوگا تو یہ مساوات ہوگی اور منافع کو رب المال اور مضارب کے مابین برابر تقسیم کیا جائے گا۔

(دفعہ 1412) اگر ان شروط میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوئی، مثلاً عاقدین کے حصے سارے منافع میں پھیلے نہ ہوئے بلکہ ان میں سے کسی کے حصے کو معین کر دیا گیا کہ منافع میں سے اتنے قرش تو مضاربت فاسد ہو جائے گی۔

تیسری فصل

مضاربت کے احکام کے بارے میں

(EFFECT OF A PARTNERSHIP OF CAPITAL AND LABOUR)

(دفعہ 1413) مضارب(workman) امین ہوتا ہے اور رأس المال(capital)اس کے ہاتھوں میں ودیعت کے حکم میں ہوتا ہے نیز رأس المال میں تصرف کرنے کی جہت سے وہ رب المال(owner of the capital) کا وکیل ہوتا ہے اور جب منافع ملے تو اس میں رب المال کا شریک ہے۔

(دفعہ 1414) مضارب (workman) مضاربت مطلقہ میں صرف عقد مضاربت ہی سے لوازماتِ مضاربت اور اس سے متعلق دیگر اُمور میں صاحب اجازت ہوجاتا ہے، اِن اُمور میں سے چند یہ ہیں:

(۱) اُس کیلئے جائز ہوتا ہے کہ منافع کیلئے خرید وفروخت کرے لیکن اگر اس نے مال کو غبن فاحش کے ذریعہ سے خریدا تو یہ اس کا مال ہوگا اسے مضاربت کے حساب میں نہیں ڈالا جائے گا۔

(۲) اُس کے لئے جائز ہوتا ہے کہ چاہے نقد فروخت کرے یا اُدھار، قلیل دراہم ہوں یا کثیر اور تاجروں کے عرف وعادت کے مطابق اُدھار والے کو مہلت دینا بھی جائز ہوتا ہے لیکن اتنی طویل مدت کی مہلت نہیں دے سکتا جو تاجروں کے عرف کے خلاف ہو۔

(۳) فروخت شدہ مال کی قیمت کا حوالہ بھی قبول کرسکتا ہے۔

(۴) خرید وفروخت کے لئے کسی شخص کو وکیل بنا سکتا ہے۔

(۵) مالِ مضاربت کو بطور بضاعت دے سکتا ہے اسے ودیعت رکھ سکتا ہے، رہن کرسکتا ہے، رہن لے سکتا ہے، اجارہ پر دے سکتا ہے۔

(٦) لین دین کے لئے دوسرے شہروں کا سفر کرسکتا ہے۔

(دفعہ 1415) مضارب(workman) کو مضاربت مطلقہ میں صرف عقد مضاربت سے اس بات کی اجازت نہیں ہوتی

کہ وہ مالِ مضاربت اپنے مال کے ساتھ ملا دے، یا کسی دوسرے شخص کو یہ مال مضاربت کے لئے دے دے، لیکن اگر اس شہر کے عرف میں مضارب کو مالِ مضاربت کو اپنے مال سے ملا دینے کا اختیار ہوتا ہے تو اب مضارب اس بات کے لئے بھی ماذون (اجازت یافتہ) شمار ہوگا۔

(دفعہ 1416) اگر مضاربت مطلقہ میں رب المال نے مضارب (workman) کو یہ کہہ کر تمام اُمور مضارب کو سونپ دیئے کہ اپنی مرضی سے کام کرو تو ایسی صورت میں مضارب مالِ مضاربت کو اپنے مال کے ساتھ ملانے یا دوسرے کو مضاربت پر دینے کے لئے صاحب اجازت ہوگا لیکن اس مال سے ہبہ کرنے قرض دینے یا رأس المال سے زائد قرض لینے کا مجاز نہیں ہوگا بلکہ ان باتوں کے لئے رب المال کی صراحتاً اجازت درکار ہوگی۔

(دفعہ 1417) اگر مضارب نے مالِ مضاربت کو اپنے مال کے ساتھ ملا دیا تو حاصل ہونے والے منافع کی تقسیم رأس المال کے مطابق ہوگی یعنی مضارب اپنے رأس المال کے حاصل شدہ نفع کو لے گا اور پھر مالِ مضاربت کا منافع اس مضارب اور رب المال کے مابین مقررہ شرط کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

(دفعہ 1418) ایسا مال جسے رب المال کی اجازت سے مضارب نے رأس المال سے زیادہ اُدھار لیا ہوگا، وہ رب المال اور مضارب کے مابین بطریق شرکت وجوہ ''مالِ مشترک'' ہوگا۔

(دفعہ 1419) اگر مضارب کو مضاربت سے متعلقہ کام کے سلسلے میں دوسری جگہ جانا پڑے تو وہ مالِ مضاربت میں سے بقدر معروف اخراجات لے سکتا ہے۔

(دفعہ 1420) اگر رب المال نے کوئی شرط مقرر کر کے مضاربت مقیدہ کردی تو مضارب پر اس شرط کی رعایت کرنا لازم ہوگا۔

(دفعہ 1421) اگر مضارب اجازت یافتہ ہونے کی حالت سے نکل گیا اور اس نے کسی شرط کی مخالفت کی تو وہ غاصب (usurper) ہوگا اور اس صورتِ حال میں منافع ونقصان جو لین دین میں ہوگا وہ اس کا اپنا ہوگا اور اگر اسی حالت میں مال مضاربت ضائع ہوگیا تو وہ ضامن ہوگا،

(دفعہ 1422) اگر مضارب نے رب المال کی ممانعت کے باوجود اس کی مخالفت کی، مثلاً اس نے کہا تھا کہ مالِ مضاربت لے کر فلاں جگہ مت جانا یا اسے اُدھار فروخت مت کرنا پھر مضارب (workman) اس مال کو لے کر اس جگہ چلا گیا اور مال

ضائع ہوگیا، یا اس نے اُدھار فروخت کردیا اور قیمت ضائع ہوگئی تو ایسی صورت میں مضارب (workman) ضامن ہوگا۔

(دفعہ 1423) اگر رب المال (owner of the capital) نے مضاربت کے لئے وقت کی تعین کردی تھی تو وقت کے ختم ہوتے ہی مضاربت بھی فسخ ہوجائے گی۔

(دفعہ 1424) اگر رب المال (owner of the capital) مضارب کو معزول کردے تو مضارب کو اس معزولی کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔ اسی لئے جو تصرفات وہ مضارب معزولی کے علم ہونے سے قبل کرچکا ہو وہ تمام معتبر ہوں گے اور معزولی کا علم ہوجانے کے بعد وہ اپنے ہاتھوں میں موجود نقود میں تصرف نہیں کرسکتا ہے لیکن نقود کے علاوہ جو مال اس کے پاس موجود ہو، اسے فروخت کرکے نقد مال میں بدل سکتا ہے۔

(دفعہ 1425) مضارب کا نفع میں استحقاق صرف عمل کے مقابلے میں ہوتا ہے اور عمل کی قیمت عقد کی وجہ سے ہوتی ہے، لہٰذا منافع کی جو مقدار مضارب کے لئے عقد میں مقرر کی گئی تھی، بعد میں اس مقدار سے وہ حصہ منافع کا حق دار ہوگا۔

(دفعہ 1426) رب المال (owner of the capital) کا منافع میں استحقاق اس کے مال کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اسی لئے مضاربت فاسدہ میں سارا منافع اسی کا ہوتا ہے اور مضارب کی حیثیت اجیر (employee) کی ہوتی ہے ، لہٰذا اسے اُجرتِ مثل ملے گی لیکن اس اُجرتِ مثل کا عقد کی مقررہ مقدار سے تجاوز نہ کرنا بھی ضروری ہے اور اگر منافع ہی نہیں ہوا تو مضارب کو (مضاربت فاسدہ میں) اُجرتِ مثل بھی نہیں ملے گی۔

(دفعہ 1427) اگر مالِ مضاربت میں سے کچھ ضائع ہوجائے تو اسے اولاً منافع میں سے محسوب کیا جائے گا، رأس المال سے نہیں، لیکن اگر وہ مقدار منافع سے تجاوز کرکے رأس المال کی جانب آجائے تو مضارب اس کا ضامن نہیں ہوگا، چاہے مضاربت صحیحہ ہو یا مضاربت فاسدہ۔

(دفعہ 1428) بہرحال تمام تر ہونے والا نقصان وخسارہ رب المال (owner of the capital) ہی کا ہوگا اور اگرچہ اس نے شرط کرلی ہو کہ ہونے والے نقصان میں مضارب بھی اس کا شریک ہوگا، اس شرط کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 1429) اگر رب المال (owner of the capital) یا مضارب (workman) مرجائے یا ان میں سے کسی کو جنونِ مطبق (دائمی پاگل پن) ہوجائے تو مضاربت فسخ ہوجائے گی۔

(دفعہ 1430) اگر مضارب (workman) لاپتہ حالت میں مرجائے تو ضمان اس کے ترکہ میں سے ادا ہوگا۔

آٹھواں باب

مزارعت ومساقاۃ کے بارے میں

(PARTNERSHIP IS LAND AND WORK AND

PARTNERSHIP IS TREES AND WORK)

اِس باب میں دو فصول ہیں

پہلی فصل

مزارعت کے بارے میں

(PARTNERSHIP IN LAND AND WORK/ CHAMPERTY/

GRAIN RENT/CROP SHARING)

(دفعہ 1431) مزارعت (crop sharing) ''شرکت'' ہی کی ایک صورت ہے بایں طور کہ زمین ایک کی ہوگی اور کام دوسرے کا یعنی زمین میں زراعت کی جائے گی اور حاصل ہونے والی پیداوار دونوں کے مابین تقسیم ہوگی۔

(دفعہ 1432) مزارعت (crop sharing) کا رکن ایجاب وقبول ہے۔

پس اگر صاحب زمین نے کاشت کار سے کہا: میں نے یہ زمین تمہیں مزارعت پر دی اور پیداوار میں سے تمہارا اتنا حصہ ہوگا اور کاشت کار نے کہا: مجھے قبول ہے، میں راضی ہوں، یا کوئی ایسی بات کہی جو رضامندی پر دلالت کرتی ہو، یا کاشت کار نے صاحب زمین سے کہا: اپنی زمین مجھے مزارعت کے لئے دے دو تاکہ میں اس میں کام کروں اور دوسرا راضی ہوگیا تو مزارعت منعقد ہوجائے گی۔

(دفعہ 1433) مزارعت میں دونوں فریقین کا صاحب عقل ہونا شرط ہے لیکن بالغ ہونا شرط نہیں۔ اسی لئے ایک اجازت یافتہ بچے کا عقد مزارعت کرنا جائز ہے۔

(دفعہ 1434) جس شئی کی زراعت کی جائے گی، اس کی تعیین بھی ضروری ہے یا پھر علی العموم کہہ دیا جائے کہ کاشت کار جو چاہے فصل لگائے۔

(دفعہ 1435) یہ بھی شرط ہے کہ معاملہ کرتے وقت کاشت کار کا حصہ متعین کر دیا جائے اور وہ حصہ ساری فصل میں پھیلا ہوا ہو، مثلاً نصف ۲/۱، ثلث ۳/۱، اور اگر حصہ متعین نہ کیا گیا، یا پیداوار کے علاوہ کسی دوسری شے کو دینے کی تعیین کر دی گئی، یا پیداوار ہی سے وزن کے مطابق تعیین کر دی جائے، مثلاً دو کلو وغیرہ تو مزارعت (crop sharing) صحیح نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1436) زمین کا زراعت کے قابل ہونا اور کاشت کار کو سپرد کر دینا بھی شرط ہے۔

(دفعہ 1437) اگر مذکورہ شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو مزارعت فاسد ہو جائے گی۔

(دفعہ 1438) مزارعت صحیحہ میں عاقدین نے جو شرط مقرر کی ہوگی، پیداوار اُسی کے مطابق تقسیم ہوگی۔

(دفعہ 1439) مزارعت فاسدہ میں تمام پیداوار بیج والے کی ہوگی اور صاحب زمین کو اُجرت ملے گی اور اگر دوسرا فریق کاشت کار ہے (یعنی بیج بھی صاحب زمین کا ہے، اس نے فقط کام کیا ہے) تو اسے اُجرتِ مثل ملے گی۔

(دفعہ 1440) اگر صاحب زمین مر جائے اور کھیتی ہری ہو تو کاشت کار کو کھیتی تیار ہونے تک کام جاری رکھنے کا اختیار ہوگا اور صاحب زمین کے ورثاء کو اسے منع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر کاشت کار مر جائے تو اس کے ورثاء اس کے قائم مقام ہوں گے اگر وہ چاہیں تو کھیتی کے تیار ہونے تک کام جاری رکھ سکتے ہیں اور صاحب زمین کو انہیں منع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

دوسری فصل

مساقاۃ کے بارے میں

(CROP SHARING CONTRACT OVER THE LEASE OF A PLANTATION/PARTNERSHIP IN TREES AND WORK)

(دفعہ 1441) مساقاۃ، شرکت ہی کی ایک صورت ہے، بایں طور کہ اس میں درخت ایک فریق کی جانب سے ہوتے ہیں اوران کی دیکھ بھال دوسرے فریق کی طرف سے ہوتی ہے اور حاصل ہونے والے پھلوں کو باہم تقسیم کرلیا جاتا ہے۔

(دفعہ 1442) مساقاۃ (partnership in trees and work) کا رکن ایجاب وقبول ہے، پس اگر درخت کے مالک نے کام کرنے والے سے کہا: میں نے یہ درخت بطور مساقاۃ تمہیں دیئے اور پھلوں میں تمہارا اتنا حصہ ہوگا، کام کرنے والے نے اسے قبول کرلیا یعنی دیکھ بھال کرنے والے نے تو ''مساقاۃ'' منعقد ہوجائے گی۔

(دفعہ 1443) عاقدین کا صاحب عقل ہونا شرط ہے، بالغ ہونا شرط نہیں ہے۔

(دفعہ 1444) عقد مساقاۃ میں عاقدین کے حصوں کا جز شائع (تمام پیداوار میں پھیلا ہوا) ہونا بھی ضروری ہے، مثلاً نصف ۱/۲، ثلث ۱/۳، جیسا کہ مزارعت میں بھی شرط ہے۔

(دفعہ 1445) کام کرنے والے کو درختوں کی سپردگی بھی شرط ہے۔

(دفعہ 1446) مساقاۃِ صحیحہ میں پھلوں کی تقسیم عقد مساقاۃ میں مقررہ شرط کے مطابق ہوگی۔

(دفعہ 1447) مساقاۃِ فاسدہ میں حاصل ہونے والے تمام پھل درخت کے مالک کے ہوتے ہیں اور کام کرنے والے کو اُجرتِ مثل دی جائے گی۔

(دفعہ 1448) اگر درختوں کا مالک مرجائے اور پھل ابھی پکے نہ ہوں تو عامل اپنے کام کو جاری رکھے گا جب تک کہ پھل پک نہ جائیں اور اس کے ورثاء کو منع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر عامل مرجائے تو اس کے ورثاء اس کے قائم مقام ہوں گے اور اگر چاہیں تو کام کو جاری رکھ سکتے ہیں، درختوں کے مالک کو انہیں منع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

☆	دارالخلافۃ کے سابقہ قاضی	سیف الدین
☆	امین الفتوی (نگران)	سید خلیل
☆	محکمہ معارف عمومی کے نگران	احمد جودت
☆	مجلس تحقیقات شرعیہ کے رکن	احمد خالد
☆	مجلس دیوان الاحکام العدلیہ کے رکن	احمد حلمی
☆	عسکری دارالشوری کے مفتی	احمد خلوصی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گیارھویں کتاب

وکالت کے بارے میں

(AGENCY AGREEMENT)

اِس میں ایک مقدمہ اور تین ابواب ہیں

مُقَدِّمَۃ

وکالت سے متعلقہ بعض فقہی اصطلاحات کے بارے میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE)

(دفعہ 1449) وکالت (agency) :

کسی شخص کو اپنا کام سپرد کر کے اسے اپنے قائم مقام بنا دینا لہٰذا جو شخص کام سپرد کرتا ہے اسے **"مُوَکِّلٌ"**
جو اس کے قائم مقام ہوتا ہے اُسے **"وکیل"** (deputy/agent/proxy/ttorney)
جو کام ہوتا ہے اُسے **"مُوَکَّلٌ بِہٖ"** (authorised act) کہتے ہیں۔

(دفعہ 1450) رِسالت (messengership) :

کسی شخص کا دوسرے شخص کے کلام کو اپنی جانب سے بلاتصرف و دخل اندازی آگے پہنچا دینا،
پہنچانے والے کو **"رسول"** (messenger)
جس کا کلام ہو اسے **"مُرْسِلٌ"** (person transmitting information)
جسے پہنچایا جائے اُسے **"مُرْسَلٌ اِلَیْہِ"** (the recipient of the information) کہتے ہیں۔

پہلا باب

وکالت کے ارکان اور اِس کی اقسام کے بارے میں

(FUNDAMENTAL BASIS AND CLASSIFICATION OF AGENCY)

(دفعہ 1451) معاملۂ وکالت بنانے کا رکن ایجاب وقبول ہے، بایں طور کہ موکل کہے: میں نے تمہیں اس کام کے لئے وکیل(agent) بنایا، پس وکیل نے کہا: میں نے قبول کیا، یا کوئی ایسا کلام کیا جس سے قبولیت سمجھی جاتی ہو،تو وکالت منعقد ہو جائے گی، اسی طرح اگر اس وکیل نے کوئی جواب نہ دیا لیکن اس بتائے ہوئے کام میں لگ گیا تو اس کا تصرف صحیح ہوگا کیونکہ اس نے دلالۃً وکالت کو قبول کرلیا ہے اور اگر وکیل نے ایجاب کے بعد اسے رد کردیا تو اب اسے کوئی اختیار نہیں ہوگا، اسی لئے اگر مؤکل نے کہا: میں نے تمہیں اس کام کے لئے وکیل بنایا اور وکیل نے وکالت کو رد کردیا یہ کہتے ہوئے کہ میں اسے قبول نہیں کرتا پھر رد کرنے کے بعد وہ شخص موکل بہ (وہ کام جس کے لئے وکالت دی گئی تھی) میں لگ گیا تو اب اس کا تصرف کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1452) اِذن(permission) واجازت (ratification) بھی توکیل(an authority to act as agent) ہے۔

(دفعہ 1453) اجازتِ لاحقہ (subsequent ratification) وکالت سابقہ کے حکم میں ہوتی ہے۔

مثلاً کسی شخص نے دوسرے شخص کا مال فضولی طور پر (بلا اجازت مالک) فروخت کردیا پھر مال کے مالک کو اطلاع ہوئی تو اس نے اجازت دے دی تو اب گویا کہ اس نے پہلے ہی سے اس شخص کو اس کام کا وکیل بنایا تھا۔

(دفعہ 1454) رسالت (messengership) ''وکالت'' (agency) کے زمرے میں نہیں آتی ہے۔

مثلاً کسی سونار نے دوسرے شخص سے دراہم قرض لینے کا ارادہ کیا اور اپنے خادم کو قرض لانے کے لئے بھیج دیا تو یہ خادم قرض لینے والے شخص کا ''رسول'' ہی ہوگا مگر وکیل نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو دلال کے پاس اپنے لئے گھوڑا خریدنے کی غرض سے بھیجے اور وہ شخص جا کر کہے: فلاں شخص تم سے فلاں گھوڑا خریدنا چاہتا ہے، دلال کہے: میں نے اس گھوڑے کو اتنے میں اسے فروخت کیا جاؤ اس سے یہ کہہ دو اور یہ گھوڑا

اس کے حوالے کردو پھر وہ شخص آیا اور اِس نے گھوڑے کو اُس کے سپرد کر دیا اور مرسل نے اسے قبول کرلیا تو بیع مرسل اور دلال کے مابین منعقد ہو جائے گی اور یہ شخص صرف واسطہ ورسول ہوگا، وکیل نہیں۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے قصائی سے کہا: میرے لئے روزانہ میرے فلاں خادم کے ہاتھوں جو روزانہ بازار آتا ہے، اتنا گوشت بھیج دیا کرو، قصائی نے مذکور طریقے پر گوشت بھیج دیا تو یہ خادم اپنے آقا کا رسول (messenger) ہوگا، اس کا وکیل (agent) نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1455) بسا اوقات ایک ہی کام کبھی وکالت (agency) ہوتا ہے اور کبھی رسالت (messengership)۔

مثلاً اگر کسی خادم نے اپنے مالک کی اجازت سے تاجر سے کوئی مال خریدا تو اس خریداری میں یہ خادم اپنے مالک کا وکیل ہوا اگر مال تو مالک ہی نے خریدا خادم کو صرف لانے کے لئے بھیج دیا تو اب یہ خادم اپنے مالک کا رسول ہوگا، اس کا وکیل نہیں۔

(دفعہ 1456) توکیل (an authority to act as agent) کا رُکن کبھی مطلقاً ہوتا ہے یعنی اس کے ساتھ کوئی شرط متعلق نہیں ہوتی، نہ ہی وقت کی تعیین اور نہ ہی کوئی دوسری قید ہوتی ہے۔

لیکن کبھی توکیل کا رُکن کسی شرط کے ساتھ معلق ہوتا ہے۔

مثلاً کسی نے کہا: اگر فلاں تاجر یہاں آئے تو میں تمہیں اپنے گھوڑے کے فروخت کرنے کا وکیل بناتا ہوں، وکیل نے قبول کرلیا تو یہ وکالت اس تاجر کے وہاں آنے کے ساتھ معلق ہوگئی اور اگر وہ تاجر وہاں آجائے تو وکیل کو فروخت کی اجازت ہوگی وگرنہ نہیں۔

اور کبھی وکالت وقت کے ساتھ مقید ہوتی ہے۔

مثلاً اگر کسی نے کہا: میں نے اپنے جانور کو اپریل کے مہینے میں فروخت کرنے کے لئے تمہیں وکیل بنایا، وکیل نے قبول بھی کرلیا تو اُس مذکورہ مہینے میں وہ اس جانور کو فروخت کرنے کا وکیل ہوگا اور اسے اجازت ہوگی کہ اس مہینے میں جانور کو فروخت کر دے لیکن اس مہینے سے پہلے اسے جانور فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی اور توکیل کبھی کسی قید کے ساتھ مقید ہوتی ہے، مثلاً کسی شخص نے دوسرے سے کہا: میں نے اپنی اس گھڑی کو ایک ہزار قرش میں فروخت کرنے کے لئے تمہیں وکیل بنایا تو اب یہ وکالت مقیدہ ہے کہ ایک ہزار قرش سے کم پر فروخت نہ کیا جائے۔

باب ثانی

شرائط وکالت کے بارے میں

(CONDITIONS ATTACHING TO AGENCY)

(دفعہ 1457) وکالت کے لئے یہ شرط ہے کہ جس کام (موکل بہ) کے لئے کسی شخص کو وکیل بنایا جائے، اُس پر خود موکل (وکیل بنانے والے) کو قدرت بھی حاصل ہو۔

اسی لئے غیر ممیّز اور پاگل کا کسی کو وکیل بنانا صحیح نہیں ہے اور ایسے اُمور جن میں صاحب تمیز بچے کے لئے ضرر محض ہو تو اس میں وکیل بنانا صحیح نہیں ہوگا اگر چہ اس بچہ کے ولی نے اجازت بھی دے دی ہو، مثلاً ہبہ کرنا، صدقہ کرنا وغیرہ اور ایسے اُمور جس میں بچہ کے لئے محض نفع ہو تو اس میں وکیل بنانا صحیح ہے اگر چہ اس کے ولی نے اجازت نہ دی ہو، مثلاً قبولِ ہبہ وقبول صدقہ وغیرہ اور بیع وشراء سے متعلقہ ایسے تصرفات جن میں نفع ونقصان بہر دو کا اندیشہ ہوتا ہے، پس ان اُمور میں اگر بچہ اجازت یافتہ ہے تو اس کا وکیل بنانا صحیح ہے، وگرنہ پھر وکالت اس کے ولی کی اجازت پر موقوف ہوگی۔

(دفعہ 1458) وکیل کے لئے صاحب عقل وتمیز ہونا شرط ہے لیکن بالغ ہونا شرط نہیں۔

اسی لئے صاحب تمیز بچہ کا وکیل ہونا صحیح ہے اگر چہ اجازت یافتہ نہ ہو لیکن عقد کے جملہ حقوق موکل کے ہوں گے اُس (صاحب تمیز بچے یعنی وکیل) کے نہیں۔

(دفعہ 1459) یہ صحیح ہے کہ کوئی شخص جو کچھ خود کر سکتا ہے، اُن تمام قسم کی معاملات کی تکمیل کے لئے کسی دوسرے شخص کو وکیل بنا دے۔

مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے کو خرید وفروخت کے لئے، اجارہ کے لئے، رہن کرنے کے لئے، رہن لینے کے لئے، ودیعت رکھنے کے لئے، ودیعت دینے کے لئے، ہبہ کرنے کے لئے، ہبہ لینے کے لئے، صلح کرنے کے لئے، بری الذمہ کرنے کے لئے، اقرار کرنے لئے، دعویٰ کے لئے، طلب شفعہ کے لئے، تقسیم کے لئے، ادائیگی قرض کے لئے، قرض وصول کرنے کے لئے اور مال پر قبضہ کرنے کے لئے وکیل بنا سکتا ہے لیکن یہ لازم ہے کہ موکل بہ (جس کام کے لئے وکیل بنایا گیا ہے) معلوم ہو۔

تیسرا باب

احکام وکالت کے بارے میں

(ESSENTIAL ELEMENTS OF AGENCY)

اِس باب میں چھ فصول ہیں

پہلی فصل

وکالت عمومی کے احکام کے بارے میں

(ESSENTIAL ELEMENTS OF GENERAL AGENCY)

(دفعہ 1460) وکیل کا ہبہ کرنے میں، عاریت دینے میں، رہن کرنے میں، ودیعت کرنے میں، قرض دینے میں، شرکت کرنے میں، مضاربت کرنے میں، انکار سے صلح کرنے میں عقد کو اپنے موکل کی طرف منسوب کرنا لازمی ہے اگر اس نے اپنے موکل کی طرف منسوب نہیں کیا تو (وکیل کا کیا گیا عقد) صحیح نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1461) خرید و فروخت، اجارہ اور اقرار سے صلح کرنے میں وکیل کا اپنے عقد کو موکل کی طرف منسوب کرنا شرط نہیں ہے۔ لہٰذا اگر ان صورتوں میں وکیل نے عقد کو اپنے موکل کی طرف نہیں کیا صرف اپنی جانب منسوب کیا تو بھی صحیح ہے، لیکن مذکورہ دونوں صورتوں میں ملکیت موکل ہی ثابت ہوگی، ہاں اگر اس وکیل نے عقد کو اپنے موکل کی طرف منسوب نہیں کیا تو عقد کے حقوق، عاقد یعنی وکیل کے ہوں گے اور اگر اس وکیل نے عقد کو اپنے موکل کی طرف منسوب کیا تو عقد کے حقوق موکل کے ہوں گے، ایسی صورت میں وکیل کی حیثیت ''رسول'' (messenger) کی ہوگی۔

مثلاً اگر بیع کے لئے بنائے گئے وکیل نے اپنے موکل کے مال کو فروخت کر دیا اور عقد بیع میں صرف اپنی نسبت کی اپنے موکل کی جانب اسے منسوب نہیں کیا تو اب یہ وکیل مشتری کو مبیع سپرد کرنے کے لئے مجبور ہوگا اور اس وکیل کو مشتری سے ثمن مبیع کا مطالبہ کرنے اور اس پر قبضہ کرنے کا اختیار بھی حاصل ہوگا اور اگر فروخت شدہ مال کا کوئی حق دار نکل آئے اور عدالتی کارروائی کے

بعد وہ اپنے مال کو مشتری سے لے کر ضبط کر لے تو مشتری وکیل سے رجوع کرے گا یعنی اس وکیل کو دیئے گئے ثمن کی واپسی کا مطالبہ کرے گا اور خریداری کے لئے مقرر کردہ وکیل نے اگر عقد کو اپنے موکل کی طرف منسوب نہیں کیا اور خریدے ہوئے مال پر قبضہ کر لیا پھر اگر اس مال کی قیمت موکل نے نہیں دی تو اسے بائع کو اپنے مال سے قیمت ادا کرنا پڑے گی اور اگر خریدے ہوئے مال میں کوئی عیب قدیم ظاہر ہو جائے تو اس کی واپسی کے لئے بھی وکیل ہی مخالفت کر سکتا ہے لیکن اگر وکیل نے عقد کو اپنے موکل کی جانب منسوب کر دیا بایں طور کہ میں نے یہ مال فلاں کی طرف سے وکالۃً بیچا، یا فلاں کی طرف سے وکالۃً خریدا تو ایسی صورت میں پیدا ہونے والے جملہ حقوق وغیرہ موکل کے ہوں گے اور اس وکیل کی حیثیت ایک ''رسول'' (messenger) کی ہوگی۔

(دفعہ 1462) رسالت (messengership) میں جملہ حقوق مرسِل کے ہوتے ہیں، رسول (messenger) کا اِن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

(دفعہ 1463) وکیل کے قبضہ میں جو مال خرید وفروخت، ادائیگی قرض، وصولی قرض یا کسی شے کے قبضہ کرنے کے سلسلے میں آتا ہے، اس مال کا حکم اس وکیل کے ہاتھوں ''ودیعت'' کا ہوتا ہے، لہٰذا اگر وہ مال بغیر غفلت وکوتاہی کے ضائع ہو جائے تو اس پر کوئی ضمان لازم نہیں ہوتا اور جو مال رسول (messenger) کے ہاتھوں میں رسالت کے ذریعے سے آتا ہے، وہ بھی اسی طرح ودیعت کے حکم میں ہوتا ہے۔

(دفعہ 1464) اگر مقروض نے مالِ قرض کو اپنے قرض خواہ کو بھیجا اور قرض خواہ کو ملنے سے قبل ہی وہ مال ''رسول'' (messenger) کے ہاتھوں ضائع ہو گیا پس اگر وہ رسول (messenger) مقروض کا تھا تو مقروض کا اپنا مال ضائع ہوا (یعنی قرض بدستور باقی ہے) اور اگر رسول (messenger) قرض خواہ کا بھیجا ہوا تھا تو قرض خواہ کا مال ضائع ہوا، لہٰذا مقروض اپنے قرض سے بری الذمہ ہو جائے گا۔

(دفعہ 1465) اگر کسی شخص نے دو افراد کو کسی ایک ہی کام کے لئے وکیل مقرر کیا تو ان دونوں میں سے کسی ایک کو تنہا اس کام میں تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہوگا لیکن اگر یہ دونوں افراد کسی ودیعت کی واپسی یا کسی قرض کی ادائیگی کے لئے وکیل بنائے گئے تھے، تو دونوں افراد میں سے ہر ایک کو یہ اختیار رہوگا کہ اکیلے ہی وکالت کے کام کو کر دے اور اگر کسی نے ایک شخص کو کسی کام کے لئے وکیل بنایا پھر بعد میں اسی کام کے لئے دوسرے شخص کو بھی وکیل بنایا تو جو بھی وہ کام کرے گا، جائز ہوگا۔

(دفعہ 1466) اگر کسی شخص کو کسی کام کے لئے وکیل بنایا جائے تو موکل کی اجازت کے بغیر وہ اپنی جانب سے اس کام کے

لئے کسی دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا ہے، البتہ اگر اس نے کہا تھا کہ اپنی مرضی سے کام کرو تو اس صورت میں وکیل کو اجازت ہو گی کہ وہ آگے کسی دوسرے شخص کو وکیل بنا دے، ایسی صورت حال میں اس وکیل کا نامزد کردہ وکیل بھی موکل ہی کا وکیل ہو گا، اس وکیل کا وکیل نہیں ہو گا، اسی لئے وکیل اول کے معزول ہو جانے کے بعد یا مر جانے سے وکیل ثانی معزول نہیں ہو گا۔

(دفعہ 1467) اگر وکالت میں اُجرت کی شرط مقرر کی گئی ہو اور وکیل نے اُمورِ وکالت پورے کر دیئے ہوں تو وہ اُجرت کا مستحق ہو گا اور اُجرت کی شرط مقرر نہ ہو اور نہ ہی وکیل اُن افراد میں سے ہو جو اُجرت پر کام کرتے ہیں تو اب وکیل کا کام احسان کے زمرے میں آئے گا لہٰذا اب اس کی اُجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتا ہے۔

دوسری فصل

خریداری کے لئے وکالت کے بارے میں

(AGENCY FOR PURCHASE)

(دفعہ 1468) یہ بھی لازمی ہے کہ موکل بہ (جس کام کے لئے وکیل بنایا گیا ہے) اس حد تک معلوم ہو جس سے اُمور وکالت کی تکمیل ہو سکے (جیسا کہ دفعہ 1459 کے آخری جملے میں ذکر کیا گیا ہے) اور وہ بایں طور کہ جس شے کو خریدنا مقصود ہو اس کی جنس (nature) کو بیان کر دیا جائے، اگر جنس کا بیان کر دینا کافی نہ ہو یعنی اس کی بہت سی اقسام وانواع ہو جو ایک دوسرے سے مختلف ہوں تو لازم ہے کہ اس کی نوع اور قیمت کو بیان کر دیا جائے، اگر اس نے شی کی جنس کو بیان نہیں کیا، یا جنس تو بیان کر دی لیکن متعدد انواع میں سے کسی نوع کی تعیین و قیمت کو بیان نہیں کیا تو وکالت صحیح نہیں ہوگی لیکن اگر ایسی صورت میں وکالت عامہ تھی تو پھر صحیح ہوگی۔

مثلاً کسی شخص نے دوسرے کو وکیل بنایا اور کہا: میرے لئے گھوڑا خرید دو تو وکالت صحیح ہوگی اور اگر کسی نے دوسرے کو وکیل بنایا کہ میرے لئے کپڑے کا تھان خرید دو تو یہ وکالت اس وقت تک درست نہیں ہوگی، جب تک کپڑے کی قسم یعنی ریشمی یا اُونی مع تعیین مثلاً ہندی یا شامی، یا اس کپڑے کی قیمت کہ اس کا فی گز اتنے گز درہم کا ہو، بیان نہ کر دیا جائے اور اگر جنس کو بیان نہیں کیا اور کہا: میرے لئے جانور یا کپڑا خرید دو، یا کہا: ریشمی کپڑا خرید دو لیکن اس کی نوعیت کو بیان نہیں کیا، یا اس کی قیمت بیان نہیں کی تو وکالت صحیح نہیں ہوگی لیکن اگر وکیل سے کہا: میرے لئے کپڑے کا تھان یا ریشمی کپڑا خرید دو، کسی بھی جنس ونوع کا ہو، تمہیں اختیار ہے تو یہ وکالت عامہ ہوگی اور جس جنس ونوع کا کپڑا چاہے، خرید سکتا ہے۔

(دفعہ 1469) اصل مقصد اور صنعت کے اختلاف سے اشیاء کی جنس (nature) مختلف ہو جاتی ہے، مثلاً اُونی کپڑا، کتانی کپڑا، دو مختلف (انواع کے) کپڑے ہیں۔ اس لئے کہ اِن کی اصل مختلف ہے اور بکری کی اُون اور اس کا چمڑا، دو مختلف جنس ہیں کیونکہ ان کے مقاصد مختلف ہیں، اس لئے کے چمڑے سے موزے بنتے ہیں اور اُون سے متعدد طرح کے اُونی کپڑے وغیرہ بنتے ہیں اور فرنگی رومال، رُومی رومال سے مختلف جنس ہے، اس لئے کہ صنعتیں مختلف ہیں اگر چہ دونوں بنائے اُون ہی سے جاتے ہیں۔

(دفعہ 1470) اگر وکیل نے جنس(nature) میں مخالفت کی یعنی موکل نے کہا تھا: فلاں جنس کی شئی خریدنا لیکن وکیل نے کسی دوسرے جنس کی شئی خریدی تو وہ معاملہ موکل کے حق میں نافذ نہیں ہوگا ،اگر چہ جو کچھ وکیل نے خریدا ہے، اس میں زیادہ فائدہ ہے، پھر بھی وہ مال موکل کے ذمے نہیں ہوگا بلکہ وکیل ہی کے ذمہ رہے گا۔

(دفعہ 1471) اگر موکل نے کہا: میرے لئے مینڈھا خریدو لیکن وکیل نے بھیڑ خرید لی تو یہ خریداری کا معاملہ موکل کے حق میں نافذ نہیں ہوگا اور وہ خریدی ہوئی بھیڑ وکیل کی ہوگی۔

(دفعہ 1472) اگر موکل نے وکیل سے کہا: میرے لئے فلاں خالی زمین خریدو لیکن اسی معاملے کے دوران اس جگہ عمارت بنادی گئی تو اب وکیل کو اسے خریدنے کا اختیار نہیں ہوگا ،اگر موکل نے وکیل سے کہا: میرے لئے فلاں گھر خریدو، اسی دوران گھر میں دیوار بنادی گئی ، یا اسے رنگ کردیا گیا تو وکیل ایسی حالت میں مکان کو خرید سکتا ہے۔

(دفعہ 1473) اگر موکل نے وکیل سے کہا: میرے لئے دودھ خریدو لیکن یہ نہیں بتایا کہ کس جانور کا تو ایسی صورت میں جو دودھ عرفاً عام استعمال ہوتا ہے، وہی مراد ہوگا۔

(دفعہ 1474) اگر موکل نے کہا: میرے لئے چاول خریدو تو وکیل کو اجازت ہے کہ جو چاول بازار میں فروخت ہوتے ہیں ،اُن میں سے کسی بھی قسم کے چاول خریدے۔

(دفعہ 1475) اگر کسی شخص نے دوسرے کو اس کام کے لئے وکالت دی کہ اس کے لئے مکان خریدے تو موکل پر لازم ہے کہ وہ قیمت اور مطلوبہ علاقے کو بھی بیان کردے، اگر اس نے انہیں بیان نہیں کیا تو وکالت صحیح نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1476) اگر کسی شخص نے اس کام کے لئے کسی کو وکیل بنایا کہ وہ اس کے لئے موتی ، یا یاقوتِ احمر خریدے تو ایسی صورت میں موکل پر لازمی ہے کہ وہ اس کی قیمت بھی بیان کردے وگرنہ وکالت صحیح نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1477) ان تمام اشیاء کی قیمت کا بیان کرنا ضروری ہے جن کی مقدار پیمانے وغیرہ سے متعین کی جاتی ہے، مثلاً کسی شخص نے گیہوں کی خریداری کے لئے دوسرے شخص کو وکیل بنایا تو اس پر لازم ہے کہ اس کی مقدار یا قیمت کو بیان کردے بایں طور کہ اتنے درہم کا گیہوں چاہیے وگرنہ وکالت صحیح نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1478) خریداری کے لئے موکل بہ کی صفات کا بیان کرنا ضروری نہیں ہے یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ کہے اعلیٰ، ادنی یا اوسط وغیرہ لیکن موکل بہ کی صفت اور قیمت کا موکل کے مناسب حال ہونا لازمی ہے، مثلاً اگر کسی کرایہ پر دینے والے جانور

خریدنے کے لئے کسی شخص کو وکیل بنایا تو وکیل کو اجازت نہیں کہ وہ بیس ہزار قرش کا نجدی گھوڑا خرید لے اور اگر وکیل نے خرید لیا تو یہ معاملہ موکل کے حق میں نافذ نہیں ہوگا یعنی یہ گھوڑا موکل کا نہیں ہوگا بلکہ وکیل کی ملکیت ہوگا۔

(دفعہ 1479) اگر وکالت کو کسی قید کے ساتھ مقید کر دیا جائے تو وکیل کو اس کی مخالفت کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، پس اگر وکیل نے اس قید کی مخالفت کی تو وکیل کا کیا گیا معاملہ موکل کے حق میں نافذ نہیں ہوگا بلکہ وکیل ہی کا رہے گا لیکن اگر ایسی صورت میں مخالفت کی جس میں موکل کا نفع زیادہ تھا تو اسے مخالفت میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

مثلاً اگر کسی نے وکیل سے کہا: میرے لئے فلاں گھر کو دس ہزار قرش میں خرید لو لیکن وکیل نے دس ہزار قرش سے زیادہ میں خریدا تو اس کی خریداری موکل میں حق میں نافذ نہیں ہوگی اور معاملہ وکیل ہی کے ذمہ رہے گا اور اگر وکیل نے دس ہزار سے کم قیمت میں خریدا تو اب یہ معاملہ موکل کے لئے نافذ ہوگا۔ اسی طرح اگر موکل نے کہا تھا کہ اُدھار خریدنا لیکن وکیل نے نقد خریدا تو وہ وکیل کا مال ہوگا لیکن اگر موکل نے وکیل سے کہا تھا کہ نقد خریدنا لیکن وکیل نے اُدھار خریدا تو اب وہ معاملہ موکل کے حق میں نافذ ہوگا۔

(دفعہ 1480) اگر کسی شخص کو کسی شئے کی خریداری کے لئے وکیل بنایا گیا اور اس وکیل نے اس شئے کا آدھا حصہ خرید لیا پس اگر اس شئے کے ٹکڑے کرنے میں نقصان ہے تو اس شئے کی خریداری موکل کے حق میں نافذ نہیں ہوگی اور اگر ٹکڑے کرنے میں نقصان نہ ہو تو موکل کے حق میں نافذ ہو جائے گی۔

مثلاً اگر وکیل سے کہا: ایک پورا تھان کپڑے کا خرید لو لیکن وکیل نے آدھا تھان کپڑے کا خریدا تو وکیل کی یہ خریداری موکل کے حق میں نافذ نہیں ہوگی بلکہ اس کی ذمہ داری وکیل ہی کی ہوگی۔ اسی طرح اگر وکیل سے کہا گیا: چھ من گیہوں خرید لو لیکن اس نے تین من گیہوں خرید لئے تو ایسی صورت میں خریداری موکل کے حق میں نافذ ہوگی۔

(دفعہ 1481) اگر موکل نے وکیل سے کہا: ایک جبہ کے لئے اونی کپڑا خرید لو لیکن وکیل نے اتنا اونی کپڑا خریدا، جو جبہ بنانے کے لئے ناکافی تھا تو یہ خریداری موکل کے حق میں نافذ نہیں ہوگی اور یہ معاملہ وکیل ہی کے سر ہوگا۔

(دفعہ 1482) بلا قیمت بیان کئے اگر کسی شئے کی خریداری کے لئے وکیل بنایا گیا تو وکیل کا شئی کو قیمت مثل کے مطابق خریدنا صحیح ہوگا۔ اسی طرح ایسی صورت میں معمولی دھوکے (minor misrepresentation) کے ساتھ خریدنا بھی صحیح ہوگا لیکن جن اشیاء کی قیمتیں معین ہوں، اُن میں معمولی سا دھوکہ بھی قابل معافی نہیں ہوگا، مثلاً گوشت، روٹی وغیرہ اور اگر اس وکیل

نے ایسی اشیاء کو غبن فاحش (flagrant misrepresentation) کے ساتھ خرید لیا تو اس کی خریداری موکل پر نافذ نہیں ہوگی اور مال بہر حال وکیل کے ذمے رہے گا۔

(دفعہ 1483) خریداری سے مطلقاً مراد نقد خریداری کا معاملہ ہوتا ہے، اگر کسی شخص کو خریداری کے لئے وکیل بنایا گیا اور اس نے کسی شئے سے تبادلہ کر لیا تو یہ معاملہ موکل کے حق میں نافذ نہیں ہوگا بلکہ وکیل کے ذمہ باقی رہے گا۔

(دفعہ 1484) اگر کسی شخص نے دوسرے کو کسی ایسی شئی کی خریداری کے لئے وکیل بنایا جس کی ضرورت کسی خاص موسم میں پڑتی ہے تو وکالت بھی اسی موسم تک کے لئے ہوگی۔

مثلاً کسی شخص نے دوسرے کو موسم بہار میں ایک شامی جبہ خریدنے کے لئے وکیل بنایا تو موکل نے ایک ایسے جبہ کی خریداری کے لئے وکیل بنایا ہے جسے وہ گرمی کے موسم میں استعمال کرے گا لیکن اگر وکیل نے موسم گرما گزرنے کے بعد یا اگلے سال کے موسم بہار میں خریداری کی تو یہ خریداری موکل کے حق میں نافذ نہیں ہوگی اور جبہ وکیل کا مال ہوگا۔

(دفعہ 1485) وکیل کو اس بات کا حق حاصل نہیں ہے کہ جس مال کی خریداری کے لئے اسے وکیل بنایا گیا ہے وہی اپنے لئے بھی خریدے اگر چہ بوقت خرید اس نے کہہ بھی دیا ہو کہ یہ مال میں اپنے لئے خرید رہا ہوں پھر بھی وہ مال موکل ہی کا ہوگا، ہاں البتہ اگر وکیل نے اس شئی کو موکل کی مقررہ قیمت سے زیادہ پر خریدا، یا غبن فاحش کے ساتھ خریدا تو اب وہ مال وکیل کا ہوگا اور اگر موکل نے قیمت بیان نہ کی تو بھی مال وکیل کا ہوگا اور اگر موکل کے موجود ہوتے ہوئے وکیل نے کہا: میں نے یہ مال اپنے لئے خریدا تو ایسی صورت میں بھی مال وکیل کا ہوگا۔

(دفعہ 1486) اگر شخص نے دوسرے سے کہا: میرے لئے فلاں شخص کا گھوڑا خرید لو، وکیل نے یہ سن کر جواباً ہاں، نہیں کچھ بھی نہ کہا، پھر گیا اور جا کر گھوڑا خرید لیا پس اگر اس نے وقت خرید یہ کہہ دیا کہ میں نے یہ گھوڑا اپنے موکل کیلئے خریدا تو معاملہ خرید موکل کیلئے ہوگا اور اگر بوقت خرید کہا: میں نے اپنے لئے خریدا تو خریداری اس کی ذات کے لئے ہوگی لیکن اگر اس نے بوقت خرید اپنے یا موکل کے لئے کچھ نہ کیا پس اگر گھوڑے کے ضائع ہو جانے یا عیب پیدا ہو جانے سے پہلے اس نے کہہ دیا کہ اپنے موکل کے لئے خریدا تو اس کی بات مانی جائے گی اور اگر ضائع ہو جائے یا عیب پیدا ہو جانے کے بعد کہا تو اسے نہیں مانا جائے گا۔

(دفعہ 1487) اگر دو افراد نے ایک شخص کو الگ الگ ایک ہی شئی کی خریداری کے لئے وکیل بنایا تو وکیل بوقت خرید جس کے لئے خریداری کا ارادہ کرے گا، وہ شئی اسی کی ہوگی۔

(دفعہ 1488) اگر خریداری کے لئے بنائے گئے وکیل نے مؤکل کے مال کو فروخت کیا تو اس کی بیع صحیح نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1489) اگر وکیل کو خریدے ہوئے مال میں کوئی عیب نظر آیا تو مؤکل کو مال کی سپردگی کرنے سے قبل وہ اس مال کو بلا اجازت موکل واپس کرسکتا ہے لیکن اگر وکیل نے مال کو موکل کے سپرد کردیا (اور پھر کوئی عیب نظر آیا) تو موکل کی اجازت کے بغیر یا دوبارہ اس کام کے لئے وکیل بنائے بغیر اس مال کو واپس نہیں کرسکتا۔

(دفعہ 1490) اگر وکیل نے اُدھار مال خریدا تو وہ موکل کے حق میں بھی اُدھار ہی رہے گا اور وکیل کو اس بات کا اختیار نہیں ہوگا کہ وہ موکل سے نقد ثمن طلب کرے لیکن اگر نقد خریداری کرنے کے بعد بائع نے ثمن میں مہلت دے دی تو اب وکیل کو اختیار ہوگا کہ وہ موکل سے نقد ثمن طلب کرے۔

(دفعہ 1491) اگر وکیل (agent) نے مبیع (commodity) کے ثمن کو اپنے مال سے ادا کرکے اس پر قبضہ کرلیا تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ ادا شدہ ثمن کو موکل سے طلب کرے اور اسے یہ بھی حق حاصل ہوگا کہ وہ خریدے ہوئے مال کو اپنے پاس روکے رکھے جب تک موکل ثمن کو اس کے حوالے نہ کرے اور وکیل کو یہ حق اس وقت بھی حاصل ہوگا جب کہ ابھی اس نے بائع کو قیمت ادا نہ کی ہو۔

(دفعہ 1492) اگر خریداری کے لئے بنائے گئے وکیل کے ہاتھوں میں خرید شدہ مال ضائع ہوگیا، یا گم ہوگیا، تو موکل کا مال ہی ضائع ہوا لہٰذا اس شئے کے ثمن میں کوئی کمی نہ ہوگی لیکن اگر وکیل نے موکل سے وصولی قیمت کے لئے مال روکا تھا اور اس حال میں وہ ضائع ہوگیا تو وکیل پر اس کی ادائیگی لازم ہوگی۔

(دفعہ 1493) خریداری کے لئے بنائے گئے وکیل کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ بلا اجازت موکل اقالۂ بیع کرے۔

تیسری فصل

فروخت کرنے کے لئے وکیل بنانا

(AGENCY FOR SALE)

(دفعہ 1494) مطلقاً فروخت کے لئے بنائے گئے وکیل کو اپنے موکل کا مال مناسب قیمت پر فروخت کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، چاہے قلیل قیمت ہو یا کثیر۔

(دفعہ 1495) وکیل کو موکل کی معینہ قیمت سے کم پر مال فروخت کرنے کی اجازت نہیں یعنی اگر موکل نے مال کی قیمت متعین کر دی تو اب وکیل کو اختیار نہیں ہوگا کہ اس سے کم قیمت پر فروخت کرے اور اگر اس وکیل نے کم قیمت پر فروخت کر دیا تو اب یہ بیع موکل کی اجازت پر موقوف ہوگی اور اگر وکیل نے بلا اجازت موکل کم قیمت پر مال فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر دیا تو موکل کو وکیل سے ضمان وصول کرنے کا اختیار ہوگا۔

(دفعہ 1496) اگر وکیل بالبیع (agent for sale) نے موکل کا مال اپنی ذات کے لئے خریدا تو صحیح نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1497) وکیل بالبیع (agent for sale) کو اس بات کی جازت نہیں کہ وہ مال کو ایسے افراد کو فروخت کرے جن افراد کی موکل کے حق میں شہادت جائز نہیں، ہاں اگر وکیل بالبیع نے ایسے افراد کو مال زیادہ قیمت پر فروخت کیا تو البتہ صحیح ہوگا اور اگر موکل نے وکیل کو وکالت عامہ دی اور کہا: جس کو چاہو فروخت کرو تو ایسی صورت میں مذکورہ افراد کو بھی قیمت مثل پر فروخت کر سکتا ہے۔

(دفعہ 1498) مطلق بالبیع کے وکیل کو اس بات کی اجازت ہوتی ہے کہ اپنے موکل کے مال کو نقد یا اُدھار اتنی مدتِ معروفہ پر فروخت کرے جو کہ عموماً تاجروں کے یہاں مروج ہے لیکن وہ تاجروں کے عرف وعادت کے خلاف طویل مدت کے لئے اُدھار مال فروخت نہیں کر سکتا اور اگر موکل نے اسے صراحۃً یا دلالۃً نقد فروخت کرنے کے لئے کہا تھا تو اب یہ اس مال کو اُدھار فروخت نہیں کر سکتا، مثلاً اگر موکل نے کہا: اس مال کو نقد فروخت کر دو، یا کہا: اس مال کو فروخت کر کے میرے قرض کو ادا کر دو تو اب وکیل بالبیع کو اس مال کو اُدھار فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1499) جس مال کے ٹکڑے کرنے میں نقصان ہو تو وکیل ایسے مال کو ٹکڑے کر کے نہیں فروخت کر سکتا لیکن اگر مال کے ٹکڑے کرنے میں نقصان نہ ہو تو پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بھی فروخت کر سکتا ہے۔

(دفعہ 1500) وکیل کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ اُدھار فروخت کئے گئے مال کے مقابلے میں رہن (pledge) لے یا کفیل (guarantor) لے پھر اگر رہن ضائع ہو جائے، یا کفیل قلاش ہو جائے تو وکیل پر کوئی ضمان نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1501) اگر موکل نے وکیل بالبیع سے کہا تھا کہ رہن یا کفیل سے لے کر ہی اُدھار فروخت کرنا تو اب وکیل کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ بغیر رہن یا کفیل لئے اُدھار فروخت کرے۔

(دفعہ 1502) اگر مشتری سے مال کی قیمت وصول نہ ہوئی تو وکیل کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اس مال کی قیمت ادا کرے۔

(دفعہ 1503) اگر موکل مال کی قیمت بذات خود وصول کرے تو بھی صحیح ہے اگر چہ اسکی وصولی کا اصل حق وکیل بالبیع کا تھا۔

(دفعہ 1504) اگر وکیل بالبیع (agent for sale) بغیر اُجرت کے مقرر ہو تو وہ اس بات کے لئے مجبور نہیں ہوگا کہ جو مال اس نے فروخت کیا ہے اسکی قیمت کو وصول کر کے موکل تک پہنچا دے، ہاں اس پر یہ لازم ہے کہ موکل کو وصولی قیمت کا معاملہ سپرد کر دے لیکن اگر وکیل اُجرت پر مقرر کیا گیا ہے جیسے دلال وغیرہ تو اس پر لازمی ہے کہ قیمت وصول کر کے موکل تک پہنچا دے۔

(دفعہ 1505) وکیل بالبیع (agent for sale) کو بلا اجازت موکل بھی اقالۂ بیع کا اختیار ہوتا ہے لیکن یہ اقالۂ بیع موکل کے حق میں نافذ نہیں ہوگا اور وکیل پر لازم ہوگا کہ وہ قیمت موکل کو ادا کرے۔

چوتھی فصل

مأمور سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(INSTRUCTIONS GIVEN BY ONE PERSON TO ANOTHER)

(دفعہ 1506) اگر کسی شخص نے دوسرے شخص سے کہا: مجھ پر فلاں شخص کا جو قرض ہے اسے ادا کردو، یا بیت المال کا جو قرض ہے اسے ادا کردو تو دوسرے شخص نے جسے حکم دیا گیا تھا اُس نے اپنے مال سے وہ قرض ادا کردیا تو اسے ادائیگی کے بعد حکم دینے والے شخص سے اپنی رقم لینے کا اختیار ہوگا، چاہے حکم دینے والے نے اسے رجوع کے لئے کہا ہو یا نہ کہا ہو یعنی مأمور کو یوں کہا ہو کہ میرا قرض ادا کردو بعد میں مجھ سے لے لینا، یا ادا کردو میں تمہیں دے دوں گا، یا صرف اتنا ہی کہا تھا کہ میرا قرض ادا کردو (ان تمام صورتوں میں ادائیگی قرض کے بعد مامور حکم دینے والے سے رقم وصول کرسکتا ہے)۔

(دفعہ 1507) کسی شخص کو کہا گیا کہ اپنے مال کے دراہم مغشوشہ (ملاوٹی دراہم) سے قرض ادا کردے اور اس نے خالص دراہم سے قرض ادا کردیا تو وہ حکم دینے والے سے دراہم مغشوشہ (ملاوٹی دراہم) ہی پائے گا، اگر کسی کو حکم دیا گیا کہ خالص دراہم سے قرض ادا کردو لیکن اس نے دراہم مغشوشہ (ملاوٹی دراہم) ادا کردیئے تو اب حکم دینے والے سے دراہم مغشوشہ ہی پائے گا، اسی طرح اگر کسی شخص کو قرض ادا کرنے کا حکم دیا گیا اور شخص نے اپنے مال کو صاحب قرض کے ہاتھوں زیادہ قیمت پر فروخت کر کے قرض ادا کردیا تو اب مأمور حکم دینے والے سے صرف قرض کی مقدار ہی پائے گا، اضافی رقم آمر (حکم دینے والے) کے ذمہ نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1508) اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا: اِس پر، یا اِس کے اہل وعیال پر خرچ کر تو اب خرچ کرنے والا حکم دینے والے سے بقدرِ معروف لینے کا حق دار ہے اگر چہ آمر نے رجوع کے لئے بھی کہا ہو، مثلاً یوں کہ خرچ کرو میں بعد میں تمہیں دے دوں گا، اسی طرح اگر کسی نے دوسرے سے کہا: میرا مکان بنادو پھر اس دوسرے شخص نے مکان بنادیا تو اب یہ شخص بقدرِ معروف مصارفِ مکان اس حکم دینے والے سے لے سکتا ہے، چاہے آمر نے رجوع کے لئے نہ بھی کہا ہو۔

(دفعہ 1509) اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا: فلاں شخص کو اتنا قرض دے دو، یا صدقہ دے دو، یا عطیہ دے دو، بعد میں میں تمہیں دے دوں گا تو یہ شخص ادائیگی کے بعد حکم دینے والے سے رجوع کر سکتا ہے لیکن اگر اس نے رجوع کے لئے نہیں کہا تھا، مثلاً میں تمہیں دے دوں گا، یا مجھ سے لے لینا، صرف کہا تھا کہ دے دو تو اب مأمور حکم دینے والے سے رجوع نہیں کر سکتا لیکن اگر مامور عموماً و عادۃً آمر سے لیتا ہو، مثلاً اس کے عیال میں سے ہو، یا اس کا شریک ہو تو اگرچہ رجوع کے لئے نہ بھی کیا ہو پھر بھی لے سکتا ہے۔

(دفعہ 1510) کسی شخص کا حکم اس کی ملکیت ہی میں جاری ہوتا ہے، مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا: اس مال کو لے کر دریا میں ڈال دو اور مأمور نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ مال حکم دینے والے کا نہیں ہے، پھر بھی اسے دریا میں ڈال دیا تو صاحب مال دریا میں ڈالنے والے سے اس مال کا ضمان لے گا اور حکم دینے والے پر کوئی شئی اُس وقت تک لازم نہیں ہوگی جب تک کہ مأمور کا مجبور کیا جانا ثابت نہ ہو۔

(دفعہ 1511) اگر کسی شخص نے دوسرے کو حکم دیا کہ اپنے مال سے میرا اتنا قرض ادا کر دو، اس شخص نے وعدہ ادائیگی کر لیا پھر اس شخص نے قرض ادا نہیں کیا تو صرف وعدہ ادائیگی کی وجہ سے اس شخص کو ادائیگی قرض کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 1512) اگر مأمور کے ذمے آمر کا کوئی قرض ہے، یا آمر کا نقد اس کے پاس بطورِ ودیعت رکھا ہوا ہے اور آمر نے اسے حکم دیا کہ اس کے قرض کو ادا کر دے تو اب ایسی صورت میں مأمور کو ادائیگی کے لئے مجبور کیا جائے گا اور اگر کہا: میرا فلاں مال فروخت کر کے میرا قرض ادا کر دو، پس اگر مأمور وکیل مفت ہے تو اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر وہ وکیل اُجرت ہے تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ مال کو فروخت کر کے قرض کو ادا کرے۔

(دفعہ 1513) اگر کسی شخص نے کچھ دراہم دوسرے شخص کو دیئے اور اس سے کہا: اسے میرے فلاں قرض خواہ کو دے دو تو اب اس حکم دینے والے کے دیگر قرض خواہوں کو اُن دراہم میں سے کچھ بھی لینے کا اختیار نہیں ہوگا اور نہ ہی مأمور کو اس بات کی اجازت ہوگی کہ آمر کے معین کردہ قرض خواہ کے علاوہ کسی اور کو اُن دراہم میں سے کچھ دے۔

(دفعہ 1514) اگر کسی شخص نے دوسرے کو کچھ دراہم دیئے کہ اس سے میرا قرض ادا کر دو لیکن مأمور کی قرض خواہ کو ادائیگی سے قبل ہی آمر کا انتقال ہو گیا اور مأمور کو اس کا علم بھی ہو گیا تو وہ رقم ترکہ میں لوٹا دی جائے گی اور قرض خواہ پر لازم ہوگا کہ وہ ترکہ میں سے اپنے قرض کا مطالبہ کرے۔

(دفعہ1515) اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو کچھ رقم دی اور کہا: یہ رقم فلاں شخص کو میرے قرض کی ادائیگی میں دے دو لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ جب تک قرض خواہ میری دستاویز کے پیچھے لکھ نہ دے، یا کوئی رسید نہ دے، اُس وقت تک اسے مت دینا پھر اس شخص نے مذکورہ طریقے پر عمل کئے بغیر رقم اسے دے دی اور قرض خواہ نے رقم کی وصولی سے انکار کر دیا اور حکم دینے والے کو دوبارہ رقم ادا کرنا پڑی تو آمر ایسی صورت میں مأمور سے ضمان حاصل کر سکتا ہے۔

پانچویں فصل

مقدمہ میں وکیل مقرر کرنے کے بارے میں

(AGENCY FOR LITIGATION)

(دفعہ1516) مدعی (plaintiff) اور مدعاعلیہ (defendant) دونوں کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے فریق ثانی کی رضامندی کے بغیر جسے چاہیں، اپنا وکیل مقرر کریں۔

(دفعہ1517) مقدمہ کے وکیل کا اپنے موکل کے متعلق کوئی اقرار کرنا اگر حاکم کے سامنے ہے تو قابل اعتبار رہے، وگرنہ نہیں (کسی اور کے سامنے اقرار کرنے) پر اسے وکالت سے معزول کر دیا جائے گا۔

(دفعہ1518) اگر کسی شخص نے مقدمہ کے لئے کسی شخص کو وکیل بنایا لیکن حق اقرار کا استثناء کر دیا تو صحیح ہے، ایسی صورت میں وکیل کا اپنے موکل کے خلاف اقرار صحیح نہیں ہوگا اور اگر وکیل نے اقرار کی اجازت نہ ہونے کے باوجود حاکم کے سامنے اقرار کر لیا تو اسے وکالت سے معزول کر دیا جائے گا۔

(دفعہ1519) مقدمہ کے لئے مقرر کردہ وکیل کے لئے لازمی نہیں کہ وہ مال پر قبضہ کرنے کے لئے بھی مجاز ہو۔ اسی لئے وکیل دعوی جب تک موکل کی طرف سے قبضہ کیلئے وکیل نہ بنایا جائے اُس وقت تک اسے مال پر قبضہ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔

(دفعہ1520) وکیل بالقبض (agency to receive) ہونے کی صورت میں یہ لازمی نہیں ہے کہ وہ وکیل بالخصومہ (agency for litigation) بھی ہو جائے۔

چھٹی فصل

وکیل کو وکالت سے معزول کرنے کے بارے میں

(DISMISSAL OF AGENTS)

(دفعہ 1521) موکل کو اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے وکیل کو وکالت سے معزول کر سکے لیکن اگر اس کے ساتھ کسی دوسرے کا حق بھی متعلق ہو تو اب معزول نہیں کر سکتا، جیسا کہ مدیون نے کوئی مال رہن کیا اور معاملے کے وقت، یا اس کے بعد دَین کی مدت مکمل ہونے پر کسی دوسرے شخص کو مال کی فروخت کے لئے وکیل بنا دیا تو اس وکیل کو رہن لینے والے کی رضامندی کے بغیر معزول نہیں کر سکتا، اسی طرح اگر کسی نے مقدمہ میں مدعی کے مطالبہ پر وکیل کو مقرر کیا تو مدعی کی غیر موجودگی میں وہ اپنے مقررہ وکیل کو معزول نہیں کر سکتا ہے۔

(دفعہ 1522) وکیل کو اس بات کا اختیار رہتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو خود ہی وکالت سے معزول کرے لیکن اگر اس کے ساتھ کسی دوسرے شخص کا حق بھی متعلق ہو جیسا کہ ابھی ماقبل میں گزرا، تو ایسی صورت میں وہ وکالت کے فرائض سرانجام دینے پر مجبور ہوگا۔

(دفعہ 1523) اگر موکل نے اپنے وکیل کو معزول کر دیا تو وکیل کی وکالت اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک اسے معزولی کی اطلاع موصول نہ ہو جائے اور اطلاعِ معزولی موصول ہونے تک اس کے تصرفات صحیح ہوں گے۔

(دفعہ 1524) جب وکیل اپنے آپ کو خود ہی وکالت سے معزول کر دے تو اس پر لازمی ہے کہ اس معزولی کی اطلاع موکل تک پہنچائے اور جب تک موکل کو اس بارے میں معلوم نہ ہو جائے اُس وقت تک اپنے اُمورِ وکالت سرانجام دیتا رہے۔

(دفعہ 1525) موکل قرض پر قبضہ کے لئے بنائے جانے والے وکیل کو مدیون کی غیر موجودگی میں معزول کر سکتا ہے لیکن اگر قرض خواہ نے مدیون کی موجودگی میں وکیل مقرر کیا تھا تو ایسی صورت میں مدیون کو اطلاع دیئے بغیر اس وکیل کا معزول کرنا، صحیح نہیں ہے اور اگر ایسی صورت حال میں کہ مدیون کو وکیل کی معزولی کا علم نہ تھا مدیون نے اسے قرض ادا کر دیا تو اب مدیون بری الذمہ ہو جائے گا۔

(دفعہ 1526) جس کام کے لئے وکیل مقرر کیا ہو اُس کام کے ختم ہوتے ہی وکالت بھی ختم ہو جاتی ہے اور وکیل بھی معزول ہو جاتا ہے۔

(دفعہ 1527) موکل کی وفات سے وکیل بھی معزول ہو جاتا ہے لیکن اگر اس وکیل کے ساتھ کسی دوسرے شخص کا حق بھی متعلق ہو تو پھر معزول نہیں ہوتا۔

(دفعہ 1528) موکل کی وفات سے وکیل کا (مزید بنایا ہوا) وکیل بھی معزول ہو جاتا ہے۔

(دفعہ 1529) وکالت میں وراثت نہیں ہوتی یعنی اگر وکیل مر جائے تو وکالت کا حکم ختم ہو جاتا ہے اور ایسی صورت میں وکیل کا وارث اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

(دفعہ 1530) موکل یا وکیل اگر پاگل ہو جائے تو وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

" اس کتاب کو " 20 جمادی الاولی 1291ھ" میں تحریر کیا گیا "

[محقق مجلّہ ہذا، بسام عبدالوہاب کی تحقیق کے مطابق یہ تاریخ "۴ جولائی ۱۸۷۴ء" کے موافق ہے]

بارھویں کتاب

صلح وإبراء کے بارے میں

(SETTLEMENT AND RELEASE)

اِس میں ایک مقدمہ اور چار اَبواب ہیں

مُقَدِّمَۃ

بعض فقہی اصطلاحات کے بارے میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE)

(دفعہ 1531) **صُلْحٌ** (settlement): ایسا معاملہ جو جھگڑے کو باہمی رضامندی سے ختم کردے اور یہ معاملہ ایجاب و قبول سے منعقد ہوتا ہے۔

(دفعہ 1532) **مُصَالِحٌ**(settlor/arbitrator): عقدِ صلح کرنے والا۔

(دفعہ 1533) **مُصَالَحٌ عَلَيْهِ**(settled consideration): صلح کا بدل (یعنی جس بات پر فریقین رضامند ہوں)۔

(دفعہ 1534) **مُصَالَحٌ عَنْهُ**(subject matter of the dispute): جس شئے پر استحقاق کا دعویٰ کیا گیا ہو۔

(دفعہ 1535) صلح (settlement) کی تین اقسام ہیں:

(۱) **اَلصُّلْحُ عَنِ الاقْرَارِ**(settlement by way of admission):
ایسی صلح جس میں مدعا علیہ (defendant) خود ہی اقرار کرے۔

(۲) **اَلصُّلْحُ عَنِ الانْكَارِ**(settlement by way of denial):
ایسی صلح جس میں مدعا علیہ (defendant) دعویٰ سے انکار کرے۔

(۳) **اَلصُّلْحُ عَنِ السُّكُوْتِ**(settlement by way of silence):
ایسی صلح جس میں مدعا علیہ (defendant) نہ تو انکار کرے اور نہ ہی اقرار۔

(دفعہ 1536) **اِبْرَاءٌ** (release) کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **اِبْرَاء اِسْقَاط** (release by way of renunciation)

(۲) **اِبْرَاء اِسْتِيْفَاء** (release by admission of payment)

(۱) **اِبْرَاء اِسْقَاط :**

یعنی کوئی شخص دوسرے شخص پر موجود اپنے تمام حق کو ساقط کر کے اسے بری الذمہ قرار دے دے، یا اس حق میں سے بعض حصہ ساقط کر کے اسے بری الذمہ قرار دے دے (اسے ''ابراء اسقاط'' کہتے ہیں) اور کتاب الصلح میں اِسی ابراء سے متعلق بحث ہوگی۔

(۲) اِبْرَاء اِسْتِیْفَاء :

یعنی کوئی شخص اس بات کا اعتراف کرے کہ وہ دوسرے شخص سے اپنا تمام حق وصول کر چکا ہے (اور پھر اسے بری الذمہ قرار دے تو یہ ''ابراء استیفاء'' کہلاتا ہے) اور یہ دراصل قرار ہی کی ایک صورت ہے۔

(دفعہ 1537) ابراء خاص(special release):

کسی خاص شئے کی ذمہ داری سے کسی دوسرے کو بری الذمہ قرار دینا ''ابراء خاص'' کہلاتا ہے، مثلاً مکان یا زمین یا کھیتی کے دعوی سے بری الذمہ قرار دینا۔

(دفعہ 1538) ابراء عام(general release): کسی کو ہر قسم کے دعوی سے بری الذمہ قرار دینا۔

پھلا باب

اِس بارے میں کہ صلح وابراء کا عقد کون کرسکتا ہے؟

(CONCLUSION OF A CONTRACT OF SETTLEMENT AND RELEASE)

(دفعہ 1539) مصالح (settlor، عقد صلح کرنے والا) کا عاقل ہونا شرط ہے لیکن بالغ ہونا شرط نہیں۔

اسی لئے مجنون، حواس باختہ اور غیر تمیز یافتہ بچے کا صلح کرنا صحیح نہیں ہے اور صاحب تمیز اجازت یافتہ بچے کا صلح کر لینا صحیح ہے، بشرط کہ اس میں بچے کا نقصان نہ ہو، مثلاً کسی شخص نے اجازت یافتہ بچے پر کسی شی کا دعویٰ کیا اور اس بچے نے اقرار بھی کرلیا تو ''صلح اقراری'' (settlement by way of admission) ہوگی اور اجازت یافتہ بچہ اپنے مطالبہ کی وصولی کے لئے تاخیر ومہلت پر عقد صلح کرسکتا ہے اور اگر اس بچے نے اپنے مطالبہ کے ایک حصے پر صلح کرلی حالانکہ پورے مطالبہ کے لئے دلائل وشواہد موجود تھے تو ایسی صلح درست نہیں ہوگی اور اگر دلائل موجود نہ ہو اور یہ بات مستحق ہوجائے کہ فریق قسم کھالے گا تو صلح (settlement) صحیح ہوگی اور اگر اس بچے نے کسی دوسرے شخص پر اپنے مال کا دعویٰ کیا اور پھر مقدار قیمت پر صلح کرلی تو صحیح ہے لیکن اگر اس مال کی قیمت میں بہت زیادہ نقصان کے ساتھ صلح (settlement) کی تو اب یہ صلح صحیح نہ ہوگی۔

(دفعہ 1540) اگر بچے کے ولی نے اس کے دعوی پر صلح (settlement) کرلی تو یہ صلح صحیح ہوگی لیکن بایں شرط کہ اس میں نقصان فاحش نہ ہو اور اگر اس میں نقصان فاحش ہوا تو صلح صحیح نہ ہوگی۔

اسی لئے اگر کسی شخص نے بچے پر دراہم کا دعویٰ کیا اور اس بچے کے باپ نے صلح کرلی کہ اس کے مال سے دراہم دے دے گا، لہٰذا اگر مدعی کے پاس مطالبہ کے دلائل تھے تو یہ صلح (settlement) صحیح ہوگی اور اگر مطالبہ کے دلائل نہ تھے تو صلح صحیح نہ ہوگی، اسی طرح اگر بچے کا کسی دوسرے شخص پر مطالبہ تھا اور اس بچے کے باپ نے مطالبہ میں کمی کرکے صلح کرلی، ایسی صورت میں اگر اس بچے کے پاس دلائل مطالبہ تھے تو صلح صحیح نہ ہوگی لیکن اگر دلائل مطالبہ نہ تھے اور یہ بات متحقق تھی کہ فریق قسم کھالے گا تو اب یہ صلح صحیح ہوگی، اور اسی طرح اگر بچے کے ولی نے مطالبہ کے برابر مال پر صلح کی تو صلح صحیح ہوگی لیکن اگر غبن فاحش (flagrant misrepresentation) پایا گیا تو صلح صحیح نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1541) کسی بچے (minor)، مجنون (lunatic)، حواس باختہ (imbecile) کا ابراء (release) مطلقاً صحیح نہیں ہے۔

(دفعہ 1542) مقدمہ کے لئے مقررہ وکیل کو صلح کی وکالت کا حاصل ہونا لازمی نہیں ہے۔ اسی لئے اگر وکیل دعویٰ نے موکل کی اجازت کے بغیر دعوی سے صلح کر لی تو صلح صحیح نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1543) اگر کسی شخص نے اپنے دعویٰ پر صلح کیلئے وکیل مقرر کیا اور وکیل نے بذریعہ وکالت صلح کر لی تو مصالح علیہ (جس پر صلح کی گئی) موکل پر لازم ہو جائے گا اور اس بارے میں وکیل سے کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا، ہاں اگر وکیل نے مصالح علیہ (settled consideration) کی ضمانت لے لی ہو تو اب اس سے مطالبہ ہو سکتا ہے اور یہ مطالبہ بطریق کفالت ہوگا (بوجہ مصالحت نہیں) اور اگر وکیل نے مال کے بدلے مال کا اقرار کیا اور اپنی جانب سے صلح کا اضافہ کر دیا تو اب وکیل سے مطالبہ کیا جائے گا یعنی بدلِ صلح وصول کیا جائے گا اور وہ وکیل موکل سے وصول کرے گا۔

مثلاً اگر وکیل نے بوجہ وکالت مقررہ رقم پر صلح (settlement) کی تو موکل کو اتنی رقم دینا لازمی ہوگا اور اس بارے میں وکیل سے مطالبہ نہیں ہوگا اور اگر کہا: اتنی رقم پر صلح کر لو میں اس کا کفیل ہوں تو اب اس رقم کا وکیل سے بھی مطالبہ کیا جائے گا اور وکیل اس بارے میں اپنے موکل سے رجوع کرے گا اور اگر اقرار کے ذریعہ مال کے بدلے مال پر صلح ہوئی بایں طور کہ وکیل نے عقدِ صلح کیا اور مدعی سے کہا فلاں شخص پر جو شخص تمہارا دعوی ہے اُس پر مجھ سے صلح کر لو تو ایسی صورت میں وکیل سے بدلِ صلح وصول کیا جائے گا، اس لئے کہ اب یہ بیع کے حکم میں ہے اور وہ وکیل اس بارے میں موکل سے رجوع کرے گا۔

(دفعہ 1544) اگر کسی شخص نے فضولی طور پر صلح کر لی یعنی دو اشخاص کے مابین دعویٰ میں بلا اجازت صلح کر لی پس اگر اس نے بدلِ صلح کی ضمانت دے دی، یا بدلِ صلح کو اپنے مال کی طرف یہ کہہ کر منسوب کر دیا کہ میرے فلاں مال پر، یا پھر نقد، یا موجودہ سامان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اِس پر، یا اس گھڑی پر، یا پھر مطلقاً یہ کہتے ہوئے صلح کر لی کہ اتنے پر، نہ تو ضمانت لی، نہ ہی اسے اپنے مال کی طرف منسوب کیا اور نہ ہی کسی شئے کی جانب اشارہ کیا اور رقم صلح اس کے سپرد کر دی تو اِن چاروں صورتوں میں صلح صحیح ہو جائے گی اور مصالح کی حیثیت ایسی صورت میں ایک محسن کی سی ہوگی لیکن اگر چوتھی صورت میں اس نے بدلِ صلح سپرد نہ کیا تھا تو اب یہ صلح مدعی علیہ کی اجازت پر موقوف ہوگی، لہٰذا اگر اس نے اجازت دے دی تو صلح صحیح ہوگی اور اس پر بدلِ صلح لازم ہو جائے گا اور اگر اجازت نہ دی تو صلح باطل ہو جائے گی اور دعویٰ اپنے حال پر برقرار رہے گا۔

دوسرا باب

مصالح علیہ اور مصالح عنہ کے بعض احوال اور بعض شروط کے بارے میں

(THE CONSIDERATION AND SUBJECT MATTER OF THE SETTLEMENT)

(دفعہ 1545) اگر مصالح علیہ (settled consideration) عین (سامان) ہو تو وہ مبیع کے حکم میں ہے اور اگر دین (قرض) ہو تو ثمن کے حکم میں ہے، لہٰذا جو شئی بیع میں مبیع یا ثمن بن سکتی ہے وہ صلح (settlement) میں بھی بدل بن سکتی ہے۔

(دفعہ 1546) مصالح علیہ کے لئے لازمی ہے کہ وہ مصالح (settlor) کا مال ہو اور اس کی ملکیت ہو۔ اسی لئے اگر مصالح کسی دوسرے کے مال کو بدل صلح قرار دے تو ایسی صلح صحیح نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1547) مصالح علیہ اور مصالح عنہ (subject matter of the dispute) اگر قابل سپردگی اشیاء میں سے ہوں تو ان کا معلوم ہونا ضروری ہے اور اگر ایسی اشیاء نہ ہوں تو پھر ضروری نہیں (مصالح علیہ اور مصالح عنہ یا تو مجلس میں موجود ہوں گے یا نہیں، اگر موجود ہوں تو صرف اشارہ سے بھی جہالت دور ہو جائے گی اور اگر حاضر نہ ہوں تو ان میں پانچ صورتیں جاری ہوں گی جن کی تفصیلات و احکام کتب فقہ میں مذکور ہیں، وہاں مراجعت کریں، شرح مجلّہ، علی حیدر)۔

مثلاً ایک شخص نے ایسے مکان پر جو دوسرے شخص کے قبضہ میں ہے، دعویٰ کیا اور دوسرے شخص نے پہلے شخص کے قبضہ میں موجود باغ پر اپنا دعویٰ کیا پھر ان دونوں نے اپنے اپنے مدعا کی تعیین کئے بغیر ہی صلح کر لی تو یہ صلح (settlement) صحیح ہوگی۔

اسی طرح اگر کسی نے ایسے مکان پر جو دوسرے کے قبضہ میں ہے، اپنے حق کا دعویٰ کیا اور پھر بدلِ معلوم پر صلح کر لی بایں طور کہ وہ دعویٰ سے دستبردار ہو جائے تو صحیح ہے لیکن اگر اس طرح صلح کی کہ یہ اپنا حق چھوڑ دے تو مدعا علیہ (defendant) مدعی کو کچھ بدل دے دے گا تو ایسی صلح صحیح نہیں ہوگی۔

تیسرا باب

مصالح عنہ کے بارے میں

(THE SUBJECT MATTER OF THE SETTLEMENT)

اِس باب میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل

اَعیان سے صلح کے بارے میں

(SETTLEMENT IN RESPECT TO SPECIFIC PROPERTY)

(دفعہ 1548) اگر بایں طور صلح کی گئی کہ مالِ معین کا دعوی دوسرے مالِ معین کا اقرار کرنے پر چھوڑ دیا گیا تو یہ معاملہ بیع کے حکم میں ہوگا، اس میں بیع کی طرح خیار عیب، خیار رؤیت، خیار شرط وغیرہ جاری ہوں گے اور اگر مصالح علیہ یا مصالح عنہ جائیداد غیر منقولہ ہے تو اس میں دعویٰ شفعہ (right of pre-emption) بھی جاری ہوگا اور اگر مصالح عنہ کے کل یا بعض کا کوئی مستحق نکل آئے تو اتنی مقدار کو بدلِ صلح سے واپس لوٹایا جائے گا اور اگر مصالح عنہ کے کل یا بعض کا مستحق نکل آیا اور اس نے کل یا بعض حصے سے لیا تو مدعی (plaintiff) مدعیٰ علیہ (defendant) سے اس قدر مقدار کو حاصل کرے گا۔

مثلاً کسی شخص نے دوسرے پر مکان کا دعویٰ کیا اور مدعی علیہ (defendant) نے اقرار بھی کر لیا اور پھر دونوں نے ایک رقم پر صلح کر لی کہ مکان ایک کا ہوگا اور رقم دوسرے کی تو اب گویا کہ مدعی نے وہ مکان اتنی رقم کے بدلے میں مدعی علیہ کو فروخت کر دیا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں اس پر بیع کے احکام جاری ہوں گے۔

(دفعہ 1549) اگر مال کے دعویٰ میں اس کی منفعت کے اقرار پر صلح ہوئی تو یہ معاملہ اجارہ کے حکم میں ہوگا اور اس میں اجارہ کے احکام جاری ہوں گے۔

مثلاً کسی شخص نے باغ کا دعویٰ کیا پھر اس بات پر صلح ہوئی کہ اس کے بدلے میں اس شخص کے گھر سکونت اختیار کرے گا

تو اب گویا اس شخص نے اپنے باغ کے مقابلے میں اتنی مدت تک کے لئے مکان کو کرایہ پر لیا ہے۔

(دفعہ 1550) اگر صلح انکاری (settlement by way of denial) یا صلح سکوتی (settlement by way of silence) ہے تو یہ مدعی (plaintiff) کے حق میں معاوضہ ہے اور مدعی علیہ (defendant) کے حق میں قسم سے چھٹکارا اور جھگڑے سے بچاؤ ہے۔

اسی لئے اگر مصالح علیہ (settled consideration) جائیداد غیر منقولہ ہو تو اس میں حق شفعہ جاری ہوگا اور اگر مصالح عنہ (subject matter of the dispute) جائیداد غیر منقولہ ہو تو اس میں حق شفعہ جاری نہیں ہوگا اور اگر ''مصالح عنہ'' کے کل یا بعض کا کوئی مستحق نکل آئے تو مدعی اس قدر حصہ مدعی علیہ کو بدلِ صلح میں سے واپس کرے گا اور پھر اگر چاہے تو مستحق سے مقدمہ لڑے اور اگر ''مصالح علیہ'' کا کل یا بعض بطریق استحقاق ضبط ہو جائے تو مدعی کا دعویٰ بھی اسی قدر پھر دوبارہ قائم ہوگا۔

(دفعہ 1551) اگر کسی شخص نے مالِ معین کا دعویٰ کیا، مثلاً باغ کا اور پھر اس کے ایک حصے پر صلح کر لی اور بقیہ سے مدعی علیہ کو بری الذمہ کر دیا تو اس نے اپنے حق کا ایک حصہ وصول کیا اور بقیہ حصے پر اپنے دعویٰ کے حق کو ساقط کر دیا۔

دوسری فصل

دین اور دیگر حقوق سے صلح کے بارے میں

(SETTLEMENT WITH REGARD TO DEBT AND OTHER MATTERS)

(دفعہ 1552) اگر کسی شخص نے اپنے مطالبہ کے ایک جز پر صلح کر لی تو اس نے گویا اپنے مطالبہ کا ایک جز کو وصول کر کے بقیہ کو ساقط کر دیا یعنی بقیہ سے مدیون کو بری الذمہ قرار دے دیا۔

(دفعہ 1553) اگر کسی نے اپنے کسی بھی قسم کے مطالبہ میں جو کہ فی الفور قابل وصول تھا تاخیر و مہلت کی اجازت دے کر صلح کر لی تو اس نے فی الفور وصول کے حق کو ساقط کر دیا۔

(دفعہ 1554) اگر کسی شخص نے اپنے سکہ خاص کے مطالبہ پر سکہ مغشوشہ (ملاوٹی دراہم وغیرہ) لینے پر صلح کر لی تو اب اس شخص نے سکہ خالص کے حق کا مطالبہ ساقط کر دیا۔

(دفعہ 1555) حقوق کے دعاوی مثلاً حق شرب (the right of taking water)، حق شفعہ (the right of pre-emption) اور حق مرور (the right of way) میں قسم کھانے سے بچنے کے لئے بدل دے کر صلح کر لینا جائز ہے۔

چوتھا باب

صلح اورابراء کے احکام کے بارے میں

(FUNDAMENTAL CONDITIONS GOVERNING SETTLEMENT AND RELEASE)

اِس باب میں دوفصلیں ہیں

پہلی فصل

صلح کے احکام سے متعلق مسائل کے بارے میں

(FUNDAMENTAL CONDITIONS GOVERNING SETTLEMENT)

(دفعہ 1556) جب صلح کا معاملہ مکمل ہوجائے تو طرفین (مدعی اور مدعی علیہ) میں سے کسی کواس سے رجوع کا حق نہیں ہوتا ہے اور مدعی صلح کے ذریعہ سے بدل کا مالک ہوجاتا ہے اوراسے دعوی کا حق باقی نہیں رہتا ہے اور مدعی علیہ (defendant) کو بدلِ صلح (settled consideration) واپس لینے کا بھی اختیار نہیں ہوتا ہے۔

(دفعہ 1557) اگر صلح کے طرفین (مدعی اور مدعی علیہ) میں سے کوئی ایک مرجائے تو اس کے ورثاء کواس صلح کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1558) اگر صلح ''معاوضہ'' کے حکم میں ہو (جیسا کہ ماقبل گزرا) تو طرفین (مدعی اور مدعی علیہ) کی باہمی رضامندی سے اسے فسخ کیا جاسکتا ہے اوراگر صلح معاوضہ کے حکم میں نہ ہو بلکہ اس میں بعض حقوق ساقط کئے گئے ہوں تو ایسی صلح کو توڑنے، فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1559) اگر عقد صلح قسم کھانے سے بچنے کے لئے کسی بدل کے دینے پر ہوئی تو اب مدعی (plaintiff) نے اپنا حق خصومت ساقط کردیا لہٰذا ابعد میں مدعی علیہ (defendant) کو قسم کھانے کے لئے نہیں کہا جاسکتا ہے۔

(دفعہ 1560) اگر بدلِ صلح (settled consideration) کا کل یا بعض، مدعی کو سپردگی سے قبل ہی ضائع ہو جائے پس اگر وہ موجود و متعین تھا تو وہ ''مضبوط بالاستحقاق'' (یعنی جن اشیاء کو استحقاق کی وجہ سے ضبط کر لیا جائے تو جو حکم ان ضبط شدہ اشیاء کا ہوتا ہے وہی حکم یہاں بھی ہوگا) کے حکم میں ہے یعنی صلح اقراری ہونے کی صورت میں مدعی (plaintiff) مدعا علیہ سے بدل کے کل یا بعض کا حسب حال مطالبہ کرے گا اور صلح انکاری یا صلح سکوتی میں مدعی اپنے دعویٰ پر پھر سے قائم ہو جائے گا اور اگر بدلِ صلح کوئی تھا یا غیر موجود شئی تھی، مثلاً اتنے قرش وغیرہ تو اب صلح میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا اور مدعی علیہ پر ضائع شدہ مقدار کی مثل مدعی کو دینا لازم ہوگا۔

دوسری فصل

ابراء سے متعلق احکام کے بارے میں

(FUNDAMENTAL CONDITIONS GOVERNING RELEASE)

(دفعہ 1561) اگر کسی شخص نے کہا: میرا فلاں پر کوئی دعویٰ نہیں، جھگڑا نہیں، یا فلاں شخص پر میرا کوئی حق نہیں یا فلاں پر جو میرا دعویٰ تھا، میں اس سے رک گیا، یا میں نے اسے چھوڑ دیا، یا اس شخص پر میرا کوئی حق باقی نہیں ہے، یا فلاں سے میں نے اپنے تمام حق کو وصول کر لیا تو ایسے کہنے والے نے اس شخص کو بری الذمہ کر دیا۔

(دفعہ 1562) اگر ایک مرتبہ کسی نے کسی شخص کو بری الذمہ کر دیا تو اس شخص نے اپنے حق کو ساقط کر دیا، لہٰذا اب اسے اپنے حق کے دعویٰ کا کوئی اختیار نہ رہا۔

(دفعہ 1563) ابراء (بری الذمہ) کرنے میں مابعد ابراء کے معاملات شامل نہیں۔

یعنی اگر کسی شخص نے دوسرے کو بری الذمہ کر دیا تو اس نے ابراء سے قبل کے اپنے حقوق ساقط کر دیئے لیکن ابراء کے بعد ہونے والے حقوق کے متعلق اسے دعوی کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

(دفعہ 1564) اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو کسی خاص معاملے میں بری الذمہ کر دیا تو یہ ''ابراء خاص'' ہوگا اور اس خاص معاملے سے متعلق اس شخص کا دعویٰ نہیں سنا جائے گا لیکن اس کے علاوہ حقوق میں اس شخص کا دعویٰ قابل قبول ہوگا۔

مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو مکان کے دعویٰ سے بری الذمہ کر دیا تو اب آئندہ اس مکان سے متعلق اس شخص کا دعویٰ نہیں سنا جائے گا، ہاں اس کے علاوہ اگر زمین، جائیداد وغیرہ کے بارے میں دعویٰ پیش کرے تو سنا جائے گا۔

(دفعہ 1565) اگر کسی شخص نے کہا: میں نے فلاں شخص کو تمام تر دعاوی (claims) سے بری الذمہ کر دیا اور میرا اس پر کوئی حق نہیں تو یہ ''ابراء عام'' (general release) ہوگا اور اسے ابراء سے قبل کسی بھی حق سے متعلق دعویٰ کا اختیار نہیں ہوگا، حتیٰ کہ بطریق کفالت ہونے والے حق کے متعلق دعویٰ کو بھی نہیں سنا جائے گا جیسا کہ یوں کہے: تم ابراء سے قبل فلاں شخص کے کفیل تھے، یا کہے: جس نے تمہیں بَری کیا تم قبل ابراء اس کے کفیل تھے وغیرہ تو اب ان دعاوی (claims) کو نہیں سنا جائے گا۔

(دفعہ 1566) اگر کسی شخص نے مال فروخت کیا اور اس کی قیمت پر قبضہ کرلیا پھر مشتری نے مبیع سے متعلق تمام تر دعاوی سے بائع کو بری الذمہ کر دیا اور بائع نے ثمن سے متعلقہ تمام تر دعاوی(claims) سے مشتری کو بری الذمہ کر دیا اور اس بارے میں دستاویز لکھ کر ایک دوسرے کو دے دی پھر بعد میں اس بیع کا کوئی مستحق نکل آیا تو ابراء کو اس بارے میں کوئی عمل دخل نہیں ہوگا اور مشتری بائع سے اپنی ادا کردہ قیمت واپس حاصل کرے گا۔

(دفعہ 1567) جنہیں بری الذمہ کیا جائے، اُن کا معلوم ومعین ہونا بھی ضروری ہے۔

اسی لئے اگر کسی نے یوں کہا: میں نے اپنے تمام تر قرض داروں کو بری الذمہ کیا، یا میرا کسی شخص پر کوئی حق نہیں تو بایں طور ابراء(release) صحیح نہیں ہوگا لیکن اگر یوں کہا: میں نے فلاں اہل محلّہ کو بری الذمہ کیا اور وہ اہل محلّہ معین ہیں یعنی قابل شمار ہوں تو ابراء(release) صحیح ہوگا (اب تو گاؤں دیہات میں اگر کوئی چھوٹا محلّہ ہو جس میں چند گھر ہی ہوں تو وہاں یہ ابراء درست ہوگا لیکن ہمارے یہاں شہر اور بڑے گاؤں میں اس کا اعتبار نہیں ہوسکتا کیونکہ قابل شمار ہونے کا معاملہ اگرچہ ممکن تو ہے لیکن معلوم ومعین وہونے اور دلالت قطعی کا اَمر دشوار ہے لہٰذا ابراء کرتے وقت افراد کی قطعی تعیین مطلوب ہوگی)۔

(دفعہ 1568) ابراء(release) قبول کرنے پر موقوف نہیں ہوتا ہے لیکن ردّ کرنے سے ردّ ہو جاتا ہے۔

لہٰذا اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو بری الذمہ کیا تو اس میں دوسرے شخص کا قبول کرنا شرط نہیں ہے لیکن اگر اس دوسرے شخص نے اس مجلس میں یہ کہہ کر ردّ کر دیا کہ میں قبول نہیں کرتا تو اب یہ ابراء ردّ ہو جائے گا یعنی اب ابراء کا حکم باقی نہیں رہے گا لیکن اگر ابراء کو قبول کرنے کے بعد رد کیا تو ردّ نہیں ہوگا اگر محال لہ نے محال علیہ(transferee) کو، یا قرض خواہ نے کفیل (guarantor) کو بری الذمہ کر دیا اور محال علیہ، یا کفیل نے اس ابراء کو رد کر دیا تو پھر بھی ابراء ردّ نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1569) میت کو قرض سے بری(release) کرنا صحیح ہے۔

(دفعہ 1570) اگر مریض اپنے مرض الموت (mortal sickness) میں اپنے کسی وارث(heir) کو قرض سے بری الذمہ کر دیا تو یہ ابراء صحیح نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کا نفاذ ہوگا لیکن جسے بری کیا اگر وہ اس کا وارث نہ ہو تو تہائی مال تک اس کا ابراء صحیح ہوگا۔

(دفعہ 1571) اگر کسی شخص کا سارا ترکہ قرض میں ڈوبا ہوا ہے اور اس شخص نے اپنے مرض الموت میں اپنے کسی قرض دار کو بری الذمہ کر دیا تو اس کا ابراء صحیح نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کا نفاذ ہوگا۔

" اس کتاب کو " 6شوال1291ھ" میں تحریر کیا گیا "

[محقق مجلّہ ہذا، بسام عبدالوہاب کی تحقیق کے مطابق یہ تاریخ "۱۵ نومبر، ۱۸۷۴ء" کے موافق ہے]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تیرھویں کتاب

اقرار کے بارے میں

(ACKNOWLEDGMENT/ADMISSIONS)

اِس کتاب میں چار اَبواب ہیں

پہلا باب

اقرار سے متعلقہ بعض فقہی اصطلاحات کے بارے میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE ABOUT ADMISSIONS)

(دفعہ 1572) **اقرار**(admission) **:**

کسی شخص کا اپنے اُوپر دوسرے کے حق کی خبر دینا، اقرار کرنے والے کو "مُــقِـرٌّ"(admittor) جس شخص کے لئے اقرار ہوا اُسے "مُقَرٌّ لَهٗ"(admittee) اور جس شئے کا اقرار کیا جائے اُسے "مُقَرٌّبِهٖ "(admitted goods) کہتے ہیں۔

(دفعہ 1573) مقر(admittor) کا عاقل و بالغ ہونا شرط ہے۔

لہٰذا بچے، بچی، مجنون، مجنونہ اور حواس باختہ مرد و عورت کا اقرار صحیح نہیں ہوگا اور نہ ہی اِن پر کسی کے حق کے بارے میں اِن کے ولی اور وصی کا اقرار صحیح ہوگا لیکن صاحب تمیز اجازت یافتہ بچہ ان معاملات میں بالغ کے حکم میں شمار کیا جائے گا۔

(دفعہ 1574) مقرلہ(admittee) کے لئے عاقل ہونا شرط نہیں ہے۔

اسی لئے اگر کوئی شخص کسی غیر ممیز بچے کے لئے کسی مال کا اقرار کرے تو صحیح ہے اور اس مال کا دینا اس شخص پر لازم ہوگا۔

(دفعہ 1575) اقرار(admission) میں مقر(admittor) کی رضامندی شرط ہے، لہٰذا جبر واکراہ کے ذریعہ ہونے والا اقرار صحیح نہیں ہے۔

(دفعہ 1576) مقر(admittor) کا مجور(interdicted person) نہ ہونا بھی شرط ہے (مجور کی تفصیل "کتاب الحجر" میں گزر چکی وہاں ملاحظہ فرمائیں)۔

(دفعہ 1577) یہ بھی شرط ہے کہ ظاہر حال اقرار کی تکذیب نہ کرتا ہو۔ اسی لئے اگر ایسا بچہ جس کا جسم بلوغت کے آثار ظاہر نہ کر رہا ہو وہ اقرار کرے کہ میں بالغ ہوں تو اس بچے کا اقرار صحیح و معتبر نہ ہوگا۔

(دفعہ 1578) یہ بھی شرط ہے کہ "مقرلہ"(admittee) انتہائی مجہول (غیر معروف) شخص نہ ہو لیکن اگر (شناخت کی تعیین کے لیے) معمولی سی جہالت ہو تو وہ اقرار کے صحیح ہونے کے لئے مانع نہیں ہے۔

مثلاً ایک شخص نے اپنے ہاتھ میں موجود مالِ معین کی طرف اشارہ کر کے کہا: یہ مال ایک مرد کا ہے، یا کہا یہ مال فلاں شہر کے رہنے والوں میں سے ایک کا ہے اور اس شہر کے افراد بے شمار ہیں تو اس کا اقرار صحیح نہیں ہوگا لیکن اگر اس نے یوں کہا: یہ مال ان دونوں میں سے ایک شخص کا ہے، یا فلاں محلے کے ایک شخص کا ہے اور اس محلے کے افراد معین ہیں تو اب اس کا اقرار صحیح ہوگا اور اس تقدیر پر کہ اس نے اقرار کیا کہ یہ مال ان دونوں افراد کا ہے تو دونوں افراد اگر اتفاق کر لیں تو مقر (admittor) سے وہ مال لے کر مشترکہ طور پر اس کے مالک ہو جائیں گے اور اگر اختلاف کریں تو ہر ایک مقر سے اس بارے میں قسم لے گا کہ یہ مال اس کا نہیں ہے پھر اگر مقر نے دونوں افراد کے لئے قسم سے انکار کر دیا تو یہ مال مشترک رہے گا اور اگر ایک کے لئے قسم سے انکار کیا تو مال اسی شخص کا ہوگا اور اگر مقر دونوں کے لئے قسم کھا لے تو دونوں اشخاص کے دعاوی سے بری الذمہ ہو جائے گا اور مال اس کے پاس برقرار رہے گا۔

دوسراباب

اقرار کے صحیح ہونے کی وجوہات کے بارے میں

(VALIDITY OF AN ADMISSION)

(دفعہ 1579) جس طرح کسی معلوم شی کا اقرار صحیح ہوتا ہے، اُسی طرح مجہول شئی کا اقرار بھی صحیح ہوتا ہے لیکن ایسے عقود جو جہالت کی بناء پر صحیح نہ ہوسکیں، مثلاً بیع، اجارہ وغیرہ تو ان اُمور میں ''مقربہ'' (admitted goods) کا مجہول ہونا اقرار کے صحیح ہونے کے لئے مانع ہوگا۔

مثلاً ایک شخص نے کہا: فلاں شخص کی امانت میرے پاس ہے، یا میں نے فلاں شخص کا مال چوری کیا ہے، یا غصب کیا ہے تو اس شخص کا اقرار صحیح ہوگا اور اسے امانت مجہول یا مالِ مسروق ومغضوب کی تعیین کے لئے مجبور کیا جائے گا اور اگر کہا: میں نے فلاں شخص کو کوئی شئے فروخت کی ہے یا فلاں سے کرایہ پر لی ہے تو اس کا اقرار صحیح نہیں ہوگا اور اسے فروخت شدہ یا اجارہ پر لی ہوئی شی کے بیان کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ایسے مال کی جانب منسوب ہے، جو ضمان کے منافی ہے۔

(دفعہ 1580) اقرار (admission) مقرلہ (admittee) کے قبول کرنے پر موقوف نہیں ہوتا ہے لیکن اس کے ردّ کر دینے سے ردّ ہوتا ہے اور اس اقرار کا پھر کوئی حکم باقی نہیں رہتا ہے اور اگر مقرلہ نے ''مقربہ'' (admitted goods) میں سے کچھ مقدار کو رد کر دیا تو اس ردشدہ مقدار میں اقرار کا حکم باقی نہیں رہتا اور بقیہ جو مقدار بچی ہوئی ہے جسے مقرلہ نے رد نہیں کیا اس میں اقرار صحیح ہوتا ہے (یعنی اس میں اقرار کا حکم باقی رہتا ہے)۔

(دفعہ 1581) اگر مقر (admittor) اور مقرلہ (admittee) ''مقربہ'' (admitted goods) کے سبب میں اختلاف کریں تو ان دونوں کا اختلاف اقرار کے صحیح ہونے میں مانع نہیں ہوگا۔

مثلاً ایک شخص نے ہزار روپے کے قرض کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ ہزار روپے ثمن مبیع کے ہیں (قرض نہیں ہے) تو ان دونوں کا اختلاف اقرار کے صحیح ہونے کو مانع نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1582) مال پر صلح کا مطالبہ اس پر اقرار کی حیثیت رکھتا ہے لیکن مال کے دعویٰ سے صلح کا مطالبہ اس پر اقرار کی حیثیت

نہیں رکھتا ہے لہٰذا اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا: میرے تم پر ایک ہزار روپے ہیں مجھے ادا کردو اور مدعی علیہ نے کہا: ساڑھے سات سو روپے پر صلح کرلو، تو گویا مدعا علیہ نے مدعی کے ایک ہزار کا اقرار کرلیا اور اگر صلح کی طلب صرف جھگڑا ختم کرنے کے لئے ہو جیسا کہ کہا جائے: مجھ سے اتنے لے کر ہزار روپے کے دعوی سے صلح کرلو تو اب یہ ہزار روپے کا اقرار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1583) اگر کسی نے دوسرے شخص کے ہاتھوں میں موجود مال کو خریدنے یا اجارہ پر لینے یا عاریۃً لینے کے لئے اپنی خواہش ظاہر کی یا اس دوسرے کو کہا: اسے مجھے ہبہ کردو، یا اسے مجھے بطور ودیعت دے دو، دوسرے شخص نے کہا: اسے بطور ودیعت لے لو اس نے قبول کرلیا تو اب گویا اس شخص نے اقرار کرلیا کہ یہ مال اس شخص کا نہیں ہے (یعنی یہ مال اس لینے والے شخص کا نہیں ہے)۔

(دفعہ 1584) ایسا اقرار جو کسی شرط کے ساتھ معلق ہو، باطل ہے لیکن اگر کسی ایسے وقت کے ساتھ معلق ہو جو عرف عام میں رائج ہے تو اب وہ اقرار دَین مؤجل پر محمول کیا جائے گا۔

مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے کہا: اگر تم فلاں جگہ پہنچ جاؤ یا میرا فلاں کام کردو تو میں تمہارا اتنے روپے کا مقروض ہوں تو ایسا اقرار باطل ہے اور اتنے روپے کی ادائیگی لازمی نہیں ہے لیکن اگر یوں کہا: فلاں مہینے کی پہلی تاریخ آجائے یا فلاں دن آجائے تو میں تمہارا اتنے کا مقروض ہوں تو اب یہ اقرار قرض مؤجل پر محمول ہوگا اور اس وقت کے آجانے پر اتنے روپے کی ادائیگی لازمی ہوگی۔

(دفعہ 1585) مشاع (undivided jointly owned property) کا اقرار صحیح ہے، لہٰذا اگر کسی شخص نے ایسی جائیداد جو اس کے قبضے میں ہے، اس میں دوسرے شخص کے لئے حصہ شائعہ مثلاً نصف ۲/۱، یا ثلث ۳/۱، کا اقرار کیا اور مقرلہ نے اسکی تصدیق کردی پھر علیحدگی اور سپردگی سے قبل ہی مقر (admittor) کا انتقال ہوگیا تو "مقربہ" (admitted goods) کا حصہ شائعہ ہونا اقرار کے صحیح ہونے کے لئے مانع نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1586) گونگے شخص کا معروف اشارے سے اقرار کرنا معتبر ہوگا لیکن بولنے والے شخص کا اشارے سے اقرار کرنا قابل اعتبار نہیں ہوگا۔

مثلاً اگر کسی نے بولنے والے شخص سے کہا: کیا تم پر فلاں شخص کا اتنے درہم قرض ہے تو اس کا سر کو جھکانا اس بارے میں اقرار شمار نہیں ہوگا۔

تیسرا باب

احکام اقرار کے بارے میں

(EFFECT OF AN ADMISSION)

اِس میں تین فصلیں ہیں

پہلی فصل

عمومی احکام کے بارے میں

(GENERAL EFFECTS)

(دفعہ 1587) آدمی اپنے اقرار (admission) کے بناء پر بموجب دفعہ 79 ذمہ دار ہوتا ہے لیکن اگر حاکم کے حکم کی وجہ سے اس کے اقرار کی تکذیب ہو جائے تو اقرار کا کوئی حاکم باقی نہیں رہے گا۔

ایک شخص کے ہاتھوں میں کوئی شئی ہے پھر اس شئے کا مستحق نکل آیا اور اس شخص نے اس شئے پر اپنا دعویٰ کر دیا اور پھر مقدمہ کے دوران اس شخص نے کہا: جس کے ہاتھوں میں شئی تھی کہ فلاں شخص نے یہ مال مجھے فروخت کیا ہے لیکن مستحق نے اپنے دعویٰ کو ثابت کر دیا اور حاکم نے اس کا حکم بھی دے دیا تو جس کے قبضہ میں شئی تھی، وہ بائع سے رجوع کرے گا اور اس سے مبیع کے ثمن کو واپس لے لے گا اگر چہ وہ شخص مقدمہ کے دوران بائع کے لئے اس مال کا اقرار کر چکا ہے اور مستحق کے دعویٰ کا انکار بھی کر چکا ہے لیکن چونکہ حاکم کے حکم سے اس کے اقرار کی تکذیب کر دی ہے تو اس اقرار کا کوئی حکم باقی نہیں رہے گا لہٰذا یہ اقرار رجوع سے مانع نہیں ہوگا (یعنی صاحب قبضہ شخص بائع سے اُس شئی کی قیمت کے لئے رجوع کر سکتا ہے)۔

(دفعہ 1588) حقوق العباد میں اقرار سے رجوع کرنا صحیح نہیں ہے۔

مثلاً ایک شخص نے دوسرے کے لئے بایں طور اقرار کیا: فلاں کا مجھ پر اتنا قرض ہے اور پھر اس نے اپنے اقرار سے رجوع کر لیا تو اس شخص کا اپنے اقرار سے رجوع کرنا معتبر نہیں ہوگا اور اس پر اتنا اقرار لازم ہوگا۔

(دفعہ 1589) اگر کسی شخص نے اپنے کئے گئے اقرار میں اپنے جھوٹے ہونے کا دعویٰ کر دیا تو ''مقرلہ'' (admittee) سے اس بارے میں قسم لی جائے گی کہ ''مقر'' (admittor) اپنے دعویٰ میں جھوٹا نہیں ہے۔

مثلاً کسی شخص نے دوسرے شخص کو اس بات کی دستاویز دی، جس میں لکھا تھا کہ اس نے فلاں شخص سے اتنا قرض لیا ہے پھر بعد میں اس نے کہا: اگر چہ میں نے یہ دستاویز لکھ دی تھی لیکن میں نے فلاں شخص سے کوئی قرض نہیں لیا ہے تو اب ''مقرلہ'' سے اس بارے میں قسم لی جائے گی کہ ''مقر'' اپنے دعویٰ میں جھوٹا نہیں ہے۔

(دفعہ 1590) اگر کسی شخص نے دوسرے کے لئے اقرار کیا کہ تمہاری اتنی رقم مجھ پر قرض ہے، دوسرے شخص نے کہا: یہ رقم قرض میری نہیں ہے بلکہ فلاں شخص کی ہے اور ''مقر'' (admittor) نے اس کی تصدیق کر دی تو اب یہ رقم اسی شخص کی ہوگی (جس کے لئے تصدیق کی گئی) لیکن ''مقرلہ اول'' کو اس رقم پر قبضہ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا یعنی مدیون کو اس بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ ''مقربہ'' (رقم) کو ''مقرلہ ثانی'' کے مطالبہ پر اسے دے دے اور اگر مدیون نے رقم ''مقرلہ ثانی'' کو ادا کر دی تو وہ اپنی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا اور ''مقرلہ اول'' کو اس سے مطالبہ کا اختیار باقی نہیں رہے گا۔

دوسری فصل

ملکیت کی نفی اور فرضی نام کے بارے میں

(DENIAL OF OWNERSHIP AND THE TITLE TO A THING LENT)

(دفعہ 1591) اگر مقر (admittor) نے بوقت اقرار ''مقربہ'' (admitted goods) کی اضافت اپنی جانب کی تو اب گویا اس نے ''مقربہ'' کو ''مقرلہ'' (admittee) کے لئے ہبہ کر دیا ہے، لہٰذا یہ معاملہ اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک وہ شئ ''مقرلہ'' کے سپرد نہ کر دی جائے اور اگر بوقت اقرار اس نے شئ کی اضافت اپنی جانب نہیں کی تھی تو اب گویا اس نے اس شئے پر سے اپنی ملکیت کی نفی کرتے ہوئے اس پر ''مقرلہ'' کی ملکیت کو تسلیم کر لیا ہے۔

مثلاً اگر کسی نے کہا: میرے تمام مال و اشیاء جو میرے پاس ہیں وہ فلاں شخص کے ہیں، مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں تو اب گویا اس شخص نے اُن تمام اَموال و اشیاء کو اس شخص کے لئے ہبہ کر دیا، لہٰذا اب ان اشیاء کی سپردگی بھی لازمی ہوگی اور اگر کہا: میرے وہ تمام اَموال جو میری جانب منسوب ہیں سوائے میرے بدن کے کپڑوں کے وہ سب فلاں شخص کے ہیں، مجھے اِن اَموال سے کوئی تعلق نہیں تو اب گویا اس نے بدن کے کپڑوں کے علاوہ جمیع اموال سے اپنی ملکیت کی نفی کر دی اور فلاں شخص کے لئے اس کی ملکیت کا اقرار کر لیا لیکن بعد اقرار جو اشیاء اس شخص کی ملکیت میں آئیں گی وہ اس اقرار میں شامل نہیں ہوں گی۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے کہا: میرے تمام مال و اسباب جو میری اس دوکان میں موجود ہیں، وہ سب میرے بڑے بیٹے کے لئے ہیں، میرا ان اموال و اشیاء سے کوئی تعلق نہیں تو اب گویا اس نے وہ جمیع اموال و اشیاء اپنے بڑے بیٹے کو ہبہ کر دیں لہٰذا اس پر سپردگی لازم ہوگی اور اگر کہا: جو کچھ مال و اشیاء میری اس دوکان میں موجود ہیں، وہ تمام میرے بیٹے کے لئے ہے اور مجھے ان اموال سے کوئی تعلق نہیں تو اب گویا اس نے اُن اموال سے اپنی ملکیت کی نفی کرتے ہوئے اپنے بیٹے کے لئے اس کی ملکیت کو ثابت کر دیا ہے لیکن اب بعد اقرار جو اشیاء وہ شخص دوکان میں رکھے گا وہ اس اقرار میں شامل نہیں ہوں گی۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے کہا: میری جو دوکان فلاں جگہ ہے وہ میری زوجہ کے لئے ہے تو اب گویا اس شخص نے اس دوکان کو اپنی زوجہ کے لئے ہبہ کر دیا لہٰذا اس پر سپردگی لازم ہوگی اور اگر کہا: فلاں دوکان جو میری جانب منسوب ہے، وہ میری

زوجہ کی ہے تو اب دوکان اقرار سے قبل ہی اس کی زوجہ کی تھی اس شخص نے صرف اقرار کیا ہے کہ وہ دوکان اس کی ملکیت نہیں ہے۔

(دفعہ 1592) اگر کسی شخص نے ایسی دوکان کی بابت جو کہ اس تصرف میں تحریری سند و دستاویز کی بناء پر ہے، یہ بات کہی کہ یہ دوکان تو فلاں شخص کی ملکیت ہے، میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور دستاویز میں میرا نام فرضی ہے، یا خریدی گئی دوکان کی بابت کہا: میں نے اسے فلاں شخص کے لئے خریدا تھا اور جو قیمت میں نے ادا کی تھی وہ فلاں شخص کی تھی اور دستاویز میں میرا نام صرف فرضی و عارضی ہے تو اب یہ اقرار ہوگا کہ دراصل دوکان اسی شخص کی ہے جس کی بابت یہ اقرار کر رہا ہے۔

(دفعہ 1593) اگر کسی شخص نے کہا: دستاویز میں جو اتنا قرض فلاں شخص کے ذمے تحریر ہے اگرچہ لکھا میرے نام سے ہی ہے لیکن دراصل وہ فلاں شخص کا ہے، میرا نام صرف فرضی ہے تو اب گویا اس نے اقرار کرلیا ہے کہ وہ قرض فلاں شخص ہی کا ہے۔

(دفعہ 1594) اگر کسی شخص نے مذکورہ صورتوں میں اپنی ملکیت کی نفی کردی، یا اس بات کا اقرار کرلیا کہ اس کا نام فرضی طور پر ہے تو اس کا اقرار معتبر ہوگا اور یہ اقرار اس کی زندگی میں اس شخص پر اور مرجانے کے بعد اس کے ورثاء پر لازم ہوگا لیکن اگر یہ اقرار اس شخص نے اپنے مرض الموت میں کیا تو اس بارے میں تفصیل آگے آرہی ہے۔

تیسری فصل

مریض کے اقرار کے بارے میں

(ADMISSION BY A PERSON SUFFERING FROM A MORTAL SICKNESS)

(دفعہ 1595) مرض الموت (mortal sickness) ایسا مرض ہے جس میں اکثر طور پر اسی مرض سے موت کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر مریض مرد ہے تو وہ اپنے بیرونی معاملات سے اور اگر عورت ہے تو اپنے گھریلو معاملات کی نگہداشت سے عاجز آجائے اور اسی حالت میں ایک سال کے اندر ان کا انتقال ہو جائے، چاہے صاحب فراش ہو یا نہ ہو اور اگر اس کا مرض طول پکڑے اور سال گزر جائے تو اس کا حکم صحیح کا سا ہوگا اور اس کے جملہ تصرفات صحیح کی طرح ہوں گے جب تک کہ وہ مرض بہت شدید نہ ہو جائے اور اس کی حالت متغیر نہ ہو جائے اور اگر اس کا مرض شدید ہو جائے اور حالت متغیر ہو جائے اور پھر اسی حالت میں مر جائے تو اب اس کا مرض الموت حالت تغیر سے وفات کے درمیان تک شمار کیا جائے گا۔

(دفعہ 1596) ایسے شخص کا اپنی مرض الموت (mortal sickness) میں اقرار جس کا کوئی وارث ہی نہ ہو، یا صرف بیوی ہی وارث ہو، یا بیوی کا سوائے شوہر کے اور کوئی وارث نہ ہو تو اس کا اقرار معتبر ہوگا اور یہ ایک قسم کی وصیت ہوگی اور ایسے شخص نے جس کا کوئی وارث نہ ہو اگر اس نے اپنی مرضِ موت میں اپنے جمیع اموال سے اپنی ملکیت کی نفی کر کے کسی دوسرے شخص کے لئے اقرار کر لیا تو اس کا اقرار صحیح ہوگا اور اس شخص کے مر جانے کے بعد بیت المال کے امین کو اس شخص کے ترکہ میں تعرض کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی ایسے شخص نے جس کا بیوی کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو مرض الموت میں اپنے تمام اموال سے اپنی ملکیت کی نفی کر کے اپنی بیوی کے لئے اقرار کر لیا یا ایسی عورت نے جس کا شوہر کے علاوہ کوئی دوسرا وارث نہ ہو اس نے مرض الموت میں اپنے جمیع اموال سے ملکیت کی نفی کر کے اپنے شوہر کے لئے اقرار کر لیا تو ان کا اقرار صحیح ہوگا اور ان کے مر جانے کے بعد بیت المال کے امین کو ان کے ترکے سے تعرض کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1597) اگر کسی شخص نے مرض کے دوران اپنے کسی مال کا ورثاء(heirs) میں سے کسی کے لئے اقرار کرلیا اور اقرار کے بعد اسے مرض سے افاقہ ہوگیا تو اب بھی اس کا اقرار معتبر ہوگا۔

(دفعہ 1598) اگر کسی شخص نے مرض الموت(mortal sickness) میں کسی شئی یا قرض کا اپنے ورثاء میں سے کسی کے لئے اقرار کرلیا پھر وہ شخص مرگیا تو اب یہ اقرار بقیہ ورثاء کی اجازت پر موقوف ہوگا پس اگر انہوں نے اجازت دے دی تو معتبر ہوگا وگرنہ نہیں لیکن اگر بقیہ ورثاء نے ''مقر''(admittor) کی زندگی ہی میں اجازت دے دی تھی تو اب مرنے کے بعد انہیں رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور وہی اقرار معتبر ہوگا اور وارث کے لئے امانت کا اقرار بہرصورت صحیح ہوگا اور وہ یہ کہ اگر کسی نے مرض الموت میں اس بات کا اقرار کیا کہ اس نے اپنے وارث سے اپنی امانت لے لی ہے یا وارث کی رکھوائی امانت کو اس نے صرف کر دیا ہے تو یہ اقرار صحیح ہوگا۔

مثلاً کسی شخص نے مرض الموت(mortal sickness) میں بایں طور اقرار کیا کہ میں نے اپنی جو امانت اپنے فلاں بیٹے کے پاس ودیعت رکھی تھی لے کر قبضہ کرلی ہے تو اس کا اقرار صحیح ومعتبر ہوگا۔

اسی طرح اگر کہا: میرے فلاں بیٹے نے فلاں شخص سے وکالۃً میرا قرض وصول کر کے میرے سپرد کر دیا ہے تو یہ اقرار معتبر ہوگا۔

اسی طرح اگر کہا: میرے فلاں بیٹے نے ایک ہیرے کی انگوٹھی میرے پاس بطور ودیعت یا امانت رکھی تھی اور اس کی قیمت پانچ ہزار قرش تھی میں نے اسے فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنے کاموں میں صرف کر دیا ہے تو اس کا اقرار معتبر ہوگا اور ترکہ میں سے اس انگوٹھی کا ضمان ادا کیا جائے گا۔

(دفعہ 1599) اس بحث میں وارث سے مراد وہ وارث ہے جو مریض کی وفات کے وقت وارث ہو اور جو وارث کسی نئے سبب سے ''مقر''(admittor) کی وفات کے وقت بنیں، پہلے سے وارث نہ ہوں تو وہ اقرار کی صحت کیلئے مانع نہیں ہوں گے۔

مثلاً کسی شخص نے مرض الموت(mortal sickness) میں اجنبی عورت کے لئے مال کا اقرار کیا پھر اس سے شادی کرلی اور بعد میں اس کا انتقال ہوگیا تو اب اس شخص کا اقرار صحیح ونافذ ہوگا لیکن اگر وراثت پہلے سے تھی کسی نئے سبب سے نہ تھی تو اب اس کا اقرار نافذ نہیں ہوگا، مثلاً کسی شخص کا ایک بیٹا تھا اور اس نے اپنے بھائیوں میں سے کسی ایک کے لئے کچھ مال کا اقرار کرلیا پھر اپنے بیٹے کی وفات کے بعد وہ شخص خود بھی مرگیا تو اب اس شخص کا اقرار نافذ نہیں ہوگا کیوں کہ اس کے بھائی بذات خود

''بھائی'' ہونے کی حیثیت سے اس کے وراث ہیں (کسی نئے سبب سے اس کے وارث نہیں ہیں)۔

(دفعہ 1600) اگر مریض نے مرض الموت(mortal sickness) میں کوئی اقرار اپنی صحت کے زمانے کی جانب منسوب کر کے کیا تو ایسے اقرار کا حکم مرض الموت میں اقرار کا سا ہوگا، لہٰذا اگر کسی نے مرض الموت میں یہ اقرار کیا کہ اس نے اپنے فلاں وارث سے اپنے مطالبہ کو اپنی صحت کی حالت میں وصول کر لیا ہے تو اس شخص کا اقرار دیگر ورثاء کی اجازت کے بغیر نافذ نہیں ہوگا، اسی طرح اگر کسی نے مرض الموت میں اقرار کیا کہ اس نے فلاں وارث کو فلاں مال ہبہ کر کے سپرد کر دیا تھا تو اس کا یہ اقرار اس وقت تک نافذ نہیں ہوگا جب تک کہ اسے دلائل سے ثابت نہ کر دیا جائے، یا بقیہ ورثاء اس کی اجازت نہ دے دیں۔

(دفعہ 1601) مریض کا مرض الموت(mortal sickness) میں کسی اجنبی شخص کے لئے جو اس کا وارث نہ ہو، کسی شئی یا قرض کا اقرار صحیح ہے اگر چہ یہ اقرار اس کے جمیع اموال کے لئے ہو لیکن اگر ''مقر''(admittor) کا جھوٹ ظاہر ہو جائے با یں طور کہ وہ شخص بوقت اقرار ہی کسی سبب سے اِن اَموال کا مالک ہوا ہے، یا اسے بذریعہ وراثت یا ہبہ یا خریداری یہ مال حاصل ہوا ہے تو اب ایسی صورت میں دیکھا جائے گا کہ یہ اقرار وصیت کی گفتگو کے مابین ہوا ہے یا نہیں، پس اگر تو وصیت کی گفتگو کے دوران نہیں تھا تو اب یہ اقرار ہبہ شمار ہوگا اور اس کی سپردگی لازم ہوگی اور اگر وصیت کی گفتگو کے دوران تھا تو اسے وصیت شمار کیا جائے گا اور اِن دونوں صورتوں میں اُس کے اقرار کا اعتبار صرف تہائی مال تک ہی ہوگا۔

(دفعہ 1602) حالت صحت(good health) کے قرض(debts) حالت مرض (ill health) کے قرض سے مقدم ہوتے ہیں۔

یعنی اگر اس کا ترکہ قرض میں ڈوبا ہوا ہے تو حالت صحت کے قرضوں کو حالت مرض الموت میں اقرار کئے گئے قرضوں سے مقدم کیا جائے گا اور وہ اس طرح سے کہ پہلے اس کے ترکہ میں سے حالت صحت والے قرضے ادا ہوں گے پھر اگر مال باقی بچ جائے تو حالت مرض والے قرضے ادا کئے جائیں گے لیکن جو قرضے حالت مرض میں اَسبابِ معروفہ کی وجہ سے لازم ہوئے ہیں، اقرار کی بناء پر نہیں جیسا کہ خریداری، قرض یا اتلافِ مال کی بناء پر تو اِن کا حکم حالت صحت کے قرضوں کا سا ہوگا اور اگر ''مقربہٗ''(admitted goods) کوئی شئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے یعنی اگر اس نے مرض الموت میں کسی اجنبی کے لئے کسی شئی کا اقرار کر لیا تو ''مقرلہٗ'' اُس وقت تک اس شئی کا مستحق نہیں ہوگا جب تک کہ حالت صحت کے تمام قرضے یا وہ قرضے جو حالت صحت کے قرضوں کے حکم میں ہیں، ادا نہ ہو جائیں۔

(دفعہ 1603) اگر کسی نے مرض الموت (mortal sickness) میں اس بات کا اقرار کیا کہ فلاں اجنبی پر اس کا جو قرضہ تھا وہ اس نے وصول کر لیا ہے تو دیکھا جائے گا اگر وہ قرض اجنبی کے ذمہ حالت مرض میں عائد ہوا تھا تو اس کا اقرار صحیح ہوگا لیکن یہ اقرار صحت کے زمانے والے قرض خواہوں کے حق میں نافذ نہیں ہوگا اور اگر یہ قرض حالت صحت میں عائد ہوا تھا تو بہر حال اس کا اقرار صحیح ہوگا، چاہے اس پر حالت صحت کے قرضے ہوں یا نہ ہوں۔

مثلاً اگر مریض نے مرض الموت میں اقرار کیا کہ اس نے حالت مرض میں فروخت کئے ہوئے مال کی قیمت پر قبضہ کر لیا تھا تو اس کا اقرار صحیح ہوگا لیکن اگر اس کے حالت صحت کے قرض خواہ موجود ہیں تو انہیں اختیار ہے کہ اگر چاہیں تو اس اقرار کو قابل اعتبار نہ جانیں اور اگر اس نے حالت صحت میں کوئی مال فروخت کیا لیکن اس کی قیمت پر قبضہ کا اقرار اپنی مرض الموت میں کیا تو اب بہر حال اس کا اقرار صحیح ہوگا اور اگر ایسی صورت میں اس کی حالت صحت کے قرض خواہ موجود ہوں اور وہ اسے قابل اعتبار نہ سمجھیں تو بھی اس کا اقرار معتبر ہوگا۔

(دفعہ 1604) کسی کو بھی اس بات کا اختیار نہیں کہ اپنے مرض الموت میں کسی ایک قرض خواہ کا قرض ادا کر دے اور بقیہ قرض خواہوں کے حقوق باطل کر دے لیکن اسے اس بات کا اختیار ہے کہ حالت مرض میں جو مال خریدا ہے اس کی قیمت ادا کر دے اور جو قرض اس حالت میں لیا ہے، اُسے ادا کر دے۔

(دفعہ 1605) اس بحث میں ''کفالت بالمال'' (guarantee of property) قرض اصلی (original debt) کے حکم میں ہے۔

اسی لئے اگر کسی شخص نے اپنے کسی وارث کے قرض کی کفالت یا اس کے مطالبہ کی کفالت اپنے مرض الموت میں لی تھی، تو یہ کفالت نافذ نہیں ہوگی اور اگر کسی اجنبی کی کفالت لی تھی تو اس کے تہائی مال تک معتبر ہوگی البتہ اگر اس نے اپنی مرض الموت میں اقرار کیا کہ اس نے حالت صحت میں کفالت لی تھی تو اب اس کفالت کا اقرار معتبر ہوگا اور مجموعی مال پر نافذ ہوگا لیکن اگر حالت صحت کے قرضے ہوں تو وہ اس پر مقدم ہوں گے۔

چوتھا باب

کتابت کے ذریعہ اقرار کے بارے میں

(ADMISSION IN WRITING)

(دفعہ 1606) تحریری اقرار (admission in writing) زبانی اقرار (oral admission) کرنے کی طرح ہے۔

(دفعہ 1607) کسی شخص نے دوسرے کو حکم دیا کہ وہ اس کا اقرار لکھے تو وہ حکماً اسی شخص کا اقرار ہوگا۔

اسی لئے اگر کسی نے کاتب کو یہ کہا: میرے لئے دستاویز لکھو کہ مجھ پر فلاں شخص کا اتنا درہم قرض ہے پھر اس پر اپنے دستخط کر دیئے، یا مہر لگا دی تو یہ اقرار بالکتابت ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے لکھا ہے۔

(دفعہ 1608) تاجروں کے دفاتر میں عمومی اندراجات اقرار بالکتابت (admission in writing) شمار ہوتے ہیں۔

مثلاً اگر کسی تاجر نے اپنی دستاویز میں یہ لکھ دیا کہ وہ فلاں شخص کا اتنا قرض دار ہے تو اب گویا اس نے فلاں شخص کے لئے اتنی رقم کا اقرار کر لیا لہٰذا یہ اقرار معتبر ہوگا اور بوقت ضرورت زبانی اقرار (oral admission) کی طرح اِس اقرار کی رعایت کی جائے گی۔

(دفعہ 1609) اگر کسی شخص نے دستاویز لکھی یا کسی سے لکھوائی پھر دستخط یا مہر لگا کر کسی کو دے دی تو یہ دستاویز زبانی اقرار کی طرح معتبر اور قابل رعایت ہوگی اگر اس دستاویز کو قواعد و عادت کے مطابق لکھا گیا ہے تو یہ اقرار بالکتابت کی مثل ہے اور جو دستاویز ''قبض الوصول'' کہلاتے ہیں، وہ بھی اسی حکم میں ہیں۔

(دفعہ 1610) اگر کسی نے دستاویز لکھی یا کسی سے لکھوائی پھر اس پر دستخط کر دیئے یا مہر لگا دی اور بعد میں اس دستاویز میں مندرج قرض سے انکار کر دیا تو اس کا انکار معتبر نہیں ہوگا اور اس پر قرض کی ادائیگی لازم ہوگی اور اگر اس نے اس بات کا انکار کیا کہ یہ دستاویز اس کی لکھی ہوئی نہیں ہے تو اس کے خط اور مہر کے مشہور و معروف ہونے کی صورت میں اس کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اگر اس شخص کے خط اور مہر معروف نہ ہوئے تو اس انکار کرنے والے سے اسی طرح کا ایک اور خط لکھوایا

جائے گا اور اسے خطاط کو دیکھایا جائے گا، پس اگر اس نے کہا: یہ دونوں تحریریں ایک ہی شخص کی ہیں تو اسے قرض کی ادائیگی کے لئے مجبور کیا جائے گا۔

حاصل کلام یہ کہ اگر دستاویز دھوکہ دہی سے پاک ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا لیکن اگر اس میں شبہ ہو اور مقروض اس سند و دستاویز کا انکاری ہو اور قرض کا بھی اصلاً انکار کرتا ہو تو مدعی (plaintiff) کے مطالبہ کرنے پر اس شخص سے قسم لی جائے گی کہ یہ سند و دستاویز اس کی نہیں اور یہ شخص مدعی کا مقروض نہیں ہے۔

(دفعہ 1611)　اگر کسی نے قواعد کے مطابق قرض کی دستاویز لکھ کر دے دی پھر اس کا انتقال ہو گیا تو اگر ورثاء کو اس بات کا اعتراف ہے کہ یہ دستاویز متوفی کی ہے تو اُن پر لازمی ہے کہ اس کے ترکہ میں سے اس قرض کی ادائیگی کریں لیکن اگر ورثاء اس دستاویز کا انکار کریں تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا، علاوہ اس صورت کے جب کہ اُس کا خط اور مہر معروف ہو (تو پھر عمل کیا جائے گا)۔

(دفعہ 1612)　اگر مرنے والے کے ترکہ میں ایک تھیلی ملے جس پر مرنے والے کے خط سے لکھا ہو کہ یہ تھیلی فلاں شخص کا مال ہے اور میرے پاس بطورِ امانت ہے تو وہ شخص ترکہ میں سے اس تھیلی کو حاصل کرے گا اور اسے کسی اور طرح سے دلائل ملکیت پیش کرنے کی حاجت نہیں ہوگی۔

''اس کتاب کو ''9 جمادی الاولیٰ 1293ھ'' میں تحریر کیا گیا''

[محقق مجلّہ ہذا، بسام عبدالوہاب کی تحقیق کے مطابق یہ تاریخ ''یکم جون ۱۸۷۶ء'' کے موافق ہے]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چودھویں کتاب

دعویٰ کے بارے میں

(LAWSUIT/CLAIMS/ACTIONS)

اِس میں ایک مقدمہ اور دو باب ہیں

مُقَدِّمَہ

بعض فقہی اصطلاحات کے بارے میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE)

(دفعہ 1613) **دعویٰ** (claim) :

کسی شخص کا دوسرے شخص سے حاکم کے سامنے اپنے حق کو طلب کرنا، حق طلب کرنے والے کو **"مدعی"** (plaintiff) اور جس سے طلب کیا جائے، اُسے **"مدعی علیہ"** (defendant) کہتے ہیں۔

(دفعہ 1614) **مُدَّعَیٰ** (claimed thing) :

جس شئی کا **مدعی** مطالبہ کرے اُسے **"مدعی بہ"** (subject matter of the action) بھی کہتے ہیں۔

(دفعہ 1615) **تناقض** (estoppel) :

مدعی سے صادر ہونے والا ایسا کلام جو اسکے دعویٰ کے خلاف ہو یعنی ایسا کام جو اسکے دعویٰ کے بطلان کا باعث بنے۔

پہلا باب

شروطِ دعوی، احکام دعوی اور دفع دعوی کے بارے میں

(CONDITIONS AND FUNDAMENTAL RULES RELATING TO AN ACTION AND THE DEFENCE THERE TO)

اِس باب میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل

صحت دعوی کی شرائط کے بارے میں

(CONDITIONS FOR THE VALIDITY OF AN ACTION)

(دفعہ 1616) مدعی (plaintiff) اور مدعی علیہ (defendant) کا عاقل ہونا شرط ہے۔

اسی لئے مجنون اور ناسمجھ بچے کا دعوی صحیح نہیں ہے، البتہ اِن کے ولی اور وصی کا مدعی اور مدعی علیہ بننا صحیح ہے۔

(دفعہ 1617) مدعی علیہ (defendant) کا معلوم ہونا بھی شرط ہے۔

اسی لئے اگر مدعی (plaintiff) نے یوں کہا: فلاں جگہ والوں میں سے ایک شخص پر، یا فلاں جگہ والوں پر میرا اتنا قرض ہے تو یہ دعویٰ صحیح نہیں ہوگا اور مدعی پر لازم ہوگا کہ مدعی علیہ کو متعین کرے۔

(دفعہ 1618) بوقت دعویٰ فریق مخالف کا موجود ہونا بھی شرط ہے۔

اگر مدعی علیہ (defendant) محکمہ میں آنے اور اپنے وکیل کو بھیجنے سے انکاری ہو تو اس کے حق میں جو معاملہ کیا جائے گا اس کا بیان ''کتاب القضاء'' میں آئے گا۔

(دفعہ 1619) ''مدعی بہٖ'' (subject matter of the action) کا معلوم ہونا بھی شرط ہے۔

اسی لئے اگر مدعی بہ مجہول ہو تو اس کا دعویٰ صحیح نہیں ہے۔

(دفعہ 1620) ''مدعی بہ''(subject matter of the action)اشارے سے، بیانِ وصف سے اور تعریف کرنے سے معلوم ومتعین ہوجائے گا اور اگر مدعی بہ مالِ منقولہ میں سے ہے اور مجلس دعوی میں موجود ہے تو اس کی جانب اشارہ کرنا کافی ہوگا اور اگر وہاں موجود نہ ہوتو اس کی صفات وتعریف اور قیمت بیان کردینے سے معلوم ہوجائے گا اور اگر مدعی بہ مالِ غیر منقولہ ہے تو اس کی حدود بیان کرنے سے متعین ہوجائے گا اور اگر مدعی بہ قرض ہے تو اس کی جنس، نوع اور مقدار بیان کرنا لازمی ہے، مزید تفصیل آرہی ہے۔

(دفعہ 1621) اگر مدعی بہ (subject matter of the action)مالِ منقولہ اور مجلس میں حاضر ہے تو مدعی اس کی جانب اشارہ کرکے یوں دعویٰ کرے کہ یہ شئی میری ہے اور اس شخص نے بغیر حق کے اس پر قبضہ جمارکھا ہے، لہٰذا میں مطالبہ کرتا ہوں کہ مجھے میری شئی دلادی جائے اور اگر مدعی بہ مجلس میں حاضر وموجود نہ ہو لیکن بغیر خرچ کے اسے مجلس میں لاناممکن ہو تو اسے مجلس عدالت میں لایا جائے گا تاکہ دعویٰ شہادت اور قسم میں اس کی جانب اشارہ کیا جاسکے اور اگر بغیر خرچ کے اس کالاناممکن نہ ہو تو مدعی (plaintiff)اس شئے کی تعریف اور قیمت بیان کرے گا لیکن غصب اور رہن کے دعویٰ میں قیمت کا بیان کرنا ضروری نہیں مثلاً یوں کہا: میری زمرد کی انگوٹھی غصب کی گئی ہے تو اس کا دعویٰ صحیح ہوگا اگرچہ قیمت بیان نہ بھی کرے، یا کہہ دے کہ مجھے قیمت معلوم نہیں۔

(دفعہ 1622) اگر مدعی بہ (subject matter of the action) مختلف جنس ونوع اور صفات کی اشیاء ہوں تو ان کی مجموعی قیمت کا ذکر کافی ہوگا اور یہ لازمی نہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ قیمت بیان کی جائے۔

(دفعہ 1623) اگر مدعی بہ (subject matter of the action) جائیداد غیر منقولہ ہے تو لازمی ہے کہ شہر، محلّہ، قریہ، گلی اور حدودِ اَربعہ (چہارطرفی حدود) کو بیان کردیا جائے، یا حدودِ ثلاثہ (سہ طرفی حدود) کو بیان کردیا جائے اور اگر حدود مملوکہ ہیں تو ان کے اصحاب کے نام بمع باپ دادا کے ناموں کے ساتھ بیان کردیئے جائیں لیکن اگر وہ اصحاب مشہور ومعروف ہوں تو اب صرف ان کا نام ہی کافی ہے، باپ دادا کے نام کی حاجت نہیں، اسی طرح اگر جائیداد اتنی مشہور ہو کہ اس کے حدود بیان کرنے کی حاجت نہ ہو تو اب دعویٰ وشہادۃ میں حدود کا بیان بھی ضروری نہیں، اسی طرح اگر مدعی (plaintiff) نے یہ کہہ کر دعوی کیا کہ وہ جائیداد جس کی حدود میری اس سند میں لکھی ہوئی ہیں، وہ میری ہے تو اس کا دعویٰ صحیح ہے۔

(دفعہ 1624) اگر مدعی نے حدود تو صحیح بیان کئے لیکن جائیداد کی پیمائش و مقدار میں غلطی کررہا ہو تو یہ بات صحت دعویٰ کے لئے مانع نہیں ہوتی۔

(دفعہ 1625) جائیداد غیر منقولہ (real property) کی قیمت کے دعویٰ میں حدود کا بیان کرنا لازمی نہیں ہے۔

(دفعہ 1626) اگر مدعی بہ (subject matter of the action) قرض ہے تو مدعی پر لازم ہے کہ وہ اس کی جنس و نوع اور مقدار و وصف کو بیان کرے۔

مثلاً اِس طرح اُس کی جنس بیان کرے کہ سونا یا چاندی، نوع بیان کرے کہ عثمانی سکہ یا انگریزی سکہ، وصف بیان کرے کہ خالص سکہ یا مغشوشہ سکہ اور مقدار بیان کرے مثلاً ایک ہزار۔

لیکن اگر دعویٰ میں مطلقاً یہ کہا: اتنے قرش تو بھی صحیح دعویٰ ہوگا اور معاملہ شہر میں رائج قرش کے مطابق ہوگا اور اگر شہر میں دو اقسام کے قرش رائج ہوں اور ان کے مابین تفاوت بھی ہو تو ان میں سے اولیٰ مراد ہوگا۔

مثلاً کسی نے کہا: اتنے ''بِشْلِک'' ہیں تو اب یہ بشلک سیاہ (black pieces of coin) مراد ہوں گے جو کہ مخلوط دھات کا سکہ ہے (''بِشْـــــــلِک''، سلطنت عثمانیہ میں رائج کرنسی کی ایک مخصوص قسم تھی، یہ ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی مخمس، خماسی کے آتے ہیں، اس کی دو اقسام تھیں: (۱) **''بشلک اسود''** جو کہ سو میں سے پانچ روپے کے برابر تھا اور (۲) **''بشلک ابیض''** جو کہ ریال مجیدی کے چوتھائی حصہ کے مقابل تھا یعنی اُس وقت ریال مجیدی کے بیس حصے تقسیم ہوتے تھے اور ایک بشلک ابیض ان میں سے پانچ حصوں کے برابر شمار ہوتا تھا تو پورا ریال مجیدی چار بشلک ابیض کے برابر ہوتا تھا)۔

(دفعہ 1627) اگر مدعی بہ (جس شے کا دعویٰ کیا جائے) مال ہو تو ملکیت کا سبب بیان کرنا لازمی نہیں بلکہ مدعی کا مطلقاً ملکیت کا دعویٰ بایں الفاظ کہ یہ مال میرا ہے کہہ دینا ہی صحیح و کافی ہوگا لیکن اگر مدعی بہ (subject matter of the action) قرض ہے تو اس قرض کے سبب وغیرہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا یعنی سوال کیا جائے گا کہ کیا یہ قرض مبیع کے ثمن کا ہے، یا اُجرت کی وجہ سے ہے، یا کسی اور سبب سے، الغرض اس سے دریافت کیا جائے گا کہ یہ قرض کس سبب سے عائد ہوا۔

(دفعہ 1628) اقرار کا حکم ''مقربہٗ'' (subject matter of the admission) کا ظاہر ہونا ہے نا کہ اُس کا پیدا ہونا، اسی لئے اقرار ''ملکیت'' کا سبب نہیں بنتا ہے۔ مثلاً اگر کسی مدعی نے مدعی علیہ (defendant) پر کسی شئے کا دعویٰ کیا اور اس دعویٰ کا سبب صرف مدعی علیہ کا اقرار بیان کیا تو اس کا دعویٰ نہیں سنا جائے گا۔

مثلاً مدعی نے دعویٰ کیا: یہ میرا مال ہے اور جس کے قبضہ میں میرا مال ہے، اس نے بھی میرے مال ہونے کا اقرار کرلیا ہے تو اب اس کا دعویٰ سنا جائے گا لیکن اگر کسی نے یوں دعویٰ کیا: یہ اِس لئے میرا مال ہے کہ جس شخص کے قبضہ میں یہ مال ہے، اُس نے اقرار کیا ہے کہ یہ میرا مال ہے تو ایسی صورت میں اس شخص کا دعویٰ نہیں سنا جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے یوں دعویٰ کیا: میرے اتنے قرش اُس فلاں شخص کے ذمہ قرض ہیں اور اُس شخص نے اقرار بھی کرلیا ہے کہ وہ میرا اتنے قرش کا مقروض ہے تو اب اس کا دعویٰ سنا جائے گا لیکن اگر اس نے یوں دعویٰ کیا: میرے اتنے قرش اُس فلاں شخص کے ذمے ہیں، اس لئے کہ اُس شخص نے اقرار کیا ہے کہ وہ میرے اتنے قرش کا مقروض ہے تو اب ایسی صورت میں اس کا دعویٰ نہیں سنا جائے گا (اس دفعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اقرار سے صرف حکم ظاہر ہوتا ہے کسی کے لئے سبب ملکیت اَز سرِنو پیدا نہیں ہوجاتا مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے کے لئے کسی شئ کا اقرار کرلیا تو اب اگر وہ شئ پہلے ہی سے دوسرے شخص کی تھی تو اس شئے کا حکم ظاہر ہوجائے گا لیکن اگر وہ شئے پہلے سے دوسرے شخص کی نہ تھی تو محض اقرار کرنے سے وہ شخص اس شئے کا مالک نہیں ہوگا یعنی اقرار حق ملکیت کو ظاہر کردیتا ہے حق ملکیت کو پیدا نہیں کرتا)۔

(دفعہ 1629) مدعیٰ بہ (subject matter of the action) کا قابل ثبوت ہونا بھی شرط ہے۔

لہٰذا اگر کسی نے ایسی شئ کا دعویٰ کیا جس کا وجود عقلاً یا عادۃً محال ہے تو اس کا دعویٰ صحیح نہیں ہوگا، مثلاً کسی شخص نے اپنے سے بڑی عمر والے شخص یا ایسے شخص کے لئے جس کا نسب معروف ہے، اپنے (حقیقی) بیٹے ہونے کا دعویٰ کردیا تو اس کا دعویٰ صحیح نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1630) مدعیٰ علیہ کے لئے شرط ہے کہ وہ ایسا ہو کہ جس پر ثبوتِ دعویٰ کی بابت حکم لگایا جاسکے یا اس پر کسی شئ کو لازم کیا جاسکے۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو کوئی شئ بطور عاریت دی پھر ایک تیسرے شخص نے یہ کہہ کر دعویٰ کردیا کہ میں بھی اس شخص سے متعلق ہوں، لہٰذا مجھے بھی عاریت دی جائے تو اس کا دعویٰ صحیح نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر ایک شخص نے کسی دوسرے کو مخصوص کام کے لئے وکالت دی پھر ایک تیسرے شخص نے یہ کہہ کر دعویٰ کردیا کہ میں اس شخص کا پڑوسی ہوں اور وکالت کا زیادہ حق دار ہوں، لہٰذا مجھے بھی وکالت دی جائے تو اس کا دعویٰ صحیح نہیں ہوگا، اس لئے کہ ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ جسے چاہے اپنا مال عاریت پر دے اور جسے چاہے اپنے معاملات کی وکالت دے اور اس قسم کے دعاوی پر اگر غور بھی کیا جائے تو بھی مدعیٰ علیہ پر کوئی حکم نہیں ہوگا۔

دوسری فصل

دفع دعوی کے بارے میں

(THE DEFENCE TO AN ACTION)

(دفعہ 1631) دفع دعویٰ سے مراد مدعی علیہ (defendant) کی جانب سے ایسا دعوی جو مدعی (plaintiff) کے دعوی کو دفع کر دے۔

مثلاً ایک شخص نے کسی پر مقررہ قرش قرض کا دعویٰ کیا اور مدعی علیہ نے کہا: میں نے یہ قرض ادا کر دیا تھا، یا کہا: تم نے مجھے اس قرض سے بری الذمہ کر دیا تھا، یا ہم نے اس پر صلح کر لی تھی، یا کہا: یہ رقم قرض نہیں ہے بلکہ اس مال کا ثمن ہے جسے میں نے تمہیں فروخت کیا تھا، یا کہا: فلاں شخص کے ذمہ میرا اس قدر مطالبہ تھا اور میں نے اس کا حوالہ دیا تھا لہٰذا تم نے اس کے عوض مجھے رقم دی تھی تو ایسی صورت میں مدعی علیہ نے مدعی کے دعوی کو دفع کر دیا۔

اسی طرح اگر ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میرا فلاں شخص پر اتنا قرض تھا تم نے اس کی کفالت لی تھی تو مدعی علیہ نے کہا: مقروض نے وہ قرض ادا کر دیا تھا تو مدعی کا دعویٰ دفع ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے ایسے مال کا دعویٰ کیا جو دوسرے شخص کے ہاتھوں میں ہے کہ وہ میرا مال ہے اور مدعی علیہ نے جواباً کہا: یہ تو وہی مال ہے کہ جب فلاں شخص نے اس پر دعویٰ کیا تھا تو تم نے شہادت دی تھی کہ یہ میرا (مدعا علیہ کا) مال ہے تو اب اس (مدعا علیہ) نے مدعی کے دعویٰ کو دفع کر دیا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے میت کے ترکہ میں سے اتنی رقم کا دعویٰ کیا اور ورثاء کے انکار کرنے پر اس کا ثبوت بھی پیش کر دیا پھر ورثاء نے دعویٰ کیا کہ متوفی نے اس رقم کو اپنی زندگی ہی میں ادا کر دیا تھا تو مدعی کے دعویٰ کو دفع کر دیا۔

(دفعہ 1632) جس شخص نے ''دفع دعویٰ'' کا دعویٰ کیا اور اسے ثابت کر دیا تو مدعی (plaintiff) کا دعوی دفع ہو جائے گا اور اگر ثابت نہ کیا تو ''مدعی اصلی'' سے ''صاحب دفع'' کے مطالبہ کی بابت حلف لیا جائے گا پس اگر مدعی اس حلف سے انکار کرے تو مدعی علیہ کی جانب سے کیا گیا ''دفع دعویٰ'' ثابت ہو جائے گا اور اگر حلف اُٹھا لیا تو دعویٰ اصل کی جانب لوٹ جائے گا۔

(دفعہ 1633) اگر ایک شخص نے دوسرے پر مقررہ رقم کا دعویٰ کیا اور مدعی علیہ (defendant) نے کہا: میں نے تمہیں فلاں شخص اِس رقم کا بطور حوالہ دے دیا تھا اور تم دونوں نے (محال علیہ اور مدعی) اسے قبول بھی کرلیا تھا اگر مدعی علیہ نے یہ بات محال علیہ (transferee) کی موجودگی میں ثابت کی تو اس نے مدعی کے دعویٰ کو دفع کر دیا اور اس کے مطالبہ سے خلاصی پالی اور اگر محال علیہ موجود نہ تھا تو اب دفع دعویٰ محال علیہ کے حاضر ہونے پر موقوف رہے گا۔

تیسری فصل

کون فریق ہوسکتا ہے اور کون نہیں ہوسکتا

(PARTIES TO AN ACTION)

(دفعہ 1634) اگر کسی شخص نے کسی شئے کا دعویٰ کیا اور مدعی علیہ کے اقرار کرنے پر کوئی حکم مترتب ہوتا ہے تو اب انکارِ دعویٰ کی صورت میں مدعی علیہ فریق قرار پائے گا اور اس بارے میں دلائل قائم ہوں گے اور اگر مدعی علیہ کے اقرار کرنے پر کوئی حکم مترتب نہیں ہوتا تو اب انکارِ دعویٰ کرنے کے باوجود بھی وہ فریق نہیں ہوگا۔

مثلاً ایک اہل پیشہ شخص آیا اور اس نے دعویٰ کیا: تمہارا فلاں وکیل میرے پاس آیا تھا اور مجھ سے مال لے گیا لہٰذا مجھے اس کی قیمت ادا کرو، ایسی صورت حال میں اگر مدعی علیہ انکار کرے گا تو وہ فریق مدعی قرار پائے گا، اس لئے کہ اقرار کرنے کی صورت میں اسے مال کی قیمت ادا کرنا پڑے گی اور ایسی حالت میں مدعی کا دعویٰ اور دلائل قابل سماعت ہوں گے۔

لیکن اگر مدعی نے یوں دعویٰ کیا: تمہارے وکیل خریداری نے مال خریدا ہے (لہٰذا مجھے اس کی قیمت ادا کرو) مگر مدعی علیہ نے اس سے انکار کردیا تو اب اس انکار کی بناء پر وہ مدعی کا فریق نہیں ہوگا، اس لئے کہ اگر مدعی علیہ اقرار کربھی لیتا تو بھی وہ مال کی قیمت ادا کرنے پر مجبور نہیں ہوتا، ایسی صورت حال میں مدعی کا دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوتا۔

(لیکن یاد رہے کہ) ولی، وصی اور متولی اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں۔

اس لئے کہ اگر کسی شخص نے مالِ یتیم یا مالِ وقف پر دعویٰ کردیا کہ وہ میرا مال ہے تو ولی، وصی یا متولی کے اقرار کرنے پر کوئی حکم مترتب نہیں ہوسکتا کیونکہ اُن کا اقرار نافذ ہی نہیں ہوتا ہے، البتہ اُن کا انکار کرنا صحیح ہوتا ہے اور ایسی صورت میں مدعی کا دعویٰ اور دلائل قابل سماعت ہوتے ہیں لیکن ولی، وصی اور متولی کا اپنے کئے ہوئے عقد کی بابت اقرار معتبر ہوگا، مثلاً بچے کے ولی نے شرعی اُصول کے مطابق بچے کا مال فروخت کیا اور اس معاملے سے متعلق مشتری نے دعویٰ کردیا تو اب ولی کا اقرار بھی معتبر ہوگا۔

(دفعہ 1635) کسی شئی کے دعویٰ میں فریق صرف صاحب قبضہ شخص ہی ہوگا۔

مثلاً کسی شخص نے گھوڑا غضب کر کے دوسرے شخص کو فروخت کر دیا اور گھوڑے کا اصل مالک اسے واپس لینا چاہتا ہے تو وہ صرف اس شخص پر دعویٰ کرسکتا ہے جس کے قبضہ میں گھوڑا موجود ہے اور گھوڑا دینے کے بعد اگر وہ شخص اپنی دی ہوئی قیمت کا ضمان لینا چاہے تو وہ غاصب (usurper) پر دعویٰ کرسکتا ہے۔

(دفعہ 1636) اگر خریدے ہوئے مال کا کوئی مستحق نکل آیا اور اس نے دعویٰ کر دیا تو دیکھا جائے گا کہ مشتری نے مال پر قبضہ کرلیا ہے یا نہیں، اگر قبضہ کرلیا ہے تو دعویٰ اور شہادت میں یہی فریق ہوگا اور بائع کی حاضری شرط نہیں ہوگی، اگر قبضہ نہیں کیا تو دعویٰ اور شہادت کے وقت دونوں کی حاضری لازمی ہوگی، اس لئے کہ مشتری مال کا مالک ہے اور بائع صاحب قبضہ ہے۔

(دفعہ 1637) ودِیع وموِدع، مستعیر ومعیر، مستأجر وموٗجر، مرتھن وراہن کا بیک وقت حاضر ہونا ضروری ہے اگر ودیعت کا دعویٰ ودیع پر ہو یا مستعار کا مستعیر پر یا ماٗجور کا مستأجر پر یا مرہون کا مرتھن پر، لیکن اگر ودیعت، مستعار، ماٗجور یا مرہون کو غضب کرلیا گیا ہو تو ودیع، مستعیر، مستأجر اور مرتھن کو حق حاصل ہوگا کہ وہ غاصب (usurper) پر دعویٰ کریں، مالک کا حاضر ہونا لازمی نہیں ہے اور نہ ہی مالک کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ اِن لوگوں کی غیر موجودگی میں اکیلا ہی دعویٰ دائر کرے۔

(دفعہ 1638) ودیع، مشتری کا فریق نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا اگر کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ فلاں مکان جو فلاں شخص کے پاس بطور ودیعت ہے میں نے اس مکان کو اس کے مالک سے خرید لیا ہے تو اب اسے میرے سپرد کیا جائے، ودیع نے جواباً کہا: اسے فلاں شخص نے میرے پاس ودیعت رکھا ہے تو ایسی صورت میں مدعی کا دعویٰ بے اثر ہوجائے گا اور ودیعت رکھوائے جانے کی بابت کسی ثبوت کی ضرورت نہیں پڑے گی لیکن اگر مدعی نے کہا: ہاں، اس شخص نے یہ مکان تمہارے پاس بطورِ ودیعت رکھا تھا لیکن بعد میں اس نے مجھے فروخت کر دیا ہے اور مجھے وکالت دی ہے کہ میں تم سے اس مکان کو لے کر قبضہ کرلوں پھر اس نے اپنی بات کو ثابت بھی کر دیا تو اب وہ مکان ودیع سے حاصل کرے گا۔

(دفعہ 1639) ودیع ''مودِع'' کے قرض خواہ کے لئے حریف نہیں ہوسکتا ہے۔

اس لئے اگر قرض خواہ نے اپنے مطالبہ کو جو مودِع کے ذمہ ہے ودِیع کے سامنے ثابت بھی کر دیا تو بھی اسے اختیار حاصل نہیں ہوگا کہ ودیع کے پاس رکھے ہوئے مالِ ودیعت میں سے اپنے قرض کو حاصل کرے لیکن مودِع غائب پر جن لوگوں کا نفقہ واجب ہوتا ہے وہ اپنے نفقہ کے بارے میں ودِیع پر دعویٰ کرسکتے ہیں تاکہ مودِع غائب کے مال ودراہم میں سے انہیں اُن کا

حصہ دیا جائے کیونکہ وہ مال اِس کے پاس بطور امانت ہے (لیکن اگر مودع غائب کا مال عروض وعقار ہوں تو اس میں غیر جنس نفقہ ہونے کی وجہ سے انہیں کچھ نہیں ملے گا)۔

(**نوٹ از مترجم:** اس مقام پر ترکی سے عربی ترجمہ کرتے ہوئے مترجمین سے سہو ہوا ہے جس کی وجہ سے عبارت قدرے تبدیل ہوگئی ہے، شارحین مجلّہ نے اس کی جانب اشارہ فرمایا ہے لہٰذا ہم یہاں اُن کی اصل عبارات نقل کررہے ہیں، اہل علم حضرات توجہ فرمائیں۔ شرح مجلّہ، خالد اتاسی کی عبارت یوں ہے:

بناء عليه ليس للدائن أن يثبت طلبه الذى هو فى ذمة المودِع فى مواجهة الودِيع ولا أن يستوفى دينه من الوديعة التى عنده . هذا ما تعطيه عبارتها التركية والا كانت هذه الفقرة متناقضةً.

[شرح مجلّہ، محمد خالد الاتاسی، جلد 5 صفحہ 100، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ]

جبکہ شرح مجلّہ، علی حیدر کی عبارت بھی اسی مفہوم پر دلالت کررہی ہے:

لا يكون الودِيع خصماً لدائن المودِع ، فلذلك ليس للدائن أن يثبت فى مواجهة الوديع مطلوبه من المودع وأن يستوفى الدين من الوديعة التى لديه ولكن لمن كانت نفقته واجبة على الغائب أن يدعى نفقته على الوديع ليأخذها من الوديعة .

[درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، علی حیدر، جلد۴، صفحہ ۲۴۵، دار عالم الکتب، بیروت]

متن مجلّہ اور شارحین کی پیش کردہ عبارتوں میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ شرح کی عبارات میں اس جانب اشارہ ہے کہ دائن کو اختیار ہی نہیں کہ وہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرے جبکہ متن کی عبارت میں اختیار کی جانب اشارہ ہے۔ ہمارے سامنے اس وقت مجلّہ ہذا کے کئی نسخے ہیں جن میں قدیمی کتب خانہ، میر محمد کتب خانہ، دار ابن حزم بیروت اور ایک قدیم مطبوعہ نسخہ مکتبہ ادبیہ، بیروت سن اشاعت ۱۳۰۲ھ شامل ہیں، ان تمام ہی میں مذکورہ بالا سہو موجود ہے لہٰذا علمائے کرام دوران تدریس اس بارے میں تحقیق سے کام لیں، مزید تفصیل شرح مجلّہ و کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں)۔

(دفعہ 1640) مدیون (مقروض) کا مدیون قرض خواہ کا فریق نہیں ہوسکتا ہے۔

اسی لئے اگر کسی شخص کا میت پر قرض ہو تو وہ میت کے مقروض کے سامنے اپنے مطالبہ کو ثابت کرکے اس سے قرض کی رقم نہیں لے سکتا ہے۔

(دفعہ 1641) مشتری سے خریدنے والا بائع کا فریق نہیں ہوسکتا ہے۔

مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو مال فروخت کیا اور قبضہ کرنے کے بعد مشتری نے دوسرے شخص کو وہ مال فروخت کردیا تو بائع اول کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ مشتری ثانی سے یہ کہہ کر قیمت کا مطالبہ کرے کہ مشتری اول نے یہ مال مجھ سے خریدا تھا اور بغیر ادائیگی قیمت اس پر قبضہ کرلیا تھا، لہٰذا مجھے اس مال کی قیمت ادا کرو، مال کی قیمت ملنے تک میں اس مال کو روکے رکھوں گا، اس کا یہ دعویٰ مشتری ثانی کے بارے میں نہیں سنا جائے گا۔

(دفعہ 1642) اگر میت یا اس کے ورثاء پر کوئی دعویٰ ہو تو ورثاء میں سے کسی ایک کا فریق بننا صحیح ہے، لیکن اگر دعویٰ مالِ متروکہ کے کسی حصے پر ہے تو اب فریق وہی وارث بنے گا جس کے قبضہ میں وہ مال موجود ہے، دیگر ورثاء جن کے قبضہ میں وہ مال نہیں، وہ فریق نہیں بن سکتے ہیں۔

مثلاً میت کا جو مطالبہ کسی دوسرے شخص پر تھا تو اس بارے میں ورثاء میں سے کسی ایک کا دعویٰ کرنا صحیح ہے اور اس دعویٰ کے ثابت ہوجانے کے بعد مذکورہ مطالبہ کی رقم کا سارے ورثاء کے لئے حکم کیا جائے گا اور دعویٰ کرنے والے وارث کو اس بات کا اختیار نہیں ہوگا کہ وہ صرف اپنے حصہ پر قبضہ کرے اور دیگر ورثاء کے حصے چھوڑ دے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص ترکہ میں سے اپنے قرض کا دعویٰ کرنا چاہے تو کسی ایک وارث کی موجودگی میں بھی وہ دعویٰ کرسکتا ہے، چاہے اس وارث کے پاس ترکہ کا مال ہو یا نہ ہو پس اگر اس نے ایک وارث کی موجودگی میں قرض کا دعویٰ کیا اور اس وارث نے اقرار بھی کرلیا تو اس وارث کو اپنے حصے کے مطابق قرض کی ادائیگی کے لئے حکم دیا جائے گا اور اس وارث کا اقرار سارے ورثاء پر لاگو نہیں ہوگا اور اگر اس وارث نے اقرار نہیں کیا لیکن مدعی نے اس کی موجودگی میں اپنے دعویٰ کو ثابت کردیا تو اب تمام ورثاء کے لئے حکم کیا جائے گا اور اگر مدعی اپنے ثابت شدہ دعویٰ کے مطالبہ کو ترکہ میں سے لینا چاہے تو دیگر ورثاء کو یہ کہنے کا اختیار نہیں ہوگا کہ ہمارے سامنے بھی اپنے دعویٰ کو ثابت کرو، ہاں البتہ اُن ورثاء کو ''دفع دعویٰ'' کا اختیار ہوگا۔

اگر کسی شخص نے تقسیم ترکہ سے قبل یہ دعویٰ کیا کہ ترکہ میں جو گھوڑا ہے، وہ میرا ہے اور میں نے میت کے پاس ودیعت رکھا تھا تو ورثاء میں سے جس شخص کے پاس وہ گھوڑا موجود ہوگا وہی شخص حریف شمار ہوگا اور اگر مدعی اس بارے میں بقیہ ورثاء پر دعویٰ کرے گا تو اس کا دعویٰ نہیں سنا جائے گا اور اگر مدعی نے صاحب قبضہ وارث پر دعویٰ کیا اور اس کے اقرار کرنے پر حکم دے دیا گیا تو یہ اقرار دیگر ورثاء پر لاگو نہیں ہوگا اور یہ اقرار صرف اس کے حصے تک ہی نافذ ہوگا اور اس اقرار کرنے والے وارث کا جتنا

حصہ اس گھوڑے میں ہے، وہ مدعی کا ہے اور اگر صاحب قبضہ وارث انکار کرے اور مدعی اپنے دعویٰ کو ثابت کر دے تو اب تمام ورثاء کے لئے حکم کیا جائے گا۔

(دفعہ 1643) اگر ملکیت وراثت کے علاوہ کسی دوسرے سبب سے ہو تو کسی مشترکہ شئی کے شرکاء میں سے ایک شریک مدعی کے دعویٰ کے مقابلے میں دیگر شرکاء کے حصے کے لئے حریف نہیں ہوسکتا ہے۔

مثلاً کسی شخص نے شرکاء میں ایک شریک کے سامنے ایسے مکان پر ملکیت کا دعویٰ کیا جسے شرکاء نے باہم مل کر خریدا تھا اور مدعی نے اپنا دعویٰ ثابت بھی کر دیا اور حکم دے دیا گیا تو یہ حکم صرف شریک حاضر کے حصے تک ہی رہے گا دیگر شرکاء کے حصوں پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1644) ایسی اشیاء جن کا نفع عام ہو، مثلاً شارع عام وغیرہ تو ایسی اشیاء کے بارے میں عام افراد کے مدعی ہونے کی صورت میں ان کا دعویٰ سنا جائے گا اور مدعی علیہ پر حکم بھی کیا جائے گا۔

(دفعہ 1645) دو شہروں کے مابین مشترکہ منافع والی اشیاء مثلاً نہر یا چراگاہ کے بارے میں کئے گئے دعویٰ میں طرفین کے چند افراد کا حاضر ہونا بھی کافی ہوگا بشرط کہ اُن کی تعداد بہت زیادہ ہو لیکن اگر اُن کی تعداد زیادہ نہیں ہے تو اب بعض افراد کا حاضر ہونا کافی نہیں بلکہ سب افراد کی یا پھر اُن کے وکیلوں کی حاضری لازمی ہوگی۔

(دفعہ 1646) بستی کے باشندوں کی تعداد جب سو سے زیادہ ہو تو انہیں غیر محصور (indeterminate in number، بہت زیادہ) شمار کیا جائے گا۔

چوتھی فصل

تناقض کے بارے میں

(ESTOPPEL)

(دفعہ 1647) تناقض ''ملکیت'' کے دعویٰ کے لئے مانع ہوتا ہے۔

مثلاً کسی شخص نے کوئی شئے خریدنے کا ارادہ کیا اور پھر خریدنے سے قبل ہی اس کی ملکیت کا دعویٰ کر دیا تو اس کا دعویٰ ملکیت نہیں سنا جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے کہا: فلاں شخص پر میرا کوئی حق نہیں ہے پھر کسی شئے کا دعویٰ کر دیا تو اب اس کا دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے دوسرے پر یہ کہہ کر دعویٰ کیا کہ میں نے تمہیں اتنے دراہم دیئے تھے تاکہ تم فلاں شخص کو دے دو لیکن تم نے اسے نہیں دیئے وہ ابھی تک تمہارے پاس ہیں لہٰذا مجھے واپس دے دو لیکن مدعی علیہ نے انکار کر دیا پھر مدعی نے اس بارے میں دلائل پیش کر دیئے اور پھر مدعی علیہ نے رجوع کرتے ہوئے یہ کہہ کر دفع دعویٰ کا ارادہ کیا کہ ہاں تم نے مجھے اتنے درہم دیئے تھے اور میں نے فلاں شخص کو دے دیئے، جسے دینے کے لئے تم نے کہا تھا تو اب مدعی علیہ کا دفع دعویٰ نہیں سنا جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی نے ایسی دوکان پر ملکیت کا دعویٰ کیا جو کہ دوسرے شخص کے قبضہ میں ہے اور صاحب قبضہ شخص نے جواباً کہا، ہاں یہ دوکان تمہاری تھی لیکن تم نے فلاں تاریخ کو اسے میرے ہاتھوں فروخت کر دیا تھا، مدعی نے انکار کر دیا کہ میرے تمہارے مابین کوئی خرید وفروخت کا معاملہ ہوا ہی نہیں پھر مدعی علیہ نے اپنے مؤقف پر دلائل پیش کر کے اسے ثابت کر دیا اور مدعی نے رجوع کیا اور بایں طور دعویٰ کیا کہ ہاں میں نے فلاں تاریخ کو یہ دوکان تمہیں فروخت کی تھی لیکن وہ ''بیع بالوفا'' تھی، یا ''بیع فاسد'' تھی تو اب مدعی کا یہ دعویٰ نہیں سنا جائے گا۔

(دفعہ 1648) اگر کوئی شخص کسی مال کے بارے میں اقرار کرے کہ یہ مال کسی دوسرے شخص کا ہے تو اب اسی مال پر اپنی ملکیت کا دعویٰ صحیح نہیں ہے، اسی طرح کسی دوسرے کی جانب وکالۃً یا وصیۃً بھی اس مال پر دعویٰ کرنا صحیح نہیں ہے۔

(دفعہ 1649) اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو تمام تر دعاوی سے بری الذمہ قرار دے دیا تو اب اس کے بعد اسی شخص پر اپنے کسی مال کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں ہے لیکن کسی دوسرے کا ولی یا وصی ہونے کی صورت میں دعویٰ کرنا صحیح ہے۔

(دفعہ 1650) اگر کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ مال دوسرے شخص کا ہے تو اب بعد میں اس مال پر اپنی ملکیت کا دعویٰ نہیں کرسکتا ہے اس لئے کہ وکیل دعویٰ کبھی مال کو اپنی جانب بھی منسوب کرتے ہیں لیکن مقدمہ میں کوئی بھی اپنی ملکیت کو کسی دوسرے شخص کی ملکیت نہیں شمار کرتا۔

(دفعہ 1651) جیسا کہ ایک ہی حق دو افراد میں سے ہر ایک سے مکمل مکمل وصول نہیں کیا جا سکتا، اُسی طرح ایک ہی حق جو ایک ہی سبب سے لازم ہوا ہے اُس کا دعویٰ بھی دو افراد پر الگ الگ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

(دفعہ 1652) تناقض دو ایسے افراد کے کلام میں ثابت ہوسکتا ہے جو دو افراد بحکم متکلم ایک ہوں مثلاً وکیل اور موکل، وارث اور موَرث، لہٰذا اگر وکیل نے کوئی ایسا دعویٰ کیا جو اسی معاملے میں موَکل کے سابقہ دعویٰ کے منافی ہے تو یہ دعویٰ صحیح نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1653) فریق کی تصدیق کرنے کے بعد تناقض ختم ہو جاتا ہے۔

مثلاً ایک شخص نے دعویٰ کیا: فلاں شخص پر ایک ہزار روپے قرض ہیں پھر اسی مدعی نے دعویٰ کیا: وہ رقم کفالت کی وجہ سے ہے اور اس بات کی مدعی علیہ نے تصدیق بھی کر دی تو تناقض ختم ہو جائے گا۔

(دفعہ 1654) حاکم کے جھٹلانے سے تناقض ختم ہو جاتا ہے۔

مثلاً کسی شخص نے ایسے مال کے بارے میں اپنی ملکیت کا دعویٰ کیا جو دوسرے شخص کے قبضہ میں ہے اور مدعی علیہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ فلاں کا مال تھا میں نے اس سے خریدا ہے پھر مدعی نے اپنے دعویٰ پر دلائل پیش کر دیئے اور اس کا حکم دے دیا گیا تو محکوم علیہ بائع سے مال کی قیمت کے لئے رجوع کرے گا کیونکہ وہ تناقض جو اس کے اقرار کہ مال بائع کا ہے اور اس کی واپسی قیمت کے دعویٰ کے مابین واقع تھا وہ حاکم کے حکم اور اس کے اقرار کی تکذیب سے ختم ہو گیا ہے۔

(دفعہ 1655) اگر مدعی کی جانب سے معذرت پیش کی جائے اور معاملہ پوشیدگی وخفا والا ہو تو تناقض کو معاف کر دیا جائے گا۔ مثلاً ایک کرایہ دار نے اجارہ پر لئے ہوئے مکان پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کر دیا اور کہا: اس مکان کو اس کے باپ نے اُس وقت خریدا تھا جب کہ وہ (مدعی) چھوٹا تھا اور کرایہ پر لیتے وقت مدعی کو اس بارے میں کوئی خبر نہیں تھی پھر اس بابت دستاویز پیش کر دی تو اب اس مدعی کا دعوی قابل سماعت ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے مکان اجارہ پر لیا پھر بعد میں اسے علم ہوا کہ یہ مکان اسے بطورِ وراثت اپنے باپ کی جانب سے منتقل ہو گیا ہے تو اس شخص نے مکان پر اپنا دعویٰ کر دیا تو اس کا دعویٰ قابل سماعت ہوگا۔

(دفعہ 1656) ترکہ کی تقسیم کے لئے کہنا اِس بات کا اقرار ہے کہ مالِ مقسوم، مشترکہ ہے، اسی لئے اگر کسی شخص نے تقسیم کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ تقسیم شدہ مال میرا تھا تو یہ تناقض ہوگا۔

مثلاً ورثاء میں سے کسی ایک نے تقسیم کے بعد یہ دعوی کیا کہ تقسیم شدہ اشیاء میں سے ایک شئ میں نے متوفی سے خرید لی تھی، یا متوفی نے اپنی زندگی ہی میں وہ شئ مجھے ہبہ کر دی تھی تو اس کا دعویٰ نہیں سنا جائے گا لیکن اگر کہا: متوفی نے یہ شئ مجھے بچپن میں ہبہ کی تھی اور تقسیم کے وقت مجھے اس کے بارے میں معلوم نہیں ہوسکا تو اب وہ معذور ہوگا اور اس کا دعویٰ قابل سماعت ہوگا۔

(دفعہ 1657) اگر دو باتوں کے مابین تناقض ہو لیکن اُن کے درمیانی توفیق و تطبیق ممکن ہو اور مدعی اُن کے مابین توفیق و تطبیق کر دے تو تناقض ختم ہو جائے گا۔

مثلاً ایک شخص نے مکان کے کرایہ دار ہونے کا اقرار کیا پھر دعویٰ کیا کہ یہ اس کی ملکیت ہے تو اب اس کا دعوی نہیں سنا جائے گا لیکن اگر کہا: میں اس مکان کا کرایہ دار تھا پھر میں نے اسے خرید لیا تھا تو اب اس نے دونوں باتوں کے مابین تطبیق کر دی لہٰذا اس کا دعویٰ قابل سماعت ہوگا۔

اسی طرح ایک شخص نے دوسرے پر ایک ہزار روپے قرض کا دعویٰ کیا اور مدعی علیہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں نے تم سے کوئی قرض نہیں لیا اور نہ ہی میں تمہیں جانتا ہوں اور مدعی نے اپنے دعویٰ پر دلائل پیش کر دیئے پھر مدعی علیہ نے کہا: میں نے تمہیں رقم دے دی تھی، یا تم نے مجھے بری الذمہ کر دیا تھا تو اب مدعی علیہ کا دعویٰ نہیں سنا جائے گا کیونکہ اس کا یہ انکار تناقض ہے لیکن اگر مدعی کے دعویٰ کرنے کے بعد کہا: تمہارا مجھ پر کوئی قرض نہیں اور مدعی نے اس کا مدیون ہونا ثابت کر دیا پھر مدعی علیہ نے کہا، ہاں میں مقروض تھا لیکن میں نے قرض ادا کر دیا تھا، یا تم نے مجھے بری الذمہ قرار دے دیا تھا اور مدعی علیہ نے اپنی اس بات کو ثابت بھی کر دیا تو اب اس نے مدعی کے دعویٰ کو دفع کر دیا۔

اسی طرح اگر ایک شخص نے دوسرے پر ودیعت کا دعویٰ کیا اور مدعی علیہ نے کہہ کر انکار کر دیا کہ تم نے میرے پاس کوئی شئے ودیعت نہیں رکھی تھی اور مدعی نے اپنے دعویٰ کو ثابت کر دیا پھر مدعی علیہ نے ثابت ہو جانے کے بعد کہا: میں نے وہ شئ تمہارے سپرد کر دی تھی تو مدعی علیہ کا ''دفع دعویٰ'' نہیں سنا جائے گا اور اگر مالِ ودیعت بعینہ مدعی علیہ کے پاس موجود ہو تو اسے

لے لے، وگرنہ اس کی قیمت کا ضمان حاصل کرے لیکن اگر مدعی علیہ نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میرے پاس تمہاری کوئی ودیعت نہیں پھر مدعی نے اپنے دعویٰ کے دلائل پیش کیئے تو مدعی علیہ نے کہا کہ تمہاری ودیعت میرے پاس تھی لیکن میں نے تمہیں لوٹا دی تھی تو اب اس کا دعویٰ قابل سماعت ہوگا۔

(دفعہ 1658) اگر کسی شخص نے عقد صحیح کے معاملے کا اقرار کیا اور اقرار کے مطابق دستاویز پیش کی پھر دعوی کیا کہ وہ عقد تو ''بیع الوفاء'' یا ''بیع فاسد'' تھا تو اب اس کا دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوگا۔

مثلاً ایک شخص نے اپنے مکان کو ثمن معلوم کے بدلے میں دوسرے شخص کو فروخت کر دیا اور سپردگی کر دی پھر حاکم کے سامنے حاضر ہوا اور اقرار کیا کہ میں نے اپنا مکان جس کے حدود یہاں سے یہاں تک ہیں فلاں شخص کو اتنی قیمت میں بیع صحیح کے ساتھ فروخت کر دیا ہے اور اس اقرار کے مطابق شرعی دستاویز بھی پیش کر دی پھر بعد میں دعویٰ کیا کہ مذکورہ بیع تو ''بیع الوفاء'' یا ''بیع فاسد'' تھی تو اب اس شخص کا ایسا دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوگا۔

اسی طرح ایک شخص نے دوسرے سے اُن کے مابین دائر دعویٰ سے صلح کر لی اور حاکم کے سامنے اقرار کر لیا کہ صلح کا عقد صحیح تھا اور اس بارے میں دستاویز بھی پیش کر دی پھر بعد میں دعویٰ کیا کہ عقد صلح شرط فاسد کے ساتھ تھی تو اب اس کا دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1659) اگر کسی شخص نے کسی مال کو اپنی ملکیت قرار دیتے ہوئے دوسرے شخص کی موجودگی میں کسی شخص کو فروخت کر دیا اور سپردگی بھی کر دی پھر اس حاضر شخص نے دعویٰ کر دیا کہ یہ مال اِس کا ہے حالانکہ وہ مجلس بیع میں موجود تھا اور بغیر کسی عذر کے خاموش کھڑا رہا تو اب دیکھا جائے گا کہ وہ حاضر شخص بائع کے رشتہ داروں میں سے ہے یا نہیں، پس اگر اس کے رشتہ داروں میں سے ہے یا شوہر یا بیوی ہے تو اس کا حاضر ہونا اور خاموش رہنا اس کے دعویٰ کے لئے مانع نہیں ہوگا لیکن اگر مجلس بیع میں اس کی موجودگی اور بغیر کسی عذر کے خاموشی کے بعد مشتری نے اس شئ میں کوئی مالکانہ تصرف کیا، (مثلاً) عمارت (تھی) گرا دی یا (زمین تھی تو) درخت لگا دیئے اور اس شخص نے یہ سب دیکھا پھر بعد میں دعویٰ کیا کہ یہ میری ملکیت ہے یا اس شئے میں میرا حصہ ہے تو اس شخص کا دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوگا۔

دوسرا باب

حق مرورِ زمان کے بارے میں

(LIMITATION)

(دفعہ 1660) قرض، ودیعت، ملکیت، جائیداد غیر منقولہ، میراث اور جو دعاوی عمومی نہ ہوں اور وقف کی جائیداد غیر منقولہ کے متعلق کوئی دعوی جو کہ اصل وقف سے متعلق نہ ہو جیسا کہ مقاطعہ یا تَصَرُّف بِالاِجَارَ تَیْنِ اور تولیت مشروط اور آمدنی سے متعلق اگر پندرہ سال تک نہیں کئے گئے تو اس کے بعد قابل سماعت نہیں ہوں گے۔

(دفعہ 1661) متولی اور ایسے گزارہ پانے والے جن کا حق اصلِ وقف میں موجود ہو تو ان کا دعویٰ چھتیس سال تک قابل سماعت ہے لیکن چھتیس سال گزرنے کے بعد نہیں سنا جائے گا۔ مثلاً کسی شخص نے چھتیس سال تک ملکیت میں تصرف کیا پھر متولی وقف نے دعویٰ کیا کہ وہ میرے مالِ وقف میں شامل ہے تو اب اس کا دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1662) اگر دعویٰ طریق خاص، حق سیلانِ آب یا مملوکہ جائیداد کے حق شرب کا ہے تو پندرہ سال گزرنے جانے کے بعد وہ دعوی قابل سماعت نہیں ہوگا لیکن اگر وہ زمین وقف کی ہو تو متولی چھتیس سال کے اندر اس کا دعویٰ کرسکتا ہے اور سلطانی زمین میں طریق خاص، حق سیلانِ آب اور حق شرب کے متعلق دعویٰ دس سال تک چھوڑنے رہنے کے بعد قابل سماعت نہیں ہوگا جیسا کہ سلطانی زمین کی بابت دس سال گزرنے کے بعد کوئی دعویٰ قابل سماعت نہیں ہوتا ہے۔

(دفعہ 1663) اس باب مرور زمان میں سماع دعویٰ کے لئے مانع صرف وہی مدت شمار ہوگی جو کہ بغیر کسی عذر کے گزر گئی ہو اور جو مدت کسی عذر شرعی کی بناء پر گزر گئی ہو، مثلاً مدعی کا بچہ ہونا یا مجنون یا حواس باختہ ہونا، چاہیے اس کا کوئی وصی ہو یا نہ ہو، یا دوران سفر دور دراز علاقوں میں رہا ہو، یا اس کا خصم (مدعی علیہ) اس پر غالب رہا ہو تو ایسی مدت ''سماع دعوی'' کے لئے مانع شمار نہیں ہوگی، مثلاً مدعی کے نابالغی کے زمانے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ بلوغت کے بعد سے زمانہ کا شمار ہوگا، اسی طرح اگر مدعی کسی بااثر شخص کے زیر اثر رہا اور اس حالت میں اس کے لئے دعویٰ کرنا ممکن نہیں تھا تو ایسی مغلوبیت کی حالت قابل شمار نہیں ہوگی بلکہ مغلوبیت کے بعد سے مدت کا شمار ہوگا۔

(دفعہ 1664) سفر کی مدت تین دن یعنی اٹھارہ گھنٹے کی عمومی رفتار کی مسافت ہے۔(مسافت کے بارے میں علمائے اسلام کی مختلف آراء ہیں، علامہ غلام رسول سعیدی نے اس بارے میں جو تحقیق کی ہے وہ قابل دید ہے اس کے مطابق احناف کے نزدیک مفتی بہ قول ۱۸ فرسخ ہے جس کے ۵۴ شرعی میل ہوتے ہیں اور یہ انگریزی ۶۱ میل یعنی ۹۸ اعشاریہ ۳۴ کلومیٹر ہے،نعمت الباری،جلد۳،ص ۲۲۸،فرید بک سٹال لاہور)

(دفعہ 1665) دو ایسے شہروں کے باشندے جن کے مابین مسافت سفر تھی اور وہ دونوں ایک مرتبہ اس شہر میں یکجا بھی ہوئے تھے لیکن عدالتی کارروائی ممکن ہونے کے باوجود بھی کسی ایک نے بھی دوسرے شخص پر کسی شی کا دعویٰ نہیں کیا تو اس ملاقات کے بعد اگر مدت گزر جائے تو اب ان کا دعوی قابل سماعت نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1666) اگر کسی شخص نے دوسرے شخص پر خصوصاً حاکم کے سامنے کسی شئے کا دعوی پیش کیا لیکن اس بابت کوئی فیصلہ نہ ہوسکا اور پھر اسی عالم میں پندرہ سال گزر گئے تو اب یہ مدت ''سماع دعویٰ'' کے لئے مانع شمار نہیں ہوگی لیکن اگر دعوی یا مطالبہ حاکم کے سامنے نہیں تھا تو اب یہ مدت ''سماع دعویٰ'' کے لئے مانع شمار ہوگی، اسی لئے اگر کسی شخص نے حاکم کی مجلس کے علاوہ کسی دوسری جگہ دعوی کیا اور مطالبہ پیش کیا اور اسی عالم میں مدت گزر گئی تو اب اس کا دعوی نا قابل سماعت ہوگا۔

(دفعہ 1667) مدتِ سماعت کا شمار اس تاریخ سے ہوگا جب مدعی (plaintiff) میں مدعی بہ کے لئے دعوی کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگی، اسی لئے قرض مؤجل کے دعویٰ کی مدت اس وقت سے شمار ہوگی جبکہ ادائیگی کا مقررہ وقت آ گیا ہو کیونکہ مقررہ مدت سے قبل مدعی کو اس بارے میں دعویٰ کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی۔

مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے پر بایں طور دعویٰ کیا کہ میری تم پر فلاں شی کی اتنی رقم قرض ہے جو شئی میں نے پندرہ سال قبل تمہیں تین سال کے لئے اُدھار فروخت کی تھی تو اب اس شخص کا دعویٰ سنا جائے گا کیونکہ کہ مدت ادائیگی پر ابھی بارہ سال ہی گزرے ہیں۔

اسی طرح اگر وقف علی الاولاد میں شرط نسل درنسل کی مقرر ہو تو مدتِ سماع دعوی دوسری نسل کے لئے نسل اول کے ختم ہونے کے بعد سے شروع ہوگی کیونکہ دوسری نسل کو جب تک نسل اول موجود تھی، دعویٰ کرنے کی صلاحیت ہی نہیں تھی۔

اسی طرح مہر مؤجل کی بابت دعوی میں مدت طلاق یا وفات کے وقت سے شمار ہوگی کیونکہ مہر مؤجل طلاق یا وفات کی صورت ہی میں معجّل ہوتا ہے۔

(دفعہ 1668) مفلس (bankrupt) سے مطالبہ میں مدتِ سماعت، زوالِ افلاس کے بعد سے شمار ہوگی۔

مثلاً کسی شخص نے ایک ایسے شخص سے مطالبہ کیا جس کا افلاس (bankruptcy) پندرہ سال تک رہا اور اس کے بعد وہ خوش حال ہوگیا پھر مدعی نے دعویٰ کیا کہ فلاں وجہ سے میرا تم پر پندرہ سال پہلے کا قرض ہے اور چونکہ تم اس مدت میں مفلس رہے تھے، لہٰذا میرے لئے اس مدت میں دعویٰ کرنا ممکن نہیں تھا لیکن اب چونکہ تمہیں قرض کی ادائیگی پر قدرت حاصل ہے، لہٰذا میں مطالبہ کرتا ہوں تو اب اس کا دعویٰ سنا جائے گا۔

(دفعہ 1669) اگر کسی شخص نے بلا عذر دعویٰ چھوڑ رکھا اور مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق مدت گزر گئی تو اب یہ دعوی اس کی زندگی میں بھی نا قابل سماعت ہوگا اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کی جانب سے بھی نا قابل سماعت ہوگا۔

(دفعہ 1670) اگر مورث نے ایک مدت تک دعویٰ چھوڑے رکھا اور اس کے بعد اس کے وارث نے بھی کچھ عرصے دعوی نہیں کیا اور ان دونوں کی مجموعی مدت ''سماع دعویٰ'' کی مدت کے برابر ہوگئی تو اب وہ دعوی نا قابل سماعت ہوگا۔

(دفعہ 1671) ''بائع ومشتری، واہب وموہوب لہٗ'' وارث ومورث کی طرح ہیں۔

مثلاً ایک شخص پندرہ سال تک ایک مکان سے متصل زمین پر متصرف رہا اور صاحب مکان نے اسے کچھ نہ کہا پھر جب مکان فروخت کیا گیا تو مشتری نے دعوی کیا کہ اس زمین میں مکان کے لئے خاص راستہ ہے تو اس کا دعوی نہیں سنا جائے گا۔

اسی طرح اگر بائع اور مشتری کچھ عرصہ خاموش رہے اور ان دونوں کی مجموعی مدت ''سماع دعوی'' کی مدت کے برابر ہوگئی تو بھی مشتری کا دعوی نا قابل سماعت ہوگا۔

(دفعہ 1672) اگر کسی میت کا مال دوسرے شخص کے پاس تھا اور اس میت کے بعض ورثاء کے حق میں ''سماع دعویٰ'' کی مدت حائل ہوگئی اور بعض کے حق میں حائل نہ ہوئی، مثلاً نابالغ تھا پھر اس کے بعد اس وارث نے دعویٰ کیا اور اسے ثابت بھی کردیا تو اس کے حصے کے مطابق اسے دیا جائے گا اور یہ حکم بقیہ ورثاء کے حق میں جاری نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1673) کسی جائیداد کے کرایہ دار نے اگر اپنے کرایہ دار ہونے کا اقرار کرلیا تو پندرہ سال سے بھی زائد مدت گزر جانے پر بھی وہ اس کی ملکیت کا دعویٰ نہیں کرسکتا لیکن اگر وہ شخص کرایہ دار ہونے سے انکار کرے اور مالک اس پر اپنی ملکیت کا دعویٰ کرے اور کہے کہ میں نے اتنے سال قبل تمہیں کرایہ پر دیا تھا اور میں برابر کرایہ لیتا رہا ہوں پس اگر اس شخص کا کرایہ پر دینا معروف ہو تو اس کا دعوی سنا جائے گا، وگرنہ نہیں۔

(دفعہ 1674) مدت گزرنے سے حق ساقط نہیں ہوتا۔

اسی لئے اگر مدعی علیہ نے حاکم کے سامنے صراحۃً اقرار کرلیا کہ مدعی کا مجھ پر یہ حق ہے تو اگر چہ ''سماع دعوی'' کی مدت گزر چکی ہو اس کا اعتبار نہیں ہوگا اور مدعی علیہ کے افراد کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا لیکن اگر مدعی علیہ نے حاکم کے سامنے اقرار نہیں کیا مگر مدعی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے دوسری جگہ اقرار کیا ہے تو جس طرح سے اس کا اصل دعویٰ نا قابل سماعت تھا۔

اسی طرح اقرار کی بابت دعوی بھی نا قابل سماعت ہوگا، ہاں اگر مدعی نے مدعی علیہ کے اقرار کی بابت دعویٰ پر کوئی تحریری دستاویز پیش کردی جس میں مدعی علیہ کا خط ہے، یا اس کی مہر لگی ہوئی ہے اور اس دستاویز کی تاریخ سے اب تک ''سماع دعوی'' کی مدت نہیں گزری تو اب وہ دعوی قابل سماعت ہوگا۔

(دفعہ 1675) ایسی اشیاء جن کا نفع عمومی ہو ان کی بابت دعوی میں ''سماع دعوی'' کی مدت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

مثلاً عام راستہ، عمومی نہر، عمومی چراگاہ، لہٰذا اگر کوئی شخص کسی قریہ کی چراگاہ پر قابض ہو جائے اور پچاس سال تک اس پر متصرف رہے پھر اہل قریہ اس کے بارے میں دعوی کریں تو ان کا دعوی قابل سماعت ہوگا۔

'' اس کتاب کو ''9جمادی الاخر1293ھ'' میں تحریر کیا گیا ''

[محقق مجلّہ ہذا، بسام عبدالوہاب کی تحقیق کے مطابق یہ تاریخ ''یکم جولائی ۱۸۷۶ء'' کے موافق ہے]

پندرھویں کتاب

بَیِّنَات اور تَحْلِیْف کے بارے میں

(EVIDENCE AND ADMINISTRATION OF OATH)

اِس میں ایک مقدمہ اور چار اَبواب ہیں

مُقَدِّمَۃ

بعض فقہی اصطلاحات کے بارے میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE)

(دفعہ1676) **بَیِّنَۃٌ** (evidence): حجت قوی (مضبوط دلیل)۔

(دفعہ1677) **تواتر**(successively): ایک ایسی جماعت کی خبر جن کے جھوٹ ہونے پر متفق ہونے کو عقل جائز قرار نہ دے۔

(دفعہ1678) **ملک مطلق**(absolute ownership): ایسی ملکیت جو اسبابِ ملکیت میں سے کسی کے ساتھ مقید نہ ہو، مثلاً وراثت، خریداری اور جو ملکیت ایسے اسباب کے ساتھ مقید ہوا سے **"ملک بالسبب"**(indirect ownership) کہتے ہیں

(دفعہ1679) **ذوالید**(person in possession، قابض): جس کے ہاتھوں میں کوئی شئی بالفعل موجود ہو، یا اس شخص کا شئی پر مالکانہ تصرف ثابت ہو جائے۔

(دفعہ1680) **خارج** (outsider): جس شخص کا نہ تو بالفعل شئی پر قبضہ ہوا اور نہ ہی اس پر اُس کا مالکانہ تصرف ثابت ہو۔

(دفعہ1681) **تَحْلِیْفٌ** (administering the oath): فریقین میں سے کسی ایک کو قسم کھانے کے لئے کہنا۔

(دفعہ1682) **تَحَالُف**(taking the oath): فریقین کا قسم کھانا۔

(دفعہ1683) **تحکیم الحال** :

کسی شئی کو اسکے حال پر باقی رکھنے کا حکم، یہ اَز قبیل "اِسْتِصْحَابٌ"(presumption of continuity) ہے۔

پہلا باب

شہادت کے بارے میں

(WITNESS)

اِس باب میں آٹھ فصلیں ہیں

پہلی فصل

شہادت کی تعریف اور اِس کے نصاب کے بارے میں

(DEFINITION OF EVIDENCE AND NUMBER OF WITNESSES)

(دفعہ 1684) شہادت (witness/evidence) سے مراد لفظ شہادت کے ساتھ گواہی دینا یعنی اِس طرح کہنا: فلاں شخص کا جو حق فلاں شخص کے ذمہ پر ہے میں اِس کی حاکم کے سامنے اور فریقین کے موجودگی میں شہادت (گواہی) دیتا ہوں۔

جو شخص گواہی دے اُسے **''شاہد''**

جس کے لئے گواہی دے اُسے **''مَشْهُوْدٌ لَهُ''**

جس کے خلاف گواہی دے اُسے **''مَشْهُوْدٌ عَلَيْهِ''**

اور جس حق کو گواہی دی جائے اُسے **''مَشْهُوْدٌ بِهِ''** کہتے ہیں۔

(دفعہ 1685) حقوق العباد کے بارے میں شہادت کا نصاب دو مرد، یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوتا ہے لیکن ایسے مالی اُمور جن کی اطلاع عموماً مردوں کو نہیں ہوتی اُس کے بارے میں صرف تنہا عورتوں کی گواہی بھی قابل قبول ہوتی ہے۔

(دفعہ 1686) گونگے اور اندھے کی گواہی قابل قبول نہیں ہوتی۔

دوسری فصل

ادائے شہادت کی کیفیت کے بارے میں

(THE MANNERS OF GIVING EVIDENCE)

(دفعہ 1687) جو گواہی مجلس عدالت سے باہر دی جائے، اُس کا اعتبار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1688) گواہ کے لئے یہ بات لازمی ہے کہ وہ جس شئے کی شہادت دے، اُسے خود اِس گواہ نے دیکھا بھی ہو اور اسی طور پر اس کی گواہی دی جائے، سنی سنائی شہادت جائز نہیں یعنی گواہی دینے والا شاہد یوں کہے: میں نے لوگوں سے یوں سنا ہے لیکن اگر کسی شخص نے وقف کے معاملات میں یا کسی کی وفات کے بارے میں یہ کہا: میں نے معتبر لوگوں سے ایسا سنا ہے اِسی لئے میں ان باتوں کی شہادت دیتا ہوں تو اس کی شہادت قابل قبول ہوگی۔ ولایت، نسب، وقف اور موت کے بارے میں سماعی شہادت بھی بغیر کسی وجہ سماعت کی تفصیل بیان کئے قابل قبول ہوگی۔

مثلاً اگر یوں کہا: فلاں تاریخ میں فلاں شخص اس شہر کا والی یا حاکم تھا، یا کہا: فلاں شخص کا فلاں وقت میں وصال ہوا تھا، یا کہا: فلاں شخص فلاں کا بیٹا ہے میں اسے جانتا ہوں تو اگر اس نے یہ سب باتیں پورے یقین سے بیان کیں، چاہے اِن میں سماع کی تفصیل نہ بھی کی ہو (مثلاً میں نے فلاں شخص سے سنا تھا وغیرہ) پھر بھی یہ گواہی قابل قبول ہوگی اگر چہ ان معاملات کو اس شاھد نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور نہ ہی اس کی عمر اس معاملے کے برابر ہے۔

اسی طرح اگر کسی شاہد نے یہ نہیں کہا: میں نے لوگوں سے سنا ہے بلکہ اس نے یہ کہتے ہوئے گواہی دی کہ میں نے ان معاملات کو دیکھا تو نہیں لیکن یہ بات ہمارے مابین اسی طرح مشہور ہے تو اب اس کی گواہی قابل قبول ہوگی۔

(دفعہ 1689) اگر گواہی دینے والے نے لفظ ''اَشْهَدُ'' نہ کہا بلکہ کہا: میں فلاں معاملے کو جانتا ہوں ایسا ہی ہے، یا اس معاملے کے بارے میں خبر دے دی لیکن ''اَشْهَدُ'' کے ساتھ نہیں تو اب گویا اس نے شہادت نہیں دی، ہاں البتہ اگر حاکم نے اس بات کی خبر دینے کے بعد اس سے سوال کیا کہ کیا تم اس بارے میں گواہی دیتے ہو تو اس نے جواباً کہا، ہاں، میں گواہی دیتا ہوں تو اب اس کی شہادت ادا ہو جائے گی اور کسی معاملے کی تفتیش کرنے کے سلسلے میں لفظ ''شہادت'' کے ساتھ خبر دینا شرط نہیں ہے، اس لئے کہ وہ ''شہادتِ شرعیہ'' نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ تو صرف خبر ہوتی ہے۔

(دفعہ 1690) اگر مشہود لہ، مشہود بہ اور مشہود علیہ عدالت میں موجود ہوں تو شاہد کا بوقت شہادت اُن کی جانب اشارہ کر دینا کافی ہے اور مشہود لہ اور مشہود علیہ میں سے کسی کے بھی باپ، دادا کا نام وغیرہ بیان کرنا لازمی نہیں ہے اور اگر شہادت موکل غائب یا میت کے بارے میں ہو تو گواہ پر لازمی ہے کہ اس کے باپ، دادا کا نام بھی بیان کرے لیکن اگر وہ مشہور و معروف افراد ہیں تو صرف اسی کا نام کافی ہوگا کیونکہ اصل مقصود تو ان کی ذات کو معین و ممتاز کرنا ہے۔

(دفعہ 1691) جائیداد غیر منقولہ کے بارے میں شہادت دینے کیلئے اسکی حدود کا بیان کرنا بھی ضروری ہے لیکن اگر شاہد نے ''مشہود بہ'' کے حدود بیان نہیں کئے، البتہ وعدہ کیا کہ وہ اسے دیکھا کہ متعین کر سکتا ہے تو اسے جگہ دکھانے کے لئے کہا جائے گا۔

(دفعہ 1692) اگر مدعی نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ دستاویز میں جس جائیداد کے حدود لکھے ہوئے ہیں، وہ میرے ہیں اور اس دعویٰ کے بارے میں شاہدوں نے بھی شہادت دے دی کہ جس جائیداد غیر منقولہ کی حدود اس دستاویز میں لکھی ہیں وہ اس مدعی کی ملک ہے تو ان کی شہادت صحیح ہوگی۔

(دفعہ 1693) اگر کسی شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ مورث کا فلاں شخص کے ذمے اتنے رقم کا مطالبہ ہے اور شاہدوں نے بھی کہا کہ میت کا مدعی علیہ (defendant) پر اتنی ہی رقم کا مطالبہ ہے جسے دعویٰ میں بیان کیا گیا ہے تو اتنا کہہ دینا ہی کافی ہوگا زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں ہوگی اور وہ مطالبہ اب ورثاء کا حق ہو جائے گا اور اگر دعوی کسی شئے کا ہے یعنی فلاں شخص کے پاس مورث کا مال ہے تو بھی اسی طرح فیصلہ ہوگا۔

(دفعہ 1694) اگر کسی شخص نے ترکہ میں کسی دین کا مطابہ کیا کہ اتنی رقم ہے اور شاھدوں نے بھی گواہی دے دی کہ مدعی (plaintiff) کا میت پر اتنا ہی مطالبہ ہے جو دعوی میں بیان کیا گیا ہے تو یہ شہادت کافی ہوگی اور اس بات کی وضاحت کی کوئی ضرورت نہیں کہ مطالبہ ہذا میت کی موت تک باقی تھا، اسی طرح اگر دعوی کسی شی کے بارے میں ہے یعنی کوئی شئی میت کے پاس تھی تو اس کا فیصلہ بھی اسی طرح ہوگا۔

(دفعہ 1695) اگر ایک شخص نے دوسرے پر کسی قرض کا مطالبہ کیا پس اگر شاھدوں نے گواہی دے دی کہ بموجب دعوی واقعی مدعی علیہ (defendant) مدعی (plaintiff) کا مقروض ہے تو یہ شہادت کافی ہوگی لیکن اگر فریق مخالف نے گواہوں سے سوال کیا کہ وہ قرض بوقت دعوی بھی باقی تھا؟ اس کے جواب میں شاھدوں نے کہا: ہم نہیں جانتے تو اب ایسی صورت میں ان کی گواہی ردّ کر دی جائے گی۔

تیسری فصل

شہادت کی بنیادی شرائط کے بارے میں

(FUNDAMENTAL CONDITIONS AS TO THE GIVING OF EVIDENCE)

(دفعہ 1696) حقوق الناس کے بارے میں کسی شہادت کے لئے یہ شرط ہے کہ اس سے قبل دعویٰ کیا گیا ہو۔

(دفعہ 1697) جو دلیل خلاف محسوس قائم کی جائے وہ قابل قبول نہیں ہوگی۔

مثلاً کسی کی موت کی دلیل پیش کی جائے حالانکہ وہ سامنے زندہ موجود ہو یا کسی گھر کے تباہ ہونے پر دلیل پیش کی جائے حالانکہ وہ تعمیر موجود ہو تو ایسی دلیل نا قابل قبول ہوگی اور اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 1698) خلافِ متواتر کسی دلیل کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 1699) دلیل کو اظہارِ حق (to prove a right) کے لئے مشروع قرار دیا گیا ہے۔ اسی لئے ایسی شہادت جو فقط نفی کے لئے ہو قابل قبول نہیں ہوتی۔

مثلاً فلاں شخص نے یہ کام نہیں کیا اور فلاں شئی فلاں شخص کی نہیں ہے اور فلاں شخص فلاں کا مقروض نہیں ہے۔

البتہ نفی متواتر کی دلیل قابل قبول ہوتی ہے۔

مثلاً کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے فلاں شخص کو فلاں وقت فلاں جگہ پر اتنی رقم قرض دی تھی اور مدعی علیہ (defendant) نے تواتر کے ذریعہ ثابت کر دیا کہ اس وقت وہ اس جگہ پر تھا ہی نہیں بلکہ دوسری جگہ پر تھا تو اب تواتر کی دلیل کو قبول کر لیا جائے گا اور مدعی (plaintiff) کا دعویٰ نہیں سنا جائے گا۔

(دفعہ 1700) شہادت کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ قرض کے دفع یا نفع کے حصول کے لئے نہ ہو یعنی شہادت اس لئے نہ ہو کہ مضرت دور ہو جائے اور نفع حاصل ہو۔ اسی لئے ''اصل'' کی شہادت ''فرع'' کے حق میں اور ''فرع'' کی شہادت ''اصل'' کے حق میں قابل قبول نہیں ہوتی یعنی باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کی شہادت ان کی اولاد، واحفاد کے حق میں قبول نہیں ہوگی اسی طرح اولاد واحفاد کی شہادت ماں باپ، دادادادی، نانانانی کے حق میں قبول نہیں ہوگی۔

اسی طرح میاں بیوی کی ایک دوسرے کے بارے میں شہادت بھی قابل قبول نہیں ہوگی لیکن ان کے علاوہ جو دیگر رشتہ دار ہیں ان کی شہادت ایک دوسرے کے حق میں قبول کی جائے گی۔

اسی طرح جو شخص کسی دوسرے شخص کے خرچے پر گزارا کرتا ہو تو اس شخص کے حق میں اس کی گواہی بھی قبول نہیں ہوگی اور اجیر خاص (private employee) کی مستأجر (employer) کے حق میں شہادت بھی نا قابل قبول ہوگی لیکن اگر ایک شخص کے بہت سارے نوکر ہیں تو انکی ایک دوسرے کے بارے میں شہادت قابل قبول ہوگی۔ اسی طرح شرکاء میں سے ایک شریک کی دوسرے شریک کیلئے مالِ شرکت کے متعلق شہادت قبول نہیں ہوگی اسی طرح کفیل بالمال کی شہادت کہ اصیل نے مکفول بہ ادا کر دیا ہے ایسی شہادت کو قبول نہیں کیا جائے گا، ان معاملات کے ماسوا میں انکی ایک دوسرے کے متعلق شہادت کو قبول کیا جائے گا۔

(دفعہ 1701) دوست کی دوست کے لئے شہادت قابل قبول ہے لیکن اگر ان کی دوستی ایسی ہو کہ ان میں سے ہر ایک بلا تکلف دوسرے کے مال میں تصرف کرتا ہے تو اب ان کی ایک دوسرے کے لئے شہادت کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 1702) شہادت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ شاہد اور مشہود علیہ کے مابین کوئی دنیاوی دشمنی وعداوت نہ ہو۔ عداوت کا معاملہ عرف کے مطابق ہوگا (خدا کی پناہ! ہمارے زمانے میں تو اس وباء کا ہر جگہ مظاہرہ ہے، عرف کی ضرورت ہی نہیں پڑتی)۔

(دفعہ 1703) کسی کو اس بات کا اختیار نہیں کہ وہ ایک ساتھ شاہد (witness) بھی ہو اور مدعی بھی۔ اسی لئے وصی کی شہادت یتیم کے لئے اور وکیل کی شہادت اپنے موکل کے لئے قابل قبول نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1704) کسی شخص کی اپنے فعل پر دی گئی شہادت قابل قبول نہیں ہوگی۔ اسی لئے وکیلوں اور ایجنٹوں کی شہادت ان کے اپنے افعال کے بارے میں کہ ہم نے اس مال کو بایں طور فروخت کیا تھا وغیرہ قابل اعتبار نہیں ہوگی۔

اسی طرح کوئی حاکم اگر چہ اپنے شہر سے دور ہو لیکن ابھی معزول نہ ہوا ہو تو وہ اپنے صادر کئے گئے حکم کے خلاف شہادت نہیں دے سکتا، ہاں اگر وہ حاکم معزول ہونے کے بعد یہ شہادت دے کہ معزول ہونے سے قبل فلاں نے میرے سامنے اقرار کیا تھا تو اب اس کی شہادت کا اعتبار کیا جائے گا۔

(دفعہ 1705) شاہد کے لئے عادل ہونا بھی شرط ہے اور عادل سے مراد جس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر غالب ہوں۔

اس لئے جو شخص عادتاً لوگوں کی عزت وحرمت میں خلل انداز ہوتا ہو، مثلاً رقاص (dancers)، مسخرہ (comedian) اُن کی شہادت قابل قبول نہیں اور جس شخص کا جھوٹا ہونا مشہور ہو اُس کی شہادت بھی قابل قبول نہیں۔

چوتھی فصل

شہادت کا دعوی کے موافق ہونا

(RELEVANCY OF EVIDENCE TO THE POINT AT ISSUE IN THE ACTION)

(دفعہ 1706) شہادت (evidence) اگر دعوی کے موافق ہو تو قابل قبول ہے ورنہ نہیں لیکن موافقت کے لئے الفاظوں کا اعتبار ضروری نہیں معنی و مفہوم کی موافقت بھی کافی ہے۔

مثلاً ودیعت کے متعلق دعوی کیا جائے اور شاہد (witness) مدعی علیہ (defendant) کے اقرار ودیعت کی شہادت دیں یا پھر دعوی ''غصب'' (usurpation) کے متعلق کیا جائے گا اور شاہد (witness) مدعی علیہ (defendant) کے اقرارِ غصب کی شہادت دیں تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی۔

اسی طرح اگر مدیون دعوی کرے کہ اس نے قرض ادا کر دیا ہے اور شاہد بھی گواہی دے دیں کہ ہاں واقعی قرض خواہ نے اسے بری کر دیا تھا تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی۔

(دفعہ 1707) شہادت اور دعوی کے درمیان موافقت یا تو مکمل طور پر ہو یا پھر شہادت ''دعوی'' سے کم ہو۔

مثلاً مدعی نے دعوی کیا کہ یہ مال دو سال سے میری ملکیت میں ہے اور شاہدوں نے بھی یہی شہادت دی کہ یہ مال دو سال سے اس کی ملک ہے تو ان کی شہادت صحیح ہے۔ اسی طرح اگر اُنہوں نے شہادت دی کہ یہ مال ایک سال سے اس کی ملک ہے تو بھی ان کی شہادت صحیح ہے، اسی طرح اگر مدعی نے ایک ہزار کا دعوی کیا لیکن شاہدوں نے پانچ سو کی شہادت دی تو صرف پانچ سو کے بارے میں ان کی شہادت قبول کی جائے گی۔

(دفعہ 1708) اگر دعوی ''شہادت'' سے کم ہو تو اب شہادت صرف اسی صورت میں قبول کی جائے گی جبکہ دعوی اور شہادت کے مابین موجود اختلاف قابل توفیق ہو اور مدعی (plaintiff) ان کے مابین توفیق کر بھی دے تو اب اس کو قبول کر لیا جائے گا۔

مثلاً مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ مال دو سال سے میری ملک ہے لیکن شاہدوں نے شہادت دی کہ یہ مال تین سال سے اس کی ملک ہے تو ان کی شہادت کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

اسی طرح اگر مدعی نے پانچ سو کی بابت دعویٰ کیا لیکن شاہدوں نے ایک ہزار کی شہادت دی تو ان کی شہادت قابل قبول نہیں ہوگی لیکن اگر اس دعوی وشہادت کے مابین توفیق کر دی جائے بایں طور کہ مدعی کہے کہ میرے اس پر ایک ہزار ہی تھے لیکن اس نے پانچ سو ادا کر دیئے ہیں اور پانچ سو باقی ہیں لیکن شاہدوں کو اس بات کی خبر نہیں تھی تو اب انکی شہادت قبول کر لی جائے گی۔

(دفعہ 1709) اگر مدعی (plaintiff) نے یہ کہہ کہ ملک مطلق (absolute ownership) کا دعوی کیا کہ یہ باغ میرا ہے اور شاہدوں نے یہ کہہ کر ملک مقید (restricted ownership) کی شہادت دی کہ مدعی نے فلاں شخص سے اس باغ کو خریدا ہے تو ان کی شہادت قبول کر لی جائے گی اور معاملہ بایں صورت ہوگا کہ جب شاہدوں نے ملک مقید کی شہادت دی تو حاکم نے مدعی سے یہ سوال کیا کہ کیا تم اس سبب سے ملکیت کے دعویدار ہو یا پھر کسی دوسرے سبب سے؟ پس اگر مدعی نے کہا: ہاں میں اسی سبب سے ملکیت کا دعویدار ہوں تو حاکم ان کی شہادت کو قبول کرے گا اور اگر مدعی نے جواباً کہا: میں اس سبب سے ملکیت کا دعویدار نہیں ہوں بلکہ دوسرے سبب سے ملکیت کا دعویدار ہوں تو اب حاکم ان کی شہادت کو ردّ کر دے گا۔

(دفعہ 1710) اگر مدعی نے باغ کے متعلق ملک مقید کا دعوی کیا تو اس کی بات کو دیکھا جائے گا کہ اس نے کیا کہا ہے پس اگر اس نے کہا: اسے میں نے خریدا ہے لیکن بائع کا ذکر نہیں کیا، یا پھر مبہم انداز میں کہا: میں نے ایک شخص سے خریدا ہے اور شاہدوں نے اس بارے میں یہ کہہ کر ملک مطلق کی شہادت دی کہ یہ باغ اس کی ملکیت ہے تو ان کی شہادت کو قبول کر لیا جائے گا کیونکہ اب دعوی بھی حکماً ''ملک مطلق'' (absolute ownership) کا ہے لیکن اگر بائع نے یہ کہہ کر وضاحت کر دی کہ میں نے فلاں شخص سے خریدا ہے اور پھر شاہدوں نے ملک مطلق کی شہادت دی تو ان کی شہادت کو قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ اگر ملک مطلق ثابت ہے تو اصل ہی سے ثابت ہوگی اور پھر یہ بھی لازمی ہوگا کہ مدعی اس باغ کے زوائد مثلاً پھلوں وغیرہ کا مالک بھی رہا ہو لیکن اگر ملک مقید ثابت ہو تو یہ سبب کے وقوع کی تاریخ، مثلاً خریداری کی تاریخ ہی سے ثابت ہوگی، لہٰذا اس طرح ملک مطلق ''ملک مقید'' سے زائد ہوئی اور شاہدوں نے مدعی کے دعوی سے زائد امر کی شہادت دی تو ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

(دفعہ 1711) اگر قرض کے سبب بیان کرنے میں ''شہادت'' دعوی کے مخالف ہو تو شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

مثلاً مدعی نے ثمن مبیع کے ایک ہزار کا دعوی دائر کیا اور شاہدوں نے شہادت دی کہ مدعی علیہ (defendant) مدعی (plaintiff) کے ایک ہزار روپے کا مقروض ہے تو ان کی شہادت نا قابل قبول ہوگی۔

اسی طرح اگر مدعی نے دعوی کیا کہ یہ ملکیت مجھے بطورِ وراثت اپنے باپ سے ملی ہے اور شاہدوں نے شہادت دی کہ اسے یہ ملکیت بطور وراثت اس کی ماں کی طرف سے ملی ہے تو ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

پانچویں فصل

گواہوں کے اختلاف کے بارے میں

(CONTRADICTORY EVIDENCE)

(دفعہ 1712) اگر ''مشہود بہ'' میں شاہدوں کا اختلاف ہو تو ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

مثلاً شاہدوں میں سے ایک نے کہا: ایک ہزار سونے کے قرش ہیں اور دوسرے شاہد نے کہا: ایک ہزار چاندی کے قرش ہیں تو ان کی شہادت کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 1713) اگر شاہدوں کا مشہود بہ شئی کے متعلق ایسا اختلاف ہو جس سے اصل میں اختلاف لازم آتا ہو تو ان کی شہادت نا قابل قبول ہو گی اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو ان کی شہادت کو قبول کر لیا جائے گا۔

اسی لئے اگر ایک شاہد نے کسی فعل کے بارے میں زمانِ معین اور مکانِ معین میں واقع ہونے کی شہادت دی اور دوسری شاہد نے اس فعل کے بارے میں دوسرے زمانہ میں دوسرے مکان میں واقع ہونے کی شہادت دی اور یہ شہادت ایک ایسے معاملے سے متعلق ہو جو کہ صرف فعل ہی ہوتا ہے، مثلاً غصب (usurpation)، وصولی قرض (payment of a debt) تو ان کی شہادت کو قبول نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ شاہدوں کے اس اختلاف کی وجہ سے اصل مشہود بہ میں ہی اختلاف ہو گیا۔

اگر شاہدوں کی شہادتوں میں زمان، مکان کا اختلاف ایسے امور میں واقع ہو جو کہ قولی ہوتے ہیں، مثلاً خریداری کا معاملہ، اجارہ، کفالت حوالہ، ہبہ، رہن، دین، قرض، ابراء وصیت وغیرہ تو یہ اختلاف ان شاہدوں کی شہادتوں کی قبولیت میں مانع نہیں ہوگا کیونکہ یہ اختلاف اصل مشہود بہ میں اختلاف کو لازم نہیں، مثلاً کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ اس نے اپنا قرض ادا کر دیا ہے، ایک شاہد نے شہادت دی کہ اس نے قرض اپنے گھر میں ادا کیا ہے اور دوسرے شاہد نے شہادت دی کہ اس نے اپنی دوکان میں ادا کیا ہے تو ان دونوں کی شہادتیں قبول نہیں کی جائے گی۔

لیکن اگر کسی نے اس مال کے بارے میں جو دوسرے شخص کے ہاتھوں میں ہے دعویٰ کیا کہ تم نے یہ مال مجھے فروخت کر دیا تھا لہٰذا اسے میرے حوالے کر دو، ایک شاہد نے شہادت دی کہ اس نے فلاں گھر میں یہ مال فروخت کیا تھا اور دوسرے شاہد

نے شہادت دی کہ اس نے فلاں دوکان میں فروخت کیا تھا تو ان کی شہادتوں کو قبول کر لیا جائے گا کیونکہ فعل میں اعادہ وتکرار نہیں ہوتا جبکہ قول میں اعادہ وتکرار ممکن ہے تو بلاشبہ خبر کی صورت انشاء کی مثل ہوگی جیسا کہ بِعْتُ ، اِشْتَرَیْتُ ۔

(دفعہ 1714) اگر غصب شدہ مال کے رنگ یا نر و مادہ ہونے میں شاہدوں کی شہادتیں مختلف ہوں تو ان کی شہادتوں کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

مثلاً غصب شدہ جانور کے متعلق ایک شاہد نے کہا: اُس کا رنگ زرد تھا اور دوسرے شاہد نے کہا: سرخ تھا، یا ایک نے کہا: نر تھا اور دوسرے نے کہا: مادہ، تو ان کی شہادتوں کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

(دفعہ 1715) اگر دعویٰ ''عقد''(contract) سے متعلق ہو اور مقدارِ بدل میں شاہدوں کا اختلاف ہو جائے تو ان کی شہادتیں نا قابل قبول ہوں گی۔

مثلاً ایک شاہد نے گواہی دی کہ مال کو پانچ سو میں فروخت کیا گیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ تین سو میں تو ان دونوں کی شہادتوں کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

چھٹی فصل

شاہدوں کے تزکیہ کے بارے میں

(INQUIRY INTO THE CREDIBILITY OF WITNESSES)

(دفعہ 1716) جب شاہد شہادت دے دیں تو حاکم مشہود علیہ سے پوچھے گا کہ تم ان گواہوں کے بارے میں کیا کہتے ہو، یہ سچے ہیں یا جھوٹے؟ پس اگر مشہود علیہ نے کہا: یہ دونوں عادل ہیں، یا یہ دونوں اپنی شہادتوں میں سچے ہیں تو اب گویا اس نے مدعی بہ کا اقرار کر لیا لہٰذا اس کے اقرار کے مطابق حکم کیا جائے گا لیکن اگر مدعی علیہ (defendant) نے کہا: یہ دونوں جھوٹے ہیں، یا ہیں تو سچے لیکن اُنہوں نے اس شہادت میں خطا کی ہے، یا یہ لوگ بھول گئے ہیں، یا کہا: یہ دونوں عادل ہیں اور پھر دعوی کا انکار بھی کیا تو حاکم فی الفور فیصلہ نہیں کرے گا بلکہ ان گواہوں کی عدالت کے بارے میں اعلانیہ وخفیہ تحقیق وتفتیش کرے گا۔

(دفعہ 1717) گواہوں کا اعلانیہ وخفیہ تزکیہ (inquiry) اس جانب سے ہوگا جس جانب وہ منسوب ہے یعنی اگر وہ طلباء ہیں تو جس مدرسہ میں وہ رہتے ہیں وہاں کے مدرسوں اور باعتماد افراد سے پوچھا جائے گا اگر وہ فوجی ہیں تو ان کے کمانڈروں سے پوچھا جائے گا اگر وہ دفتری کام والے ہیں تو دفتر کے افسر سے پوچھا جائے گا اگر وہ تاجر ہوں تو قابل بھروسہ تاجروں سے پوچھا جائے گا اور وہ اہل صنعت ہوں تو ان کی صنعت کے مالکین وافسروں سے پوچھا جائے گا اور اگر وہ عمومی پیشہ افراد ہوں تو ان کے قریبی اہل محلّہ میں سے قابل اعتماد لوگوں سے پوچھا جائے گا۔

(دفعہ 1718) خفیہ تزکیہ (private inquiry) اس ورق کے ذریعہ سے ہوگا جسے اصطلاح فقہاء میں ''مستورہ'' (sealed writing) کہتے ہیں اور یوں کہ حاکم ایک کاغذ پر مدعی (plaintiff) مدعی علیہ (defendant) کے نام اور دعویٰ کو لکھے گا اور گواہوں کے نام ان کی شہرت، صنعت، حلیہ، سکونت اور ان کے باپ، دادا کے نام لکھے گا لیکن اگر وہ گواہوں مشہور ہوں تو ان کے نام وشہرت پر اکتفاء کرے گا، الحاصل وہ تمام اُمور زیب قرطاس کرے گا جس سے اُن کی پہچان ہو جائے اور وہ دیگر سے ممتاز ہو جائیں پھر اسے لفافے میں ڈال کر اس پر مہر لگا دے گا پھر جن افراد کو تزکیہ (inquiry) کے لئے منتخب کیا گیا ہو، انہیں یہ لفافہ بھیج دیئے جائیں گے پھر وہ لوگ لفافے ملنے پر اسے کھولیں گے اور اسے پڑھیں گے پس اگر لکھے ہوئے گواہ عادل

ہوں تو یہ ہر ایک شاہد کے نام کے نیچے لکھیں گے "عَدْلٌ وَ مَقْبُوْلُ الشَّهَادَةِ "(عادل ہیں، اِن کی شہادت قابل قبول ہے) اور اگر وہ عادل نہ ہوں تو ان کے ناموں کے نیچے لکھیں گے "لَيْسُوْا بِعُدُوْلٍ" (عادل نہیں ہیں) پھر اس پر اپنے دستخط کر کے اسے دوبارہ لفافے میں بند کریں گے اور مہر لگا کر حاکم کے پاس بھیج دیں گے۔

(دفعہ 1719) جب "مستورہ" (sealed writing) مہر لگ کر دوبارہ حاکم کے پاس آجائے اور تزکیہ والوں کی جانب سے اس میں یہ نہ لکھا ہو کہ یہ عادل اور مقبول الشہادۃ ہیں بلکہ اس میں ایسا کلام لکھا ہو جس سے صراحۃً یا دلالۃً جرح ظاہر ہوتی ہے یعنی یہ لکھا ہو کہ "لَيْسُوْا بِعُدُوْلٍ" (عادل نہیں ہیں)، یا ہم ان کے حال کو نہیں جانتے، یا یہ مجہول الحال ہیں، یا "اللہ اعلم" لکھا ہو، یا پھر کچھ بھی نہ لکھا ہو تو ایسی صورت میں حاکم ان کی شہادت کو قبول نہیں کرے گا لیکن حاکم کی طرف سے مدعی کو یہ نہیں کہا جائے گا کہ تیرے گواہ مجروح ہیں بلکہ اسے کہا جائے گا کہ ان کے علاوہ اگر دوسرے گواہ ہیں تو انہیں لے آؤ اور اگر مستورہ میں "عَدْلٌ وَ مَقْبُوْلُ الشَّهَادَةِ "(عادل ہیں، اِن کی شہادت قابل قبول ہے) لکھا ہو تو حاکم دوسری مرتبہ اعلانیہ تزکیہ کرے گا۔

(دفعہ 1720) اعلانیہ تزکیہ (public inquiry) بایں طور ہوگا کہ تزکیہ کرنے والے افراد کو حاکم کے سامنے بلایا جائے گا اور فریقین بھی وہاں موجود ہوں گے پھر گواہوں کا اعلانیہ تزکیہ کیا جائے گا یا گواہوں اور فریقین کو تزکیہ کرنے والے افراد کے نائبوں کے ساتھ ان کے گھر بھیج دیا جائے گا اور پھر وہ وہاں اعلانیہ تزکیہ کریں گے۔

(دفعہ 1721) خفیہ تزکیہ (private inquiry) کے لئے مناسب ہیں کہ دو افراد ہوں اور یہ بَر بنائے احتیاط ہے، وگرنہ ایک کا تزکیہ کر دینا بھی کافی ہے۔

(دفعہ 1722) اعلانیہ تزکیہ (public inquiry) اَز قبیل "شہادۃ" ہے۔ لہٰذا اس میں شہادت کی شرائط اور اس کے نصاب کا لحاظ رکھا جائے گا لیکن تزکیہ کرنے والوں کو لفظ "شہادت" کا ادا کرنا ضروری نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1723) اگر کسی معاملے میں ایک بار کچھ افراد کا عادل ہونا حاکم کے نزدیک ثابت ہو جائے اور پھر وہی افراد کسی دوسرے میں چھ ماہ کے اندر حاکم کے سامنے شہادت دیں تو اب حاکم دوبارہ ان کا تزکیہ نہیں کرے گا لیکن اگر چھ مہینے گزر جائیں تو اب حاکم ان افراد کا دوبارہ تزکیہ کرے گا۔

(دفعہ 1724) اگر مشہود علیہ تزکیہ سے پہلے یا بعد میں شاہدوں پر کوئی ایسا الزام عائد کرے جو قبولِ شہادت میں مانع ہو، مثلاً نقصان سے بچنے اور نفع کے حصول کے لئے کوئی کاوش کرے تو حاکم اس پر مدعی علیہ سے دلیل طلب کرے گا پس اگر مدعی علیہ نے

عائدکردہ الزام پر دلیل پیش کردی تو حاکم ان کی شہادت کورد کردے گا اور اگرالزام ثابت نہ ہوسکا تو حاکم ان کا تزکیہ کرے گا اور اگرتزکیہ ہو چکا ہوتو اسی وقت ان کی شہادتوں کے مطابق فیصلہ کرے گا۔

(دفعہ 1725) اگرتزکیہ کرنے والوں میں سے بعض افراد نے شاہدوں کو عادل قرار دیا اور بعض نے مجروح (مشکوک) تو جرح کوترجیح دی جائے گا اور حاکم ان کی شہادتوں پرحکم نہیں کرے گا۔

(دفعہ 1726) اگر گواہ ادائیگی شہادت کے بعد مرجائیں یا غائب ہوجائیں تو حاکم ان کا تزکیہ کرکے ان کی شہادتوں کی بابت فیصلہ کرے گا۔

تتمہ

گواہوں سے قسم لینے کے بارے میں

(SWEARING WITNESSES)

(دفعہ 1727) اگرمشہود علیہ حاکم سے درخواست کرے کہ شاہدوں کوقسم دی جائے کہ وہ اپنی شہادت میں جھوٹے نہیں ہیں اور وہاں کوئی ایسی صورت بھی ہو جوکہ شہادت کوقسم کے ساتھ تقویت دینے والی ہوتو حاکم شاہدوں سے قسم لے گا اور انہیں کہے گا کہ اگرتم نے قسم کھائی تو میں تمہاری شہادت کوقبول کرلوں گا وگرنہ نہیں۔(مرورِزمانہ کے سبب گواہوں کے تزکیہ کا معاملہ قدرے شک میں ملوث رہتا ہے کیونکہ فاسق وفاجر اَفراد کی کثرت نے ان اُمور میں بھی اَثر پذیر کر رکھی ہے، ایسے میں اگر قاضی اپنے حکم کی بابت مزید اطمینان ویقین کے لیے گواہوں سے قسم لینا چاہیے اور اِسے دیگر قرائن سے بھی تزکیہ کی تفصیلات کی بابت شک ہوتو اُسے اختیار ہوگا۔عامہ کتب فقہ میں سے بعض نے اگر چہ یہ بھی کہا ہے کہ تزکیہ کے بعد قسم کی ضرورت باقی نہیں رہتی،لیکن زمانہ ہذا کا تقاضہ اُن کے قول کی تفصیل کا متحمل نہیں۔شرح مجلّہ،خالد اتاسی اور شرح،علی حیدر میں بھی کچھ وضاحت کی گئی ہے مزید وہاں ملاحظہ فرمائیں)۔

ساتویں فصل

گواہوں کے شہادت سے رجوع کرنے کے بارے میں

(WITHDRAWAL OF EVIDENCE)

(دفعہ 1728) اگر گواہ حاکم کے فیصلے سے قبل حاکم کے سامنے ہی ادائیگی شہادت کے بعد اپنی شہادت سے رجوع کرنا چاہیں تو ان کی شہادت کالعدم ہو جائے گی اور "انہیں سزا دی جائے گی" (سزا یعنی تعزیر کی نوعیت ہر جگہ یکساں نہیں، بسا اوقات سزا معین ہوتی ہے اور بعض اوقات حاکم کی صوابدید اور مسئلے کی سنگینی پر منحصر ہوتی ہے۔ نیز شہادت سے رجوع کے تین اسباب ہوتے ہیں، (ا) بر سبیل توبہ و ندامت ہو (۲) رجوع تو ہو لیکن ندامت و توبہ نہ ہو بلکہ عناد ہو (۳) رجوع تو ہو لیکن حال ندامت و عناد میں امتیاز نہ ہو۔ ان میں سے اوّل صورت میں بالا جماع تعزیر نہیں ہوگی جبکہ صورت ثانی میں بالا جماع تعزیر ہوگی اور صورت ثالث میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔ [شرح مجلّہ، علی حیدر، ج۴، ص۴۶۰] یہ فقرہ محتاج تفصیل ہے، لہٰذا کتب فقہ ملاحظہ فرمائیں)۔

(دفعہ 1729) اگر گواہوں نے حاکم کے فیصلہ کے بعد حاکم کے سامنے ہی اپنی ادا کردہ شہادت سے رجوع کیا تو حاکم کا حکم برقرار رہے گا اور گواہوں پر ضمان عائد کیا جائے گا۔

(دفعہ 1730) اگر بعض گواہوں نے مذکورہ بالا طریقہ پر رجوع کر لیا اور بقیہ گواہوں کی تعداد نصابِ شہادت کو پہنچتی ہے تو رجوع کرنے والے پر ضمان نہیں ہوگا لیکن اسے سزا دی جائے گی اور اگر بقیہ گواہوں کی تعداد نصابِ شہادت کو نہیں پہنچتی تو رجوع کرنے والے پر نصف "محکوم بہٖ" کا ضمان عائد کیا جائے گا اور یہ نصف اس صورت میں ہے جبکہ وہ اکیلا ہو اور اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں تو نصف کو سب پر برابر تقسیم کر کے بالاشتراک ضمان ہوگا۔

(دفعہ 1731) شہادت سے رجوع کے لئے شرط ہے کہ حاکم کے سامنے ہو اور اگر حاکم کے علاوہ کسی دوسری جگہ رجوع کرے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ اس لئے اگر مشہود علیہ دعوی کرے کہ شاہد نے کسی دوسری جگہ اپنی شہادت سے رجوع کر لیا ہے تو اس کا دعوی نا قابل سماعت ہوگا لیکن اگر شاہدوں نے حاکم کے سامنے شہادت دی پھر بعد میں دوسرے حاکم کے سامنے رجوع کیا تو اس رجوع کا اعتبار کیا جائے گا۔

آٹھویں فصل

تواتر کے بارے میں

(CONCLUSIVELY SUBSTANTIATED EVIDENCE)

(دفعہ 1732) شاہدوں کی کثرت کا اعتبار نہیں ہوتا۔

یعنی اگر ایک فریق کے گواہوں کی تعداد دوسرے فریق کی نسبت زیادہ ہو تو لازمی نہیں کہ کثرت کو قلت پر ترجیح دی جائے، سوائے اس صورت کے جبکہ اُن کی کثرت تواتر کو پہنچ گئی ہو۔

(دفعہ 1733) تواتر علم یقین کا فائدہ دیتا ہے۔اسی لئے تواتر کے خلاف پر دلیل قائم نہیں کی جاسکتی۔

(دفعہ 1734) جس طرح سے تواتر میں لفظ ''شہادت'' شرط نہیں ہے، اُسی طرح عدالت بھی لازمی نہیں ہے۔اسی لئے تواتر میں خبر دینے والوں کے تزکیہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(دفعہ 1735) تواتر میں خبر دینے والوں کی کوئی تعداد متعین نہیں ہے لیکن یہ لازمی ہے کہ وہ ایسا جم غفیر ہو جن کے جھوٹ پر متفق ہونے کو عقل جائز قرار نہ دے۔

دوسرا باب

حجت خطی اور قرینہ قاطعہ کے بارے میں

(DOCUMENTARY EVIDENCE AND PRESUMPTIVE EVIDENCE)

اِس میں دو فصلیں ہیں

پہلی فصل

حجت خطی کے بارے میں

(DOCUMENTARY EVIDENCE)

(دفعہ 1736) صرف خط اور مہر پر عمل نہیں کیا جاسکتا لیکن اگر وہ بناوٹ، جعل سازی کے شبہات سے محفوظ ہو تو اس پر عمل کیا جاسکتا ہے یعنی اب یہ حکم کے لئے ماخذ و بنیاد بن سکتے ہے لہٰذا اب اس کے علاوہ دوسرے ثبوت کی حاجت نہیں ہوگی۔

(دفعہ 1737) سلطانی دستاویز اور سرکاری کاغذات چونکہ جعلسازی سے محفوظ ہوتے ہیں لہٰذا ان پر عمل ہوسکتا ہے۔

(دفعہ 1738) محکموں کے رجسٹر اگر فساد و حیلہ سے اس طرح محفوظ ہوں جیسا کہ ''باب القضاء'' میں مذکور ہے تو ان پر عمل ہوسکتا ہے۔

(دفعہ 1739) فقط وقف نامہ پر عمل نہیں ہوسکتا لیکن اگر وہ سرکاری محکمہ کا تصدیق شدہ قابل اعتماد ہے تو اب ایسی صورت میں اس پر عمل ہوسکتا ہے۔

دوسری فصل

قرینہ قاطعہ کے بارے میں

(PRESUMPTIVE EVIDENCE)

(دفعہ 1740) اسبابِ حکم میں سے ایک قرنیہ قاطعہ (یقینی قرائن و دلائل) بھی ہے۔

(دفعہ 1741) قرینہ قاطعہ سے مراد ایسی علامات ہیں جو حد یقین تک پہنچادیں۔

مثلاً ایک شخص کسی خالی گھر سے ڈرا ہوا، مدہوش نکلا اور اس کے ہاتھ میں خون سے لت پت چھری ہے پھر اس خالی گھر میں جا کر دیکھا گیا تو اسی وقت کا ذبح کیا ہوا شخص پایا گیا تو اب کوئی شبہ نہیں کہ وہی شخص اس کا قاتل ہے، لہٰذا محض وہمی احتمالات کے جانب توجہ نہیں کی جائے گی کہ ہوسکتا ہے اس مرنے والے شخص نے خودکشی کی ہو۔

تیسرا باب

تَحْلِیْف کے بارے میں

(ADMINISTERING THE OATH)

(دفعہ 1742) اسبابِ حکم میں ایک قسم (oath) یا قسم سے انکار بھی ہوتا ہے اور اس کی صورت بایں طور ہوتی ہے کہ مدعی (plaintiff) جب دعوی کو ثابت کرنے سے اپنے عجز کا اظہار کرے تو اس کے مطالبہ کرنے پر مدعی علیہ (defendant) سے قسم لی جائے گی لیکن اگر کسی دوسرے شخص پر دعوی کیا کہ تم فلاں شخص کے وکیل ہو اور اس نے وکالت سے انکار کر دیا تو اب اس سے قسم لینا لازمی نہیں۔

اسی طرح اگر دو افراد میں سے ہر ایک نے ایسے مال کی بابت جو کسی اور شخص کے قبضہ میں ہے یہ دعوی دائر کیا کہ اس نے اس مال کو خریدا ہے اور مدعی علیہ نے صرف ایک خریداری کا اقرار کیا اور دوسرے شخص کی خریداری کا انکار کر دیا تو اس سے قسم نہیں لی جائے گی اور اس باب میں کرایہ، رہن، ہبہ، خریداری کے حکم میں ہیں۔

(دفعہ 1743) اگر فریقین میں سے ایک قسم لینے کا ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم لی جائے گی اور وہ ایک بار بغیر تکرار کے کہے گا: ''واللہ'' یا ''باللہ''۔

(دفعہ 1744) قسم صرف حاکم یا اس کے نائب کے سامنے ہی لی جائے گی۔ اسی طرح ان کے علاوہ کسی دوسرے کے سامنے قسم سے انکار بھی قابل اعتبار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1745) قسم لینے میں نیابت (representation) ہو سکتی ہے لیکن قسم کھانے میں نیابت نہیں ہو سکتی۔

اس لئے دعوی کے وکیل فریق سے قسم لے سکتے ہیں لیکن جب ان کے موکل سے قسم لی جائے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ موکل خود قسم کھائے، وکیل سے قسم نہیں لی جائے گی۔

(دفعہ 1746) قسم صرف فریق کے مطالبہ پر ہی لی جائے گی لیکن حاکم کی جانب سے چار مواقع پر بلا مطالبہ بھی قسم لی جا سکتی ہے۔

(۱) جب کوئی ترکہ میں اپنے حق کا دعویٰ کرے اور اسے ثابت کردے تو حاکم اس سے قسم لے گا کہ اس شخص نے یہ حق نہ تو بذات خود میت سے وصول کیا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے کے ذریعے سے اور نہ ہی اس کا ابراء (بری الذمہ release) کیا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے پر اس کا حوالہ کیا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے شخص کی طرف سے یہ حق ادا ہوا ہے اور نہ ہی میت کی کوئی شئی اس حق کے بدلے رہن ہے، اس قسم کو "یَمِیْنِ اِسْتِظْهَار" کہتے ہیں۔

(۲) جس کسی مال کا کوئی مستحق نکل آئے اور اپنے دعویٰ کو ثابت کردے تو حاکم اس سے اس بات کی قسم لے گا کہ اس نے اُس مال کو نہ تو فروخت کیا ہے اور نہ ہی ہبہ کیا ہے اور نہ کسی اور طرح سے اس مال کو اپنی ملک میں خارج کیا ہے۔

(۳) جب مشتری کسی عیب کی وجہ سے مبیع لوٹانا چاہے تو حاکم اس سے قسم لے گا کہ وہ قولاً وفعلاً اس عیب پر رضامند نہیں ہوا جیسا کہ اس میں مالکانہ تصرف کرنا۔

(۴) حاکم شفیع سے شفعہ کا حکم دینے کے وقت قسم لے گا کہ اس نے کسی بھی صورت سے اپنا حق شفعہ (right of pre-emption) باطل نہیں کیا ہے۔

(دفعہ 1747) اگر مدعیٰ علیہ حاکم کے کہنے سے قبل ہی فریق کے مطالبہ پر قسم کھالے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا اور اس پر لازمی ہوگا کہ حاکم کے کہنے پر دوبارہ قسم کھائے۔

(دفعہ 1748) اگر قسم کسی کے اپنے فعل پر لی جائے تو وہ یقینی ہوگی یعنی یقیناً یہ بات ایسی تھی یا نہیں تھی لیکن اگر کسی دوسرے کے فعل پر لی جائے تو وہ عدم علم پر ہوگی یعنی وہ اس شئے کے بارے میں نہیں جانتا۔

(دفعہ 1749) قسم یا تو بِالسَّبَب ہوتی ہے یا بِالحَاصِل اور کسی بات کے ہونے یا نہ ہونے کی قسم کھانا بِالسَّبَب ہے اور کسی بات کے باقی رہنے یا نہ رہنے کی قسم کھانا قسم بِالحَاصِل ہے۔

مثلاً خریداری کے دعویٰ میں اس بات کی قسم کھانا کہ عقد بیع ہوا تھا یا نہیں، یہ قسم بِالسَّبَب ہے اور اس بات کی قسم کھانا کہ وہ عقد اب تک باقی ہے یا نہیں، یہ قسم بِالحَاصِل ہے۔

(دفعہ 1750) اگر بہت سارے مختلف دعاوی ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو ایک ہی قسم سب کے لئے کافی ہوگی ہر ایک دعویٰ کے لئے الگ الگ قسم ضروری نہیں ہے۔

(دفعہ 1751) اگر معاملات کے بارے میں قسم کی نوبت آن پہنچے اور حاکم کسی شخص کو قسم کھانے کے لئے کہے اور وہ شخص صراحۃً یہ کہہ کر کہ میں قسم نہیں کھاتا، یا دلالۃً بلاعذر خاموش رہ کر قسم کھانے سے انکار کردے تو حاکم اس کے انکارِ قسم پر فیصلہ کردے گا اور اگر فیصلہ ہوجانے کے بعد وہ شخص قسم کھانے کا ارادہ کرے تو اس کی جانب توجہ نہیں کی جائے گی اور حاکم کا حکم اپنی جگہ برقرار رہے گا۔

(دفعہ 1752) گونگے شخص کی قسم اور انکارِ قسم، اشارۂ معروفہ کے ذریعہ قابل اعتبار ہوگی۔

تتمہ/لاحقہ

(SUPPLEMENT)

(دفعہ 1753) اگر مدعی (plaintiff) نے کہا: میرے پاس کوئی گواہ نہیں اور پھر گواہ پیش کرنا چاہے، یا کہے میرے پاس فلاں اور فلاں کے علاوہ گواہ نہیں ہے پھر کہے: ان کے علاوہ اور بھی گواہ ہے تو اس کی بات قبول نہیں کی جائے گی۔

چوتھا باب

بَیّنَات اور تَحالُف کی ترجیحات کے بارے میں

(PREFERRED EVIDENCE AND ADMINISTRATION OF THE OATH TO BOTH PARTIES)

اِس میں چار فصلیں ہیں

پہلی فصل

قبضہ کے تنازعات کے بارے میں

(ACTIONS REGARDING POSSESSION)

(دفعہ 1754) جائیداد غیر منقولہ (real property) کے تنازع میں قبضہ کا ثبوت دلائل سے ہونا ضروری ہے، اس میں طرفین کی تصدیق پر حکم نہیں ہوگا یعنی مدعی (plaintiff) کے دعوی کرنے پر مدعی علیہ (defendant) کے اقرار کی وجہ سے کہ مدعی ہی صاحبِ قبضہ ہے حکم نہیں کیا جائے گا لیکن اگر مدعی نے بایں طور دعوی کیا کہ اس جائیداد کو میں نے تم سے خریدا تھا، یا اسے تم نے غصب (usurpation) کرلیا ہے تو ایسی صورت میں اگر تصدیق کردی گئی تو دلائل سے اسے ثابت کرنے کی حاجت نہیں ہوگی، اسی طرح جس شخص کے پاس کوئی شئی موجود ہو وہی صاحب قبضہ کہلائے گا اور اسے اپنا قبضہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی اور اس باب میں طرفین کی تصدیق ہی کافی ہوگی۔

(دفعہ 1755) اگر جائیداد غیر منقولہ (real property) کے بارے میں دو افراد کے مابین جھگڑا ہوا اور دونوں نے اس پر صاحبِ قبضہ ہونے کا دعوی کردیا تو ایسی صورت میں دونوں سے صاحب قبضہ ہونے کی دلیل طلب کی جائے گی پس اگر دونوں نے اس پر دلیل پیش کردی تو ان دونوں کا مشترکہ قبضہ ثابت ہوجائے گا اور اگر ایک نے دلیل پیش کردی لیکن دوسرا شخص دلیل پیش نہیں کرسکا تو دلیل پیش کرنے والے کا قبضہ ثابت ہوجائے گا اور دوسرے شخص کو خارج (outsider) شمار کیا جائے گا

اور اگر دونوں افراد ہی ثابت نہ کر سکے تو پھر ان میں سے ہر ایک کے مطالبہ پر دوسرے سے قسم لی جائے گی کہ اس جائیداد میں وہ اس کا فریق نہیں ہے، پس اگر دونوں نے قسم سے انکار کر دیا تو اس جائیداد میں دونوں کا قبضہ مشترکہ ثابت ہو جائے گا اور اگر ایک شخص نے انکار کیا لیکن دوسرے نے قسم کھالی تو قسم کھانے والے کا قبضہ ثابت ہو جائے گا اور اگر دونوں نے ایک ساتھ قسم کھالی تو کسی کے لئے بھی صاحب قبضہ ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا اور جائیداد کے معاملے کو حقیقت حال ظاہر ہونے تک ملتوی لکھا جائے گا۔

دوسری فصل

دلائل کی ترجیح کے بارے میں

(PREFERRED EVIDENCE)

(دفعہ 1756) اگر دو افراد کسی ایسے مال کی بابت اپنا اپنا دعوی پیش کریں جس پر وہ دونوں متصرف ہوں ایک یہ دعوی کرے کہ اس کا مستقل میں ہی مالک ہوں اور دوسرے دعوی کرے کہ یہ مال دونوں کی مشترکہ ملکیت ہے تو مستقل ملکیت والے فرد کے دلائل کو ترجیح حاصل ہوگی یعنی جب فریقین اپنے دلائل پیش کرنے کا ارادہ کریں تو مشترکہ ملکیت کے دعویدار کی نسبت مستقل ملکیت والے شخص کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی اور اگر دونوں افراد مستقل ملکیت کا دعوی کریں اور اس پر دلائل بھی پیش کردیں تو ان دونوں کے لئے مشترکہ جائیداد کا حکم دیا جائے گا اور اگر ایک فرد اپنے دعوی پر دلائل پیش نہ کرسکے اور دوسرے پیش کردے تو اس کے لئے مستقل ملکیت کا حکم دیا جائے گا۔

(دفعہ 1757) ملک مطلق (absolute ownership) کے ایسے دعوی میں جس میں تاریخ بیان نہیں کی گئی ہو خارج (outsider) کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی۔

مثلاً کسی شخص نے دعوی کیا کہ دوسرے شخص کے پاس جو مکان ہے، وہ میرا ہے اور اس نے بغیر حق کے اس مکان پر قبضہ جمار کھا ہے، لہٰذا میں مطالبہ کرتا ہوں کہ مجھے میرا مکان دلوایا جائے اور صاحب قبضہ شخص نے کہا: یہ مکان تو میرا ہے، اسی لئے میں نے اس پر قبضہ کر رکھا ہے تو اب خارج کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی اور انہیں سنا جائے گا۔

(دفعہ 1758) ملک مقیدہ کے دعاوی میں خارج (outsider) کے دلائل کو صاحب قبضہ کے دلائل پر ترجیح دی جائے گی جب کہ بسبب ملکیت قابل تکرار ہو اور تاریخ بیان نہیں کی گئی ہو مثلاً خریداری، اس لئے کہ اب یہ دعوی بھی حکماً ملک مطلق کی طرح ہے، ہاں اگر دونوں افراد نے بایں طور دعویٰ کیا کہ یہ مکان انہوں نے ایک ہی شخص سے پایا ہے تو اب صاحب قبضہ کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی، مثلاً ایک شخص نے کسی دوسرے کے قبضہ میں موجود دوکان کے بارے میں دعویٰ کیا کہ وہ دوکان اس کی ملک ہے اور میں نے یہ دوکان زید سے خریدی ہے اور اس شخص نے بلاحق اس پر قبضہ جمار کھا ہے پھر صاحب قبضہ نے کہا: میں نے یہ

دوکان بکر سے لی ہے، یا مجھے بطورِ وراثت ملی ہے اسی لئے میں نے اس پر قبضہ کر رکھا ہے تو اب خارج (outsider) کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی اور انہیں سنا جائے گا لیکن اگر صاحب قبضہ شخص نے کہا: میں نے بھی یہ دوکان زید سے خریدی ہے تو اب صاحب قبضہ کے دلائل کو خارج کے دلائل پر ترجیح دی جائے گی۔

(دفعہ 1759) ایسی ملک مقیدہ جو کسی سبب کی وجہ سے قابل تکرار نہ ہو اس کے متعلق دعاوی میں صاحب قبضہ کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی، مثلاً پیدائش۔

اگر خارج (outsider) اور صاحب قبضہ ایک بچے کے متعلق اپنی ملکیت کا دعوی کریں کہ یہ بچے ان کی گھوڑی کا پیدا کردہ ہے تو ایسی صورت میں صاحب قبضہ کے دلائل کو ترجیح حاصل ہوگی۔

(دفعہ 1760) اگر ملکیت کے دعوی میں تاریخ بیان کر دی جائے تو جو زیادہ قدیم تاریخ کا مدعی ہوگا اس کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی۔

مثلاً کسی شخص نے ایسی زمین کے بارے میں جو کسی دوسرے کے قبضہ میں ہے یہ دعوی کیا کہ میں نے آج سے ایک سال قبل اس کو فلاں شخص سے خریدا تھا اور صاحب قبضہ نے کہا: مجھے یہ زمین بطورِ وراثت میرے والد سے ملی ہے جس کا آج سے پانچ سال قبل انتقال ہوا تھا تو صاحب قبضہ کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی اور اگر صاحب قبضہ نے کہا: یہ زمین آج سے چھ ماہ قبل بطورِ وراثت پدری ملی ہے تو اب خارج کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی۔

اسی طرح اگر دونوں نے الگ الگ افراد سے خریداری کا دعوی کیا اور تاریخ بھی بیان کر دی تو جس کی تاریخ قدیم ہوگی اس کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی۔

(دفعہ 1761) جانوروں کی پیدائش کے دعوی میں تاریخ کا اعتبار نہیں ہوگا اس میں صاحب قبضہ کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی لیکن اگر صاحب قبضہ کی بیان کردہ تاریخ جانور کی عمر کے مطابق نہیں ہوئی جبکہ خارج کی بیان کردہ تاریخ جانور کی عمر کے مطابق ہوئی تو خارج کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی اور اگر دونوں کی تاریخیں جانور کی عمر کے مخالف ہوئیں، یا دونوں کو تاریخیں ہی معلوم نہیں تو دونوں کے دلائل ساقط ہو جائیں گے اور جانور صاحب قبضہ کی ملکیت میں برقرار رہے گا۔

(دفعہ 1762) زیادتی کے دعویدار کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی۔ مثلاً اگر بائع ومشتری کا مقدارِ ثمن یا مبیع میں اختلاف ہو گیا تو جو زیادتی کا دعوی کرے گا اس کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی۔

(دفعہ1763) ملکیت(ownership) کے دلائل کو عاریت(gratuitous loan) کے دلائل پر ترجیح دی جائے گی۔

مثلاً ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ مال جو اس شخص کے قبضہ میں ہے، میری ملکیت ہے، میں نے اسے بطورِ عاریت دیا تھا اب میں اسے واپس لینا چاہتا ہوں اور مدعی علیہ نے کہا: تم نے یہ مال مجھے فروخت کر دیا تھا، یا مجھے ہبہ کر دیا تھا تو بیع یا ہبہ کے دلائل کو ترجیح حاصل ہوگی۔

(دفعہ1764) بیع کے دلائل کو ہبہ، رہن و اجارہ کے دلائل پر ترجیح ہوگی اور اجارہ کے دلائل کو رہن کے دلائل پر ترجیح ہوگی۔

مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ میں نے فلاں مال تمہیں فروخت کیا تھا، مجھے اس کی قیمت ادا کر دو اور مدعی علیہ نے کہا: تم نے مجھے وہ مال ہبہ کر کے سپردگی کی تھی تو اب بیع کے دلائل کو ترجیح ہوگی۔

(دفعہ1765) عاریت(gratuitous loan) میں اطلاق کے دلائل کو ترجیح ہوگی۔

مثلاً عاریت پر دیا گیا گھوڑا مستعیر (عاریت پر لینے والے) کے ہاتھوں ضائع ہو گیا اور معیر (عاریت پر دینے والے) نے یہ کہہ کر دعوی کیا کہ میں نے تمہیں گھوڑا چار دن تک استعمال کرنے کے لئے دیا تھا اور اس مدت میں تم نے یہ گھوڑا مجھے نہیں لوٹایا اور اب پانچویں دن یہ تمہارے پاس سے ضائع ہو گیا، لہٰذا اب اس کا ضمان دو اور مستعیر نے کہا: تم نے مجھے مطلقاً استعمال کے لئے دیا تھا، چار دن کی کوئی قید نہیں تھی تو مستعیر کے دلائل کو ترجیح ہوگی اور انہیں سنا جائے گا۔

(دفعہ1766) صحت کے دلائل کو مرض الموت(mortal sickness) کے دلائل پر ترجیح ہوگی۔

مثلاً کسی شخص نے ورثاء میں سے کسی ایک کیلئے کچھ مال ہبہ کیا پھر مر گیا اور دیگر ورثاء نے دعویٰ کیا کہ اس نے اپنے مرض الموت میں ہبہ کیا تھا جبکہ موہوب لہ نے کہا: اس نے حالت صحت میں ہبہ کیا تھا تو موہوب لہ کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی۔

(دفعہ1767) عقل کی درستگی کے دلائل کو جنون(madness) اور حواس باختگی(imbecility) کے دلائل پر ترجیح ہوگی۔

(دفعہ1768) اگر جدید و قدیم ہونے کے دلائل جمع ہو جائیں تو جدید کے دلائل کو ترجیح ہوگی۔

مثلاً کسی شخص کے قبضہ میں ایک پانی کی نالی ہے اور دوسرے شخص کے قبضہ میں دوسری نالی اور اِن دونوں کے مابین جدید و قدیم ہونے پر اختلاف رونما ہوا، گھر والے شخص نے کہا: تم نے یہ نالی نئی بنائی ہے اسے بند کر دو اور نالی والے شخص نے اس کے قدیم ہونے کا دعوی کیا تو گھر والے شخص کے دلائل کو ترجیح ہوگی۔

(دفعہ 1769) اگر ترجیح والے فریق نے دلائل پیش کرنے سے عجز کا اظہار کیا تو دوسرے فریق سے دلائل طلب کئے جائیں گے اگر اس نے ثابت کر دیا تو ٹھیک ورنہ قسم لی جائے گی۔

(دفعہ 1770) اگر ترجیح والا فریق ثابت نہ کر سکے، تو دوسرے فریق کے دلائل کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے گا پھر اگر ترجیح والا فریق بعد میں دلائل پیش کرنا چاہے تو اس کی جانب توجہ نہیں کی جائے گی۔

تیسری فصل

ترجیحی قول اور صورتِ حال پر فیصلہ کرنے کے بارے میں

(PERSONS WHOSE EVIDENCE IS PREFERRED AND JUDGEMENT BASED ON CIRCUMSTANTIAL EVIDENCE)

(دفعہ 1771) اگر شوہر و بیوی کا رہائشی مکان میں موجود سامان کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو سامان کو دیکھا جائے گا پس اگر وہ ایسا سامان ہے جو شوہر کے لئے موزوں ہے جیسا کہ بندوق، تلوار یا ایسی اشیاء ہیں جو مرد و عورت دونوں کے لئے موزوں ہوتی ہیں جیسا کہ برتن، بچھونے وغیرہ تو ایسی صورت میں بیوی کے دلائل کو ترجیح ہوگی اور اگر دونوں ہی دلائل پیش نہ کر سکے تو شوہر کی بات کو قسم کے ساتھ قبول کرلیا جائے گا یعنی اگر شوہر قسم کھالے کہ یہ اشیاء وسامان اس کی بیوی کا نہیں ہے تو اسی کے لئے حکم دیا جائے گا اور اگر وہ ایسی اشیاء ہوں جو عورتوں کے لئے موزوں ہوتی ہیں جیسا کہ زیور، زنانہ کپڑے وغیرہ تو اب شوہر کے دلائل کو ترجیح دی جائے گی اور اگر ایسی صورت میں دونوں ہی دلائل پیش نہ کرسکیں تو بیوی کی بات کو قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا لیکن اگر ان میں سے کوئی ایک ان موزوں اشیاء کا بنانے والا یا بیچنے والا ہو تو اب بہر حال اس کی بات کو قسم کے ساتھ قبول کرلیا جائے گا مثلاً بالیاں عورتوں کے لئے ہیں لیکن اگر شوہر بالیاں بنانے والا ہے تو قسم کے ساتھ اس کی بات قبول کی جائے گی۔

(دفعہ 1772) شوہر و بیوی میں سے کسی ایک کے مرجانے پر وارث اس کے قائم مقام ہونگے لیکن اگر فریقین ثبوت پیش کرنے سے عاجز رہیں تو زوجین میں سے جو زندہ ہو اُسی کا قول قسم کے ساتھ قبول کرلیا جائے گا ایسی اشیاء کے بارے میں جو کہ دونوں کے لئے موزوں ہوں اور اگر زوجین کا ایک ساتھ انتقال ہو جائے تو ایسی اشیاء جو زوجین کے لئے موزوں ہوں ان کے بارے میں شوہر کے ورثاء کا بیان قبول کیا جائے گا۔

(دفعہ 1773) اگر ہبہ کرنے والا ہبہ سے رجوع کرنا چاہے اور موہوب لہ دعوی کرے کہ شئی ہبہ ضائع ہوگئی ہے تو اس کی بات کو بغیر قسم کے قبول کرلیا جائے گا۔

(دفعہ 1774) امین اپنی ذمہ داری سے بری ہونے کے معاملے میں قسم کھا لینے کے بعد سچا تسلیم کیا جائے گا جیسا کہ مودِع

نے مالِ ودیعت کا دعویٰ کیا اور ودیع نے کہا: میں نے مالِ ودیعت تمہیں لوٹا دیا ہے تو قسم کے ساتھ اس کی بات کو قبول کر لیا جائے گا، ہاں اگر ودیع قسم سے بچنے کے لئے دلائل دینا چاہے تو اس کے دلائل سنے جائیں گے۔

(دفعہ 1775) اگر مقروض پر ایک ہی قرض خواہ کے مختلف قرض ہوں اور وہ مقروض کچھ قرض ادا کر دے تو اس کا دعویٰ کہ میں اتنی رقم ادا کر چکا ہوں، قبول کرتے ہوئے کل قرض سے اس ادا کردہ رقم کو کاٹ دیا جائے گا۔

(دفعہ 1776) اگر پن چکی کی مدت اجارہ ختم ہو جائے اور اب مستأجر (employer) یہ چاہے کہ جتنی مدت پانی منقطع رہا اس کی رقم کم کر لی جائے اور اسی معاملے میں آجر (lessor) اور مستأجر کے مابین اختلاف پیدا ہو جائے اور دونوں ہی کے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ کسی بات میں اختلاف ہو رہا اگر تو اختلاف پانی کے منقطع ہونے کی مدت میں ہے، مثلاً مستأجر نے کہا: پانی دس دن بند رہا اور مؤجر نے کہا: پانچ دن تو ایسی صورتِ حال میں مستأجر کی بات کو قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا اور اگر اختلاف اصل انقطاعِ آب میں ہے یعنی مؤجر نے پانی کے بالکل ہی بند ہونے سے انکار کر دیا (یعنی پانی جاری رہا تھا بند ہی نہیں ہوا) تو صورتِ حال کے مطابق حکم دیا جائے گا اگر خصومت کے وقت پانی جاری ہے تو موجر کی بات کو قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا اور اگر اس وقت پانی بند ہو تو مستأجر کی بات کو قسم کے ساتھ قبول کر لیا جائے گا۔

(دفعہ 1777) اگر پانی بہہ کر کسی مکان کی جانب چلا جاتا ہو اور اس بات میں اختلاف پیدا ہو جائے کہ پانی کا یہ راستہ قدیم ہے یا جدید اور صاحب مکان یہ دعوے کرے کہ پانی کا یہ راستہ جدید ہے، لہٰذا اسے بند کر دیا جائے اور فریقین میں سے کسی کے پاس بھی دلائل موجود نہ ہوں تو دیکھا جائے گا کہ اختلاف کے وقت پانی بہہ کر جاتا ہے، یا اس بات کا علم ہو جائے کہ پانی یہاں سے بہہ کر جاتا رہا ہے تو اسے اسی حال پر رکھا جائے گا اور صاحب مسیل کے قول کو قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا اور اگر ایسی صورت میں نالی والا پانی جاری نہ ہو اور نہ ہی اس سے قبل پانی کے جاری ہونے کی علامات ہوں تو گھر والے کی بات کو قسم کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔

چوتھی فصل

تحالُف کے بارے میں

(ADMINISTRATION OF THE OATH TO BOTH PARTIES)

(دفعہ 1778) اگر بائع اور مشتری کے مابین ثمن یا مبیع یا دونوں میں یا ان کے اوصاف و اجناس میں اختلاف رونما ہو تو جو دلیل پیش کرے گا اس کے لئے فیصلہ کر دیا جائے گا اور اگر دونوں نے دلائل پیش کر دیئے تو جو زیادتی ثابت کرے گا اس کے لئے حکم کیا جائے گا اور اگر دونوں ہی ثبوت پیش کرنے سے عاجز آ گئے تو اُن سے کہا جائے گا کہ تم میں سے ہر ایک دوسرے کے دعوی سے راضی ہو جائے یا بیع کو فسخ کر دے اور ایسی صورت میں اگر ان میں سے کوئی بھی رضامند نہیں ہوا تو حاکم فریقین کو فریق مخالف کے دعوی کے خلاف حلف دے گا اور مشتری سے ابتداء کرے گا پھر اگر ان میں سے کوئی حلف سے انکار کرے تو دوسرے فریق کا دعوی ثابت ہو جائے گا اور اگر دونوں نے حلف لے لیا تو حاکم بیع کو فسخ کر دے گا۔

(دفعہ 1779) اگر مستأجر (employer) مأجور (شئی اجارہ) میں تصرف کرنے سے قبل موجر (lessor) سے مقدار اُجرت میں اختلاف کرے، مثلاً مستأجر دعوی کرے کہ اُجرت دس دینار ہے اور مؤجر دعوی کرے کہ پانچ دینار ہے تو جو دلیل پیش کرے گا اس کے دعوی کو قبول کیا جائے گا اور اگر دونوں ہی نے دلائل پیش کر دیئے تو موجر کی دلیل پر حکم دیا جائے گا اور اگر دونوں دلائل پیش نہ کر سکیں تو ان سے ایک ساتھ حلف لیا جائے گا اور حلف پہلے مستأجر سے لیا جائے گا اور جو قسم سے انکار کرے حکم اس کے خلاف ہوگا اور اگر دونوں ہی قسم کھالیں تو حاکم اجارہ کو فسخ کر دے گا اور اگر مدت یا مسافت میں اختلاف ہو تو بھی حکم اسی طرح ہوگا ہاں اگر ایسی صورت میں دونوں نے دلائل پیش کر دیئے تو مستأجر کے دلائل پر حکم کیا جائے گا اور فریقین سے قسم لینے کی صورت میں ابتداء مؤجر (lessor) سے ہوگی۔

(دفعہ 1780) اگر موجر (lessor) اور مستأجر (employer) نے مدتِ اجارہ مکمل ہونے کے بعد اختلاف کیا تو مستأجر کی بات کو قسم کے ساتھ قبول کر لیا جائے گا، فریقین سے قسم نہیں لی جائے گی۔

(دفعہ 1781) اگر مدتِ اجارہ کے دوران ہی مؤجر (lessor) اور مستأجر کا مقدارِ اُجرت میں اختلاف ہو جائے تو دونوں

سے اس بارے میں قسم لی جائے گی اور باقی مدتِ اجارہ کو فسخ کر دیا جائے گا اور گذشتہ مدت کے بارے میں مستأجر کے قول کو قبول کیا جائے گا۔

(دفعہ 1782) اگر بائع اور مشتری میں بیع کے ضائع ہونے یا کسی ایسے عیب کے پیدا ہو جانے کے بعد جو کہ واپسی مال میں مانع ہو اختلاف پیدا ہو جائے تو دونوں سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ صرف مشتری سے قسم لی جائے گی۔

(دفعہ 1783) اگر مؤجل یا غیر مؤجل ہونے میں اختلاف ہو، یا خیارِ شرط میں اختلاف ہو، یا کل قیمت، یا جزء پر قبضہ کرنے میں اختلاف ہو تو اِن تینوں صورتوں میں کئے گئے دعوی میں صرف انکار کرنے والے سے قسم لی جائے گی۔

" اس کتاب کو "26 شعبان 1293ھ" میں تحریر کیا گیا "

[محقق مجلّہ ہذا، بسام عبدالوہاب کی تحقیق کے مطابق یہ تاریخ "۱۵ستمبر ۱۸۷٦ء" کے موافق ہے]

سولھویں کتاب

قضاء کے بارے میں

(ADMINISTRATION OF JUSTICE BY THE COURT)

اِس کتاب میں ایک مقدمہ اور چار اَبواب ہیں

مُقَدِّمَہ

بعض فقہی اصطلاحات کے بارے میں

(TERMS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE)

(دفعہ 1784) **قضاء** : قضاء کا لفظ حکم اور حاکمیت کے معنی میں آتا ہے۔

(دفعہ 1785) **حاکم** (judge): حاکم وہ شخص ہے جسے سلطان کی جانب سے لوگوں کے دعاوی اور جھگڑوں کی بابت شرعی احکامات کی روشنی میں فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔

(دفعہ 1786) **حکم** (judgement): حاکم کا وہ فیصلہ جو جھگڑے کو ختم کر دیتا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں:

(ا) حاکم (judge) محکوم علیہ پر محکوم بہ کو لازمی قرار دے، مثلاً میں نے یہ حکم دیا ہے یا جس شئے کا تم پر دعوی کیا گیا ہے اسے ادا کر دو، اسے "**قَضَاءُ الالْزَامِ**" (obligatory judgement)

اور "**قَضَاءُ الاسْتِحْقَاقِ**" (judgement for something which is due) کہتے ہیں۔

(۲) حاکم (judge) مدعی (plaintiff) کو اپنے کلام کے ذریعہ منازعت سے منع کر دے، مثلاً تمہارا کوئی حق نہیں ہے، یا تمہیں منازعت سے منع کیا جاتا ہے اور اسے "**قَضَاءُ التَّرْکِ**" (judgement by way of dismissal) کہتے ہیں۔

(دفعہ 1787) **محکوم بہ** (subject matter of the judgement): وہ شئی جسے حاکم (judge) محکوم علیہ پر لازم قرار دے اور "قضاء الالزام" میں محکوم بہ مدعی (plaintiff) کے حق کا ادا کرنا ہے اور "قضاء الترک" میں محکوم بہ، مدعی کا منازعت سے باز رہنا ہے۔

(دفعہ 1788) **محکوم علیہ** (losing party): وہ فریق جس پر حکم کیا جائے (جس کے خلاف حکم کیا جائے)۔

(دفعہ 1789) **محکوم لہ** (successful party): جس کے لئے حکم کیا جائے (جس کے حق میں حکم کیا جائے)۔

(دفعہ 1790) **تحکیم** (arbitration): فریقین کا باہمی رضامندی سے اپنے دعوی کی بابت فیصلہ کرنے کے لئے کسی شخص کو مقرر کر لینا اور جسے مقرر کیا جائے اسے "**حَکَمٌ**" اور "**مُحَکَّمٌ**" کہتے ہیں۔

(دفعہ 1791) **وَكِيْلِ مُسَخَّر** (deputy defendant): ایسا وکیل جسے حاکم نے مدعی علیہ (defendant) کی جانب سے مقرر کیا ہو جب کہ مدعی علیہ کا بذات خود عدالت میں حاضر ہونا ممکن نہ ہو۔

پھلا باب

حکام کے بارے میں

(JUDGES)

اِس باب میں چار فصلیں ہیں

پھلی فصل

حاکم کے اوصاف کے بارے میں

(QUALITIES REQUISITE IN A JUDGE)

(دفعہ 1792) یہ لازمی ہے کہ حاکم (judge) صاحب حکمت، سمجھدار، امین، باوقار اور متانت والا ہو۔

(دفعہ 1793) یہ لازمی ہے کہ حاکم (judge) فقہ کے مسائل سے بخوبی آگاہ ہو اور عدالتی اُصول وقوانین کا جاننے والا ہو اور دعاوی میں ضرورت کے مطابق تطبیق کر کے فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

(دفعہ 1794) یہ لازمی ہے کہ حاکم (judge) میں تمیز تام (perfect understanding) کی صلاحیت بھی موجود ہو۔ اسی لئے بچے، حواس باختہ، اندھے اور ایسے بہرے کا حاکم ہونا جائز نہیں جو کہ فریقین کی آواز کو نہ سن سکے۔

دوسری فصل

آداب حاکم کے بارے میں

(CONDUCT OF JUDGES)

(دفعہ1795) حاکم (judge) کو چاہیے کہ ایسے افعال وحرکات سے اجتناب کرے جس کی وجہ سے اس کی مجلس کا رعب و دبدبہ جاتا رہے، مثلاً خرید وفروخت اور ہنسی مذاق وغیرہ۔

(دفعہ1796) حاکم(judge) فریقین میں سے کسی کا ہدیہ بھی قبول نہ کرے۔

(دفعہ1797) حاکم (بالخصوص دورانِ مقدمہ) فریقین میں سے کسی کی دعوت میں نہ جائے۔

(دفعہ1798) حاکم(judge) کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ کبھی ایسی حالت وحرکت میں نہ پایا جائے جس سے اس پر تہمت لگ سکتی ہو، یا بدگمانی کا اندیشہ ہو۔

مثلاً فریقین میں سے کسی کے گھر جانا، یا عدالت ہی میں اس سے تنہائی میں بات کرنا، یا ہاتھ، آنکھ یا سر سے کسی قسم کا کوئی اشارہ کرنا، یا ان فریقین میں سے کسی ایک کے ساتھ خفیہ بات کرنا، یا ان میں سے کسی ایک سے ایسی زبان میں بات کرنا جیسے دوسرے نہ سمجھ سکے۔

(دفعہ1799) حاکم(judge) فریقین کے مابین عدل کرنے کے لئے مأمور ہوتا ہے، اسی لئے عدالتی معاملات میں ہر طرح سے عدل وانصاف کی رعایت کرے۔

مثلاً فریقین کے بٹھانے میں ان کی جانب نظر کرنے اور ان سے بات کرنے میں عدل کو ملحوظ رکھے اگرچہ ان میں سے ایک بہت معزز ہو اور دوسرا عام آدمی ہو (لیکن حاکم دوران مقدمہ ان دونوں سے یکساں سلوک کا برتاؤ کرے)۔

تیسری فصل

فرائض حاکم کے بارے میں

(DUTIES OF JUDGES)

(دفعہ 1800) حاکم (judge) عدالتی معاملات اور احکامات کے اجراء میں سلطان کا وکیل ہوتا ہے۔

(دفعہ 1801) قضاء کا معاملہ زمان و مکان اور بعض خصومات کے استثناء کے ساتھ مقید ہوتا ہے۔

مثلاً اگر کسی حاکم کو ایک سال کے لئے مقرر کیا جاتا ہے تو وہ صرف اسی مدت میں فیصلہ کر سکتا ہے، لہٰذا اسے اختیار نہیں ہوتا کہ اس مقررہ مدت سے قبل یا بعد میں کوئی فیصلہ کرے۔

اسی طرح اگر کسی حاکم کو کسی معین علاقے کے لئے مقرر کیا جائے تو وہ اس کی حدود کے اندر فیصلہ کر سکتا ہے لیکن اسے اختیار نہیں کہ ان حدود کے باہر کسی مقدمے کا فیصلہ کرے۔

اسی طرح اگر کسی حاکم کو کسی معینہ محکمہ کے لئے مقرر کیا جائے تو وہ اسی کی بابت فیصلہ کر سکتا ہے دیگر محکموں کے بارے میں اسے فیصلہ کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر سلطانی حکم صادر ہو جائے کہ فلاں معاملے کے متعلق کوئی دعوی قابل سماعت نہیں ہوگا کیونکہ اس میں لوگوں کی بھلائی ہے تو اب حاکم کو اختیار نہیں کہ وہ اس کے متعلقہ دعوی کو سنے اور فیصلہ کرے یا اگر حاکم کو مخصوص مقدمات کی سماعت کے لئے مقرر کیا گیا ہے تو وہ صرف ان مخصوص مقدمات کو سن کر ان کے بارے میں فیصلہ کرنے کا مجاز ہوگا، اُن کے علاوہ دیگر مقدمات کو سننے یا ان کی بابت فیصلہ کرنے کا اسے اختیار نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر سلطانی حکم صادر ہو جائے کہ فلاں مجتہد کی رائے فی زمانہ عوام الناس کیلئے بہتر ہے تو حاکم کو اختیار نہیں کہ اس مجتہد کے علاوہ کسی دوسرے مجتہد کی رائے پر عمل کرتے ہوئے حکم دے اور اگر اس نے ایسا کیا تو اس کا حکم نافذ ہی نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1802) اگر سماعت دعوی کے لئے دو حاکم مقرر ہوں تو ان میں سے کسی ایک کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ اکیلا ہی دعوی سنے اور فیصلہ کر دے اگر اس نے ایسا کیا تو اس کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1803) اگر فریقین میں سے کسی ایک نے ایک حاکم کے پاس مرافعہ (case) پیش کیا اور دوسرے فریق نے دوسرے حاکم(judge) کے پاس مرافعہ (case) پیش کیا جب کہ ایک ہی شہر کے مختلف حاکم ہوں اور پھر ان دونوں میں اختلاف ہوگیا تو جس حاکم کے پاس مدعی علیہ (defendant) نے مرافعہ پیش کیا ہوگا اُسے ترجیح ہوگی۔

(دفعہ 1804) اگر کوئی حاکم(judge) معزول(removed) کیا گیا لیکن اسے معزولی کی خبر نہیں ملی تو اس دوران وہ جتنے دعاوی سن کر انکے متعلق فیصلہ کرے گا وہ سب صحیح ہوں گے، ہاں معزولی کی اطلاع ملنے کے بعد کئے گئے فیصلے صحیح نہیں ہوں گے۔

(دفعہ 1805) حاکم اگر مجاز ہو تو وہ اپنے نائب(deputy judge) کو مقرر بھی کرسکتا ہے اور معزول بھی اور اگر مجاز نہ ہو تو ایسا نہیں کرسکتا اور حاکم کے معزول ہوجانے یا مرجانے سے اسکا نائب معزول نہیں ہوگا۔ اسی لئے اگر کسی معینہ علاقے کا حاکم انتقال کرجائے تو اسکا نائب اس علاقے کے مقدمات سن کر فیصلہ کرسکتا ہے جب تک اسکی جگہ دوسرا حاکم نہ آجائے۔

(دفعہ 1806) نائب کو اس بات کا اختیار حاصل ہوتا ہے کہ ان دلائل پر فیصلہ کرے جو حاکم نے سماعت کئے تھے اور حاکم کو اس بات کا اختیار حاصل ہوتا ہے کہ ان دلائل پر فیصلہ کرے جو اس کے نائب نے سماعت کئے تھے بایں طور کہ حاکم نے دعوی کے متعلق دلائل سماعت کئے اور اس بارے میں اپنے نائب کو خبر دے دی تو نائب کو اختیار ہوگا کہ دوبارہ دلائل سنے بغیر ہی حاکم کی خبر پر حکم کردے اور اسی طرح اجازت یافتہ نائب نے کسی مقدمے کے دلائل سماعت کئے اور اس بارے میں حاکم کو خبر دے دی تو اب حاکم کو اختیار ہوگا کہ وہ دوبارہ دلائل سماعت کئے بغیر ہی حکم کردے لیکن اگر نائب احکامات صادر کرنے کے لئے نہیں بلکہ صرف دلائل کو سن کر اس کی تحقیق وتفتیش کرنے کے لئے مقرر ہے تو اب حاکم اس کے بیان پر فیصلہ نہیں کرے گا بلکہ اس پر لازم ہے کہ بذاتِ خود دلائل سماعت کرے۔

(دفعہ 1807) کسی علاقے کے حاکم کو اس بات کا اختیار ہے کہ اس زمین کے متعلق دعوی سماعت کرے جو کہ اسکے علاقے میں نہیں ہے لیکن بایں صورت اس زمین کی ''حدود شرعیہ'' کتاب الدعوی کی تفصیلات کے مطابق بیان کرنا ضروری ہوں گے۔

(دفعہ 1808) یہ بھی شرط ہے کہ محکوم لہ(successful party) حاکم کے اُصول وفروع یا اس کی زوجہ یا اس مال میں جس کی بابت وہ حکم دینے والا ہے اس کا شریک یا اجیر خاص(private employee) یا ایسا شخص جس کے نفقہ کے اخراجات اس پر ہے، اِن میں سے نہ ہو، اسی لئے حاکم ان میں سے کسی ایک کے بھی دعوی کی سماعت کر کے فیصلہ نہیں کرسکتا۔

(دفعہ 1809) اگر کسی شخص کو اپنے حاکم شہر یا اس سے منسوب افراد جن کا ذکر ماقبل دفعہ میں کیا گیا ہے کے خلاف کوئی دعویٰ کرنا ہو تو اسی شہر کے دوسرے حاکم کے پاس اپنا دعوی دائر کرے گا اور اگر اس شہر میں اس کے علاوہ دوسرا حاکم نہ ہو تو دونوں کی باہمی رضامندی سے مقرر کردہ حَکَم کے سامنے یا اگر حاکم نائب مقرر کرنے کا مجاز ہو تو اس کے نائب کے سامنے یا اس علاقے کے قریب والے حاکم کے سامنے دعوی پیش کیا جائے گا اور اگر فریقین ان صورتوں میں سے کسی پر بھی رضامند نہ ہوں تو سلطان سے استدعا کریں گے کہ کسی شخص کو اس معاملے کے لئے مقرر کر دیا جائے۔

(دفعہ 1810) حاکم (judge) کو چاہیے کہ دعاوی میں پہلے آنے والے دعاوی کو بعد آنے والے دعاوی پر مقدم رکھے (یعنی جو دعوی پہلے دائر ہوا سے پہلے سنے وعلی ہذا البقیہ دعاوی کی سماعت کرے) لیکن اگر صورتِ حال اور مصلحت کسی دعوی کی جلدی کا تقاضہ کرے تو اسے پہلے بھی دیکھ سکتا ہے۔

(دفعہ 1811) بوقت ضرورت حاکم (judge) کو کسی دوسرے سے فتویٰ لینا بھی جائز ہے۔

(دفعہ 1812) حاکم کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس وقت ذہن منتشر ہو یا کسی اور وجہ سے مثلاً غم وغصہ، بھوک، نیند کی وجہ سے سوچ و بچار کی علامت میں خلل ہو تو ایسی صورت میں مقدمات کی سماعت اور احکامات کا معاملہ نہ کرے۔

(دفعہ 1813) حاکم (judge) کو چاہیے کہ مقدمے کے بارے میں اچھی طرح تحقیق کرے اور کسی بات کو مؤخر نہ کرے۔

(دفعہ 1814) حاکم (judge) کو چاہیے کہ عدالت میں رجسٹر (register) رکھے اور اس میں اِعلامات اور سندات و دستاویز کا مکمل ریکارڈ تحریر کرے اور اس رجسٹر کو فساد سے محفوظ رکھنے کے لئے مؤثر اقدامات کرے یعنی اولاً خود اس کی حفاظت کرے اور اگر عدالت سے باہر جائے تو اپنے جانشین کو بذات خود یا پھر امین کے ذریعہ سے وہ رجسٹر حوالے کرے۔

چوتھی فصل

صورتِ محاکمہ کے بارے میں

(THE HEARING OF AN ACTION)

(دفعہ 1815) حاکم (judge) اپنے فیصلہ کا اعلان کرے لیکن فیصلہ سے قبل اس کی صورت حال کو ظاہر نہ ہونے دے۔

(دفعہ 1816) اگر فریقین محاکمہ کے لئے حاکم (judge) کے سامنے حاضر ہوں تو حاکم پہلے مدعی (plaintiff) کو گفتگو کرنے کیلئے کہے گا اور اگر مدعی کا دعوی پہلے سے تحریر شدہ حاضر ہو تو اسے پڑھا کر تصدیق کر لی جائے گی پھر مدعی علیہ سے جواب طلب کیا جائے گا اور وہ اس طرح سے کہ مدعی نے تم پر اس بات کا دعوی کیا ہے تم کیا کہتے ہو؟

(دفعہ 1817) اگر مدعی علیہ اقرار کرے تو حاکم اس کے اقرار کی بنیاد پر دعوی کو لازمی قرار دے دے گا اور اگر انکار کرے تو پھر مدعی سے دلائل طلب کئے جائیں گے۔

(دفعہ 1818) اگر مدعی نے اپنے دعوی کو دلائل سے ثابت کر دیا تو حاکم اس کا حکم کر دے گا اور اگر ثابت نہ کیا تو اس کے قسم کا حق باقی رہے گا پس اگر وہ مطالبہ کرے تو حاکم مدعی علیہ کو قسم کھانے کے لئے کہے گا۔

(دفعہ 1819) اگر مدعی علیہ نے قسم کھا لی یا مدعی نے قسم کھانے کے لئے نہیں کہا تو حاکم مدعی کو مدعی علیہ کے خلاف معارضہ کرنے سے منع کر دے گا۔

(دفعہ 1820) اگر مدعی علیہ نے قسم کھانے سے انکار کر دیا تو حاکم اس کے انکار پر حکم کر دے گا اور اگر بعد میں قسم کھانے کے لئے رضامند ہو بھی گیا تو اس کی جانب توجہ نہیں کی جائے گی۔

(دفعہ 1821) اگر کسی حاکم محکمہ کی جانب سے جاری کی ہوئی اطلاعات وسندات و دستاویز بناوٹ اور جعلسازی کے شکوک و شبہات سے پاک ہوں تو دیگر دلائل کی عدم موجودگی میں ان پر حکم دینا اور عمل کرنا جائز ہوگا۔

(دفعہ 1822) اگر مدعی علیہ سوالات کے وقت خاموش رہے، ہاں یا نہیں، کوئی جواب نہ دے تو اس کے خاموش رہنے کو انکار تصور کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر اس نے جواباً کہا: نہ تو میں اقرار کرتا ہوں اور نہ ہی انکار تو بھی اسے انکار ہی تصور کیا جائے گا اور

ان دونوں صورتوں میں مدعی سے دلائل طلب کئے جائیں گے۔

(دفعہ 1823) اگر مدعی علیہ نے اقرار یا انکار کے وقت مدعی کے دعوی کو دفع کرنے کے لئے ایک دعوی پیش کر دیا تو اس کے ساتھ ''کتاب دعوی'' اور ''کتاب بینات'' کے مسائل کے مطابق معاملہ کیا جائے گا۔

(دفعہ 1824) فریقین میں سے کسی ایک کو بھی اس بات کا اختیار نہیں کہ دوسرے شخص کے کلام مکمل ہونے سے قبل کوئی کلام کرے اگر کوئی ایسا کرے تو حاکم اسے منع کرے گا۔

(دفعہ 1825) حاکم اپنے محکمہ عدالت میں با اعتماد امین ترجمان رکھے گا تا کہ فریقین میں سے اگر کوئی اس زبان سے ناواقف ہو تو اس کی زبان کا ترجمہ کیا جا سکے۔

(دفعہ 1826) ایسے مقدمات جو اقرباء کے مابین ہوں، یا جن میں طرفین کی جانب سے کوئی صلح کی خواہش پائی جائے تو ایسے مقدمات کے لئے حاکم چند مرتبہ فریقین کو صلح کرنے کے لئے کہے گا اگر اُنہوں نے صلح کر لی تو ''کتاب صلح'' میں مذکور مسائل کے مطابق معاملہ ہوگا وگرنہ عدالتی کاروائی (حسب مقدمہ وضرورت) بروئے کار لائی جائے گی۔

(دفعہ 1827) جب حاکم عدالتی اُمور مکمل کر چکے اور فیصلہ کر دے تو فریقین کو اس سے باخبر کر دے اور ایک ایسا اطلاع نامہ ترتیب دے جس میں فیصلہ مع دلائل و اسباب کے تحریر ہو پھر اسے محکوم لہ (successful party) کو دے اور اس کے وصول کر لینے کے بعد ایک اور نقل محکوم علیہ (losing party) کو بھی دے دے۔

(دفعہ 1828) اگر فیصلہ کے اسباب اور مکمل شرائط موجود ہوں تو حاکم کو حکم میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہوگا۔

دوسرا باب

حکم کے بارے میں

(JUDGEMENTS)

اِس باب میں دوفصلیں ہیں

پہلی فصل

شرائط حکم کے بارے میں

(CONDITIONS ATTACHING TO A JUDGEMENT)

(دفعہ 1829) حکم کے لئے شرط ہے کہ اس سے قبل دعوی پیش کیا جا چکا ہواور وہ بایں طور کہ حاکم کے حکم کے لئے شرط ہے کہ جب وہ لوگوں کے کسی معاملے کے لئے حکم صادر کرے تو اس سے قبل کسی نے اس معاملے کے متعلق دعوی حاکم کے سامنے پیش کیا ہو، اسی لئے دعوی پیش ہونے سے قبل حاکم کا دیا گیا حکم صحیح نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1830) بوقت فیصلہ فریقین کا حاضر ہونا شرط ہے یعنی عدالتی کاروائی مکمل ہونے کے بعد جب فیصلہ سنایا جائے تو اس وقت فریقین کا حاضر وموجود ہونا شرط ہے لیکن اگر کسی شخص نے دعوی کیا اور مدعی علیہ نے اس کا اقرار بھی کرلیا پھر حاکم کے حکم کرنے سے ہی وہ مجلس عدالت سے چلا گیا تو اب حاکم اس کی غیر موجودگی میں بھی اس کے اقرار کی بناء پر فیصلہ سنا سکتا ہے۔

اسی طرح اگر مدعی علیہ نے مدعی کے دعوی سے انکار کر دیا اور مدعی نے اپنے دعوی پر دلائل پیش کر دیئے پھر مدعی علیہ مجلس عدالت میں تزکیہ (enquiry) سے قبل ہی چلا گیا تو حاکم ان کا تزکیہ کر کے فیصلہ کر دے گا۔

(دفعہ 1831) مدعی علیہ کے وکیل کی موجودگی میں مدعی نے جو دلائل پیش کئے ہیں ان کی بناء پر مدعی علیہ کی مجلس عدالت میں موجودگی میں حاکم فیصلہ کرسکتا ہے، اسی طرح اگر اس کے برعکس جو دلائل مدعی علیہ کے سامنے پیش کئے ہیں تو ان کی بنیاد پر مدعی علیہ کے وکیل کی موجودگی میں بھی حاکم فیصلہ کرسکتا ہے۔

(دفعہ 1832) اگر دعوی جمیع ورثاء کے مقابلے میں ہو اور کسی ایک وارث کی موجودگی میں دلائل قائم ہو چکے ہوں اور بوقت فیصلہ وہی وارث موجود ہو تو حاکم کو اختیار ہے کہ بوقت فیصلہ جو وارث حاضر ہے اس کے لئے انہی دلائل کی بنیاد پر فیصلہ کر دے دلائل کو دوبارہ دہرانے کی ضرورت نہیں۔

دوسری فصل

فیصلہ کے وقت عدم موجودگی کے بارے میں

(JUDGEMENT BY DEFAULT)

(دفعہ 1833) مدعی (plaintiff) کے مطالبہ پر حاکم کی جانب سے مدعی علیہ (defendant) کو بلایا جائے گا پس اگر مدعی علیہ آنے سے، یا اپنے وکیل کو عدالت بھیجنے سے بغیر کسی عذر شرعی کے انکار کرے تو اسے جبراً عدالت لایا جائے گا۔

(دفعہ 1834) اگر مدعی علیہ (defendant) نہ ہی خود عدالت میں حاضر ہو، نہ ہی اپنے وکیل کو بھیجے اور نہ ہی اُن کا حاضر کرنا ممکن ہو تو عدالت کی جانب سے مدعی کے مطالبہ پر مدعی علیہ کی طرف تین طلب نامے اوقاتِ مختلفہ میں بھیجے جائیں گے اگر مدعی علیہ پھر بھی عدالت میں حاضر نہ ہو تو حاکم اسے کہلا بھیجے گا کہ اس کی جانب سے وکیل مقرر کر دیا جائے گا اور دعوی و دلائل سماعت کئے جائیں گے اگر اس پر بھی اس نے انکار کیا اور عدالت حاضر نہ ہوا تو عدالت کی طرف سے وکیل مقرر کیا جائے گا جو اس کے لئے لڑے گا اور اس کے سامنے دعویٰ اور دلائل سماعت کئے جائیں گے اور اگر تحقیق و تفتیش کے بعد یہ ثابت ہو گیا کہ دعویٰ صحیح تھا تو اس کے مطابق حکم کر دیا جائے گا۔

(دفعہ 1835) مدعی علیہ کی غیر موجودگی میں کیا گیا فیصلہ مناسب طریقے سے اُس تک پہنچا دیا جائے گا۔

(دفعہ 1836) اگر محکوم علیہ (losing party) غیر موجودگی کے بعد عدالت میں آئے اور ایک ایسا دعوی پیش کرے جس سے مدعی (plaintiff) کا دعوی دفع ہو جاتا ہو تو اس کے دعوی کو سنا جائے گا اور مناسب حال فیصلہ کیا جائے گا اور اگر اس نے اپنے خلاف دعوی کو دفع نہیں کیا، یا کیا تو لیکن صحیح طور پر دعوی دفع نہ ہو سکا تو ماقبل دیا گیا حکم جاری و برقرار رہے گا۔

تیسرا باب

فیصلہ کے بعد دعوی پر نظر ثانی کے بارے میں

(RETRIAL)

(دفعہ 1837) جس دعوی کی بابت اُصولِ شرعیہ کے مطابق فیصلہ ہو چکا ہو اور اس کی اطلاع بھی دے دی گئی ہو یعنی فیصلہ کے اسباب وشرائط بھی موجود ہوں تو اب اس فیصلے کے لئے نظر ثانی وسماعت جائز نہیں ہے۔

(دفعہ 1838) اگر محکوم علیہ (losing party) نے دعویٰ کیا کہ ''دعوی'' کی بابت جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ شرعی اُصولوں کے مطابق نہیں ہے اور ساتھ اس نے یہ بھی بیان کر دیا کہ اس جہت سے یہ فیصلہ شرعی اُصولوں کے مطابق نہیں ہے، لہٰذا دوبارہ سے دعوی کی سماعت کی جائے تو اب اس فیصلہ کی تحقیق کی جائے گی پس اگر وہ فیصلہ اُصولِ شرعیہ کے مطابق ہو تو اس کی تصدیق کر دی جائے گی وگرنہ اسے دوبارہ زیر سماعت لایا جائے گا۔

(دفعہ 1839) اگر محکوم علیہ دعوی کے متعلق کئے گئے فیصلے سے مطمئن نہ ہو اور اعلامیہ میں کسی قسم کی کوتاہی پائی جائے اور یہ اس کے درست کرنے کا مطالبہ کرے تو اس اعلان نامے کی تحقیق کی جائے گی پس اگر وہ اصولِ شرعیہ کے مطابق ہوا تو اس کی تصدیق کر دی جائے گی وگرنہ اسے ردّ کر دیا جائے گا۔

(دفعہ 1840) فیصلہ سے قبل اور بعد بھی ''دفع دعوی'' صحیح ہے۔

اسی لئے اگر محکوم علیہ ''دفع دعوی'' کے لئے کوئی ایسا سبب بیان کرے جس سے دعوی دفع ہو جاتا ہو اور یہ دفع دعوی کرتے ہوئے دعوی کرے اور مطالبہ کرے کہ مقدمے کو دوبارہ سے سماعت کیا جائے تو اس کے دعوی کو محکوم لہ کے سامنے سنا جائے گا اور کارروائی کی جائے گی۔ مثلاً ایک شخص نے ایک مکان کے متعلق دعوی پیش کیا جو کہ دوسرے کے قبضہ میں ہے کہ وہ مکان اسے اپنے باپ کی طرف سے بطور وراثت ملا ہے اور اس نے اپنے دعوی کو ثابت بھی کر دیا پھر فیصلہ ہو جانے کے بعد اگر کوئی قابل اعتماد دستاویز ملی جس میں لکھا تھا کہ مدعی کے والد نے یہ مکان صاحب قبضہ شخص کے والد کو فروخت کر دیا تھا تو اب صاحب قبضہ کے دعوی کو سنا جائے گا اور اگر یہ ثابت ہوگا تو پہلا فیصلہ رد کر کے مدعی کے دعوی کو دفع کر دیا جائے گا۔

چوتھا باب

تَحْکِیْم سے متعلقہ مسائل کے بارے میں

(ARBITRATION)

(دفعہ 1841) ایسے مال کے دعاوی جن کا تعلق لوگوں کے حقوق سے ہو ان میں تحکیم (arbitration) کرنا جائز ہے۔

(دفعہ 1842) مُحَکَّمْ (arbitrator، ثالث) کا فیصلہ صرف ان ہی فریقین کے حق میں جائز و نافذ ہوگا جنہوں نے اسے حَکَم مقرر کیا ہے اور صرف اسی معاملے کے لئے ہوگا فریقین کے دیگر معاملات میں اس کا اثر نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1843) ثالثوں کا ایک سے زائد ہونا بھی جائز ہے یعنی یہ جائز ہے کہ دو یا تین ثالث مقرر کئے جائیں اور اس لئے مدعی (plaintiff) اور مدعیٰ علیہ (defendant) کا الگ الگ ثالث (arbitrator) مقرر کرنا بھی جائز ہے۔

(دفعہ 1844) اگر ثالث زیادہ ہوں جیسا کہ ابھی ماقبل گزرا تو ان کی باہمی آراء کا متفق ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے ان میں سے ایک کا تنہاء فیصلہ کرنا درست نہیں۔

(دفعہ 1845) ثالثوں کو اگر فریقین کی اجازت حاصل ہو تو دوسرے کو حَکَم (arbitrator) بنانے کا حق حاصل ہوگا وگرنہ نہیں۔

(دفعہ 1846) اگر تحکیم (arbitration) میں وقت کی قید ہو تو وقت کے گزرنے پر تحکیم ختم ہو جائے گی۔ مثلاً ثالث مقرر کیا گیا کہ فلاں دن سے ایک مہینے کے اندر فیصلہ کر دے تو اسے صرف اسی مدت کے اندر فیصلہ کرنے کا اختیار ہوگا، اس مدت کے بغیر فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر وہ مدت گزرنے کے بعد فیصلہ کرے گا تو وہ فیصلہ نافذ نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1847) فریقین میں سے ہر ایک کو فیصلے سے قبل ثالث (arbitrator) کو معزول کر دینے کا اختیار حاصل ہوتا ہے لیکن اگر ایک ایسے حاکم نے حَکَم بنانے کی اجازت دے دی ہو جیسے سلطان کی طرف سے اپنا نائب مقرر کرنے کی اجازت حاصل ہے تو اس حَکَم کی حیثیت حاکم کے نائب کی ہوگی کیونکہ اب وہ اس کا جانشین ہے۔

(دفعہ 1848) جس طرح سے حکام کے فیصلے ان تمام افراد کے حق میں ''لازم الاجراء'' ہیں جو ان کے حدود میں داخل ہیں، اسی طرح ثالثوں (arbitrators) کے فیصلے بھی ان فریقوں کے حق میں جنہوں نے انہیں ثالث بنایا ہے اور جس معاملے کے لئے ثالث بنایا ہے ''لازم الاجراء'' (binding on all parties) ہوں گے، اسی لئے فریقین میں سے کسی کو ثالث کے فیصلہ سے اگر وہ اُصولِ شرعیہ کے مطابق ہو، رُوگردانی کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(دفعہ 1849) اگر ثالث کا فیصلہ سلطان کی جانب سے مقررہ کردہ حاکم کے سامنے پیش کیا جائے پس اگر وہ فیصلہ اُصولِ شرعیہ کے مطابق ہو تو حاکم اس کی تصدیق کردے گا وگرنہ اسے ردّ کردے گا۔

(دفعہ 1850) اگر فریقین نے اپنے اپنے ثالثوں کو صلح کرنے کی اجازت دے دی تو ان کی صلح کا اعتبار ہوگا۔

اس طرح کہ ایک فریق نے اپنے مقرر کردہ ثالث کو اور دوسرے فریق نے اپنے مقررہ کردہ ثالث کو متنازعہ معاملے میں صلح کر لینے کے لئے وکیل بنایا اور اُنہوں نے کتاب صلح'' میں مذکور مسائل کے مطابق مصالحت کر لی تو فریقین میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ اس صلح کو قبول کر لینے سے انکار کرے۔

(دفعہ 1851) اگر کسی شخص نے دو افراد کے مابین دعوی کا فیصلہ کردیا حالانکہ اسے کسی نے بھی ثالث نہیں بنایا تھا تو اگر فریقین اس فیصلے پر رضامند ہو جائیں اور اسے جائز قرار دیں تو اس کا فیصلہ نافذ ہوگا۔

'' اس کتاب کو ''26شعبان المعظم1293ھ'' میں تحریر کیا گیا ''

[محقق مجلّہ ہذا، بسام عبدالوہاب کی تحقیق کے مطابق یہ تاریخ ''۱۵ستمبر۱۸۷۶ء'' کے موافق ہے]

☆	ملکی مجلس شوری کے رکن	سیف الدین
☆	امین الفتوی (نگران)	سید خلیل
☆	محکمہ معارف عمومی کے نگران	احمد جودت
☆	دار الخلافہ کے قاضی	احمد خالد
☆	محکمہ نظر ثانی کے سربراہ	سید احمد حلمی
☆	مجلس تحقیقات شرعیہ و مجلس انتخاب حکام کے سربراہ	سید احمد خلوصی
☆	محکمہ شرعیہ کے معاون	عبدالستار
☆	اوقاف کی مجلس تفتیش کے مشیر	عمر حلمی

" اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ "

آج شب اتوار 9 مئی 2010ء کو اس کتاب "مَجَلَّۃُ الاحْکَامِ العَدْلِیَّۃ" کا اُردو ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا، اس ترجمہ کا آغاز 2009-12-30 کو ہوا اور اب اللہ تعالیٰ کی عنایت وتوفیق سے اس کی تکمیل ہوئی، یہ میرے ربّ جلیل وکریم کی عطا ہے کہ اس نے مجھ سے یہ خدمت لی، دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس ترجمہ کو قبولیت بخشے اور عوام وخواص کے لئے نافع بنائے، نیز میرے لئے توشہ نجات وباعث برکاتِ دارین کرے۔

اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الامِیْنَ صلی اللہ علیہ وسلم

ابو محمد اعجاز احمد

بن بشیر احمد بن محمد شفیع

غُفِرَ لَہُ وَ لِوَالِدَیْہِ وَ اَحْسِنْ اِلَیْھِمَا وَ اِلَیْہِ

09-05-2010

الحمدللہ! آج مورخہ ۸ مارچ بروز اتوار ۲۰۱۵ء/ جمادی الاولی ۱۴۳۶ھ
کو اس ترجمہ کی نظر ثانی بلکہ ثالث مکمل ہوئی۔ اعجاز احمد

’’مجلّہ ہذا میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کے معنی ومفہوم‘‘

نمبر شمار	الفاظ	انگریزی معنی/مفہوم
1	آبادکاری	(vivification)
2	آجر	(lessor)
3	اِباحت	(permission/gratuitous)
4	اِبراء	(release)
5	اِبراء خاص	(special release)
6	اِبراء عام	(general release)
7	اِبْرَاء اِسْقَاط	(release by way of renunciation)
8	اِبْرَاء اِسْتِیْفَاء	(release by admission of payment)
9	اِبْضَاع	(offering whole profit)
10	اِتلاف تسبّب	(indirect destruction)
11	اِتلاف مباشر	(direct destruction)
12	اجتہاد	(interpertation)
13	اجارہ	(lease)
14	اِجَارَۂ مُنْجَزَة	(executed lease)
15	اجارۂ باطلہ	(void lease)

16	اجارۂ فاسدہ	(invalid lease)
17	اجارۂ مضافہ	(deferred lease)
18	اجارۂ مطلقہ	(unconditional contract of lease)
19	اجارۂ لازمہ	(irrevocable contract of leasing)
20	اجارۂ صحیحہ	(valid contract of lease)
21	اجارۃُ الاعیان	(lease of specific property)
22	اجارۃُ العقار	(lease of real property)
23	اجارۃُ العروض	(lease of merchandise)
24	اجارۃُ الدوّاب	(lease of animals)
25	اجارۃُ الاعمال	(leasing on works)
26	اَجیر	(lessor/employee)
27	اجیر خاص	(private employee)
28	اجیر مشترک	(public employee)
29	اُجرت	(wages)
30	اُجرتِ مثل	(estimated rent)
31	اجرتِ مسمّٰی	(fixed rent)
32	اجازتِ لاحقہ	(subsequent ratification)
33	اجازتِ فعلیہ	(ratified by conduct)
34	اجازت مطلقہ	(unconditionally permission)
35	اجازت مقیدہ	(conditionally permission)

36	اِحیاءالموات	(cultivation of virgin land)
37	اخراجات	(expenses)
38	اُدھار	(credit)
39	اِذن	(permission)
40	اِرتہان	(taking on pledge)
41	اَراضی موات	(arid land/dead land)
42	اِسْتِحْسَان	(application of discretion in a legal decision)
43	اِسْتِصْحَاب	(presumption of continuity)
44	اِسْتِصْنَاع	(sale by order to manufacture)
45	اشارہ	(signs)
46	اضطرار	(compulsion)
47	اعلانیہ تزکیہ	(public inquiry)
48	اقساط	(instalments)
49	اقالہ	(rescission)
50	اقرار	(acknowledgment/admissions)
51	اقرار بالکتابت	(admission in writing)
52	اقرار باللسان	(oral admission)
53	اِکراہ	(constraint)
54	اِکْرَاہِ مُلْجِی	(major constraint)
55	اِکْرَاہِ غَیْرِ مُلْجِی	(minor constraint)

(public welfare)	اُمورِ مصلحت	56
(trustee)	امین	57
(expenditure)	اِنفاق	58
(offer)	اِیجاب	59
(renewal of the offer)	اِیجاب کی تکرار	60
(safe keeping)	اِیْدَاعٌ	61
(seller)	بائع	62
(invalid/void)	باطل	63
(settled consideration)	بدلِ صلح	64
(invested capital)	بِضَاعَةٌ	65
(acquitted)	بری الذمہ	66
(continuance)	بقا	67
(sale)	بیع	68
(concluded sale)	بیع منعقد	69
(non concluded sale)	بیع غیر منعقد	70
(irrevocable sale)	بیع لازم	71
(revocable sale)	بیع غیر لازم	72
(valid sale)	بیع صحیح	73
(void sale/vain sale)	بیع باطل	74
(invalid sale)	بیع فاسد	75

76	بیع نافذ	(executed sale)
77	بیع موقوف	(conditional sale)
78	بیع جزاف / بیع مجازفہ	(speculated sale)
79	بیع بالشرط	(conditional sale)
80	بیع بالوف	(a mortgage conditional sale /sale subject to a right of redemption)
81	بیع سَلم	(sale on advance payment)
82	بیع صرف	(sale by exchange of money for money)
83	بیع مقایضہ	(sale by barter)
84	بیع تعاطی	(sale by indication)
85	بیع قطعی	(final sale)
86	بیع مطلق	(absolute sale)
87	بیع اُدھار	(credit sale)
88	بیع محاباۃ	(thing for less than its value and gives delivery)
89	تبذیر	(squandering/extravagance/prodigality)
90	تَبَرُّعٌ	(donation/gift)
91	تَأْجِيْلٌ	(postponement of payment)
92	تَحْجِيْرٌ	(putting stones)
93	تَحْلِيْفٌ	(administering the oath)

(taking the oath)	تَحَالُف	94
(arbitration)	تَحْكِيْمٌ	95
(inquiry)	تزکیہ	96
(public usage)	تعامل ناس	97
(interfering)	تعرض	98
(cheating)	تغریر	99
(difference)	تفاوت	100
(suretyship/accepting responsibility)	تَقَبُّلٌ	101
(prior warning)	تقدم	102
(payment by instalments)	تَقْسِيْطٌ	103
(restriction)	تَقْيِيْدٌ (حدبندی)	104
(division/partition)	تقسیم	105
(partition by consent)	تقسیم رضا	106
(partition by order of the Court)	تقسیم قضا	107
(partition by an unauthorised person)	تقسیم فضولی	108
(estoppel/contradiction)	تناقض	109
(successively)	تواتر	110
(an authority to act as agent)	توکیل	111
(price)	ثمن	112
(agreed price)	ثمن مسمّی	113

114	جَارِ مُلاصِق	(adjoining neighbour)
115	حالت صحت	(good health)
116	حالت مرض	(ill health)
117	حَجْرٌ	(interdiction)
118	حرج	(narrowness)
119	حَقِّ اِسْتِرْدَاد	(right of return)
120	حق سیل/مسیل	(right of discharging water)
121	حق شرب	(right of taking water)
122	حَقِّ شُفْعَه	(right of pre-emption)
123	حَقِّ شَفَه	(right of drinking water)
124	حق حبس	(right of retention)
125	حق فسخ	(right of cancellation)
126	حق قرار	(right of support)
127	حق مرور	(right of way)
128	حوالہ	(transfer of debts/bill of exchange)
129	حوالہ مطلقہ	(absolute transfer of debt)
130	حوالہ مقیدہ	(restricted transfer of debt)
131	حصہ شائع	(undivided jointly owned share)
132	حاکم	(governor/judge)
133	خارِج	(outsider)

134	خراج	(land tax)
135	خِیَارٌ	(option)
136	خیارتعیین	(option for selection)
137	خیاررؤیت	(option to inspect)
138	خیارشرط	(optional condition)
139	خیارعیب	(option of defect)
140	خیارقبول	(option for acceptance)
141	خیارنقد	(option as to payment)
142	خیاروصف	(option for misdescription)
143	خصوصی نقصان	(private injury)
144	خفیہ تزکیہ	(private inquiry)
145	خَلِیْطٌ	(companion/ joint owner of a servitude)
146	دراہم	(dirham/ silver coins)
147	دینار	(dinar/gold coins)
148	دلال	(broker)
149	دعویٰ	(lawsuit/claim)
150	دِیت	(blood money)
151	ذوالید/قابض	(person in possession)
152	رَھْنٌ	(pledge)
153	رَاھِنٌ	(mortgager/pledgor)

154	رَأْسُ المَال	(capital)
155	رِبْحٌ (منافع)	(profit)
156	رِسالت	(messengership)
157	رسول	(messenger)
158	رشید	(mature mind)
159	زکوۃ	(alms)
160	سَفِیْہ	(imprudent/prodigal)
161	سلطانی مطالبات	(state taxes)
162	سود	(interset)
163	شدید نقصان	(severe injury)
164	شرب خاص	(private right of taking water)
165	شرط	(condition)
166	شرط تعجیل	(condition for immediate)
167	شرط لزوم	(condition of irrevocability)
168	شرط صحت	(condition of validity)
169	شرط نفاذ	(condition of efficacy)
170	شرط وجوب	(condition of conclusion)
171	شرعی	(legal/lawful)
172	شرکاء	(partners)
173	شرکت	(partnership)

(partnership in free)	شرکت اِباحت	174
(partnership in property)	شرکت اَموال	175
(personal partnership)	شرکت اَبدان	176
(partnership of wage earners)	شرکت تقبل	177
(joint ownership of debt)	شرکت دین	178
(artisans partnership)	شرکت صنائع	179
(valid partnership)	شرکت صحیحہ	180
(contractual partnership)	شرکت عقد	181
(joint ownership of specific property)	شرکت عین	182
(partnership with unequal shares)	شرکت عنان	183
(voidable partnership)	شرکت فاسدہ	184
(absolute ownership)	شرکت مِلک	185
(general partnership/partnership with equal shares)	شرکت مفاوضہ	186
(partnership by goodwill/partnership on credit)	شرکت وجوہ	187
(pre-emption)	شفعہ	188
(pre-emption claimant/pre-emptor)	شفیع	189
(witness/ evidence)	شہادت	190
(manufacturer)	صانع	191
(settlement)	صلح	192
(settlement by way of admission)	صلح عن الاقرار	193

194	صلح عن الانکار	(settlement by way of denial)
195	صلح عن السکوت	(settlement by way of silence)
196	صدقہ	(charity/alms)
197	صیغہ مضارع	(future tense)
198	صیغہ ماضی	(past tense)
199	صغیر غیر ممیّز	(minor of imperfect understanding)
200	صبی ممیّز	(minor of perfect understanding)
201	ضامن	(responsible/guarantor/ad-promiser)
202	ضمان	(satisfaction guaranty)
203	ضرائب	(tax)
204	طریق خاص	(private road)
205	طَلَبُ المُوَاثَبَة	(immediate demand of pre-emption /prompt assertion of a claim)
206	طَلَبُ التقْرِيْرِ والاشْهَاد	(making witnesses for demand of pre-emtion)
207	طَلَبُ الخُصُوْمَةِ والتَّمَلُّک	(claim to bring an action and to be granted absolute ownership of the property)
208	عاریت	(simple loan/gratuitous loan/borrow to make use)
209	عدل	(bailee)
210	عدم	(nullity)

211	عددی	(things estimated by measure of number)
212	عددیاتِ متقاربہ	(closely resembling things sold by numbers)
213	عددیاتِ متفاوتہ	(dissimilar things)
214	عروض	(merchandise)
215	عاقد	(contractor)
216	عقار	(real property)
217	عقد	(contract)
218	عاقدین	(contracting parties)
219	عقدبیع	(contract of sale)
220	عقدرہن	(contract of pledge)
221	عقداجارہ	(contract of lease)
222	عقدباطل	(void contract)
223	عقدفاسد	(voidable contract)
224	عمومی نقصان	(public injury)
225	عَین	(goods)
226	عیب	(defect)
227	عیب جدید	(defect of recent)
228	عیب قدیم	(defect of long standing)
229	عشر	(one tenth/tithe/zakat on crops)
230	عقوبات	(punishments)

231	غبن فاحش	(flagrant misrepresentation/ major misrepresentation)
232	غبن یسیر	(minor misrepresentation)
233	غصب	(usurpation)
234	غاصب	(usurper)
235	غرر	(uncertainty)
236	فاسق	(sinner)
237	فاعل مباشر	(actual doer of the act)
238	فسخ فعلی	(cancelled by conduct)
239	فضولی	(an unauthorised person)
240	قبول	(acceptance)
241	قدیم	(aboriginal)
242	قدامت	(antiqueness/immemorial time)
243	قسم	(oath)
244	قصاص	(retaliation)
245	قَنَاۃٌ	(water channels)
246	قیاس	(analogy)
247	قیمت	(value)
248	قیمی اشیاء	(rare article)
249	قیمت بنا	(building value)
250	قیمت باقیہ	(pulling-down value)

251	قیمت قائمہ	(standing value)
252	قیمت مقلوع	(pull-down value)
253	قلاش/مفلس	(bankrupt)
254	قضاء الالزام	(obligatory judgement)
255	قضاء الاستحقاق	(judgement for something which is due)
256	قضاء الترک	(judgement by way of dismissal)
257	قواعد کلیہ	(general rules)
258	کساد بازی	(slackness of business)
259	کفیل	(guarantor)
260	کَفَالَتْ	(suretyship/guarantee)
261	کفالت بالنفس	(producing a person guarantee)
262	کفالت بالمال	(guarantee of property)
263	کفالت بالتسلیم	(guarantee of delivery)
264	کفالت بِالدَّرک	(contingent guarantee)
265	کفالت مشروطہ	(conditional contract of guarantee)
266	کفالت نافذہ	(unconditional contract of guarantee)
267	کفالت مطلقہ	(absolute contract of guarantee)
268	کفالت مقیدہ	(restricted contract of guarantee)
269	کفالت موقتہ	(guarantee of limited duration)
270	لغو	(inoperative)

271	لُقْطَةٌ	(founded article)
272	ماذون	(permitted person)
273	مانع	(preventive/ prohibitive)
274	مالِ متقوم	(things with commercial value/valuable goods)
275	مال غیر متقوم	(things without commercial /non valuable goods) value
276	مالِ منقول	(movable property)
277	مالِ غیر منقول	(immovable property)
278	مالِ مغصوب	(property wrongfully appropriated)
279	مال مُحْرَز	(protected goods)
280	مارّة	(passers)
281	مباح	(permissible)
282	مجاز	(metaphorical)
283	مُسَاقَاة	(crop sharing contract over the lease of a plantation /partnership in trees and work)
284	مُسْتَأْجِرٌ	(employer/lessee)
285	معاملات	(civil obligations)
286	مناکحات	(domestic relations)
287	مُهَايَأَة	(partition of usufruct/partition)
288	مہایاۃ زمانی	(partition of usufruct by time)

(partition of usufruct by place)	مہایاۃ مکانی	289
(subject matter of the sale/cold/commodity)	مبیع	290
(investor)	مُبْضِعٌ	291
(interpreter)	مُتَرْجِم	292
(period of the option)	مدت خیار	293
(person causing the destruction)	مُتَسَبِّبٌ	294
(common article)	مثلی اشیاء	295
(priced goods)	مُثَمَّنٌ	296
(mad/lunatic)	مجنون	297
(continuously mad)	مجنونِ مُطْبِق	298
(intermittent mad)	مجنون غیر مُطْبِق	299
(transferred property)	مُحَال بِه	300
(transferee)	مُحَال عَلَیْه	301
(creditor)	مُحَال لَهُ	302
(retention)	محبوس	303
(interdicted person)	مَحْجُوْرٌ	304
(subject matter of the judgement)	محکوم بہ	305
(losing party)	محکوم علیہ	306
(successful party)	محکوم لہ	307
(arbitrator)	مُحَكَّمٌ (ثالث)	308

(debtor)	مُحِیْلٌ	309
(claimant/plaintiff)	مدعی	310
(defendant)	مدعی علیہ	311
(subject matter of the action)	مدعی بہ	312
(civilised being)	مدنی الطبع	313
(things estimated by measure of length)	مذروعی اشیاء	314
(pledgee)	مُرْتَهِنٌ	315
(person transmitting information)	مُرْسِلٌ	316
(the recipient of the information)	مُرْسَل اِلَیْه	317
(mortal sickness)	مرض الموت	318
(case)	مرافعہ	319
(adolescence or teenage)	مراہق	320
(sealed writing)	مستورہ	321
(person employing capital)	مُسْتَبْضِعٌ	322
(custodian or keeper)	مُسْتَوْدَعٌ	323
(manufacturer)	مُسْتَصْنِعٌ	324
(lender)	مُعِیْرٌ	325
(borrower)	مُسْتَعِیْرٌ	326
(undivided jointly owned property)	مُشَاعٌ	327
(buyer/purchaser)	مُشْتَرِی	328

329	مشفوع بہ	(pre-empted property)
330	مُصَالِحٌ	(settlor/arbitrator)
331	مصالح علیہ	(settled consideration)
332	مصالح عنہ	(subject matter of the dispute)
333	مُضَارَبَت	(sleeping /partnership of capital and labour) partnership
334	مضارِب	(fund manager/workman)
335	مضاربت مطلقہ	(absolute partnerships of capital and labour)
336	مضاربت مقیدہ	(limited partnership of capital and labour)
337	مضاربت فاسدہ	(voidable partnership of capital and labour)
338	مطلق	(unconditional)
339	مَعْتُوْہ/حواس باختہ	(imbecile)
440	مُعَدٌّ لِلاسْتِغْلال	(prepared for lease)
441	معدوم	(non existent)
442	معمولی نقصان	(lesser injury)
443	مقدرات	(estimated things)
444	مُقِرٌّ	(admittor)
445	مُقَرٌّ لَهُ	(admittee)
446	مُقَرٌّ بِهِ	(admitted goods)

(fixed price)	مقررہ قیمت	447
(restricted)	مقید	448
(those who hire animals)	مُکَارِیٌ	449
(indirect ownership)	ملک بالسبب	450
(absolute ownership)	ملک مطلق	451
(person guaranteed)	مکفول عنہ	452
(one for whom guarantee is given)	مکفول لہ	453
(subject matter of the guarantee)	مکفول بہ	454
(things estimated by measure of capacity)	مکیلی اشیاء	455
(article finder)	مُلْتَقِطٌ	456
(forbidden)	ممنوع	457
(person making the deposit for safe keeping)	مُوْدِعٌ	458
(trustee)	مُوْدَع	459
(things estimated by measure of weight)	موزنی اشیاء	460
(gift)	موہوب	461
(donee/devisee)	موہوب لہ	462
(principal)	مُوَكِّلٌ	463
(authorised act)	مُوَكَّل بِهِ	464
(law/text)	نص	465
(cash)	نقود	466

(minus value of land)	نقصانِ ارض	467
(alimony)	نفقہ	468
(inheritor/heir)	وارث	469
(religious endowment)	وقف	470
(power of attorney/agency)	وکالت	471
(deputy/agent/proxy/attorney)	وکیل	472
(agency agreement)	وکالت	473
(agent for sale)	وکیل بالبیع	474
(agency to receive)	وکیل بالقبض	475
(agency for litigation)	وکیل بالخصومہ	476
(deputy defendant)	وکیل مُسَخَّر	477
(guardian)	ولی	478
(private guardianship)	ولایت خاصہ	479
(public guardianship)	ولایت عامہ	480
(inheritance)	وراثت	481
(gift giver/donor)	واہب	482
(deposit)	ودیعت	483
(will/testament)	وصیت	484
(supposition)	وہم	485

”ضروری یادداشت“

نمبر شمار	عناوین
1	
2	
3	
4	
5	
6	
7	
8	
9	
10	
11	
12	
13	
14	
15	
16	

	17
	18
	19
	20
	21
	22
	23
	24
	25
	26
	27
	28
	29
	30
	31
	32
	33
	34
	35
	36

	37
	38
	39
	40
	41
	42
	43
	44
	45
	46
	47
	48
	49
	50
	51
	52
	53
	54
	55
	56

voice: 042-37300642 - 042-37112954
Email : zaviapublishers@gmail.com
Website: www.zaviapublishers.com